

حَيَاةُ الْمَوَاتِ فِي بَيَانِ سَمَاعِ الْأَمْوَاتِ

# مرد کے لئے اور پہچانے میں؟

تصنيف

شیخ الاسلام و المسلمین  
امام احمد رضا خان مٹ بریلوی

تَحْقِيقُ وَ تَكَاثُفُ

ڈاکٹر قاری ابوالاحمد سید ارشد مسعود چشتی ضوی

بازوئے ظلال علی، دارالعلوم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

ماہنامہ

کنجشہر اہل سنت، مقدم العلماء الاخیرون

حضرت مولانا مظفر حسین شاہ قادیانی صاحب نظر الاعالیٰ

مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

www.waseemziyai.com



August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن و سنت کا عظیم ادارہ۔

# مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

## مختصر تعارف

شعبہ ناظرہ: 200

شعبہ حفظ: 145

شعبہ تجوید: 11

درس نظامی: 105

طلباء

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچہ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

باورچی: 2 خادم: 4 چوکیدار: 2

مدرسہ  
کاسٹاف

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

## مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھا در کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNES STREET BRANCH  
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)  
ACC NO: 00500025657003 - branchcode: 0050

f @markazuloom

▶ waseem ziyai

www.waseemziyai.com

حَيَاةُ الْمَوَاتِ فِي بَيَانِ سَمَاعِ الْأَمْوَآتِ

# مرد سے زندگی اور پہچان سے ہیں؟

تصنیف

شیخ محمد ابراہیم  
اسلمی حضرت امام احمد رضا خان مٹ بریلوی  
تجزیہ و تحاشیہ

ڈاکٹر قاری ابوالاحمد محمد ارشد مسعود پشی رضوی

بلائیٹنگ لکچرل، دارالعلوم دہلی، حیدرآباد، سندھ، پاکستان

باعتما

تشیع لکچرل سنت، مقدمہ امامہ الداعیہ

حضرت مولانا مظفر حسین قادری صاحب دہلی

بِزْءِ عِلْمٍ وَدَانِشِ (انٹرنیشنل)

## جملہ حقوق ترجمہ و تخریج محفوظ ہیں

نام کتاب ----- مردے سنتے اور پہنچاتے ہیں؟  
مصنف ----- اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ  
تخریج ----- ڈاکٹر قاری محمد ارشد مسعود چشتی رضوی  
باہتمام ----- ضیغم اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید مظفر حسین شاہ صاحب  
صفحات ----- 728  
اشاعت اول ----- صفر المظفر ۱۴۳۹ھ / اکتوبر ۲۰۱۷ء  
قیمت -----  
ناشر ----- بزم علم و دانش انٹرنیشنل کراچی

### ملنے کا پتا

بزم علم و دانش انٹرنیشنل کراچی  
مکتبہ برکات المدینہ جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی  
مکتبہ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی  
دارالقلم اسلامک ریسرچ سنٹر وائٹڈ گوجرانوالہ  
مسلم کتابوی دربار مارکیٹ لاہور  
شبیر برادر زاردو بازار لاہور



# نعت

از: امام اہلسنت امام احمد رضا مفتی محمد تقویٰ برکاتی ہفتی، بریلوی رحمہ اللہ علیہ

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا  
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستان بنایا  
تجھے حمد ہے خدایا

وہ کنواری پاک مریم وہ نَفَعَتْ فِیہ کا دم  
ہے عجب نشانِ اعظم مگر آمنہ کا جایا  
وہی سب سے افضل آیا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے  
کبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا  
تجھے یک نے یک بنایا

کبھی خاک پر پڑا ہے سر چرخ زیرِ پا ہے  
کبھی پیش در کھڑا ہے سر بندگی جھکایا  
تو قدم میں عرش پایا

ارے اے خدا کے بند کوئی میرے دل کو ڈھونڈو  
میرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خدایا  
نہ کوئی گیا نہ آیا

ہمیں اے رضا تیرے دل کا پتہ چلا بمشکل  
دیرِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا  
یہ نہ پوچھ کیسا پایا

## فہرست مقاصد وفصول کتاب مستطاب حیاة الموات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
129	نوع دوم احادیث سماع و ادراک اہل قبور۔	5	مقدمہ باعث تالیف و نقل تحریر خلاف میں۔
129	فصل اول اہل قبور سے حیا کرنے میں۔	20	مقصد اول تحریر مخالف پر (35) اعتراض دونوع میں۔
132	فصل دوم احیاء کے آنے پاس بیٹھنے بات کرنے سے مردوں کا جی بہلتا ہے۔	20	نوع اول اعتراضات مقصودہ
135	فصل سوم احیاء کی بے اعتدالی سے اموات کو ایذا ہوتی ہے۔	39	صنف دیگر اکابر خاندان عزیزی کے اقوال سے تحریر خلاف کا رد۔
161	فصل چہارم صریح حدیثیں کہ مردے زائروں کو پہچانتے اُن کا سلام سنتے جواب دیتے ہیں۔	47	صنف دیگر بحث اعتقاد نفع و ضرر۔
183	فصل پنجم صریح حدیثیں کہ مردے نہ فقط سلام بلکہ ہر آواز و کلام سنتے ہیں۔	67	نوع دوم تحریر خلاف وہابیہ کے بھی خلاف ہے۔
183	چھ حدیثیں کہ مردہ جوتوں کی پھل سنتا ہے۔	73	فائدہ جلیلہ کریمہ انک لا تسمع الموتی کی بحث۔
194	چھ حدیثیں کفار مقتولین بدر سے کلام	79	مقصد دوم احادیث
			نوع اول بعد موت بقائے روح و صفات افعال روح میں، اموات کا اہل دنیا کو دیکھنا اُن سے کلام کرنا روح مومن کا جہاں چاہنا جانا وغیر ذلک۔



## فہرست مقاصد وفصول کتاب مستطاب حیۃ الموت

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فصل (7) مردے اپنے زائر کو دیکھتے پہچانتے اور اُس کی زیارت پر مطلع ہوتے ہیں۔	206	چار حدیثیں تلقین میت میں۔
303		214	وصل آخر صحابہ کا اہل قبور سے باتیں کرنا۔
	فصل (8) مردے زائر سے کلام کرتے اور اُس کے سلام و کلام کا جواب دیتے ہیں۔	222	مقصد سوم اقوال علماء
309		261	تمہید روحیں موت سے نہیں مرتیں۔
	فصل (9) اولیاء کی کرامتیں، اولیاء کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں۔	266	فصل (1) موت صرف مکان بدلنا ہے نہ کہ جماد ہو یا۔
315		275	فصل (2) بعد موت علوم و افعال روح بدستور رہتے بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔
321	فصل (10) فیض و امداد اولیاء بعد وصال۔	283	فصل (3) اموات کا علم دُنیا و اہل دُنیا کو بھی شامل۔
338	فصل (11) تصریحات علماء کہ سلام قبور دلیل قطعی سماع موتی ہے۔	285	فصل (4) اموات سے حیا کرنے میں۔
342	فصل (12) اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام۔	291	فصل (5) افعال احیاء سے تاؤذی اموات میں۔
345	فصل (13) بعد دفن تلقین میت میں		فصل (6) ملاقات احیاء و ذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے۔
368	فصل (14) ارواح کرام کوندا اور اُن سے طلب دُعا۔	296	

## فہرست مقاصد وفصول کتاب مستطاب حیاۃ الموات

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	فائدہ ثالثہ ارواح مومنین کو اختیار ہوتا ہے کہ آسمان وزمین میں جہاں چاہیں جائیں۔	381	فصل (15) بقیہ تصریحات سماع اموات۔
446	فائدہ رابعہ ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور و نزدیک سب یکساں ہیں۔	392	نوع دوم اقوال خاندان عزیزی۔
	فائدہ خامسہ اس لیے انہیں ہر جگہ سے ندا جائز اور سب جگہ ان کی امداد واصل۔	392	وصل (1) علم و سمع و بصر اموات۔
449	تذیل وہابیہ کے طور پر تمام خاندان دہلی غوث اعظم و غوث الثقلین کہہ کر مشرک ہوا یہاں تک کہ خود میاں اسماعیل و مولوی اسحاق صاحب۔	400	وصل (2) بقائے تصرفات اولیاء بعد وصال۔
450	تنبیہ مہم واجب الملاحظہ ہر مسلم کہ وہابیت حق ہے تو صحابہ کرام سے شاہ عبد العزیز صاحب تل معاذ اللہ سب مشرک ہیں۔	404	وصل (3) فیض و امداد اولیاء بعد وصال۔
		428	وصل (4) استمداد و ندائے اولیاء۔
		436	خاتمہ فتوائے علمائے حرمین شریفین در بارہ سماع موتی۔
		445	تمکیل جلیل چند فوائد عالیہ کی یاد دہانی میں۔
454			فائدہ اولی سماع موتی کا منکر بدعتی گمراہ ہے۔
			فائدہ ثانیہ المل قبور کا علم و سمع و بصر ہمیشہ ہے ہاں جمعہ کے دن زیادہ ہوتا ہے۔
456			



## فہرست رسالہ الوفاق المتین بین سماع الدفین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
509	انسان حقیقت عرفیہ ہے۔ مقدمہ سادسہ، صفات بدن دو قسم ہیں اصلیہ مطلقہ اور طبیعہ مشروط	462	عائذہ جلیلہ تحقیق مسئلہ یمین میں۔ مقدمہ اولی، موت بدن کی صفت ہے نہ روح کی مگر اطلاق اس پر بھی آتا ہے۔
524	بجیات۔ مقدمہ سابعہ، تحریر محل نزاع کلام سماع ارواح میں ہے ابدان سے غرض نہیں۔	473	مقدمہ ثانیہ، مدرک روح ہے نہ بدن مگر نسبت اس کی طرف بھی کرتے ہیں۔
526	جواب اول، بارہ دلائل قاہرہ اور پچیس شواہد پر مشتمل کہ مراد مشائخ صرف انہی سماع بدن مردہ ہے۔	479	مقدمہ ثالثہ، روح کی حیۃ مستمرہ ہے قبر میں اعادہ حیات بدن کے لیے ہے پھر بھی استمرار ضرور نہیں۔
531	تقریر کلام مشائخ اعلام۔	487	مقدمہ رابعہ، سمع و بصر کے تین معنی ہیں۔
566	کلام مشائخ کے یہ معنی لیے جائیں تو اتنے فوائد ہیں ورنہ اتنے ضرر اور حاصل کچھ نہیں۔	493	مقدمہ خامسہ، انسان کی حقیقت کیا ہے۔
577	تبئیہ، بعض مسائل میں اہل بدعت و اہل سنت متفق ہوتے ہیں اور ماخذ مختلف مسئلہ تلقین بھی	500	مصنف کی تحقیق انیق کہ انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہے اور تعلق برزخی بھی بقائے انسانیت کو کافی مع ہذا بدن پر بھی اطلاق

## فہرست رسالہ الوفاق المتین بین سماع الدفین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
663	بیشی سے ادراکات روح پر کچھ اثر نہیں۔	579	ایسا ہی ہے۔
666	جواب پنجم، مسئلہ فقہیہ نہیں تو ماخذ کے خلاف چلنا جہل مبین۔	583	تنبیہ، بدن میت کو خارجی صدمہ بھی ایذا دیتا ہے یہی رائج ہے اور نہ بھی ہو تو مسئلہ سماع کو اصلاً مضر نہیں۔
669	عقائد میں چار چیزوں کا اتباع ہے، کتاب و سنت و اجماع و امت و سواد اعظم علمائے ملت۔ چاروں ہمارے ساتھ ہیں، مخالف کی طرف کچھ نہیں۔	589	جواب دوم، منفی سماع بالآلات بدن ہے۔
672	جواب ششم، بالفرض یہ اقوال قابل احتجاج ہوں بھی تاہم تطبیق کیجیے خواہ ترجیح لیجیے ہر طرح میدان اہل سنت کے ہاتھ ہے۔	611	فائدہ جلیلہ، بحث انکار اُم المؤمنین صدیقہ۔
674	دس وجہ ترجیح مذہب اہل سنت۔	622	جواب سوم، جامع الجوابین۔
		623	جواب چہارم، یہ قول معتزلہ ہے۔
		640	جلیلہ عظیمہ مشتمل بر چار عائدہ۔
		641	عائدہ اولی، یہاں مذہب وہابیہ ضرور مذہب معتزلہ ہے۔
		647	عائدہ ثانیہ، نفی ادراک موتی میں تخصیص امور دنیویہ کا رد۔
		652	عائدہ ثالثہ، عدم ادراک میں عذر حائل و حجاب و استغراق کا رد۔
			عائدہ رابعہ، تعلقات بدن کی کمی



## فهرست آیات قرآنیہ - حیاة الموات

الآية	سورة	صفحه
"إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"	البقرة: 20	20
"وَمَا هُمْ بِضَارِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ"	البقرة: 102	50
"وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ"	البقرة: 272	73
"أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا"	النساء: 11	50
"إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ"	الاعراف: 201	220
"وَإِذَا قرءَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعُوا لَهُ"	الاعراف: 204	383
"لَلَّهِ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ"	يونس: 59	457
"إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ"	يونس: 69	37
"الآن وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ"	يونس: 91	75
"وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ"	يوسف: 106	11
"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"	الرعد: 28	355
"يُعِثُّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ"	إبراهيم: 27	354
"وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ"	الاسراء: 44	299
"وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ"	الحج: 74	35
"وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا"	النور: 40	274
"إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى"	النمل: 80	72
"إِنْ تَسْمَعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا"	النمل: 81	74
"سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا تَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ"	القصاص: 55	458

## فهرست آيات قرآنيه - حياة الموات

الآية	سورة	صفحه
"إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ"	القصص: 56	73
"وَمَا يَجْعَلُ آيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ"	عنكبوت: 49	38
"إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ"	الفاطر: 22	74
"وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ"	الفاطر: 22	77.398
"مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ"	الصفات: 154	457
"أَفَعَيْنَا بِالْخُلُقِ الْأَوَّلِ"	ق: 15	21
"وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ"	الرحمن: 46	220
"كَمَا يَيْئَسُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ"	المتحنة: 13	38
"أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَلْدُسُونَ"	القلم: 37.38	457

## فهرست الأحاديث والآثار - حياة الموات

"أَحْسِنُوا الْكَفَنَ وَلَا تُؤْذُوا مَوْتَاكُمْ بِعَوِيلٍ"	146
"الدِّينُ النَّصْحُ لِكُلِّ مُسْلِمٍ"	16
"إِذَا سُوِيَ عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرُهُ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ"	213
"إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ"	60
"إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ إِخْوَانِكُمْ فَسَوِّتُمْ التُّرَابَ عَلَيْهِ"	206
"إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَمَلَكَ قَابِضُ نَفْسِهِ"	114
"إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ يَعْرِفُهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ"	168

صفحة	الأحاديث والآثار
95	"إِذَا وُضِعَ الْمَيِّتُ عَلَى سَرِيرِهِ".
94	"إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ".
151	"أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي مَوْتِهِ كَأَذَاهُ فِي حَيَاتِهِ".
125	"الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ يَمْشِي بِهِ مَعَ الْجَنَازَةِ".
59	"اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ".
215.216	"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ أَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا".
63	"أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ".
194	"إِطْلَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ".
34	"اَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَكَّلَ لِي مَلَكًا".
148	"الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبَكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ".
293	"الْمَيِّتُ يُؤْذِيهِ فِي قَبْرِهِ مَا يُؤْذِيهِ فِي بَيْتِهِ".
179	"اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ".
141	"إِلَيْكَ عَنِّي يَا رَجُلٌ وَلَا تُؤْذِنِي".
325	"أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي".
199	"إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ".
104	"إِنَّ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ التَّقِيَّ".
86	"إِنَّ الدُّنْيَا جَنَّةُ الْكَافِرِ وَسُجْنُ الْمُؤْمِنِ".
25	"إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ".
186	"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا دُفِنَ يَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِهِمْ".

## فهرست الأحاديث والآثار - حياة الموات

114	"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ -"
183	"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ -"
124	"إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْرِفُ كُلَّ شَيْءٍ -"
185	"إِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِهِمْ -"
97	"إِنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يُغَسِّلُهُ وَيُحْمِلُهُ -"
147	"أَنَّهُ رَأَى نِسْوَةً فِي جَنَازَةٍ -"
365	"أَنَّهُ قَالَ فِي مُسَافِرٍ أَجْنَبٍ يَتَلَوُّمُ إِلَى آخِرِ الْوَقْتِ -"
132	"أَنَّ مَا يَكُونُ الْمَيِّتُ فِي قَبْرِهِ -"
102. 103	"بَلَّغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: إِنَّ الشَّهيدَ إِذَا اسْتُشْهِدَ -"
182	"بَلَّغْنِي أَنَّ الْمَوْتَى يَعْلَمُونَ بِزَوَارِهِمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ -"
122	"بَلَّغْنِي أَنَّهُ: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ -"
52	"بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ -"
127	"حَدَّثْتُ أَنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْتَبْشِرُ -"
215	"حَيْثُمَا مَرَّرْتَ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ -"
217	"دَخَلْنَا مَقَابِرَ الْمَدِينَةِ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَنَادَى يَا أَهْلَ الْقُبُورِ -"
285	"سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ إِلَهِي لِأَسْتَحْيِي مِنَ الْأَمْوَاتِ -"
180	"سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ -"
328	"شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ -"
190	"شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ دَفْنِهَا -"



## فهرست الأحاديث والآثار - حياة الموات

134	"فَإِذَا دَفَنْتُهُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ شُنًّا".
189	"فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نَعَالِكُمْ".
60	"فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَاْمُرْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ".
139	"قُمْ فَقَدْ آذَيْتَنِي".
205	"كَانَتْ امْرَأَةٌ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَتْ فَلَمْ يَعْلَمْ بِهَا النَّبِيُّ ﷺ
141	"كَسُرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ".
69	"كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ".
152	"كَمَا أَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي حَيَاتِهِ".
146	"كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ".
129	"كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
11	"كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا".
58	"لَا تَنْسَنَا يَا أَحْمَى مِنْ دُعَائِكَ".
135	"لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ".
110	"لَا يُقْبَضُ الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَرَى الْبُشْرَى".
138	"لَقَدْ آذَيْتَنِي مِنْذُ اللَّيْلَةِ".
109	"لَقِيَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيُّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ".
130	"مَا أَبَالِي فِي الْقُبُورِ قَضِيَتْ حَاجَتِي".
91.92	"مَا شَبَّهَتْ خُرُوجَ الْمُؤْمِنِ مِنَ الدُّنْيَا".
161	"مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ".

## فهرست الأحاديث والآثار - حياة الموات

132	"مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ".
118.126	"مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَرُوحُهُ..."
99.117	"مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَهُوَ... الخ".
100	"مَا مِنْ مَيِّتٍ يُوَضَّعُ عَلَى سَرِيرِهِ".
50	"مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ".
11.47	"مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ".
51	"مَنْ ضَارَّ ضَارًّا لِلَّهِ بِهِ".
180	"مَنْ يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ الْقَبْرِ أَعْرِفْهُ".
187	"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وَضِعَ فِي قَبْرِهِ".
173	"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ".
200	"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ".
179	"وَاللَّهُ إِنَّا نَعْرِفُكُمْ كَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا".
59	"يَا أَخِي أَشْرِكُنَا فِي صَالِحِ دُعَائِكَ".
266	"يَا أَهْلَ الْخُلُودِ، يَا أَهْلَ الْبَقَاءِ".
153	"يَا بَنِي إِذَا وَضَعْتَنِي فِي لَحْدِي".
169	"يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ طَرِيقِي عَلَى الْمَوْتِ فَهَلْ مِنْ كَلَامٍ أَتَكَلَّمُ بِهِ".
136	"يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ، انْزِلْ مِنْ عَلَى الْقَبْرِ".
220	"يَا فُلَانُ {وَلَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ} ".
202	"يَسْمَعُونَ كَمَا تَسْمَعُونَ، وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ".

## فهرست آيات قرآنيه - الوفاق المتين

الآية	سورة	صفحه
"جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا"	البقرة: 22	462
"بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ"	البقرة: 169	472
"وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا"	آل عمران: 169	504.555
"أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا"	الأعراف: 195	483
"فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ"	الأنفال: 17	541
"اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ"	التوبة: 31	470
"وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ"	التوبة: 58	471
"قُلْ أَذُنٌ خَيْرٌ لَكُمْ"	التوبة: 61	484
"وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا"	الحجر: 28	500
"وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ"	الاسراء: 85	472
"خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ"	النحل: 4	508
"وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا"	الأنبياء: 32	463
"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِنَ الْبَعْثِ"	الحج: 5	501
"وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ"	المؤمنون: 12	523
"لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ"	النور: 63	579
"وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا"	الفرقان: 61	462
"وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا"	الروم: 51	538
"وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ"	السجدة: 7	523

## فهرست آيات قرآنيه - الوفاق المتين

501	الاحزاب: 72	"وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا"
539	فاطر: 18.23	"إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يُخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ"
493.516	يس: 52	"يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا"
503	يس: 77.78	"أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ"
500	الصافات: 11	"إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ"
491	غافر: 11	"رَبَّنَا أَمِثْنَا اثْنَتَيْنِ وَأُحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ"
491.504	غافر: 46	"النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا"
521	الذاريات: 23	"إِنَّهُ لَحَقُّ مِثْلٍ مِمَّا أَنْتُمْ تَنْطِقُونَ"
479	النجم: 11	"مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى"
470	النجم: 30	"ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ"
484	الحاقة: 12	"وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ"
504	نوح: 25	"أُغْرِقُوا فَأَدْخِلُونَا نَارًا"
502.501	القيامة: 3.10	"أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ"
483.502	الانسان: 2	"إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ"
517.522	عبس: 17	"قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرُهُ"
505	الفجر: 27	"يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ"
502	الشمس: 7.8	"وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"



## فهرست الأحاديث والآثار - الوفاق المتين

صفحه	الأحاديث والآثار
485	أَبْصَرَ عَيْنَايَ وَسَمِعَ أُذُنَايَ وَوَعَاةَ قَلْبِي .
505	إِذَا جُمِلَ الْبَيْتُ عَلَى نَعِيشِهِ رَفُرَفَ .
587	إِذَا دَفَنْتُهُونِي فَشُنُّوا عَلَى التُّرَابِ شَنًّا .
528.529	إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ .
616	السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ ،
618	السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ
591	أَكْثَرُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ .
604	أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ
504.505	الْقَبْرِ رَوْضَةً مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ .
473	اللَّهُمَّ رَبَّ الْأَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ، وَالْأَجْسَادِ الْبَالِيَةِ .
568	أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعَشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ
558	إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا بَكَى اسْتَعْبِرْ لَهُ صَوِيحْبَهُ .
528	إِنَّ أَرْوَاحَ آلِ فِرْعَوْنَ فِي أَجْوَافِ طَيْرٍ سُودٍ .
558	أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ امْرَأَةً مِنَ الْبُكَاءِ عَلَى ابْنِهَا .
605	إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .
587	إِنَّهُ لَيُنَاشِدُ بِاللَّهِ غَاسِلَهُ إِلَّا خَفَقَتْ غَسَلِي .
588	عَلَامَةٌ تَنْصُونُ مَيِّتَكُمْ ؟
559	فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَبْكِي .

## فهرست الأحاديث والآثار الوفاق المتين

473	كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْجَبَّانَةَ -
584.585	لَهَا انْهَزَمَتِ الرُّومُ يَوْمَ أَجْنَادِينَ -
484	مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ -
563	مَا مِنْ أَحَدٍ يَمْرُ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ -
537	وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لَنَا أَقُولُ مِنْهُمْ -
614	وَاللَّهُ لَوْ حَضَرَ تَكَّ مَا دُفِنْتَ إِلَّا حَيْثُ مِتَّ،

## پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین

اما بعد:

آج سے تقریباً پندرہ (15) سال قبل راقم الحروف جب قبلہ سیدی استاذی محدث کبیر مناظر اسلام حضرت العلام مولانا مفتی محمد عباس رضوی مدظلہ العالی کی خدمت مبارکہ میں ہوتا تھا بعض احباب کے بار بار بعض احادیث مبارکہ بالخصوص جو امام اہل سنت، شہنشاہِ علم و فن، مجددِ دین و ملت الشاہ الشیخ سیدی اعلم حضرت امام احمد رضا خان نور اللہ مرقدہ محدث بریلی کی بعض کتب میں مندرج ہیں کے حوالہ جات سے متعلق دریافت کرنے پر بعض کتب اعلیٰ حضرت کی تخریج کا کام شروع کیا تا کہ ان کتب اور ان میں مندرج احادیث و آثار و اقوال و حوالہ جات سے عام قاری بھی فائدہ اٹھائے اور اہل علم بھی تخریج حدیث میں وقت صرف کرنے کے بجائے دوسرے علمی کاموں میں وقت صرف کریں۔

پس ابتداءً **الأمن والعلی** (مطبوع)، بعض رسائل علم غیب جن

میں سے چند (مطبوع) ہیں اور **حیۃ الموات** (بایدیکم) وغیرہ شامل ہیں، اللہ عزوجل کی توفیق سے یہ کام تقریباً تین سال تک جاری و ساری رہا جس میں کافی حد تک حوالہ جات کی تخریج میں کامیابی نصیب ہوئی مگر بعد میں مراحل اشاعت اور بعض دوسری مصروفیات نے اس کام کو جاری رکھنا دشوار بنا دیا، جس کے بعد راقم الحروف بعض دوسری تحریروں کی طرف متوجہ ہوا جس میں افادات حضور محدث کبیر، مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی شامل ہیں جن کو بنام **مناظرے ہی مناظرے** (مطبوع)، **ہشت مسئلہ** (مطبوع) **دلائل محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ**

وسلم (مطبوع) وغیرہ اور ان کے ساتھ ساتھ امام ابن المقرئ اور ابن الأعرابی کے **ہاتھ پاؤں کے بوسہ** کے متعلق رسائل (مطبوع)، اور **نماز میں ہاتھ کھان باندھیں** (مطبوع)؟، **دعا بعد نماز جنازہ** (مطبوع)، **القول الجلی فی صلوة النبی** صلی اللہ علیہ وسلم (غیر مطبوع) وغیرہ تیار کیں اور اسی دوران راقم متحدہ عرب امارات چلا گیا اسی عرصہ میں قبلہ استاذ محترم کے وسیلہ سے مخدوم اہل سنت محترم جناب رفیق احمد برکاتی پر دیسی صاحب دام اقبالہ کے تعاون کتب کثیرہ حاصل ہوئیں، جس کے بعد قبلہ استاذ محترم کے زیر سایہ مزید کچھ وقت گزارنے کا شرف حاصل ہوا جس دوران حضرت علامہ قاری ابوعمار عبدالمجید صاحب مدظلہ کی تحریک پر **پانچ بت نامی** مقالہ بتوفیق ربانی پایہ تکمیل تک پہنچا جو کہ بعد میں 2009ء کو طبع ہوا۔

وطن واپسی پر مذکورہ کتب اعلیٰ حضرت کی جو تخریج باقی تھی اس کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ **خصائص الکبریٰ** امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوع) اور **الشفاء** امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ (غیر مطبوع) کی تخریج کا کام بھی شروع کر دیا اسی دوران مختلف مضامین **متعلقات شرک و بدعت اور مسائل نماز** وغیرہ پر کام کیا (جو کہ تقریباً 2100 صفحات پر مشتمل تین جلدیں ہیں، غیر مطبوع) یونہی ارشاد الحق اثری صاحب کے **فاتحہ خلف الامام** کے مسئلہ میں سورۃ الاعراف کی آیت مبارکہ: "وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَبِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" پر وارد کردہ اعتراضات کے جوابات پر تقریباً تین سو (300) صفحات پر بھی کام کیا مگر اشاعت وغیرہ جیسے دوسرے معاملات کی وجہ سے بعض اوقات ڈھارس ٹوٹ جاتی تو وقت مطالعہ و تقریر وغیرہ میں ہی گزرتا چلا گیا جس میں قبلہ استاذ محترم مدظلہ اکثر فرمایا کرتے تھے قاری صاحب (یہ ان کی شفقت ہے) اشاعت کی وجہ سے دل برداشتہ کیوں ہوتے ہیں طباعت ہماری



ذمہ داری نہیں ہے ہم جو کر سکتے ہیں اس کے مکلف ہیں اور محترم جناب رانا نعیم اللہ خان صاحب دام اقبالہ اکثر فرمایا کرتے کہ آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں ان شاء اللہ طبع ہو جائیں گی پس اسی طرح سستی و کاہلی میں وقت کرتا گیا اسی دوران زبیر علیزئی کی بے وقت کی راگنی کا دم بند کرنے کے لیے **براہین رضوی (مطبوع)** اور بعد میں **ضربات الحنفیۃ علی هامات الوہابیۃ (مطبوع)** تحریر کیں، پس چند سال قبل مرکز الاولیٰس حیدر آباد سندھ میں دورہ فہم دین کورس میں حاضری ہوئی جس میں بالمشافہ پہلی بار ضیغم اہل سنت، فخر السادات، مقدم العلماء الاغیرین حضرت علامہ مولانا پیر سید مظفر شاہ صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات ہوئی تو آپ نے ازراہ شفقت تحریر حوالہ سے کاموں کے متعلق پوچھا بتانے پر فرمانے لگے کہ **حقیقت تو سل آپ تیار کر دیں ہم اس کی اشاعت کا اہتمام کرتے ہیں مگر راقم نے عرض کی حضور اُس وہ اشاعت کے لیے کافی عرصہ سے پروگریسو بکس کے مالکان چوہدری غلام رسول صاحب کے صاحبزادہ جواد رسول صاحب کو دی ہوئی ہے جس کی پروف ریڈنگ بھی ہو چکی ہے اُمید ہے کہ وہ جلد شائع کر دیں گے اسی دوران بعض علماء کی آمد کی وجہ اور وقت کی قلت کے باعث مزید تفصیل سے گفتگو نہ ہو سکی البتہ یہ عرض کیا کہ حضرت کمپوزر سے معلوم کر کے عرض کر دوں گا کہ کون کون سے تیار ہیں مگر واپسی پر بعض دینی و دنیاوی مصروفیات کی وجہ سے اس طرف زیادہ توجہ نہ ہو سکی اسی دوران محترم جناب حضرت علامہ ظفر رضوی صاحب مدظلہ نے ایک مضمون بھجوایا جس کے متعلق کچھ تحریر کرنے کا حکم دیا مگر ابھی وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا تھا کہ راقم کو متحدہ عرب امارات جانا پڑا گیا وہاں سے واپسی پر اس کو **المقیاس فی تحقیق اثرا بن عباس رضی اللہ عنہما** کے نام سے مختصر تیار کر کے ان کو بھجوایا جو حیدر آباد سے انہوں نے قبلہ سید مظفر شاہ صاحب دام اقبالہ کے تعاون سے شائع کیا۔**

اس سال قبل از رمضان المبارک قبلہ شاہ صاحب دام برکاتہ خطاب کے سلسلہ میں سرزمین گوجرانوالہ تشریف لائے تو ملاقات کا شرف حاصل ہوا جس میں دوران گفتگو حضرت نے فرمایا آپ کے پاس ذات سیدی اعلیٰ حضرت کے حوالہ سے کون کون سے کام موجود ہیں میرے عرض کرنے پر فوراً فرمایا کہ حیاء الموت جیسی بے مثال کتاب پر کام آپ جتنی جلد ہو سکے یہ ہمیں دیں ہم بزم علم و دانش کی طرف سے شائع کرتے ہیں فقیر نے حامی بھرتے ہوئے عرض کی کہ کافی عرصہ ہو گیا اس پر کام کیے ہوئے ایک نظر دیکھ کر پیش کر دیتا ہوں۔

آپ کا دین متین کی خدمت اور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ سے محبت کا جذبہ جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ کراچی واپسی پر چند روز ہی گزرے ہونگے کہ حضرت نے راقم سے رابطہ فرما کر پوچھا کہ آپ نے ابھی تک بھیجی نہیں، میں نے عرض کی حضرت اس کی تخریج تو تقریباً موجود ہے مگر اشاعت کے تقاضوں پر سیٹنگ اور تیاری مکمل نہیں جس کے لیے کچھ وقت درکار ہے فرمایا اچھا جلد از جلد تیار کر کے بتائیں اسی دوران محترم جناب میثم عباس قادری صاحب سے دوران گفتگو معلوم ہوا کہ ان کے پاس حیاء الموت کا طبع دوم جو کہ بریلی شریف سے شائع شدہ ہے موجود ہے اس کو سامنے رکھ کر تقابل کر لیا جائے اسی دوران فقیر کے شفیق و محترم چچا جان میاں محمد یوسف بھٹی کا انتقال ہو گیا اللہ رب العزت ان کی بخشش و مغفرت فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔ پسی اسی طرح اس کی اشاعت میں تاخیر ہوتی گئی مگر قبلہ شاہ صاحب اکثر رابطہ فرماتے رہے اور جلد از جلد تیاری کا حکم فرماتے رہے، مگر اللہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ وقت پر اب یہ کاوش آپ احباب کے ہاتھوں میں ہے اس میں موجود جو بھی خوبی ملاحظہ فرمائیں وہ اللہ عز و جل کی طرف سے ہے اور جو بھی کمی و کوتاہی ہوگی وہ بشری تقاضوں کے باعث راقم کی طرف سے تصور ہوگی، راقم نے اپنی استطاعت و قوت کے مطابق کوشش

کی ہے کہ اس سے اغلاط کو دور کیا جاسکے مگر انسان مرکب من الخطاء والنسیان کے تحت آپ احباب سے عرض ہے کہ جہاں کوئی کمی و غلطی جانے فقیر کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ اس کا ازالہ کیا جاسکے۔

### کچھ تخریج و حاشیہ کے بارے میں

جیسا کہ پیچھے عرض کیا گیا کہ اس تخریج سے مقصد صرف حوالہ جات کی نشان دہی کرنا تھا نہ کہ اپنی تحقیق کو پیش کرنا حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت نے جہاں جس روایت کے بارے میں کوئی قول یا حکم ذکر کیا ہے اس کو کسی بزرگ کے حوالہ سے بیان کر دیا جائے الا یہ کہ کہیں کچھ کلام ذکر دیے گئے ہیں۔

تخریج میں بعض مقامات پر حوالہ جاتی نسخوں میں فرق بھی موجود ہے جس کا سبب یہ ہے کہ راقم الحروف نے جب ابتداء اس کی تخریج شروع کی تھی تو اس وقت قبلہ استاد محترم کی لائبریری سے استفادہ کیا وہاں موجود بعض کتب کے مطبوع نسخوں اور بعد میں اپنے پاس موجود کتب جو کہ بعد میں دستیاب ہوئیں کے مطبوع نسخوں میں فرق ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ نظر ثانی کے وقت مکتبہ الشاملہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔

یہ بھی یاد رہے راقم نے اس کتاب کے متن کی تصحیح کے لیے ابتداء چار نسخے سامنے رکھے جن میں بنیاد مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی شریف کے نسخہ کو بنایا گیا ہے اور اس کے ساتھ معاونت کے لیے حامد اینڈ کمپنی لاہور، فتاویٰ رضویہ جدید میں موجود نسخہ، رضا فاؤنڈیشن کانٹھ، دوران میں ایک نسخہ کا اضافہ ہوا جو کہ اعظمیہ پبلی کیشنز کی طرف سے شائع کیا گیا تھا، بریلی شریف کے نسخہ کے لیے رمز "ب" جبکہ حامد اینڈ کمپنی کے نسخہ کے لیے رمز "ح"، فتاویٰ رضویہ میں موجود نسخہ کے لیے رمز "فر"، رضا فاؤنڈیشن کے نسخہ کے لیے رمز "ر" اور اعظمیہ کے لیے رمز "الف" استعمال کی گئی ہیں، شروع میں خیال یہ تھا کہ پوری کتاب کے

متن کو سامنے رکھتے ہوئے نشاندہی کی جائے مگر طوالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بعد میں راقم نے آیات و احادیث، آثارِ صحابہ و تابعین میں تصحیح متن میں نشاندہی کر دی ہے کہ فلاں نسخہ میں ایسے ہے اور فلاں میں یوں باقی کو ترک کر دیا ہے جس سے مقصد صرف اور صرف یہ تھا کہ مذکورہ نسخوں کے ناشرین ان مقامات پر تصحیح کر لیں۔

یاد رہے کہ بعض مقامات پر حاشیہ بھی لگایا گیا ہے اور بعض مقامات پر آئمہ و علماء کا مختصر تعارف بھی ذکر کیا گیا ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت کے حاشیہ کے لیے (☆) کو استعمال کیا گیا ہے جبکہ بعض جگہ صرف ☆ لگا کر کسی امر کی نشان دہی کی گئی ہے جو کہ راقم کی طرف سے ہے، یونہی بعض مقامات پر [] یا () میں عبارت کی تصحیح میں استعمال کیا گیا ہے، جبکہ تراجم فتاویٰ رضویہ جدید سے لیے گئے ہیں الایہ کہ کہیں کہیں خود کر دیا گیا ہے۔

آخر میں راقم ان تمام بزرگوں و احباب کا شکر گزار ہے جن کی رہنمائی اور شفقت و دعاؤں سے راقم اس قابل ہوا بالخصوص اپنے والد مکرم حضرت علامہ مولانا قاری محمد اشرف چشتی صاحب اطال اللہ عمرہ و علمہ و عملہ و رزقنی بمنہ برہ جنہوں نے بچپن سے لے کر ہر موقع پر کبھی پیار و محبت سے اور کبھی سختی سے راہِ حق کی طرف میری رہنمائی فرمائی اور ہر وقت اپنی دعاؤں میں یاد رکھا اور رکھتے ہیں جن کی دعائیں راقم کے لیے کامیابی و کامرانی کا سبب و ذریعہ ہیں اور اپنے تمام اساتذہ بالخصوص محدث کبیر حضرت العلام مولانا مفتی محمد عباس رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا جنہوں نے راقم کو نہ صرف مطالعہ احادیث و اصول حدیث کی لگن لگائی بلکہ حصول کتب میں بھی بہت زیادہ معاونت اور ہر مشکل وقت میں اصلاحی و علمی رہنمائی فرمائی اور فرماتے ہیں۔

اور اپنے برادر عزیز حضرت علامہ قاری شہزاد خان صاحب حافظ آبادی، اور فاضل جلیل عالم نبیل حضرت علامہ مولانا محمد عدنان چشتی صاحب کا جو اکثر علمی و تحقیقی کاموں میں راقم



کے ساتھ معاونت و مشاورت میں اپنے قیمتی وقت صرف کرتے ہیں۔

یونہی راقم تہہ دل سے مشکور ہے سرپرست بزم علم و دانش ضیغم اہل سنت حضرت علامہ پیر سید مظفر شاہ صاحب دام اقبالہ کا جنہوں نے نہ صرف اس کتاب کی اشاعت کا اہتمام فرمایا بلکہ ہر لمحہ ممکنہ تعاون فرماتے ہیں اور ان کے متعلقین و معاونین کا بھی جو اس کار خیر میں ان کے شانہ بشانہ ایسے دور میں خدمت دین متین کے جذبہ کے ساتھ چل رہے ہیں جس میں مشاغل دُنیا نے لوگوں کو نہ صرف مال و زر کو جمع کرنے میں لگا دیا ہے بلکہ خدمت دین متین سے بہت دور دیا ہے۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار راقم الحروف اور اس کے والدین، اساتذہ اور معاونین کے لیے اس کاوش کو ذریعہ نجات بنائے آمین یا رب العالمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ابو احمد محمد ارشد مسعود چشتی رضوی۔ 22\08\2017

بانی و ناظم اعلیٰ: دار القلم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان۔ 03006522335

## بسم الله الرحمن الرحيم

## حرف آغاز

از قلم: مناظر اہل سنت حضرت علامہ ومولانا مفتی

**محمد اختر رضا خان** صاحب مصباحی مجددی مدظلہ العالی، مہراج گنج (انڈیا)

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی اس عظیم اور عمیقی شخصیت کا نام ہے جو احقاق حق و ابطال باطل نیز دین و سنیت کی ترویج و اشاعت اور بے لوث خدمات کے حوالے سے قطعاً محتاج تعارف نہیں۔ آپ جیسا جامع العلوم وسیع النظر اور کثیر التصانیف اور متبحر عالم آپ کے زمانے سے لیکر آج تک دوسرا کوئی نظر نہیں آتا اور کیوں نہ ہو کہ آپ مروجہ تمام علوم دینیہ مثلاً: علم القرآن، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، کلام، تصوف، تاریخ، سیرت، معانی، بیان، بدیع، عروض، منطق، فلسفہ، توحید، ریاضی، میں یکتائے زمانہ تھے۔ طب، علم جفر، تفسیر، زیجات، جبر و مقابلہ، لوگارثم، جیومیٹری، مثلث کروی وغیرہ علوم میں بھی آپ کامل مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے پچاس سے زائد علوم و فنون میں تقریباً ایک ہزار تصانیف کا ذخیرہ بطور یادگار چھوڑا ہے، بلکہ ہر فن میں اپنی قیمتی تحقیقات سے چار چاند لگا دیے ہیں آپ کی ذات لیس علی اللہ بمستنکر ان بجمع العالم فی واحد کی مکمل مصداق تھی۔

یہی وجہ ہے کہ آپ کے تبحر علمی کا اعتراف صرف عجم ہی کو نہیں بلکہ علماء عرب کو بھی ہے، چنانچہ حافظ کتب حرم مکہ علامہ سید اسماعیل خلیل مکی رحمۃ اللہ علیہ نے جب آپ کے بعض فتاویٰ کا مطالعہ کیا تو برجستہ پکار اٹھے: "واللہ أقول والحق أقول أنه لو رآها ابو حنیفة النعمان لأقرت عينه ولجعل مؤلفها من جملة الأصحاب"۔

میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر امام اعظم ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ ان فتاویٰ کو دیکھتے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں اور ان فتاویٰ کے مؤلف یعنی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے تلامذہ میں شامل کر لیتے۔

(فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں 84 بحوالہ الاجازات المتینة ص 9)  
بلکہ لطف کی بات تو یہ ہے کہ جن لوگوں کو آپ سے شدید اختلافات تھے وہ بھی آپ کی فقاہت اور علوم اسلامیہ میں آپ کی بے مثال مہارت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے  
مولوی ابوالحسن علی ندوی کے والد مولوی عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: "برع فی العلم وفاق أقرانه فی کثیر من الفنون لاسیما الفقه والأصول".

(الإعلام بمن فی تاریخ الهند من الأعلام المسمی بـ (نزهة الخواطر و بهجة المسامع والنواظر) ج ۱ بعنوان المفتی احمد رضا البریلوی)۔

یعنی بیشتر علوم و فنون میں خصوصاً فقہ اور اصول فقہ میں اپنے معاصرین پر فائق تھے۔

ناظم ندوہ مولوی ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں: "یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقه الحنفی و جزئیاتہ، یشہد بذلك مجموع فتاواه و کتابہ کفل الفقیہ الفاہم فی أحكام قرطاس الدراہم الذی ألفہ فی مکة سنة ثلاث وعشرين و ثلاثمائة وألف". (نزهة الخواطر ج ۸ ص ۱۰۱)

ان کے زمانے میں فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی میں شاید ہی کوئی ان کا ہم پلہ ہو اس حقیقت پر ان کا فتاویٰ اور ان کی کتاب کفل الفقیہ شاہد ہے جو انہوں نے 1323ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی۔ سبحان اللہ الفضل ما شہدت بہ الاعداء

مگر پھر بھی دل کا نفاق کہیں نہ کہیں ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔ چنانچہ یہی علی میاں ندوی اپنی جماعتی روش سے مجبور ہو کر امام اہل سنت کی تنقیص شان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قلیل البضاعة فی الحدیث والتفسیر"۔

یعنی امام احمد رضا کی اہلیت حدیث و تفسیر میں بہت کم تھی۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علی میاں ندوی کے اس غیر منصفانہ بلکہ خالص متعصبانہ تبصرے پر چشم کشا اور حقیقت افروز گفتگو تو ہم آگے کے سطور میں کریں گے ان شاء اللہ مگر اس مقام پر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ناظم ندوہ کا یہ تبصرہ اگر عالم سکر میں نہیں تھا تو بلاشبہ یہ ان کے حسد قلبی کا نتیجہ ہی ہے جو دن کے اجالے میں چمکتے ہوئے سورج کا انکار کر رہے ہیں۔ امام احمد رضا کی تصانیف و تحریرات کا مطالعہ کرنے والا ہر شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امام احمد رضا مروجہ تمام علوم اسلامیہ میں مہارت تامہ رکھنے کے باوجود علم القرآن، علم الحدیث اور علم الفقہ میں اپنی مثال آپ تھے اور خاص کر علم حدیث میں تو آپ امیر المؤمنین فی الحدیث کے مرتبہ پر فائز تھے کہ آپ کے زمانے سے لیکر آج تک آپ جیسا کوئی محدث پیدا نہیں ہوا۔

حضرت علامہ و مولانا محمد حنیف خان صاحب رضوی صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے امام احمد رضا محدث بریلوی کی تصانیف و تحریرات سے تقریباً 3663 احادیث کو جمع کیا جسے امام اہل سنت نے تقریباً چار سو کتب احادیث سے اخذ کیا ہے اس سے علم حدیث میں آپ کی وسعت اطلاع اور اس فن میں آپ کی مہارت تامہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

جب بھی کسی مسئلہ پر قلم اٹھاتے تو اپنے موقف کی تائید میں آیات قرآنیہ پیش فرماتے بعدہ احادیث نبویہ و فعل صحابہ کرام بعدہ آئمہ مجتہدین و علماء معتمدین و متقدمین کی کتب معتبرہ مستندہ کے حوالے مع اصل عربی متن و عبارت پیش کرتے اور ایک ایک مسئلے کے ثبوت میں سینکڑوں حوالے درج فرماتے، مثال کے طور پر غائب کی نماز جنازہ پڑھنے اور نماز جنازہ

کی تکرار کے تعلق سے جب آپ سے استفتاء ہوا تو آپ نے اس کے جواب میں دو رسالے تحریر فرمائے (1) انھی الحاجز عن تکرار صلاة الجنائز (1315ھ) اور الھادی الحاجب عن جنازة الغائب (1326ھ) ان دونوں کتابوں میں سے آخر الذکر کتاب میں آپ نے درمختار، غنیۃ شرح منیہ، نور الایضاح، فتاوی عالمگیری، نہایہ شرح ہدایہ، ہدایہ، جوہرہ نیرہ، تبیین الحقائق، کافی، شرح وافی، بحر الرائق، مراقی الفلاح، محیط، وقایہ، نقایہ، تنویر الابصار، فتح القدیر، طحاوی شرح معانی الآثار، فتح المعین، برجندی وغیرہ تقریباً دو سو تیس (230) معتبر کتابوں کے حوالے نقل فرمائے اور ان حوالوں کی احادیث کی روشنی میں تطبیق فرما کر مسئلہ ایسا صاف اور واضح کر دیا کہ کسی کو شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہی۔

الحمد للہ! اب تک آپ کی یہ کتاب لا جواب ہے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود بھی مخالفین اب تک اس کا جواب نہ دے سکے اور ان شاء اللہ کبھی بھی نہیں دے سکیں گے۔ آپ کی تحریرات کو پڑھنے سے یہ بات بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ نے قرآن مجید کا بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا قرآن فہمی کے لیے جتنے علوم کی ضرورت ہوتی ہے ان پر آپ کو گہرا عبور حاصل تھا۔

شان نزول، نسخ و منسوخ، تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، تفسیر الصحابہ اور استنباط احکام کے اصول سے پوری طرح واقفیت تھی بلکہ میرا دعویٰ ہے کہ اگر قرآن مجید کے مختلف تارجمانوں نے رکھ کر مطالعہ کیا جائے اور پھر ان تراجم کا موازنہ کیا جائے تو ہر انصاف پسند کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ امام احمد رضا کا ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن صرف ترجمہ قرآن نہیں بلکہ صحیح معنوں میں شان الوہیت اور شان رسالت کی عظمت کا پاسان بھی ہے۔ حضرت علامہ و مولانا محمد وصی سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک استفتاء بھیج دیا (آپ مرجع العلماء تھے بڑے بڑے علماء بھی آپ

سے استفادہ فرماتے حتیٰ کہ آپ سے استفادہ کرنے والوں میں ایک چوتھائی تعداد تو صرف آپ کے ہم عصر علماء کی ہے) جس میں یہ سوال قائم کیا گیا تھا کہ کیا شرقی افق سے سیاہی نمودار ہوتے ہی مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ یا سیاہی کے بلند ہونے پر مغرب کا وقت ہوگا؟۔ امام احمد رضا اس کے جواب میں رقمطراز ہیں کہ:

سورج کی ٹکيا کے شرعی غروب سے بہت پہلے ہی سیاہی شرقی افق سے کئی گز بلند ہو جاتی ہے، آپ فرماتے ہیں: اس پر عیان و بیان و برہان سب شاہد عدل ہیں۔ الحمد للہ عجائب قرآن منتہی نہیں۔ ایک ذرا غور سے نظر کیجیے تو آیہ کریمہ: "تولج الیل فی النهار وتولج النهار فی الیل" کے مطالع رفیعہ سے اس مطلب کی شعاعیں صاف چمک رہی ہیں رات یعنی سایہ زمین کی سیاہی کو حکیم قدیر عز جلالہ، دن میں داخل فرماتا ہے، ہنوز دن باقی ہے کہ سیاہی اٹھائی اور دن کو سواد مذکور میں لاتا ہے ابھی ظلمت شبینہ موجود ہے کہ عروس خاور نے نقاب اٹھائی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۶۳-۲۶۴)

محدث اعظم ہند حضرت علامہ و مولانا سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"علم القرآن کا اندازہ صرف اعلیٰ حضرت کے اس اردو ترجمہ سے کیجیے جو اکثر گھروں میں موجود ہے۔ اور جس کی کوئی مثال سابق عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں اور نہ اردو میں، اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جاسکتا۔ جو بظاہر محض ترجمہ ہے مگر درحقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اردو زبان میں (روح) قرآن ہے۔"

(مقالات یوم رضا ج ۱ ص ۴۱)

بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آپ کی ایک کتاب نماز جمعہ کی اذان ثانی کے موضوع پر ہے، اس میں لفظ بین ید یہ کے معنی کی وضاحت کے سلسلے میں فرماتے ہیں: "اس لفظ کی تفصیل حاضر و شاہد سے کی جاتی ہے۔" پھر اس لفظ



کے محل وقوع اور مواضع استعمال کے سلسلے میں قرآن عظیم سے شہادتیں پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "میں نے تتبع اور تلاش سے قرآن عظیم میں ۳۸ جگہ اس لفظ کو پایا جن میں ۲۰ مقامات پر اس لفظ کی قرب پر کوئی دلالت نہیں۔ اور ایک جگہ اپنے حقیقی معنی قرب کے لیے آیا ہے۔ (یعنی دونوں ہاتھوں کے درمیان) اور ۱۷ جگہ قربت کے معنی کے لیے آیا ہے مگر ان معنی قرب میں بھی تفاوت عظیم ہے کہ اتصال حقیقی سے پانچ سو برس کی راہ تک کے لیے یہ لفظ بولا گیا ہے۔" پھر تفسیر، لغت اور محاورات سے ۷-۸ صفحات میں اس کی توضیح و تعیین فرمائی ہے، اور ثبوت فراہم کیے ہیں تو اس مسئلے میں تحریر کا موضوع ایک خالص فقہی مسئلہ ہے لیکن قرآن عظیم کی اڑتیس آیتوں کی توضیح و تفسیر میں آپ نے علوم و فنون کے جو دریا بہائے ہیں یہ بحثیں پڑھ کر قرآن عظیم سے شغف رکھنے والوں کی روح جھوم اٹھتی ہے۔

مفتی بحر العلوم صاحب قبلہ مزید فرماتے ہیں کہ: ایک دوسری کتاب "المبین ختم النبیین" میں آیت مبارکہ خاتم النبیین پر بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: "قرآن عظیم میں صرف ۶۶ پیغمبروں کے نام مذکور ہیں اور تین پیغمبروں کا ذکر مبہم طریقے پر ہوا ہے، اور تیس آیتیں ایسی ہیں جن میں رسول کا ذکر بطور استغراق ہوا ہے اور ایسے چھ مقامات ہیں جہاں رسولوں کا بے قید و عموم ذکر ہوا ہے۔" ملخصاً۔

مذکورہ بالا توضیحات کی روشنی میں آیت مبارکہ "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" کے الف لام کی تحقیق یہ سب قرآن عظیم کی آیت مذکورہ پر آنکھیں روشن کرنے والے تفسیری مباحث ہیں۔ آیت ممتحنہ کی توضیح میں اور اس کے پس منظر میں مسئلہ ترک مولات پر سینکڑوں صفحے کا ایک مکمل رسالہ آپ کے حقیقت نگار قلم کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔ اخیر میں حضرت مفتی بحر العلوم قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے علم القرآن اور علم التفسیر کے تعلق سے امام احمد رضا کے نہایت قیمتی اور لا جواب افادات پر حقیقت پسندانہ تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

”یہ اور اعلیٰ حضرت کی تحریروں کے انبار میں اس موضوع سے متعلق بے شمار مواد ملے گا جسے ترتیب اور سلیقہ سے ایک جگہ کتابی صورت میں جمع کر کے شائع کر دیا جائے تو یہ ایک وقیع تقریری وثیقہ ہوگا جس میں ریسرٹ اسکالروں کے ساتھ عام مسلمانوں کا بھی بھلا ہوگا۔“

(تقریظ بے مثیل جامع الاحادیث مقدمہ ص ۱۹-۲۰)

امام احمد رضا اپنے وقت کے جلیل القدر فقیہ اور بڑے پائے کے محدث بھی تھے بلکہ علم حدیث میں ہر حیثیت سے یگانہ روزگار اور اپنی مثال آپ تھے، علم حدیث اور اس کے تعلقات پر اتنی وسیع اور گہری نظر رکھتے تھے کہ اب محسوس ہوتا ہے کہ ساری عمر صرف اسی فن کی تحصیل میں گزاری ہے۔ طرق حدیث، مشکلات حدیث، نسخ و منسوخ، رائج و مرجوح، طرق تطبیق، وجوہ استدلال، اقسام حدیث، اور اسماء الرجال یہ سب امور انہیں مستحضر رہتے تھے چنانچہ محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد کچھوچھوئی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

علم الحدیث کا اندازہ اس سے کیجیے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں، ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زرد پڑتی ہے اس کی روایت و درایت کی خامیاں ہر وقت ازبر، علم الحدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے اعلیٰ حضرت کے سامنے کوئی بھی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے تھے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ اس کو کہتے ہیں علم راسخ اور علم سے شغف کامل اور علمی مطالعہ کی وسعت۔

(مقالات یوم رضا ج ۱ ص ۴۱)

آپ کا خاص شغف تو قلم و قرطاس سے تھا (اپنی عمر شریف کے اڑسٹھ سال میں چون سال مسلسل لکھتے رہے نتیجہ تقریباً ایک ہزار کتب و رسائل کا قیمتی سرمایہ اُمت محمدیہ کو عطا کیا) (خطاب و بیان سے عموماً تعلق کم ہی رہا مگر علم حدیث میں آپ کی تبحر علمی کا اندازہ اس بات

سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب ۱۳۰۳ھ ۱۸۸۶ء میں شہر پہلی بھیت میں مدرسۃ الحدیث کا تاسیسی جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کے طول و عرض سے کثیر تعداد میں علماء اہل سنت نے شرکت فرمائی بالخصوص علمائے سہارنپور، کانپور، رام پور، جوہنپور اور علمائے بدایون کی موجودگی میں جب حضرت مولانا وضی احمد محدث سورتی علیہ الرحمۃ نے آپ سے تقریر کرنے کی فرمائش کی تو امام احمد رضا نے خاص اہم حدیث کے موضوع پر مسلسل تین گھنٹے تک ایسا پر مغز اور مدلل خطاب فرمایا کہ علم حدیث میں آپ کی تبحر علمی کو دیکھ کر خود علماء دنگ رہ گئے، ملخصاً۔ (امام احمد رضا رباب علم و دانش کی نظر میں ص ۱۳۲)

بنگال سے ایک سوال آیا کہ ہمارے علاقے میں ہیضہ، چیچک، قحط سالی وغیرہ آجائے تو لوگ بلا کے دفع کے لیے چاول، گیہوں وغیرہ جمع کر کے پکاتے ہیں علماء کو بلا کر کھلاتے ہیں اور خود محلے والے بھی کھاتے ہیں، کیا یہ طعام ان کے لیے کھانا جائز ہے؟۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ یہ طریقہ اور اہل دعوت کے لیے اس طعام کا کھانا جائز ہے، شریعت مطہرہ میں اس کی ہرگز ممانعت نہیں ہے اس دعوے پر ساٹھ حدیثیں بطور دلیل پیش کیں یہ حدیث بھی پیش کی: "الدرجات افشاء السلام و اطعام الطعام والصلوة باللیل والناس نیام" اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات بلند کرنے والے امور ہیں سلام کا پھیلانا اور ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔ پھر اس کی تخریج کی طرف توجہ فرمائی تو فرمایا کہ یہ حدیث مشہور و مستفیض کا ایک حصہ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت اپنی شان کے مطابق آپ کے کندھوں کے درمیان رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "فتجلی لی کل شیء وعرفت" ہر چیز مجھ پر منکشف ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔ اب اس حدیث کے حوالے

ملاحظہ ہوں: رواہ امام الاثمة ابو حنیفہ والامام احمد و عبد الرزاق فی مصنفہ والترمذی والطبرانی عن ابن عباس۔ واحمد والطبرانی وابن مردویه عن معاذ بن جبل۔ وابن خزیمہ والدارمی والبعوی وابن السکن وابونعیم وابن بسطہ عن عبد الرحمن بن عایش۔ والطبرانی عنه عن صحابی۔ والبزار عن ابن عمرو عن ثوبان۔ والطبرانی عن ابی امامة۔ وابن قانع عن ابی عبیدہ بن الجراح۔ والدراقطی وابوبکر النیسابوری فی زیادات عن انس۔ وابوالفرج تعلیقاً عن ابی ہریرۃ۔ وابن ابی شیبہ مرسلًا عن عبد الرحمن بن سابط (رضی اللہ عنہم اجمعین)

اخیر میں فرماتے ہیں کہ: ہم نے اس حدیث کو اس کے طرق کے تفصیل اور اختلاف الفاظ کو اپنی مبارک کتاب "سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت کل الوری" میں بیان کیا ہے۔ امام احمد رضا نے تخریج احادیث کے ادب پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام "الروض البہیج فی آداب التخریج" ہے۔ مولوی رحمٰن علی اس رسالہ مبارکہ کے بارے میں لکھتے ہیں: اگر اس سے قبل اس فن میں کوئی کتاب نہیں ملتی تو مصنف کو اس فن کا موجد کہہ سکتے ہیں۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ مترجم جلد اول ص ۹-۱۰)

علم حدیث کے جملہ فنون میں فن اسماء الرجال نہایت ہی مشکل فن مانا جاتا ہے صرف اس فن میں مہارت حاصل کرنے میں زندگی کا بیشتر حصہ صرف ہو جاتا ہے مگر اس فن میں بھی امام احمد رضا کی مہارت تامہ کا یہ عالم تھا کہ جب کسی طرف حدیث یا راوی حدیث پر بحث کرتے تو اس کا طبقہ و درجہ طے کرنے میں دلائل و شواہد کے انبار لگا دیتے تھے روایتوں اور سندوں سے صفحے کے صفحے بھر دیتے تھے اور جرح و تعدیل و نیز معرفت و تمحیص حدیث پر جو بحث فرماتے ہیں وہ بڑے بڑے محدثین میں بھی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے، مثال کے طور پر:

سادات کرام اور حضرات بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اس مسئلے کی تحقیق میں آپ نے ایک مستقل کتاب "الزهر الباسم فی حرمة الزکوٰۃ علی بنی ہاشم" تصنیف فرمائی ہے، اس کتاب میں آپ نے علم حدیث کے دریا بہا کر اپنی عمقریت کا طرہ امتیاز قائم کر دیا ہے۔ ایک حدیث کو بیان کر کے صرف ایک دو یا پانچ دس کتابوں کے حوالے نہیں بلکہ پچاسوں حوالے درج کرنا امام احمد رضا کے لیے کوئی دشوار مرحلہ نہیں تھا۔ جس کی نظیر فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ ص ۴۸۶ پر مرقوم وہ حدیث ہے جس میں بنی ہاشم اور سادات کرام پر زکوٰۃ کی حرمت کا بیان ہے۔ اس حدیث کی صحت میں امام احمد رضا نے ۲۵ راویان حدیث کے اسماء گرامی اور ان کی روایت کردہ یہ حدیث کون کون سی کتاب میں درج ہے وہ بھی ذکر فرما دیا ہے۔ (مقدمہ جامع الاحادیث ص ۳۳-۳۴)

اسی طرح ایک سوال پیش ہوا کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے یا نہیں؟ چونکہ اس موضوع پر غیر مقلدین کے شیخ الکمل میاں نذیر حسین دہلوی معیار الحق میں کلام کر چکے تھے اس لیے امام احمد رضا بریلوی نے اس مسئلے پر تفصیلی گفتگو کی اور ایک سو چونتیس (۱۳۴) صفحات پر مشتمل رسالہ "حاجز البحرین" تصنیف فرمائی۔ رسالہ کیا ہے علم حدیث اور علم اسماء الرجال کا بحر امواج ہے اس کا مطالعہ از حد مفید ہے۔ غیر مقلدین کو علم حدیث کا مدعی ہونے کے باوجود اس کا جواب دینے کی جرأت نہیں ہو سکی۔

امام نسائی حضرت رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا وہ تیزی کے ساتھ سفر کر رہے تھے، شفق غروب ہونے والی تھی کہ اتر کر نماز مغرب ادا کی پھر عشاء کی تکبیر اس وقت کہی جب شفق غروب ہو چکی تھی اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دو نمازیں ایک وقت میں جمع نہیں کیں، بلکہ صورتہ اور عملاً جمع کیں۔ یہ بات میاں صاحب کے موقف کے خلاف تھی انہوں نے اس پر

اعتراض کیا کہ امام نسائی کی روایت میں ایک راوی ولید بن قاسم ہیں اور ان سے روایت میں خطا ہوتی تھی، تقریب میں ہے: صدوق تخطی۔ اس اعتراض پر امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد وجوہ سے گرفت فرمائی۔

(۱) یہ تحریف ہے امام نسائی نے ولید کا فقط نام ذکر کیا تھا میاں صاحب نے ازراہ چالاکی اسی نام اور اسی طبقے کا ایک راوی متعین کر لیا جو امام نسائی کے راویوں میں سے ہے اور جس پر کسی قدر تنقید بھی کی گئی ہے، حالانکہ یہ راوی ولید ابن قاسم نہیں بلکہ ولید ابن مسلم ہیں، جو صحیح مسلم کے رجال اور آئمہ ثقات اور حفاظ اعلام میں سے ہیں۔ ہاں وہ تدلیس کرتے ہیں، لیکن اس کا کیا نقصان کہ اس جگہ وہ صاف حدیثی نافع فرما رہے ہیں۔

(۲) اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ ابن قاسم ہی ہیں تاہم وہ مستحق رد نہیں امام احمد نے ان کی توثیق کی ہے، ان سے روایت کی، محدثین کو ان سے حدیث لکھنے کا حکم دیا۔ ابن عدی نے کہا جب وہ کسی ثقہ سے روایت کریں تو ان میں کوئی عیب نہیں ہے۔

(۳) پھر امام احمد رضا نے حاشیہ میں قلم برداشتہ صحیحین کے ۳۱ ایسے راویوں کے نام گنوا دیے جن کے بارے میں اسماء الرجال کی کتابوں میں اخطاء یا کثیر الخطاء کے الفاظ وارد ہیں (۴) حسان بن حسان بصری صحیح بخاری کے راوی ہیں ان کے بارے میں تقریب میں ہے صدوق تخطی۔ ان کے بعد حسان بن حسان واسطی کے بارے میں لکھا ہے: ابن منہ نے انہیں وہم کی بنا پر حسان بصری سمجھ لیا حالانکہ حسان واسطی ضعیف ہیں دیکھیے پہلے حسان بصری کو صدوق تخطی کہنے کے باوجود واضح طور پر کہہ دیا کہ وہ ضعیف نہیں ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ مترجم ج اول ص ۱۱-۱۲)

امام احمد رضا محدث بریلوی کی حدیث دانی کا جلوہ اگر کسی کو دیکھنا ہو تو وہ آپ کی مندرجہ ذیل کتابوں کا بالخصوص مطالعہ کرے ان شاء اللہ دل منور ہوگا، آنکھیں روشن ہوں گی اور



مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈوں کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی۔

(۱) الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فھو مذہبی - ۱۳۱۳ھ

(۲) حازر البحرین الواقعی عن جمع الصلا تین - ۱۳۱۳ھ۔

(۳) اکمل البحث علی اھل الحدیث - ۱۳۲۱ھ

(۴) نبذة عن مدارج طبقات الحدیث - ۱۳۱۳ھ

(۵) الھاد الکاف فی حکم الضعاف، ۱۳۱۳ھ

(۶) الروض البھج فی آداب التخریج، ۱۲۹۹ھ

(۷) النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب، ۱۲۹۶ھ

(۸) منیر العین فی حکم تقبیل الالبھامین، ۱۳۱۳ھ

(۹) النھی الاکید عن الصلاة وراء عدی التقليد ۵، ۱۳۰۵ھ

(۱۰) الافاضات الرضویة فی اصول الحدیث۔

مندرجہ بالا کتب کے علاوہ امام احمد رضا نے آئمہ متقدمین کی مندرجہ ذیل کتب احادیث، اصول احادیث اور کتب اسماء الرجال پر حواشی بھی ارقام فرمائے ہیں ان حواشی میں ایک خاص خوبی یہ بھی ہے کہ یہ حواشی عام مصنفین کے حواشی کی طرح صرف اصل کتاب کے متن و شرح سے ماخوذ نہیں بلکہ خود آپ کے افادات و اضافات ہونے کی وجہ سے مستقل تصنیف کی حیثیت رکھتے ہیں۔

صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، تیسیر شرح جامع صغیر، تقریب التہذیب، سنن دارمی شریف، کتاب الاسماء والصفات، موضوعات کبیر، الاصابة فی معرفة الصحابة، تذکرة الحفاظ، خلاصہ تہذیب الکمال، میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب، کشف الاحوال فی نقد الرجال، اللالی المصنوعة فی الاحادیث

الموضوعة، التعقبات علی الموضوعات، شرح نخبۃ الفکر، مجمع بحار الانوار، کنز العمال، کتاب الآثار، کتاب الحج، مسند امام اعظم، مسند امام احمد ابن حنبل، طحاوی شریف، خصائص کبری، الکشف عن تجاوز هذا الامة من الالف وغیره۔

بلاشبہ یہ سب علم حدیث میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وسعت بصیرت تعمق نظری کا نتیجہ ہے۔ علوم حدیث میں آپ کو جو ملکہ اور مہارت تامہ حاصل تھا وہ اس باب میں آپ کی عبارات کے ایک ایک لفظ سے عیاں ہے کہیں اختصار کے ساتھ ضمناً اور کہیں تفصیل کے ساتھ مستقلاً آپ نے علوم حدیث پر ایسی معرکہ الاراء ابحاث فرمائی ہیں کہ ان ابحاث علمیہ کو دیکھ کر یہ کہنا قطعاً بجا ہوگا کہ اگر ان بحثوں کو امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، اور امام احمد ابن حنبل جیسے محدثین ملاحظہ فرماتے تو امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینے سے لگا کر عادیۃ اور ان کی صلاحیتوں کو صد آفرین کہہ کر سراہتے۔

(ملخصاً مقدمہ جامع الاحادیث ص ۳۴-۳۵-۳۶)

لا ریب امام احمد رضا بریلوی اپنے وقت کے جلیل القدر عالم دین بے نظیر محدث تھے علم حدیث میں آپ کی انہیں خدمات جلیلہ کو دیکھ کر علماء حرمین شریفین نے باصرار آپ سے حدیث کی سندیں لیں (جس کا تفصیلی بیان الاجازۃ الممتنیۃ لعلماء مکۃ والمدینۃ ۱۳۲۴ھ، اور الاجازۃ الرضویۃ لمجلۃ مکۃ البھیۃ ۱۳۲۳ھ میں موجود ہے) بلکہ مدینہ منورہ اور مسجد نبوی شریف کے جید عالم شیخ یسین احمد النخاری نے آپ کو امام المحدثین قرار دیا (الدولۃ المکیۃ مع (تقریظاً) کراچی) اور حافظ کتب حرم شیخ اسماعیل مکی نے تو آپ کو شیخ المحدثین علی الاطلاق کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ (رسائل رضویہ ۷۲ ص ۲۶۰ لاہور ۱۹۷۶ء)

مخالفین نے تو امام احمد رضا کی حدیث دانی اور علم حدیث کے تعلق سے آپ کی خدمات جلیلہ پر پردہ ڈالنے کی جان توڑ کوشش کی بلکہ اپنے جھوٹے پروپیگنڈوں سے دُنیا کو گمراہ کرنے میں

کوئی کسرباتی نہیں چھوڑی مگر بھلا ہو علماء اہل سنت و جماعت کا جنہوں نے اس پہلو پر بھی شاندار کارہائے نمایاں انجام دیکر مخالفین کے جھوٹے پروپیگنڈے کی حقیقت دنیا پر واضح کر دی نتیجہً اس محاذ پر بھی انہیں منہ کی کھانی پڑی چنانچہ اس پہلو پر سب سے پہلا اور عظیم کارنامہ ملک العلماء حضرت علامہ ومولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دیا جنہوں نے فتاویٰ رضویہ اور دیگر کتب سے احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر کے صحیح البہاری کے نام سے چھ (۶) جلدوں میں مرتب فرمایا۔ دوسرا عظیم کارنامہ حضرت علامہ ومولانا مفتی عیسیٰ صاحب قبلہ نیر شیع الحدیث دارالعلوم مظہر العلوم گرہائے گنج ضلع قنوج یوپی انڈیا نے انجام دیا جنہوں نے سالوں کی محنت شاقہ کے بعد فتاویٰ رضویہ کی جملہ احادیث کو فقہی ابواب پر ترتیب دے کر اپنے افادات کے اضافے کے ساتھ امام احمد رضا اور علم حدیث کے نام سے چار ضخیم جلدیں مرتب فرمائیں اور اس سلسلے کا تیسرا عظیم الشان اور بے مثال کارنامہ حضرت علامہ ومولانا محمد حنیف خان صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف نے سالہا سال کی جان توڑ محنت کے بعد فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا کی دیگر تصانیف سے احادیث نبویہ کا بڑا عظیم ذخیرہ جمع کر کے المختارات الرضویہ من الاحادیث النبویہ جامع الاحادیث کے نام سے مرتب فرمایا جس میں تقریباً چار ہزار احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کو بڑی عرق ریزی سے جمع کیا نیز ان کی جملہ تخریجات کو بھی درج فرمایا ہے آپ کی یہ کتاب بڑے سائز کے تقریباً چار ہزار صفحات اور چھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ جو بلاشبہ رضویات کے باب میں آپ کا بڑا زبردست کارنامہ ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ زیر نظر کتاب حیاء الموت فی بیان سماع الاموات امام احمد رضا کی معرکۃ الآراء تصانیف میں سے ایک لا جواب تصنیف ہے، واقعہ یہ ہوا کہ جمای الآخرة 1305ھ کو امام اہل سنت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ایک استفتاء مع جواب کے بغرض

تصدیق و اظہار ادعائے طلب تحقیق پیش ہوا جس میں مزارات اولیاء پر حاضری، فاتحہ خوانی اور اہل اللہ کی حاجت روائی و سماع الاموات کے تعلق سے سوال تھا چونکہ جواب کے چند اہم گوشوں سے امام احمد رضا کو سخت اختلاف تھا اس لیے مسئلے کی تنقیح کے لیے آپ نے قلم اٹھایا اور ماہ رجب 1305ھ کی چند تاریخوں میں ہی یہ متہم بالشان رسالہ امت محمدیہ کو عطا فرمایا۔ کتاب کیا ہے اپنے موضوع پر علم و حکمت کی بحر ناپیدا کنار ہے کتاب اللہ عز و جل، احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال آئمہ اور تصریحات فقہاء و کتب معتبرہ معتمدہ سے دلائل و براہین کا نہ تھمنے والا ایک سیل رواں ہے جو یقیناً بھلے ہوؤں کو راہ ہدایت دینے والا اور اہل ایمان کے ایمان کو مزید روشن کرنے والا ہے جو بلاشبہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ امام احمد رضا کے زمانے میں آج کل کی طرح احادیث کی تخریج کا رواج نہ تھا۔ عموماً تخریج احادیث کی نسبت آئمہ محدثین یا کتب حدیث کی طرف کر دینے پر ہی اکتفا کیا جاتا تھا (کمالات خفی علی اہل العلم) مگر لائق مبارک باد اور قابل تحسین ہیں ڈاکٹر قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود چشتی صاحب قبلہ (اطال اللہ عمرہ و عم فیوضہ) بانی و ناظم اعلیٰ دار القلم اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان جنہوں نے بڑی عرق ریزی، جان سوزی، لگن اور خلوص کے ساتھ امام اہل سنت کے اس مبارک رسالے پر اپنے گرانقدر اور نہایت قیمتی تحشیہ و تخریج کا اضافہ کر کے اس رسالے کی افادیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ میں نے ڈاکٹر صاحب موصوف کی حاشیہ نگاری اور تخریجات کو متعدد مقامات سے پڑھا سچ کہتا ہوں دل جھوم اٹھا بے ساختہ دل سے دعائیں نکلتی لگیں ڈاکٹر صاحب موصوف نے واقعی کمال کر دیا ہے۔

امام اہل سنت کے حاسدین بالخصوص (آپ کی حدیث دانی پر بے جا انگشت نمائی کرنے والوں) کو ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا ہے جس کے درد سے وہ زندگی بھر کراہتے رہیں گے، موصوف کا یہ کارنامہ کئی وجود سے امتیازی شان کا حامل ہے۔

- (۱) جملہ آیات قرآنیہ کو آیت نمبر اور سورہ کی تعیین کے ساتھ رقم فرما دیا ہے۔
- (۲) امام اہل سنت کے اس رسالے میں درج شدہ احادیث کے جتنے حوالے مل سکتے تھے تقریباً تمام حوالوں کو جلد نمبر صفحہ نمبر اور حدیث نمبر کی قید کے ساتھ قلمبند فرما دیا ہے
- (۳) احادیث کا حوالہ دیتے وقت صفحات کے صفحات بھر دیے ہیں چنانچہ بعض بعض مقامات پر تو حوالوں کی تعداد پچاس سے بھی تجاوز کر گئی ہے۔
- (۴) حتیٰ کہ جہاں کہیں فی الباب عن فلاں عن فلاں آیا ہے وہاں ان تمام راویان حدیث کی (اس باب کی) جملہ روایات کی تخریج بھی اسی مذکورہ نہج پر کر ڈالی ہے۔
- (۵) جہاں کہیں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث کو روایت بالمعنی کے طریقے پر بیان کیا ہے (بلاشبہ امام اہل سنت جیسے عظیم محدث اور فقیہ کو روایت بالمعنی کا پورا حق حاصل تھا) ان تمام مقامات کی نشاندہی کر کے ان احادیث کے اصل متون کو بھی کتب حدیث کے حوالوں کے ساتھ (بقید جلد نمبر، صفحہ نمبر و حدیث نمبر) بیان فرما دیا ہے۔
- (۶) متعدد مقامات پر پوری پوری حدیث نقل کر کے افادۃً اس کا ترجمہ بھی لکھ دیا ہے
- (۷) اکثر و بیشتر مقامات پر احادیث کے حوالوں کے ساتھ اس حدیث کا درجہ بھی متعین کر دیا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف۔
- (۸) بہت حد تک مشکل الفاظ کے معانی کی وضاحت بھی کر دی ہے۔
- (۹) موقع و محل سے عند الضرورت سند حدیث پر بھی مکمل محدثانہ رنگ میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔
- (۱۰) بعض مقامات پر اہل سنت و جماعت کے موقف کے خلاف پیش کیے جانے والے اعتراضات کا نہایت علمی اور مدلل جواب مرحمت فرمایا ہے جسے پڑھ کر طبیعت باغ باغ ہو جاتی ہے۔

(۱۱) امام اہل سنت نے اپنے موقف کے اثبات میں جتنی کتب کی عبارات کو بطور استدلال پیش فرمایا ہے ڈاکٹر صاحب موصوف نے تقریباً ان تمام عبارات کو حوالوں سے مزین کر دیا ہے نیز جگہ جگہ اپنے قیمتی افادات کا اضافہ فرما کر اس مبارک رسالے کی تزئین و تحسین کا حق ادا کر دیا ہے جو عوام و خواص سبھی کے لیے قابل استفادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب موصوف کے اس عظیم کارنامے کو قبول فرمائے ان کے علم میں عمر میں عمل میں خوب برکتیں پیدا فرمائے اور جملہ اہل سنت و جماعت کی طرف سے موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین آمین آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ واصحابہ افضل الصلاة واکرم التسليم۔

**محمد اختر رضا مصباحی مجددی**

خادم التدریس والافتاء دارالعلوم مخدومیہ۔ وخطیب وامام مخدومیہ مسجد

جوگیشوری، ممبئی انڈیا۔ 1438ھ 11\30\23 اگست 2017ء۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تأثرات

ضیغم اہل سنت، پیر طریقت، رہبر شریعت، فخر السادت، حضرت العلام مولانا

**پیر سید مظفر شاہ** صاحب قادری زاد اللہ عزہ و شرفہ و علمہ الی یوم المعاد

اسلامی عقائد ہمیشہ ایک ہی رہے ہیں وجود باری تعالیٰ، نبوت و رسالت، کتب سماویہ، ملائکہ، تقدیر، جنت و دوزخ وغیرہ اس دین کے بنیادی معتقدات ہیں جتنے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے خلق خدا کو ان ہی مقدس نظریات کی طرف دعوت دیتے رہے، حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک یہاں تک کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ جن پر رب کریم عزوجل نے نبوت و رسالت کے مرتبے اور زمانے کا اختتام فرمایا اور خاتم النبیین کا تاج آپ کی جبین مقدس پر سایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی نظریہ اور عقیدہ کی تبلیغ و اشاعت فرمائی۔

مگر ابلیس اور اس کے چیلے کب یہ چاہتے تھے کہ مخلوق اہل حق سے وابستگی اختیار کر کے دائمی نعمتوں کی مستحق بنے، ابلیسی قوتوں نے اپنا پورا زور اس بات پر لگا دیا کہ ان بنیادی عقیدوں میں کچھ نہ کچھ معنوی تحریف اور تبدیلی کریں تاکہ دین حق کا اصل پیغام مستور و محجوب ہو جائے اور لوگ صراطِ مستقیم کو نہ پاسکیں۔ اس لیے دین اور شریعت مصطفیٰ علیہ السلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر متحد اور منظم رہنے کا اہل ایمان کو درس با بار دیا گیا جیسا کہ آل عمران آیت 103 میں ارشاد باری تعالیٰ ہوا۔ اور ہر اس بات اور نظریہ سے خود کو دور رہنے کا حکم دیا جو مسلمانوں کے اجماعی عمل و قول کے خلاف ہو جیسا کہ سورۃ النساء آیت 115 میں ارشاد ہوا:

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور کیا

ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان) یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع اُمت حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک)۔

اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراطِ مستقیم ہے، حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ سوادِ اعظم یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو جو جماعتِ مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے۔ اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے (فرمان صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ)۔ برصغیر کی ممتاز اور بزرگ شخصیت سرکارِ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نور اللہ مرقدہ اپنے مبارک مکتوبات میں ایک بنیادی اور اصل نصیحت فرماتے ہیں کہ: چاہیے اہل سنت کے معتقدات پر مدارِ اعتقاد رکھیں اور زید و عمرو کی باتوں پر توجہ نہ دیں، بد مذہبوں کے خود ساختہ خیالات و توہمات پر مدارِ کار رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے۔

فرقہ ناجیہ کی اتباع ضروری ہے تاکہ اُمیدِ نجات پیدا ہو۔ (مکتوبات دفتر اول مکتوب 251)

مراد ان تمام باتوں کی یہ ہے کہ اہل سنت ایک تسلسل کا نام ہے جو کہ ما انا علیہ و اُصحابی سے تعبیر و ظاہر ہے۔ کسی فرد اور غیر معروف کی رائے سے کنارہ ہو کر اجماع اور اکثر اُمت کے اقوال و احوال کی اتباع اہل سنت و جماعت ہے۔ اُمتِ مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے مشاہیر علماء و مشائخ کا تسلسل جسے نصیب ہوا وہ سنی ہوا اور جماعت ہوا۔ اس وضاحت سے ہمارا مدعا پورے طور پر واضح ہو گیا کہ حق ہر دور میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ رہا ہے اور آج بھی یہ جماعت عالم اسلام کے جمہور علماء پر مشتمل ہے اور مسلمانوں کی عام اکثریت بھی اسی روش پر قائم ہے۔

چودھویں صدی ہجری میں ان اجماعی نظریات کی حفاظت اور ترجمانی امام اہل سنت مجددِ دین و ملت، عظیم البرکت امام احمد رضا قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ نے انجام دی۔ اس وقت آپ حضرات کے ہاتھوں میں جو کتاب ہے یہ بھی ان عظیم نظریاتِ اہل سنت کا اجماعی نظریہ ہے جس کی حفاظت امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں فرمائی۔

مسئلہ سماع موتی ہو یا مسئلہ توسل یہ اہل سنت کا وہ بیان ہے جس کو ہر دور میں اہل حق نے قبول کیا اور اس کی اشاعت میں اپنا بھت پور حصہ ملایا۔ شیخ الاسلام امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قد اجمع اهل السنة على اثبات الحياة في القبور (شفا السقام) ترجمہ: اہل سنت کا حیات فی القبور کے ثبوت پر اجماع اور اتفاق ہے۔

اس مبارک کتاب میں امام اہل سنت نے حیات قبور و توسل اور دیگر ضروری نظریاتی ابحاث کو اجلہ آئمہ کے مسلم ارشادات سے مزین فرما کر اجماع اُمت کے تحفظ کا حق ادا فرمایا۔ اس عظیم الشان کتاب کی تحقیقی و علمی تخریج و قدرے تسہیل کا کام محدث عصر، مناظر اہل سنت حضرت علامہ قاری ابو احمد محمد ارشد مسعود چشتی رضوی (مد اللہ ظلہ) نے سرانجام دیا، جناب نے اس سے پہلے بھی درجنوں علمی اور شاندار کتب کی تخریج و تحریر فرمائی ہے۔

جس کا علمی و تحقیقی حلقوں میں خوب شہرہ رہا امام اہل سنت کی ایک بے مثال و مبارک تحریر **الامن والعلی** کی انتہائی شاندار تحقیق و تخریج کا کام بھی آپ نے سرانجام دیا ہے، امام اہل سنت کے مسئلہ علم غیب پر تحریر کردہ کئی رسائل کی تحقیق و تخریج بھی آپ نے فرمائی۔

محدث عصر، جناب علامہ ابو احمد محمد ارشد مسعود صاحب قبلہ کی ایک اور بے مثال تحریر **پانچ بت** لائق مطالعہ ہے جس میں خارجی ذہنیت کا علمی تعاقب کیا گیا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام کے مزارات اور ان سے توسل کے خلاف خارجی نظریات کا انتہائی مضبوط دلائل سے تعاقب کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے اللہ رب العزت کے محبوب و برگزیدہ بندوں کی محبت قلب میں اور زیادہ مستحکم ہو جاتی ہے۔

اللہ جل و علا قبلہ کو درازی عمر بالخیر عطاء فرمائے اور بزم علم و دانش کی اس کوشش کو اپنی جناب میں قبول فرمائے، آمین۔

احقر الوری ابو حفص **سید مظفر شاہ قادری**

سرپرست بزم علم و دانش

حَيَاةُ الْمَوَاتِ فِي بَيَانِ سَمَاعِ الْأَمْوَآتِ

مُرْسِي سُنْدِي

اور  
پہچان سے ہیں؟

تصنيف

شیخ محمد اسلم  
اسلمی حضرت امام احمد رضا خان محدث دہلوی  
تخریج و حاشیہ

ڈاکٹر قاری ابوالحسن محمد اسلم  
بازوئے علم، دارالعلوم اسلامیہ دہلی، سرحد پاکستان

بامتمام

مفتی محمد اہل سنت مقدم العلماء الغریب

حضرت مولانا مظفر حسین قادری صاحب دہلی

بِرَأْسِ عِلْمٍ وَدَانِشِ (انٹرنیشنل)

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ . تمام تعریف اللہ عزوجل کیلئے ہیں جس  
عَلَّمَهُ الْبَیَانَ . وَاَعْطَاهُ سَمْعًا وَبَصَرًا . نے انسان کو پیدا کیا، اسے بیان سکھایا  
وَعِلْمًا فَزَانَ . وَجَعَلَهُ مَظْهَرًا . اور اس کو سماعت، بصارت اور علم دے  
لِصِفَاتِ الرَّحْمٰنِ . وَلَمْ یَجْعَلْهُ کر سنوارا۔ اس کو رحمان کی صفات کا  
مَعْدُوْمًا یَفْنَاءُ الْاَبْدَانِ . مظہر بنایا، اور بدنوں کے فنا ہونے سے  
اس کو معدوم نہ فرمایا۔

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ الْاَتْمَانُ اور زیادہ تام و کامل تردد و سلام ہو ان  
الْاَكْمَلَانِ . عَلٰی السَّیِّعِ الْبَصِیْرِ پر جو سننے، دیکھنے، جاننے، خبر دینے  
الْعَلِیْمِ الْخَبِیْرِ الْمَلِکِ الْمُسْتَعَانِ والے سلطان ہیں، جن سے مدد مانگی  
الْمَوْلٰی الْکَرِیْمِ الرَّوْفِ الرَّحِیْمِ جاتی ہے، جو کریم آقا، بڑے مہربان،  
الْعَظِیْمِ الشَّانِ . سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا رحم کرنے والے، بڑی شان والے  
مُحَمَّدِ النَّافِذِ حُکْمُهُ فِیْ عَوَالِیْمِ ہیں، ہمارے سردار اور ہمارے آقا  
الْاَمْکَانَ . وَ عَلٰی اِلَہِ وَصَحْبِهِ وَابْنِهِ حضرت محمد ﷺ، جن کا حکم امکان  
الْغَوْثِ الْبَآہِرِ السُّلْطَانِ . الْحَیِّ کے جہانوں میں نافذ ہے، اور ان کی  
الْمُنْعِمِ فِی الْقَبْرِ الْمُبْکَرِّمْ بِفَضْلِ آل و اصحاب اور ان کے فرزند، روشن  
الْمَنَانِ . دلیل والے غوث پر، جو بہت احسان  
فرمانے والے رب کے فضل سے قبر  
مکرم میں زندہ، انعام یافتہ ہیں۔

اور میں شہادت دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ ایسی گواہی جس سے جزا

دینے والے رب کو تحیت پیش کی جائے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اُس کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ ایسی شہادت جو ہمیں رضوان کے مقامات میں اتارے۔

پس خدا کا درود و سلام اور برکت و انعام ہو اُس محبوب علیہ السلام پر جو التجا کیلئے قریب، منزل ارتقا میں بعید، بلند مرتبے والے ہیں اور اُن کی آل و اصحاب و عیال اور علم و عرفان والی جماعت اور اُن کے ساتھ، اُن کے طفیل، اُن کے سبب ہم پر بھی، اے بزرگ احسان، جمیل امتنان والے، قبول فرما، قبول فرما، اے معبود برحق قبول فرما!

وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ شَهَادَةٌ يُحْيِي بِهَا وَجْهَ الدِّيَانِ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ شَهَادَةٌ تُورِدُنَا مَوَارِدَ الرِّضْوَانِ

فَصَلَّى اللَّهُ وَسَلَّم وَبَارَكَ وَانْعَمَ عَلَى هَذَا الْحَبِيبِ الْقَرِيبِ الْمُلتَجِي الْأَبْعِيدِ الْمُرتَقَى الرَّفِيعِ الْمَكَانِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَعِيَالِهِ وَحِزْبِهِ أَوْلَى الْعِلْمِ وَالْعِرْفَانِ - وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ وَبِهِمْ وَلَهُمْ يَا جَلِيلَ الْإِحْسَانِ - وَجَمِيلَ الْإِمْتِنَانِ - آمِينَ آمِينَ إِلَهَ الْحَقِّ آمِينَ ط

اما بعد!

یہ معدود سطریں ہیں یا منضود سلکین۔ (1)



تنقیح مسئلہ علم و سماع موتی و طلب دعا بمشاہد اولیاء میں، جنہیں افقر الفقراء احقر الوری عبدالمصطفیٰ احمد رضا محمدی، سنی، حنفی، قادری، برکاتی، بریلوی اَصْلَحَ اللہُ عَمَلَهُ وَحَقَّقَ اَمَلَهُ نے اوائل ماہ رجب ۱۳۰۵ ہجریہ کی چند تاریخوں میں رنگ تحریر دیا اور بالمحاذ تاریخ "حیاء الموات فی بیان سماع الاموات" سے مستفی کیا۔

اس سے پہلے کہ فقیر غفرلہ نے چند کلمے مستفی بہ "اَلْاِهْلَالُ بِفَيْضِ الْاَوْلِيَاءِ بَعْدَ الْوَصَالِ" [سن تالیف: 1303ھ] جمع کئے تھے، اُن کے اکثر مطالب و مضامین بھی اس رسالہ کے بعض انواع و فصول میں مندرج ہوئے۔

اب یہ عجالہ نہ صرف علم و سماع موتی کا ثبوت دے گا بلکہ بحول اللہ تعالیٰ خوب واضح کرے گا کہ حضرات اولیاء بعد الوصال زندہ اور اُن کے تصرف و کرامات پائندہ اور اُن کے فیض بدستور جاری اور ہم غلاموں، خادموں، محبوبوں، معتقدوں کے ساتھ وہی امداد و اعانت و یاری، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الْقَدِيرِ الْبَارِی۔

یہ رسالہ حق سے متصل، باطل سے مُنفصل، مقدمہ و سہ مقصد و خاتمہ پر مشتمل

وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَيْهِ التَّوَكُّلُ۔

## مقدمہ

باعث تالیف میں سلخ (1) جمادی الآخرہ ۱۳۰۵ھ کو ایک مسئلہ بغرض تصدیق و اظہار ادعائے طلب تحقیق فقیر کے پاس آیا، صورت سوال یہ تھی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چہ می فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان دریں باب شرع متین اس بارے میں

کہ ایک بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا، اُس وقت یہ کلمہ زبان سے نکلا کہ اے بزرگ، برگزیدہ درگاہ کبریائی! آپ اللہ پاک سے میرے واسطے دُعا کیجئے کہ حاجت میری فلانی برآوے کیونکہ آپ بزرگ ہیں بطفیل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، واسطے اللہ کے حاجت برآوے۔ بعد کو کچھ فاتحہ و درود شریف پڑھا اور پیشتر میں پڑھا۔ یوں مزار گاہ میں جانا اور دُعا مانگنا اور زیارت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

زیادہ والسلام، فقط انتہی بلفظہ

اس پر بعض اجلہ مخادیم کا جواب مڑین بمہر و دستخط جناب تھا، جس میں صاف صاف صورت مذکورہ کو شرک اور ادنیٰ درجہ شائبہ شرک قرار دیا، اور دلیل میں ایک نئے طور پر اصحاب قبور کے انکارِ سماع بلکہ استحالہ و امتناع (2) سے کام لیا، تحریر شریف یہ ہے:

(1) (قمری مہینے کا آخری دن)

(2) (محال و ناممکن ہونے سے کام لیا گیا)

کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا۔۔۔ (1)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا تو اب تم اُن کی زیارت کرو۔

[www.waseemziyai.com](http://www.waseemziyai.com)

مَسْعُودٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ - حَدِيثُ بَرِيدَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ.

حديث على المرتضى رضى الله عنه

أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 29\3 (11806)، وأحمد في مسنده 145\1 (1236.1237)، وأبو يعلى في مسنده 240\1 (278)، والعقيلي في الضعفاء الكبير 54\2، وابن عدي في الكامل 159\3، وفي نسخة 90\4، والآخرين - صحيح لغيره -

حديث عبد الله بن مسعود رضى الله عنه

أخرجه عبد الرزاق في المصنف 572\3 (6714)، وابن أبي شيبة في المسند 29\3 (11809)، وفي مسنده 212\1 (312)، وأحمد في مسنده (4319)، والبخاري في تاريخ الكبير 287\2، وابن ماجه في السنن، باب ما جاء في زيارة القبور 231 (1571)، وفي نسخة: 113، وأبو يعلى في مسنده 202\9 (5299)، والشاشي في مسنده 295\1 (397)، وابن حبان في الصحيح 261\3، والدارقطني في السنن 259\4، والحاكم في المستدرک 336\2، وأبو نعيم في تاريخ أصبهان 442\1، والبيهقي في السنن الكبرى 129\4، والذهبي في السير 42\17، والآخرين - صحيح لغيره -

حديث أنس بن مالك رضى الله عنه

أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 29\3 (11805)، وأحمد في مسنده 237\3 (13521)، و250 (13650)، وأبو يعلى في مسنده 372.373\6 (372)، والحاكم في المستدرک 531\1 (1388) و532 (1393.1394)، والبيهقي في السنن الكبرى 129\4، والمقدسي في المختارة 320.321\6، والآخرين - =

حديث ألى سعيد الخدرى رضى الله عنه

حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

حدیث عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ،

حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

آخر جه الطبراني في الأوسط 52\7 (6833)، وفي الصغير 116\2 (879)، وفي مسند الشاميين 348\1 (604)، و 215\2 (1213)، وقال الهيثمي في ==

مجمع الزوائد: رواه الطبراني في الصغير والأوسط وفيه يزيد بن جابر الأزدي والد عبد الرحمن الحافظ ولم أجد من ترجمة وبقية رجاله ثقات .

قلت: له متابع وهو سليمان بن موسى كما في مسند الشاميين 215\2 (1213) -

وهو موثق كما قال عثمان الدارمي عن دحيم: ثقة، وقال أبو حاتم: محله الصدق وفي حديثه بعض الإضطراب ولا أعلم أحدا من أصحاب مكحول أفقه منه ولا أثبت منه -- وقال ابن عدي: وهو عندي ثبت صدوق -- وقال ابن سعد: ثقة -- وذكره ابن حبان في الثقات، وقال يحيى بن معين ليحيى بن أكثم سليمان بن موسى ثقة وحديثه صحيح عندنا - ولكن قال البخاري: عنده مناكير، وقال النسائي: أحد الفقهاء، وليس بالقوي في الحديث - (انظر تهذيب التهذيب لابن حجر 198\4)

حديث ثوبان رضي الله عنه

أخرجه الطبراني في الكبير 94\2 (1419)، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد 59\3: زَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ يَزِيدُ بْنُ رَبِيعَةَ الرَّحْبِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

حديث زيد بن الخطاب رضي الله عنه

أخرجه الطبراني في الكبير 82\5 (4648)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 364\34.

حديث أم سلمة رضي الله عنها

أخرجه الطبراني في الكبير 278\23 (602)، وقال الهيثمي في مجمع الزوائد 58\3: زَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ يَحْيَى بْنُ الْمُتَوَكِّلِ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

حديث عائشة رضي الله عنها

أخرجه البخاري في التاريخ الكبير 247\6) -

وفي الباب أحاديث أخرى. انظر: مجمع الزوائد، والتلخيص الحبير وغيرهما -



نص صریح ناطق، لیکن بزرگانِ اہل قبور کو خطاب طلب دُعائے حاجت روائی خود کرنا خالی از شائبہ و شبہ شرک نہیں، کیونکہ جب درمیان زائر اور مقبور کے حجب عدیدہ سمع و بصر حائل تو سماع اصوات اور بصارت صور محال، اگرچہ بعض اموات کو بوجہ (☆) قطع تعلق از مادہ زیادت (☆) ادراک بھی حاصل ہو۔ لیکن یہ مستلزم اس کو نہیں کہ بلا توجہ خاص جس کا انکشافِ حال خارج از علم زائر اور بحیثِ اختیار پروردگار عالم ہے بروقت دُعائے زائر کے وہ بزرگ اُس کی دُعائے کون لیں، جب زائر بلا حصولِ علم مرتکب سوال کا ہے تو گویا سائل نے اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا ہے اور نہیں ہے یہ اعتقاد مگر شرک اور ادنیٰ درجہ شائبہ و شبہ شرک تو بالضرور ہوا، جس سے احتراز و اجتناب لازم و واجب۔

(☆) عجیب لطیفہ غیبی اقوال و باللہ التوفیق، ذی علم اگرچہ لغزش کریں پھر بھی سخن حق اُن کے کلام میں اپنی جھلک دکھا ہی جاتا ہے۔ یہ بوجہ مولوی صاحب نے ایسے فرمائے جس نے مذہب حق کی وجہ موجب ظاہر کردی، میں عرض کروں جب زیارتِ ادراک کی وجہ علائقِ مادی کا انقطاع ہے تو وہ عموماً ہریت کو حاصل کہ موت خود اسی قطع تعلق مادی کا نام ہے، تو بعض اموات کی تخصیص محض بے وجہ، بلکہ تمام اموات کو حاصل ہونا چاہیے اور بے شک ایسا ہے۔ اسی لئے اکابرِ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ موت کے بعد کا ادراک بہ نسبت ادراکِ حیات کے صاف تر اور روشن تر ہے۔ مقصدِ اخیر میں اس کی بعض تصریحیں آئیں گی۔ زیادہ نہیں تو نوع دوم مقصد سوم مقال چہارم میں شاہ عبدالعزیز صاحب ہی کا قول ملاحظہ ہو جائے۔ منہ۔

(☆) مولوی صاحب اس کلام سے شاہ عبدالعزیز صاحب کے اُس قول کی طرف مشیر ہیں جس کا ایک پارہ نوع ۲ مقصد ۳ مقال ۱۶ میں مذکور ہوگا۔ اور تتمہ جس نے آدھی وہابیت کا کام تمام کر دیا۔ عنقریب سوال ۱۵ میں آتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ، اُس میں شاہ صاحب نے بے شائبہ شبہ ثابت مانا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اولیائے کرام کے مدارک کو ایسی وسعت دیتا ہے، مولوی صاحب ==

فرقانِ حمید میں بمقاماتِ متعددہ اس کا بیان بتصریحِ تام موجود از انجملہ ہے، سورۃ یوسف میں ہے:

{وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ} (1)

اور ان میں اکثر خدا کو نہیں مانتے مگر شرک کرتے ہوئے۔

اور حدیث شریف میں ہے:

مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ. (2) جس نے غیر خدا کی قسم کھائی اس نے شرک کا کام کیا۔

اور اس حرمت کا سبب سوائے اس کے نہیں کہ حالف کی اس قسم غیر خدا سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رساں جانتا ہے جو معنائِ شرک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مہر شریف

== کے لفظ یہاں ایسے واقع ہوئے جو اقرار و انکار دونوں کا پہلو دیں، خیر اگر شاہ صاحب کو اس قول میں خاطر پائیں تو اپنی اگرچہ کو اساعت یا فرض ہی پر محمول رکھیں تاہم ہمیں مضرت نہیں، نہ آپ کے کلام کی اصلاح کر سکتا ہے کماستری، ان شاء اللہ تعالیٰ، منہ۔

(1) (سورۃ یوسف: 106)

(2) (قلت: (وَفِي رَوَايَةٍ: فَقَدْ كَفَرَ .

أخرجه أحمد في مسنده (6072)، والترمذي في السنن، أبواب النذور والأيمان (1535)، وأبو داود في السنن، كتاب الأيمان والنذور (3251)، وأبو عوانة في المستخرج 44\4 (5967)، وابن حبان في الصحيح 199.200 (4358)، والحاكم في المستدرک 1\65 (45)، و117\1 (169)، و4\330 ==

== (7814)، من طريق الحسن بن عبيد الله، عن سعد بن عبيدة، سمع ابن عمر، رجلاً يقول: والكعبة فقال: لا تخلف بغير الله، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من حلف بغير الله فقد كفر وأشرك. بلفظ أحمد

أخرجه الطيالسي في مسنده 3\412 (2008)، ومن طريقه ابن الجعد في مسنده 140 (895)، من طريق شعبة، عن منصور، والأعمش، --- سمعاً سعد بن عبيدة، يحدث عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رجلاً سأل عن الرجل، يخلف بالكعبة، فقال: لا تخلف بالكعبة ولكن اخلف برب الكعبة، فإن عمر كان يخلف بأبيه، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من حلف بغير الله فقد أشرك."

أحمد في مسنده (5593)، و (6073)، والبخاري في مسنده 22\12 (5390)، والبيهقي في السنن الكبرى 52\10، من طريق شعبة، عن منصور، عن سعد بن عبيدة قال: كنت عند ابن عمر رضي الله عنهما فقمنا وتحدث رجلاً عنده من كندة، فأتيت سعيد بن المسيب، قال: فجاء الكندي فرعاً فقال: جاء ابن عمر رجل فقال: أخلف بالكعبة، فقال: لا، ولكن اخلف برب الكعبة، فإن عمر كان يخلف بأبيه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تخلف بأبيك، فإنه من حلف بغير الله فقد أشرك.

والبخاري في مسنده 23\12 (5393)، من طريق شيبان، عن منصور، عن سعد بن عبيدة، عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من حلف بغير الله فقد أشرك.

أحمد في مسنده (5375)، من طريق شيبان، عن منصور، عن سعد بن عبيدة قال: جلست أنا ومحمد الكندي إلى عبد الله بن عمر ثم قمنا من عنده، فجلست إلى سعيد بن المسيب، قال: فجاء صاحبي وقد اصفّر وجهه وتغير لونه، فقال: قم إلي، قلت: ألم أكن جالساً معك الساعة؟ فقال سعيد: قم إلي صاحبك، قال: فقمنا إليه. ==

== فَقَالَ: أَلَمْ تَسْمَعْ إِلَى مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ؟ قُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَعَلَيْ جَنَاحٍ أَنْ أُحْلِفَ بِالْكَعْبَةِ؟ قَالَ: وَلِمَ تَحْلِفُ بِالْكَعْبَةِ؟ إِذَا حَانَتْ بِالْكَعْبَةِ فَأَحْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ، فَإِنَّ عُمَرَ كَانَ إِذَا حَلَفَ قَالَ: كَلَّا وَأَبِي فَحَلَفَ بِهَا يَوْمًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَحْلِفُ بِأَبِيكَ، وَلَا بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ.

أخرجه أبو نعيم في الحلية 25319، من طريق شيبان، عن منصور، عن سعد بن عبيدة، عن محمد الكندي، عن ابن عمر رضي الله عنهما عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لَا تَحْلِفُ بِأَبِيكَ وَلَا تَحْلِفُ بِغَيْرِ اللَّهِ فَإِنَّهُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ.

وأخرجه ابن بشران في الأمالي (1226)، والخطيب في تالي تلخيص المتشابه 2701 (154) من طريق يزيد بن عطاء، عن منصور، عن سعد بن عبيدة، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ. وأخرجه الطبراني في الكبير 20513 (13923)، من طريق العوام بن حوشب، عن إبراهيم التيمي، عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ.

أخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار 29712 (826)، من طريق سعيد بن مسروق، عن سعد بن عبيدة، عن ابن عمر، عن عمر قال: لَا وَأَبِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ حَلَفَ بِشَيْءٍ دُونَ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ."

أخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار 30012 (831)، من طريق جرير بن عبد الحميد، عن منصور، عن سعد بن عبيدة قال: كُنْتُ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي مِنْ كِنْدَةَ جُلُوسًا عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَقُمْتُ فَجَلَسْتُ إِلَى ابْنِ الْمُسَيَّبِ فَأَتَانِي صَاحِبِي فَقَالَ: قُمْ إِلَيَّ، وَقَدْ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَاضْفَرَّ وَجْهُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: أَلَيْسَ إِنَّمَا فَارَقْتُكَ قُبَيْلَ؟ قَالَ سَعِيدٌ: قُمْ إِلَى صَاحِبِكَ، =

== فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَلَمْ تَرِ إِلَى مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ؟ فَقُلْتُ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ: أَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: أَخْلِفَ بِالْكَعْبَةِ؟ قَالَ لَا، وَلَمْ تَخْلِفْ بِالْكَعْبَةِ؟ اخْلِفْ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ فَإِنَّ عُمَرَ حَلَفَ بِأَبِيهِ عِنْدَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهُ: "لَا تَخْلِفْ بِأَبِيكَ، فَإِنَّهُ مِنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ."

وأخرجه عبد الله بن المبارك في مسنده (171)، وأحمد في مسنده (5346)، من طريق موسى بن عقبة، عن سالم، عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما - قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَالَ فِيهِ قَوْلًا شَدِيدًا -

قال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ وَفَسَّرَ هَذَا الْحَدِيثَ عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ قَوْلَهُ فَقَدْ كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ عَلَى التَّغْلِيظِ، وَالْحُجَّةُ فِي ذَلِكَ حَدِيثُ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ عُمَرَ يَقُولُ: وَأَبِي وَأَبِي، فَقَالَ: أَلَا إِنَّ اللَّهَ يَنْهَاكُمُ أَنْ تَخْلِفُوا بِآبَائِكُمْ، وَحَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ قَالَ فِي حَلْفِهِ وَاللَّاتِ، وَالْعُزَّى فَلْيَقُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. هَذَا مِثْلُ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الزِّيَاءَ شُرْكٌ وَقَدْ فَسَّرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا} الْآيَةَ، قَالَ: لَا يَزَانِي.

قال الطحاوي في شرح مشكل الآثار 300\2: فَوَقَفْنَا عَلَى أَنَّ مَنْصُورَ بْنَ الْمُغْتَمِرِ قَدْ رَأَى فِي إِسْنَادِ هَذَا الْحَدِيثِ عَلَى الْأَعْمَشِ، وَعَلَى سَعِيدِ بْنِ مَسْرُوقٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ رَجُلًا مَجْهُولًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ ابْنِ عُمَرَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ فَفَسَدَ بِذَلِكَ إِسْنَادُهُ غَيْرَ أَنَّا قَدْ ذَكَرْنَا فِي تَأْوِيلِهِ مَا إِنْ صَحَّ كَانَ تَأْوِيلُهُ الَّذِي تَأَوَّلْنَاهُ عَلَيْهِ مَا ذَكَرْنَاهُ فِيهِ، وَاللَّهُ نَسْأَلُهُ التَّوْفِيقَ.

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدْ احْتَجَّ بِمِثْلِ هَذَا الْإِسْنَادِ وَخَرَّجَاهُ فِي الْكِتَابِ، وَلَيْسَ لَهُ عِلَّةٌ، وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهُ، وَلَهُ شَاهِدٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، فَقَدْ احْتَجَّ بِشَرِيكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ -

وقال الذهبي في تلخيص المستدرک: على شرطهما رواه ابن راهويه عنه هكذا =

وقال البيهقي: وَهَذَا مِمَّا لَمْ يَسْمَعْهُ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ مِنْ ابْنِ عَمَرَ -

وقال الدارقطني في العلل 233.234\13: وسئل عن حديث أبي عبد الرحمن السلمي، عَنِ ابْنِ عَمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَا تَحْلِفُ بِأَبِيكَ، وَلَا بِغَيْرِ اللَّهِ، فَإِنَّهُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ. فقال: يرويه سعد بن عبيدة، واختلف عنه؛ فرواه محمد بن فضيل، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ. وخالفه الثوري، وعبد الله بن داود، الخريبي، فروياه عن الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ ابْنِ عَمَرَ.

وَرَوَاهُ مَنْصُورُ بْنُ الْمُعْتَمِرِ، وَاخْتَلَفَ عَنْهُ؛

فَرَوَاهُ شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ. وخالفه الثوري، ويزيد بن عطاء، فروياه عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ. وقيل: عن الثوري، عن أبيه، والأعمش، ومنصور، وجابر الجعفي، عن سعد بن عبيدة، عن ابن عمر. وكذلك رواه الحسن بن عبيد الله، عن سعد بن عبيدة، عن ابن عمر. وقال عمر بن عبيد، عن سعيد بن مسروق، عن رجل لم يسمه، عن ابن عمر، وهو سعد بن عبيدة، وسماه الثوري، عن أبيه.

اللہ عزوجل کے علاوہ اور کسی کی قسم اٹھانے سے قسم نہیں پڑتی، البتہ اگر کوئی شخص نبی اکرم ﷺ کی قسم اٹھائے یا کعبہ یا فرشتہ جبریل یا کسی ولی وغیرہ عظیم شخصیت کی تو قسم نہیں پڑے گی پس ایسی قسم توڑ دی جائے تو اس کا کفارہ بھی نہیں ہے۔ مگر اس قسم یعنی کسی عظیم شخصیت کی قسم اٹھانے میں اللہ عزوجل کے ساتھ کسی کو شریک کرنے کا اعتقاد ہو (یعنی توڑنے پر کفارہ لازم و واجب جانے) تو یہ شرک ہے اور اگر اس قسم سے کسی نبی یا رسول وغیرہ کی توہین ہوتی ہو تو یہ کفر ہے لیکن اگر ایسی کوئی بات پیش نظر نہیں، بلکہ محض قسم کھانے کا ارادہ ہے تو اس میں مسالک مختلف ہیں۔ تفصیل کے

ملاحظہ فرمائیں: الفقه على المذاهب الأربعة (71\2)



اس جواب کو دیکھ کر زیادہ تر حیرت یہ ہوئی کہ مولوی صاحب کی کوئی تحریر ان خلافتِ محدثہ (1) میں آج تک نظر سے نہ گزری تھی۔

گمان یوں تھا کہ قصداً احتراز فرماتے ہیں بلکہ غلو منکرین کو خود بھی لائق انکار ٹھہراتے ہیں۔ طرفہ تریہ کہ پہلی بسم اللہ قلم کو اذنِ رقم ملا تو یوں کہ طرزِ ارشاد فریقین کے مضاد، پھر سراپا نامتائی تقریب و ناکامی مدعاء واجنبیت دلیل و بے تعلقی دعویٰ اگرچہ حضراتِ نجدیہ کا قدیمی دستور، مگر فضیلت سے بغایت دور، فقیر کو بعض وجوہ سے مولوی صاحب کی رعایت ایک حد تک منظور، ولہذا ان سطور میں نام نامی مستور و نامستور، مگر اظہارِ حق بنص قرآن ضرور، اور حدیث صحیح میں

الَّذِينَ النَّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ (2) (دین ہر مسلم کی خیر خواہی ہے) ماثور۔

(1) (فر: خلاف محدثہ ہے)

(2) (مجھے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نہیں ملی۔ یہ روایت بالمعنی بیان کی گئی ہے۔ البتہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ایک باب قائم کیا ہے: بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الَّذِينَ النَّصِيحَةُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَتِهِمْ" وَقَوْلُهُ تَعَالَى: {إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ} [التوبة: 91]۔ اور اس باب میں حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ. (13\1، کراچی، وفی نسخۃ: جزء 121 (57)، اور صفحہ 14، وفی نسخۃ 121 (58) پر زیاد بن علاقہ کی طریق سے، جس کے الفاظ یہ ہیں:

... فَإِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ: أَبَايَعُكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ:

وَالنَّصْحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُهُ عَلَى هَذَا... وأخرجه الشافعي في مسنده 233، ==

== والطیالسی فی مسنده 91(660)، وعبدالرزاق فی المصنف 4\6 (9819)،  
والحمیدی فی مسنده 348\2 (794)، وفی نسخة: 46\2 (842)، وأحمد فی  
مسنده (19199، و19258)، ومسلم فی الصحيح 55\1، کراچی وفی نسخة  
(56)، والنسائی فی السنن، کتاب البیعة (4156)، وفی السنن الکبری 423\4  
(7777)، وأبو عوانة 45\1 (105) و433\4 (7221)، والخرائط فی مکازم  
الأخلاق 249(766)، و250(767)، وأبو یعلی فی مسنده 498\13 (7509)،  
والطبرانی فی الکبیر 349.350\2 (2466.2467)، وأبو نعیم فی  
الحلیة 237\7، والبیهقی فی السنن الکبری 145.146\8، وفی الآداب  
(189)، والبغوی فی شرح السنة 91.92\13 (3511.3512)، اور ارشاد نبوی  
صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے کہ: بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الَّذِينَ التَّصِيحَةُ: لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا أُمَّةَ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ"  
اس روایت کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح 54\1 (55) میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ  
عنه سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الَّذِينَ  
التَّصِيحَةُ قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلَا أُمَّةَ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ۔  
وأخرجه الشافعي فی مسنده 233، وابن أبي شيبة فی مسنده 320\2 (820)،  
والحمیدی فی مسنده 369\2 (837)، وأحمد فی مسنده (16940.16941)،  
وابن الجعد فی مسنده 392(2681)، والعدنی فی الإیمان (69)، والنسائی فی  
السنن (4197.4198)، وأبو داود فی السنن، باب فی التصيحة (4944)، وابن  
المقرئ فی المعجم 293(946)، وأبو عوانة فی المستخرج 44\1، وابن حبان فی  
الصحيح 435\10 (4574.4575)، والرويانی فی مسنده 486.487\2،  
والقضاعي فی مسند الشهاب 44.45\1 (18.17)، وفی الباب أحاديث أخرى.

میرا مقصد تھا کہ اس مسئلہ میں تحقیق بالغ و تنقیح بازغ سے کام لوں، اس تفصیل جامع و تحریر جامع سے اختتام دوں کہ براہین اثبات کا حصر وافی ہو، ازہاقِ شبہات کا احاطہ کافی ہو، مگر جب دیکھا کہ خود جواب جناب مذہب منکرین سے منزلوں دور، اور اکثر اوہام جو اُدھر سے پیش ہوتے ہیں آپ ہی کی تحریر سے ہباءً منشور، تو مجھے بہت کفایت مؤنت و کمی مشقت ہوئی اور آخر رائے اس پر ٹھہری کہ بالفعل جناب کی تقریر خاص پر جو اعتراضات میرے ذہن میں ہیں گزارش کر کے چند آثار و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث و نبذے بحث اصل مدعا، یعنی ارواح طیبہ سے طلبِ دُعا اور بعد وصال اُن کا فیض و نوال لکھ کر ختم کلام کروں اور بقیہ تحقیقاتِ باہرہ و تدقیقاتِ قاہرہ جو بجمہ اللہ حاضر خاطر بندہ قاصر ہیں، انہیں بشرطِ جواب مولوی صاحب دور آئندہ پر محمول رکھوں۔

با ایں ہمہ یہ مختصر رسالہ ان شاء اللہ تعالیٰ ثابت کر دے گا کہ مولوی صاحب (☆) کی یہ چند سطری تحریر اور اس پر مع اُن کے اصل مذہب (☆) کے چار سو وجہ سے داروگیر وَاللّٰهُ الْمُبْعِیْنُ وَبِهِ اُسْتَعِیْن۔ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور اسی سے مدد و طلب کی جاتی ہے

(☆) (ب، ح) (اس رسالہ کا پہلا ہی نسخہ رجب 1305ھ میں مولوی صاحب کی خدمت حاضر کر دیا گیا مدتوں عزم جواب کا جوش رہا مگر پھر صدائے برنخواست یہاں تک کہ شوال 1312ھ میں مولوی صاحب نے انتقال کیا اب ان کو خود ہی معلوم ہو گیا ہوگا کہ مردے دیکھتے سنتے سمجھتے ہیں یا مر کر پتھر ہو جاتے ہیں ۱۲ منہ سلطان احمد خان۔

(☆) (اصل مذہب سے کبرائے مذہب مولوی صاحب کی تصریح مراد ہے کہ میت جماد ہے ۱۲

# الْمَقْصِدُ الْأَوَّلُ فِي الْإِعْتِرَاضَاتِ وَأَزَاخَةِ الشُّبُهَاتِ

پہلا مقصد اعتراضات اور ازالہ شبہات میں

اور اس میں دونوع ہیں:

نوع اول: اعتراضات مقصودہ میں

شاید مولوی صاحب نام اعتراضات ☆ سے ناراض ہوں لہذا مناسب کہ پیرایہ سوال میں اعتراض ہوں۔

فَاقُولُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ وَبِهِ الْوُصُولُ اِلٰی ذُرٰی التَّحْقِیْقِ۔ پس میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے توفیق اور اسی کی مدد سے تحقیق کی بلندیوں تک رسائی ہے۔

### سوال (1)

جناب نے قبر کی مٹی حائل دیکھ کر آواز سنی، صورت دیکھنی محال ٹھہرائی۔ اس سے مراد محال عقلی یا شرعی یا عادی۔

بر تقدیر اول کاش کوئی برہان قاطع اُس کے استحالہ پر قائم فرمائی ہوتی۔ میں پوچھتا ہوں اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ یہ حائل، مانع احساس نہ ہو، اگر کہئے نہ تو:

"اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (1) بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

کا کیا جواب؟ اور فرمائیے ہاں تو استحالہ کہاں؟ ..... بر تقدیر ثانی آیات قرآنیہ

☆ احادیث صحیحہ سے ثابت کیجیے کہ جب تک یہ حجاب حائل رہیں گے البصار و سماع نہ

ہو سکیں گے، الفاظ شریفہ ملحوظ خاطر رہیں۔ بر تقدیر ثالث عادت اہل دُنیا مراد یا

عادت اہل برزخ، در صورت اول کیا دلیل ہے کہ مانع دُنوی عائق برزخ بھی ہے۔

کیا جناب کے نزدیک برزخ دُنیا کا ایک رنگ ہے؟

☆ (ب، ح: اعتراض۔ وفر، ر: اعتراضات۔ ☆ (ب، ح: یا۔ فر، ر: و)

اہل دُنیا ملائکہ کو نہیں دیکھتے مگر بطور خرق عادت اور برزخ والے عموماً دیکھتے ہیں، حتیٰ کہ کفار بھی۔ احادیث نکیرین چھپنے کی چیز نہیں۔ در صورت دوم: جناب نے یہ عادت اہل برزخ کیونکر جانی، اموات نے تو آکر بیان ہی نہ کیا اور طریقے سے علم ہوا تو ارشاد ہوا اور مامول کہ دعویٰ تمام ہا زیر لحاظ رہے۔

## سوال (2)

اسی تشقّق سے احد الشّقین الاولین مراد تو آپ ہی کا آخر کلام اُس کا اوّل راد کہ محال عقلی، صالح لِحُتْلُق اذن نہیں۔ اور محال شرعی سے ہرگز اذن متعلق نہ ہوگا۔ و برشق ثالث اس کا اعتقاد، ممکن کا اعتقاد کہ ہر محال عادی، ممکن عقلی ہے اور شرکِ اعظم محالات عقلیہ کا اعتقاد، تو اعتقاد ممکن عقلی کا شرک ہونا محال عقلی بین الفساد "وَبِعِبَارَةٍ أُخْرَى أَوْضَحُّ وَأَجْلَى" اور دوسری عبارت کے ساتھ زیادہ واضح و روشن ہے۔ جناب کی پچھلی عبارت صاف گواہ کہ بعض اموات کو ایسی زیادت ادراک عطا ہوتی ہے کہ وہ توجہ خاص کریں تو باذن اللہ دُعائے زائرین سن سکتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے یا نہیں کہ یہ قوت انہیں ہر وقت کیلئے بخشے..... بر تقدیر انکار سخت مشکل۔

"أَفَعَيَيْنَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ" (1) تو کیا ہم پہلی تخلیق سے تھک گئے۔

در صورت اقرار، میت یہ وصف ملنے سے خدا کا شریک ہو گیا یا نہیں؟ میں جانتا ہوں ہاں نہ کہنے گا، اور جب نہ کی ٹھہری تو میں عرض کروں، وہ وصف جس کے ثبوت سے خدا کی شرکت لازم نہ آئی، اُس کے اثبات سے خدا کا شریک ہونا ☆ کیونکر قرار پایا؟



اور جس کی حقیقت شرک نہیں اُس کا گویا شائبہ کیونکر ہوا؟

### سوال (3)

کیا آدمی اُسی کام کو اپنے لیے حلال جانے جس کے بکار آمد ہونے پر یسین رلھتا ہو، باقی کو حرام سمجھے یا صرف اُمید کافی اگرچہ علم نہ ہو۔

در صورتِ اولیٰ واجب کہ نماز روزہ اور تمام اعمالِ حسنہ کو حرام جانیں کہ وہ بے قبول بکار آمد نہیں اور ہم میں کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے اعمال قطعاً مقبول.....

در صورتِ ثانیہ جب آپ کے نزدیک بھی بعض اکابر کا ایسا قوی الادراک (☆) ہونا مسلم کہ بتوجہ خاص باذن اللہ دُعائے زائرین لیں تو وہاں کرم الہی سے ہر وقت اُمید و توقع موجود کہ سننے کا علم نہیں، تو نہ سننے پر بھی جزم نہیں۔ پھر کلام کیوں کر ناروا ہو سکتا ہے۔ جناب کو اپنا اطلاق حکم ملحوظ خاطر عاظر رہے۔

### سوال (4)

یہ تو ظاہر ہے کہ سائل جن کے دروازوں پر سوال کرتے ہیں وہ ہر وقت فراخ دست نہیں ہوتے۔ اب ان سائلوں کو حضرت کے اعتقاد میں ہر شخص کے حال خانہ پر اطلاع و وقوف ہے یا نہیں۔

اگر کہیے ہاں تو جس طرح جناب کے نزدیک زائرِ بیچاروں نے حضراتِ اولیاء کو سمیع و بصیر علی الاطلاق مانا یونہی (☆) آپ نے ان بھیک مانگنے والوں، جو گیوں، سادھوؤں

(☆) اگر تسلیم تحقیقی ہے تو امر ظاہر اور بطور تجویز و تقدیر ہے تو یہی عرض کیا جاتا ہے کہ یہ صورت

مان کر پھر اس کلام کی کیا گنجائش ہے یہ نکتہ محفوظ رہنا چاہیے ۱۲ منہ

(☆) تشبیہ مقصود بالذات ہے کہ یہ سوال نقض اجمالی ہے ورنہ ہمارے نزدیک نہ صرف اتنا علم و =

کو علیم وخبیر علی الاطلاق جانا، وَالْعَيَّاذُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ۔

اور اگر فرمایئے نہ، تو جبکہ سائل بلا حصولِ علم مرتکب سوال ہوتے ہیں۔ آپ کے طور پر گویا اہل بیوت کو معطی و قدیر علی الاطلاق قرار دیتے ہیں یا نہیں۔۔۔۔

بر تقدیرِ اول واجب ہوا کہ سوال شرک نہ ہو، تو ادنیٰ درجہ شائبہ و شبہ شرک ضرور ہو حالانکہ بہت اکابر علماء و اولیاء ☆ نے وقت حاجت اُس پر اقدام فرمایا ہے، حضرت ابوسعید خراز قدس سرہ العزیز جن کی عظمت عرفان و جلالتِ شان آفتابِ نیمروز سے اظہر، ہنگامہ فاقہ ہاتھ پھیلاتے اور شیعاً اللہ فرماتے (1)۔۔۔۔ یونہی سید الطائفہ جنید بغدادی کے استاد حضرت ابو حفص حداد و حضرت ابراہیم ادہم و امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے وقتِ ضرورت شرعیہ سوال منقول، نقل کل ذالک العلامة المناوی فی التیسیر (☆) یہ سب علامہ مناوی نے تیسیر میں نقل کیا ہے۔

== خبر مطلق نہ فقط اُتسمع و بصر مطلق۔ ۱۲ منہ۔ ☆ (ب، ح: اولیاء و علماء)

(1) (قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب و وصف طریق المرید الی مقام التوحید 2\347.346، بلفظ: قد کان أبو سعید الخراز یمدّ یدہ عند الفاقۃ ویقول: ثم شیء لله. وانظر: الرسالة القشیریة، باب الفتوة 2\438، والتیسیر بشرح الجامع الصغیر 2\241)

(☆) (تَحْتَ قَوْلِهِ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ: مَنْ سَأَلَ مِنْ غَيْرِ فَقَرِّ فَكَأَنَّمَا يُكُلُّ الْجَمْرَ ۱۲ منہ۔

ذکرہ الہندی فی کنز العمال 503\6 (16729)، لفظ لہ۔ وعزاه الی أحمد وابن خزيمة والضیاء عن حبشی بن جنادۃ۔ أخرجه ابن خزيمة فی صحیحہ 4\100 (2446) بلفظ: مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يَغْنِيهِ فَإِنَّمَا يُكُلُّ الْجَمْرَ۔ وأخرجه أحمد فی مسنده 4\165، والطبرانی فی الکبیر 15\4 والطحاوی فی شرح معانی الآثار 19\2۔

کتب فقہیہ شاہد عادل کہ بعض صور میں علمائے کرام نے سوال فرض بتایا ہے۔ (1)  
معاذ اللہ! یہ آپ کے طور پر شرک یا شائبہ شرک کا فرض ہونا ہوگا۔ بر تقدیر ثانی زائر  
بیچارہ بلا حصول علم سوال کرنے پر کیوں اُن الفاظ کا مصداق ہوا۔

### سوال (5)

جو شخص ایک جگہ خاص پر ہو کہ وہاں جا کر جس وقت بات کیجیے سن لے۔ اس قدر سے  
اسے سمیع علی الاطلاق کہا جائے گا یا نہیں؟  
اگر کہیے ہاں! تو اپنے نفس نفیس کو سمیع علی الاطلاق مانے۔ ہم نے تو ہمیشہ یہی دیکھا ہے  
کہ دولت خانہ پر جا کر جب کسی نے بات کی ہے آپ کے کان تک پہنچی ہے۔ اور  
فرمائیے نہ تو مزار پر جا کر سمیع علی الاطلاق جاننا کیونکر سمجھا گیا!

### سوال (6)

زمانہ وجود مخاطب کے استغراقِ از منہ باوصفِ خصوص مکان کو جناب نے مثبت سمع علی  
الاطلاق ٹھہرایا تو استغراقِ از منہ وجود و امکانہ دُنیا بدرجہ اولیٰ موجب ہوگا۔  
اب کیا جواب ہے اُس حدیث سے کہ امام بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی و عقیلی اور  
ابن النجار و ابن عساکر و ابوالقاسم اصہبانی (رحمۃ اللہ علیہم) نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما  
سے روایت کی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

(1) (کذا فی المحيط البرہانی 8\130: إذا کان المحتاج عاجزاً عن الکسب، ولكنه  
قادر علی أن یمخرج ویطوف علی الأبواب، فإنه یفترض علیہ ذلك، حتی إذا لم  
یفعل ذلك وقد هلك کان أثماً عند الله. وانظر: کتاب الکسب لمحمد بن الحسن  
الشیبانی ص 88، والمبسوط للسرخسی 30\271، وغیرهما۔

إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ اسْمَاعُ  
 الْخَلَائِقِ (زاد الطبرانی: كُلُّهَا) قَائِمٌ  
 عَلَى قَبْرِى (زاد: إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ)  
 فَمَا مِنْ أَحَدٍ يُصَلِّي عَلَى صَلَوةٍ إِلَّا  
 أُبْلِغْنِيهَا (1) (خصائص الكبرى)  
 بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے  
 خدا نے تمام جہان کی بات سن لینی عطا  
 کی ہے وہ قیامت تک میری قبر پر حاضر  
 ہے، جو کوئی بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے یہ  
 مجھ سے عرض کرتا ہے۔

(1) (أخرجه الحارث في مسنده 962\2 (1063)، وابن الأعرابي في المعجم  
 84 (124)، ومن طريقهما محمد بن عبد الرحمن النميري في الإعلام بفضل الصلاة  
 علي النبي والسلام 133، من طريق عبد العزيز بن أبان، عن نعيم بن صمضم العامري،  
 ثنا عمران بن حنبل الجعفي قال: سمعت عمار بن ياسر يقول: سمعت رسول الله  
 صلى الله عليه وسلم يقول: إِنَّ "اللَّهُ أَعْطَانِي مَلَكًا مِنْ الْمَلَائِكَةِ يَقُومُ عَلَى قَبْرِى إِذَا  
 أَنَا مُتٌ، فَلَا يُصَلِّي عَلَى عَبْدٍ صَلَاةٌ إِلَّا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ يُصَلِّي عَلَيْكَ  
 يُسَبِّحُهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ فَيُصَلِّي اللَّهُ عَلَيْهِ مَكَانَهَا عَشْرًا" (وذكره الحافظ في  
 المطالب العلية (3326)، والبوصيري في الإتحاف الخيرة المهرة (6285)

وأخرجه البزار في مسنده 254.255\4 (126.125)، وابن أبي عاصم في الصلاة  
 عليه النبي (51)، والبخاري في التاريخ الكبير 6\416، وأحمد بن عبد الواحد  
 المقدسي البخاري في جزء من تخريجه (ق 7) من طريق أبو أحمد محمد بن عبد الله  
 الزبيري وسفيان بن عيينة، قال: ناعم بن صمضم، عن ابن الحنبل، قال: سمعت  
 عمار بن ياسر يقول: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بِقَبْرِى مَلَكًا  
 أَعْطَاهُ اسْمَاعُ الْخَلَائِقِ، فَلَا يُصَلِّي عَلَى أَحَدٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا أُبْلِغْنِي بِاسْمِهِ وَاسْمِ  
 أَبِيهِ، هَذَا فَلَانُ ابْنُ فَلَانٍ قَدْ صَلَّى عَلَيْكَ.

وأخرجه القاضي بدر بن الهيثم في حديثه (جمهرة الأجزاء الحديثية (227) (4) =

وابن المقرئ في المعجم 223 (718)، من طريق عِصْمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيِّ، ثَنَا نَعِيمُ بْنُ صَمُصَمٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحَمِيرِيِّ قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَأَنَا وَهُوَ مُقْبِلَانِ مَا بَيْنَ الْحِيزَةِ وَالْكُوفَةِ: يَا عِمْرَانُ بْنُ الْحَمِيرِيِّ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، فَأَخْبَرَنِي قَالَ: قَالَ: "إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَعْطَى مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَسْمَاءَ الْخَلْقِ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِى إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، لَا يُصَلِّي عَلَى أَحَدٍ صَلَاةً إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ، فَقَالَ: يَا أَحْمَدُ صَلَّى عَلَيْكَ فَلَانُ ابْنُ فَلَانٍ، قَدْ كَفَلَ لِي الرَّبُّ سُبْحَانَهُ أَنْ أُرَدَّ عَلَيْهِ بِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا.

وأخرجه أبو الشيخ في العظمة 2\763.762، والطبراني في الكبير والرويانى في مسنده كما في جلاء الأفهام 108.107، من طريق قَبِيصَةَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَعِيمِ بْنِ صَمُصَمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْحَمِيرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِي عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَلَا أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ كُلِّهِمْ، فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِى إِذَا مِتُّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي صَلَّى عَلَى صَلَاةٍ إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، صَلَّى عَلَيْكَ فَلَانٌ، فَيُصَلِّي الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدٍ عَشْرًا".

وأخرجه العقيلي في الضعفاء 3\248، من طريق عَلِيِّ بْنِ الْقَاسِمِ الْكِنْدِيِّ قَالَ: حَدَّثَنَا نَعِيمُ بْنُ صَمُصَمٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَمِيرِيِّ الْجَعْفِيِّ قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ حَبِيبِى، رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِي: "يَا عَمَّارُ، إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَعْطَى مَلَكًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ أَسْمَاءَ الْخَلَائِقِ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِى إِذَا أَمُتُّ، فَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي يُصَلِّي عَلَى صَلَاةٍ إِلَّا سَمَّاهُ بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ: يَا مُحَمَّدُ، فَلَانُ بْنُ فَلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ يَوْمَ كَذَا كَذَا، قَالَ: وَيَكْفُلُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى ذَلِكَ =

الْعَبْدِ عَشْرِينَ بِكُلِّ صَلَاةٍ".

وآخرجه الطوسي في مختصر الأحكام (المستخرج على جامع الترمذي) 259. 260\2، والسبكي في طبقات الشافعية الكبرى 125\1، من طريق يحيى بن عبد الرحمن الأزحبي قال نا إسماعيل ابن إبراهيم التيمي قال نا نعيم بن ضمضم عن عمر بن الحنفي عن عمار بن ياسر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الله ملكاً أعطاه الله سمع العباد كلهم وأنه ليس من أحد يصلي على صلاة إلا أبلغنيها وإني سألت ربي أن لا يصلي على أحد إلا صلى عليه عشرًا مثلها وإن الله أعطاني ذلك.

وذكره ابن أبي خاتم في الجرح والتعديل 296\6، وابن عدي في الكامل 170\6، والهيثمي في مجمع الزوائد 162\10، وابن عساكر في تاريخه كما في تهذيبه لابن منظور الأفریقی 416\2، والسخاوي في القول البديع 246.247، وعزاه إلى ابن الجراح في أماليه.

اس حدیث مبارکہ کے تحت قبلہ علامہ مفتی محمد عباس رضوی مدظلہ العالی رقمراز ہیں

تو اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایک فرشتہ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔ جب ایک فرشتہ مدینہ شریف میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑا ہو کر ساری کائنات کی آوازیں سن سکتا ہے اور یہ شرک نہیں تو پھر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سماعت کے بارے میں شک کرنا اور اس کو شرک کہنا کہاں کی مسلمانی ہے؟

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

"أى قوة يقتدر بها على سماع ما ينطق به كل مخلوق من إنس وجن وغيرهما"

(فيض القدير شرح الجامع الصغير 483\2)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ انسان اور جن کے سوا تمام =



مخلوق الہی کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو سنتا ہے۔

[التیسیر بشرح الجامع الصغیر 330\1 میں ہے کہ :

"أَيُّ قُوَّةٍ يَقْتَدِرُ بِهَا عَلَى سَمَاعِ مَا يَنْطِقُ بِهِ كُلُّ مَخْلُوقٍ مِنَ الْفَسِّ وَجَنِّ وَغَيْرِهِمَا فِي أَيِّ مَوْضِعٍ كَانَ"

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو ایسی قوت عطا فرمائی ہے کہ انسان اور جن اور اس کے سوا تمام مخلوق الہی کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے اس کو سنتا ہے۔ یعنی چاہے وہ آواز کہیں کی بھی ہو (دور و نزدیک کسی جگہ کی قید نہیں ہے) [

حضرت علامہ زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :

"أَيُّ قُوَّةٍ يَقْتَدِرُ بِهَا عَلَى سَمَاعِ مَا يَنْطِقُ بِهِ كُلُّ مَخْلُوقٍ مِنَ الْفَسِّ وَجَنِّ وَغَيْرِهِمَا" یعنی اس کو اتنی قوت دی گئی ہے کہ وہ کائنات کی جملہ مخلوق کے جو منہ سے نکلتا ہے جن وانس وغیرہما سے وہ اسے سننے کی قدرت رکھتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة 336\5، وفي نسخة: 372\7)

علامہ ابن القیم نے تحریر کیا ہے :

"وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ أَنَّ اللَّهَ وَكُلَّ بَقْبَرَةٍ مَلَأَتْهُ يَبْلُغُونَهُ عَنْ أُمَّتِهِ السَّلَامَ" اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قبر پر فرشتے موکل فرمائے ہیں جو کہ آپ کی امت کا سلام آپ کو پہنچاتے ہیں

(کتاب الروح 73، وفي نسخة: 140 السئلة السادسة)

تو حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ درود نزدیک سے سنا اور ہر مخلوق کی آواز سننا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اس کی عطا اور مہربانی کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے جسے وہ چاہے یہ طاقت عنایت فرمادے۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ.

تو یہاں سے ان لوگوں کی جہالت بھی آشکار ہوتی ہے کہ جو فوراً ایسے معاملات پر شرک کا ==

فتویٰ جڑ کر خود گمراہی کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ یہ قوتِ سماعت ایک ایسے فرشتے کی ہے جو کہ ہمارے آقا مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ غلام اور امتی ہے۔ جب یہ امتی کا حال ہے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہوگا؟

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کا یا ہی پلٹ دیں دنیا کی  
یہ تو شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہوگا

قبر شریف پر کھڑے فرشتے کا اسم مبارک  
اس مبارک فرشتے جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر موکل ہے کے نام کے بارے میں  
بعض کتابوں میں ہے۔

حضرت علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الملك المؤکل بقبر النبي صلى الله عليه وسلم الذي أعطى أسماء الخلائق وقيل  
أسماءهم اسمه مطروس"۔ (الكنز المدفون للسيوطی 366)

وہ فرشتہ جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر موکل ہے جس کو تمام مخلوق کی آواز سننے کی طاقت  
عنایت فرمائی گئی ہے کہا گیا ہے کہ ان کے نام ہیں اور اس موکل فرشتہ کا نام مطروس (علیہ  
السلام) ہے۔ جبکہ اس کے برعکس حضرت علامہ مجدد الدین الفیروز آبادی اور حضرت علامہ شمس  
الدین السخاوی نے ابن بشکوال کے حوالہ سے اس مبارک فرشتہ کا نام ”منظر دس“ نقل فرمایا  
ہے۔ ملاحظہ فرمائیں: (الصلوات والبشر 103، والقول البديع 116، والدر المنصود  
لابن حجر الهيتمي 150)

ممکن ہے کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں کتابت کی غلطی کی وجہ سے میم کے بعد نون  
چھوٹ گیا ہو۔ یا اس کے اُلٹ بھی ہو سکتا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

اعترض

اس حدیث شریف پر ایک تو اعتراض یہ کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ =

نے کیا ہے "تفرد به إسماعيل بن إبراهيم إسناداً و متناً"۔ (میزان الاعتدال 213\1)  
 کہ اس روایت میں نعیم بن مضمم سے اسماعیل بن ابراہیم روایت کرنے میں مفرد ہے۔ (اور وہ  
 ہے بھی ضعیف)

### جواب

حیرت ہے کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ جیسا تبصرہ عالم دین فرما رہا ہے کہ اس حدیث میں اسماعیل بن  
 ابراہیم مفرد ہے۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کے متابع امام بزار رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں، ابو  
 احمد اور امام سفیان بن عیینہ ہیں۔ اور ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں اس کا متابع، ابو  
 خالد القرشی یعنی عبدالعزیز بن ابان ہے۔ اور امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں اس کا متابع علی بن  
 القاسم الکندی ہے۔ اور امام ابوالشیخ ابن حیان رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں اس کا متابع قبیصہ بن عقبہ  
 ہے، اور امام ابن المقرئ رحمۃ اللہ علیہ کی سند میں عصمتہ بن عبد اللہ ہے۔ جب اس کے اتنے  
 متابع موجود ہیں تو پھر یہ اعتراض بالکل بے کار ہے کہ اس میں اسماعیل بن ابراہیم مفرد ہے۔

### دوسرا اعتراض

اس روایت کی سند میں نعیم بن مضمم ہے جس کے بارے میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:  
 "ضعفه بعضهم"۔ اس کو بعض نے ضعیف کہا ہے۔

### جواب

سوال یہ ہے کہ وہ بعض کون ہیں کہ جنہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے جب ہر جگہ جارح کا پتہ نہ ہو جرح  
 بیکار ہے۔

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وما عرفت إلى الآن من ضعفه"۔

(لسان المیزان 169\6، وفي نسخة: 289\8)

میں ابھی تک نہیں جان سکا کہ اس کو ضعیف کہنے والا کون ہے۔

اس روایت میں عمران بن الحمیر ی جس کے بارے میں امام منذری فرماتے ہیں:  
لا یعرف۔ یعنی یہ مجہول ہے کون ہے پتہ نہیں ہے۔ (الترغیب والترہیب، ۲/۵۰۰)

### جواب

یہ راوی مجہول نہیں بلکہ ثقہ ہے جیسا کہ امام سخاوی فرماتے ہیں: "بل هو معروف"۔ یعنی یہ مجہول نہیں بلکہ معروف ہے۔ (القول البدیع 112، وفي نسخة: 119)  
امام ابن حبان نے اس کو کتاب الثقات میں ذکر کیا ملاحظہ فرمائیں (کتاب الثقات 223\5)  
مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے لکھا ہے:

"فإن المحدثين قد اعتمدوا بثقات ابن حبان وصرحوا بأنه يرتفع الجهالة عمن قيل انه مجهول بتوثيقه۔ (ابکار المنن فی تنقید آثار السنن 139 باب فی القراءة خلف الامام)  
بے شک محدثین نے ابن حبان کی ثقات پر اعتماد کیا ہے اور انہوں نے صراحت کی ہے کہ ابن حبان کا کتاب الثقات میں ذکر کرنا راوی کو جہالت سے نکال دیتا ہے (یعنی اس راوی سے جہالت اٹھ جاتی ہے)

اور پھر اس حدیث کے شواہد بھی موجود ہیں لہذا یہ اپنے شواہد کے ساتھ حسن یا صحیح ہے:

### شاہد نمبر (1)

قَالَ الدِّیْلَمِيُّ أَنبَأَنَا وَالدِّي أَنبَأَنَا أَبُو الْفَضْلِ الْكَرْبِیْسِيُّ أَنبَأَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ تَرْكَانَ حَدَّثَنَا  
مُوسَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَمَادٍ بْنُ سَفْيَانَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَالِحٍ  
الْمَرْوَزِيُّ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَرَّاشٍ عَنْ قَطْرِ بْنِ خَلِيفَةَ عَنْ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ  
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى فَإِنَّ اللَّهَ وَكَلَّ بِي مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِي فَإِذَا صَلَّى  
عَلَى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي قَالَ لِي ذَلِكَ الْمَلَكُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ صَلَّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ  
(الدِّیْلَمِيُّ فِي مَسْنَدِ الْفَرْدُوسِ بِحَوَالِهِ كَنْزُ الْعَمَالِ 494\1، وشرح الزرقاني 335\5،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے پس جب میری لمٹتے میں سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں بن فلاں نے اس گھڑی آپ پر درود پڑھا ہے۔

[نوٹ: اس روایت کو نامور غیر مقلد علامہ ناصر البانی نے اپنے سلسلۃ الأحادیث الصحیحة 43.44\4 (1530) میں ذکر کیا ہے، اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کو اس کے شاہد میں ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ: "فالحديث بهذا الشاهد وغيره مما في معناه حسن إن شاء الله تعالى". محمد ارشد مسعود غنی عنہ]

### شاہد نمبر (2)

"عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى عَلَىَّ صَلَّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا يَهَبُ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ بِهَا حَتَّى يُبَلِّغَنِيهَا"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شاہد فرمایا جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں فرمائیں گے۔ اور ایک فرشتہ مقرر ہے جو کہ مجھے وہ درود شریف پہنچا دیتا ہے۔ (المعجم الكبير للطبراني 134\8 (7611) [مسند الشاميين للطبراني 324\4 (3445)، ومن طريقه الشجري في الأمالي 170\1 (638)] [انتہی کلامہ]۔

### شاہد نمبر (3)

"عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: بَلَغَنِي - وَاللَّهِ أَعْلَمُ - أَنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِكُلِّ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ حَتَّى يُبَلِّغَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". (فضل الصلاة على النبي للقاضي (24)۔

قلت: إسناده صحيح، وهو مرفوع في صورة مقطوع لأن لفظه لا يدرك بعقل.

حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: مجھے یہ خبر پہنچی ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے ==

علامہ زرقانی شرح مواہب اور علامہ عبدالرؤف شرح جامع صغیر میں "أَعْطَاهُ أَسْمَاعُ الْخَلَائِقِ" کی شرح میں یوں فرماتے ہیں:

"أَيُّ قُوَّةٍ يَقْتَدِرُ بِهَا عَلَى سَمَاعِ مَا يَنْطِقُ بِهِ كُلُّ مَخْلُوقٍ مِنْ إِنْسٍ وَجِنٍّ وَغَيْرِهَا زَادَ الْمَنَاوِئُ فِي آيِ مَوْضِعٍ كَانَ" (1)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس فرشتے کو ایسی قوت دی ہے کہ انسان جن وغیرہ تمام مخلوق الہی کی زبان سے جو کچھ نکلے اُسے سب کے سننے کی طاقت ہے چاہے کہیں کی آواز ہو۔

اور دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کی، حضور

== کہ ایک فرشتہ اس کام پر مقرر کیا گیا ہے جو کوئی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہے تو وہ اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیتا ہے۔

#### شاهد نمبر (4)

"عَنْ يَزِيدَ الرَّقَاشِيِّ: إِنَّ مَلَكًا مُوَكَّلًا بِمَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فَلَانًا مِنْ أُمَّتِكَ صَلَّى عَلَيْكَ" (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 253\2 (8699)، و 326\6 (31992)، وانظر: فضل الصلاة على النبي ﷺ للقاضي بتخريج (27)

حضرت یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بیشک ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے والے کا درود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اس طرح پہنچا دیتا ہے کہ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے فلاں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا ہے۔

(2) (شرح الزرقانی علی المواہب 335\5، والتيسير بشرح الجامع الصغير

پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" أَكثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى فَإِنَّ اللَّهَ  
تَعَالَى وَكُلَّ إِنْسَانٍ مَلَكًا عِنْدَ قَبْرِى فَإِذَا  
صَلَّى عَلَى رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِى قَالَ لِي  
ذَلِكَ الْمَلِكُ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ فُلَانِ بْنِ  
فُلَانٍ يُصَلِّى عَلَيْكَ السَّاعَةَ " (1)  
مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالیٰ نے  
میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا  
ہے جب کوئی اُمتی میرا مجھ پر درود بھیجتا  
ہے وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یا رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں بن فلاں نے ابھی  
ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَبَارِكْ عَلَىٰ هَذَا الْحَبِيْبِ الْمُجْتَبٰى وَالشَّفِیْعِ الْمُرْتَجٰى  
وَ عَلَىٰ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَوْلِیَآءِ اُمَّتِهٖ وَ عَلَمَآءِ مِلَّتِهٖ اَجْمَعِیْنَ صَلَوةً تَدُوْمُ  
بِدَوَامِكَ وَ تَبْقٰى بِبَقَائِكَ كَمَا هُوَ اَهْلٌ لَّهٗ وَ كَمَا اَنْتَ اَهْلٌ لَّهٗ اٰمِیْنُ اٰمِیْنُ  
اِلٰهَ الْحَقِّ اٰمِیْنُ۔

اے اللہ! درود اور برکت نازل فرما اُس حبیب پر جو برگزیدہ ہیں اور اُس  
شفیع پر جن سے کرم کی اُمید ہے اور اُن کی آل، اصحاب، اُن کی اُمت کے اولیاء، اُن  
کی ملت کے علماء سب پر ایسا درود جسے تیرے دوام کے ساتھ دوام اور تیری بقا کے  
ساتھ بقا ہو، ایسا درود جس کے وہ اہل ہیں اور جو تیری شان کے لائق ہو، قبول فرما،  
قبول فرما، اے معبود برحق قبول فرما۔

(1) (الدیلمی فی مسند الفردوس بحوالہ کنز العمال 494\1، شرح الزرقانی علی  
المواہب 335\5، واللائ المصنوعة للسيوطي، المناقب 284\1، وصححه  
الألباني فی سلسلة الأحادیث الصحيحة 43.44\4 (1530)



جاں میدہم در آرزو اے قاصد آخربازگو در مجلس آں نازنین حرفے گراز ما میرود  
اے قاصد! اس آرزو میں جان دے رہا ہوں کہ اُس محبوب کی مجلس میں پھر ایک بات  
پہنچا دو اگر پہنچ سکے۔

بھلا ارشاد ہو، اولیائے کرام تو خاص خاضرانِ مزار کی بات سننے پر سمیع علی الاطلاق  
ہوئے جاتے ہیں۔ یہ بندہ خدا کہ بارگاہِ عرش جاہِ سلطانی صلوات اللہ وسلامہ علیہ سے  
جدا نہیں ہوتا اور وہیں کھڑے کھڑے ایک وقت میں شرقاً غرباً جنوباً شمالاً تمام دُنیا کی  
آوازیں سنتا ہے اُسے کیا قرار دیا جائے گا؟ آپ کو تو کیا کہوں مگر اُن عجدی شرک  
فروشوں نے نہ خدا کی قدرت دیکھی ہے کہ وہ اپنے بندوں کو کیا کیا عطا فرما سکتا ہے، نہ  
اُس کی عظمتِ صفات سمجھی ہے کہ ذرا اسی بات پر شرک کا ماتھا ٹھکتا ہے۔

"وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ" (1) انہوں نے خدا کی قدر نہ جانی جیسا کہ  
اس کی قدر کا حق تھا۔

### سوال (7)

کیا بات سننے کیلئے صورت دیکھنی بھی ضرور، جب تو واجب کہ تمام اندھے بہرے ہوں  
اور فرشتہ مذکور آپ کے طور پر بصیر علی الاطلاق بلکہ اُس سے بھی کچھ زائد، ورنہ فقط  
خطاب کرنے سے بصیر ماننا کیونکر مفہوم ہوا۔ عموم و اطلاق تو بالائے طاق۔

### سوال (8)

بفرض لزوم سماع کلام کو مطلق بصر درکار، جو رویتِ مخاطب سے حاصل۔ یا بصر مطلق علی  
الاوّل ملازم مت باطل، و علی الثانی لازم کہ تمام مخلوق الہی بہری اور کسی بات کا سننا کسی

غیر خدا کیلئے ماننا مطلقاً مستلزم شرک ہو، تو سب مشرک ہیں یا ہر ذی سمع، بصیر علی الاطلاق تو آفت اشد ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ۔

### سوال (9)

اُن اولیاء کی زیادتِ ادراک اگر اسے مستلزم نہیں کہ ہر کلام زائر سن لیں تو اُسے بھی نہیں کہ سب کو نہ سنیں، آپ خود عدمِ استلزام فرماتے ہیں نہ استلزامِ عدم، تو دونوں صورت میں محتمل رہیں۔ پھر ایک امر محتمل پر جزمِ شرک کیونکر ہو سکتا ہے۔ غایت یہ کہ بے دلیل ہو تو غلط سہی، کیا ہر غلط بات شرک ہوتی ہے؟

### سوال (10)

مجھے نہیں معلوم کہ قرآنِ عظیم میں ایک جگہ بھی بیان فرمایا ہو کہ مزارات پر جا کر کلام و خطاب کرنا شرک یا حرام ہے۔ یا اتنا ہی ارشاد ہوا ہو جو ایسا کرتا ہے گویا اصحابِ قبور کو سمیع یا بصیر علی الاطلاق مانتا ہے، اور حضرت کی صحتِ استدلال انہیں امور پر مبنی۔ آپ فرماتے ہیں فرقانِ حمید میں بمقاماتِ متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود۔ میں مقاماتِ متعددہ کی تکلیف نہیں دیتا، ایک ہی آیت فرما دیجئے جس میں صاف صاف مضمون مذکور مزبور ہو۔ بَيِّنُوا تَوَجَّرُوا۔

### سوال (11)

سورۃ یوسف کی آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی اُس کا ترجمہ و مطلب میں کیوں عرض کروں مولوی اسماعیل سے سنئے۔ تقویۃ الایمان میں لکھا ہے:

{اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں}۔ یعنی اکثر لوگ جو دعویٰ ایمان

کارکھتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔ انتہی۔ (1)

خدارا! اس میں مزاراتِ اولیاء پر جانے یا اُن سے کلام و خطاب کرنے کا کون سا حرف ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ! نام کو بوجہی نہیں، تصریح تام تو بڑی چیز ہے۔ پھر اُس آیت نے جناب کا کون سا دعویٰ ثابت کیا یا حضارِ مزار (2) کو کیا الزام دیا۔ اگر ایسے ہی بے علاقہ استناد کا نام تصریح تام، تو ہر شخص اپنے دعوے پر قرآنِ عظیم کی آیت پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً فلسفی کہے: تو سیطِ عقول حق ہے ورنہ لازم آئے کہ تمام اشیائے متکثرہ اُس واحد حقیقی سے بالذات صادر ہوئی ہوں اور یہ خدائے عز و جل پر افتراء۔

"فَإِنَّ الْوَاحِدَ لَا يَصْدُرُ عَنْهُ إِلَّا" کیونکہ واحد سے واحد ہی صادر ہو سکتا  
الْوَاحِدُ" ہے۔

اور اللہ تعالیٰ پر افتراءِ حرامِ قطعی۔ قرآنِ حمید میں بمقاماتِ متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود از انجملہ ہے۔ سورۃ انعام میں:

"إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ" (3)  
بے شک جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

یا نصرانی کہے انکارِ تثلیث گناہِ عظیم ہے کہ تثلیث آیت انجیل محرف سے ثابت۔ آیت الہیہ کی تکذیب موجب عذابِ شدید۔

(1) (تقویۃ الایمان، صفحہ 42، اشاعت السنۃ جمیعۃ اہل حدیث مغربی پاکستان شیش محل روڈ

لاہور، و تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان 11، مکتبہ تھانوی دیوبند)

(2) (حاضرین، موجودہ لوگ)

(3) (سورۃ یونس: 69، سورۃ النحل: 116)

فرقان حمید میں بمقامات متعددہ اس کا بیان بتصریح تام موجود از انجملہ ہے، سورہ عنکبوت میں:

"وَمَا يَجْعَلُ بآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ" اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر ظالم۔ (1)

ارشاد فرمائیے کیا ان تقریروں سے اُن کی استدلال تام ہو گئی اور اُن کے جھوٹے دعوے معاذ اللہ قرآن عظیم نے ثابت کر دیئے؟ حَاشَ لِلّٰہِ، وَاسْتَغْفِرُ اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ...

میں نہیں چاہتا کہ عیاذُ اللہ فلان وہمان کی طرح آیاتِ الہیہ کو اُن کے محل و موقع سے بیگانہ کر کے بزورِ زبان دوسری طرف پھیرا جائے ورنہ حضراتِ منکرین کے مقابل آیہ کریمہ:

"كَمَا يَبْسُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ" (2) جیسے کافر آس توڑ بیٹھے قبر والوں سے۔

بہت اچھی طرح پیش ہو سکتی ہے اور وہ اس آیت کی بہ نسبت جو آپ نے تلاوت کی ہزار درجہ زیادہ محل و موقع سے تعلق رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اہل قبور سے کافر لوگ نا اُمید ہو بیٹھے۔ اب غور کر لیا جائے کہ کون لوگ اہل قبور سے اُمید رکھتے ہیں اور کون یاس کے ہاتھوں آس توڑے بیٹھے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ رَاجِعُونَ۔

(1) (سورۃ عنکبوت: 49)

(2) (سورۃ الممتحنہ: 13)

## صنف آخر من هذا النوع

(اسی نوع کی ایک اور قسم)

یہاں اُن اکابر خاندانِ عزیزی کے بعض اقوال رنگِ تحریر فرمائیں گے جنہوں نے بے حصولِ علم ارتکابِ سوال جائز رکھا اور مولوی صاحب کے طور پر شرکِ خالص یا ہارے درجہ ☆ شائبہ شرک میں گرفتار ہوئے۔

### سوال (12)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہمعات میں حدیثِ نفس کا علاج بتاتے ہیں:

بارواح طیبہ مشائخ متوجہ      مشائخ کی پاک روحوں کی طرف متوجہ  
شود و برائے ایشاں فاتحہ      ہو اور ان کیلئے فاتحہ پڑھے یا ان کے  
خواندیا بہ زیارتِ قبرِ ایشاں      مزارات کی زیارت کو جائے اور وہاں  
رود۔ وازانجا انجذاب در یوزہ      سے بھیک مانگے۔  
کند۔ (1)

**اقول اولاً:** جناب کے نزدیک مزاراتِ اولیاء سے بھیک مانگنے کا کیا حکم ہے۔  
افسوس! ☆ وہاں تو اُن سے دُعا منگوانا شرک ہو جاتا تھا یہاں خود اُن سے بھیک مانگی جاتی ہے۔

**ثانیاً:** کسی سے بھیک مانگنی یونہی معقول کہ وہ اس کی عرض سنے اور اُس کی طرف

توجہ کرے، ورنہ دیواروں پتھروں سے کیا بھیک مانگنا۔ مگر آپ فرما چکے کہ: ”توجہ خاص کا انکشافِ حال خارج از علم زائر و مخیر اختیار پروردگار عالم ہے۔“

اب جو یہ بھیک مانگنے والا شاہ صاحب کے حکم سے بے حصولِ علم مرتکب سوال کا ہے اس نے گویا اہل قبر کو سمیع و بصیر علی الاطلاق قرار دیا یا نہیں؟

اور شاہ صاحب نے یہ شرک خالص یا شائبہ شرک تعلیم کیا یا نہیں؟ اور ایسی چیز کا سکھانے والا کافر یا مشرک یا بدعتی بد مذہب ہوا یا نہیں؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا

**ثالثاً:** انہوں نے مزار پر جا کر گدائی تو پیچھے بتائی، پہلے گھر ہی بیٹھے ارواحِ طیبہ کی طرف توجہ کر رہے ہیں، اب تو اطلاق کا پانی سر سے گزر گیا۔

### سوال (13)

انہی شاہ صاحب نے ایک رباعی لکھی:

آنانکہ زادناس بہیمی جستند      بالجه انوار قدم پیوستند  
فیض قدس از ہمت ایشاں می جو

دروازہ فیض قدس ایشاں ہستند (1)

جو لوگ نفس حیوانی کی آلودگیوں سے باہر ہو گئے وہ ذاتِ قدیم کے انوار کی گہرائیوں سے جا ملے، فیض قدس اُن کی ہمت سے طلب کرو، فیض قدس کا دروازہ یہی لوگ ہیں۔

اور مکتوب شرح رباعیات میں خود اس کی شرح یوں کی: یعنی توجہ بارواح

طیبہ مشائخ در تہذیب روح و سرتفع بلیغ دارد (2)

☆ (ب، ج: گزر گیا۔ فر: اونچا ہو گیا)

(1.2) (مکتوبات ولی اللہ از کلمات طیبات، مکتوب بست دوم 194)

یعنی مشائخ کی ارواح طیبہ کی جانب توجہ روح اور باطن کو سنوارنے میں نفع بلیغ رکھتی ہے۔

اقول: کیا اچھا نفع بلیغ ہے کہ بلا حصول علم اُن کی ہمت سے فیض چاہ کر مشرک ہو گئے۔

### سوال (14)

یہی شاہ صاحب ”قول الجلیل“ میں لکھتے ہیں، اُن کی عبارت عربی لا کر ترجمہ کروں اس سے یہی بہتر ہے کہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری مصنف ”نصیحۃ المسلمین“ کا ترجمہ نقل کروں۔

یہ صاحب بھی عمائد و کبرائے منکرین سے ہیں ”شفاء العلیل“ میں کہتے ہیں:  
”مشائخ چشتیہ نے فرمایا قبرستان میں میت کے سامنے کعبہ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے، گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے، یہاں تک کہ کشائش و نور پائے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو اس کے دل پر“ اھ ملخصاً۔ (1)

**اقول اولاً:** اس ندائے یا روح کا حکم ارشاد ہو۔

**ثانیاً:** یہ سالانہ فیض جو بتقریر ☆ و تسلیم و اشاعت و تعلیم شاہ صاحب و مترجم صاحب جب چاہا بلا حصول علم قبور کے سامنے یا روح یا روح کرنے اور فیض مانگنے بیٹھ گئے۔ آپ کے طور پر اہل قبور کو سمیع و بصیر و معطی و مفیض علی الاطلاق مان کر اور ماتن و مترجم بتاجتا کر مشرک ہوئے یا نہیں؟

☆ (ب، ح: بتقریر۔ فر، ر: تقریر)



## سوال (15)

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں، وہیں جہاں انہوں نے بعض خواص اولیاء کو ایسی زیادتِ ادراک ملنی لکھی ہے یہ بھی فرماتے ہیں کہ:

اویسیان تحصیل مطلب اویسی لوگ اپنے کمالاتِ باطنی کا مقصد کمالاتِ باطنی ازانہا مے اُن سے حاصل کرتے ہیں، اور اہل نمایند و ارباب حاجات و حاجات و مقاصد اپنی مشکلوں کا حل اُن مطالب حل مشکلات خود سے مانگتے اور پاتے ہیں۔  
از انہامی طلبند و مے یا بند۔ (1)

کہتے زیادتِ ادراکِ مسلم، مگر توجہ خاص کا انکشافِ حال تو خارج از علم طالب و ☆ بحیر اختیار پروردگار عالم ہے پھر اویسی لوگ جو بلا حصول علم مرتکب استفادہ ہوتے ہیں کیونکر مصداق اُن لفظوں کے نہ ہوئے اور ایسی نسبت کہ معاذ اللہ بذریعہ شرک ملتی ہے کیونکر صحیح و مقبول ٹھہری۔ یہی شاہ صاحب اپنے والد شاہ ولی اللہ صاحب سے ناقل اویسیت کی نسبت قوی صحیح ہے شیخ ابوعلی فارمدی کو ابو الحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اور ان کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور ان کو امام جعفر صادق کی روحانیت سے تربیت ہے۔ [رحمۃ اللہ علیہم، ورضی اللہ عنہ] اھ نقلہ البلہوری فی شفاء العلیل (2)

☆ (ب، ج: علم طالب و بحیر۔ فر، ر: علم طالب و بحیر)

(1) (تفسیر فتح العزیز، پارہ عم، 206 بحوالہ فتاوی رضویہ جدید 678\9)

(2) (شفاء العلیل ترجمہ القول الجمیل، گیارہویں فصل، 217)

**ثانیاً:** ذرا شاہ صاحب کے پچھلے لفظ کہ اہل حاجت اپنی مشکلوں کا حل اُن سے مانگتے اور پاتے ہیں۔ ملحوظ خاطر رہیں، کس دھوم دھام سے ارواح اولیاء کو حاجت روا مشکل کشا بتایا ہے۔ واللہ! کہا سچ، اگرچہ برامائیں ناواقف۔ ع

النَّاسُ أَعْدَاءُ لِّمَا جَهِلُوا

لوگ جس چیز کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے ہیں۔

غوثِ اعظم بمن بے سرو سامان مددے  
قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے  
غوثِ اعظم! مجھ بے سرو سامان کی مدد فرمائیں، قبلہ دیں! مدد فرمائیں، کعبہ ایمان! مدد فرمائیں۔

### سوال (16)

اُسی تفسیر عزیزی میں دفن کو نعمت الہی ٹھہرا کر اس کے منافع و فوائد میں لکھتے ہیں:

از اولیائے مدفونین انتفاع و استفادہ جاریست۔ (1)

مدفون اولیاء سے نفع پانا اور فائدہ طلب کرنا جاری ہے۔

**اقول اوّلاً:** انتفاع تک خیر تھی کہ بے مقصد منتفع بھی ممکن، استفادہ نے غضب کر دیا کہ وہ نہیں، مگر طلبِ فائدہ، پھر کیا اچھا نفع ن میں نہ کہ بندگانِ خدا بے حصولِ علم مرتکب سوال ہو کر معاذ اللہ مشرک ہوتے ہیں۔

**ثانیاً:** لفظ ”جاری ست“ پر لحاظ رہے کہ اس سے مراد نہیں مگر مسلمانوں میں جاری ہونا اور جو مسلمانوں میں جاری، ہرگز شرک نہیں کہ جن میں شرک جاری ہرگز مسلمان نہیں۔

## سوال (17)

مرزا مظہر جانجانا صاحب جنہیں شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مکاتیب میں قیم طریقہ احمدیہ و داعی سنت نبویہ ﷺ لکھتے ہیں۔ اور حاشیہ مکتوبات ولویہ پر انہیں شاہ صاحب سے اُن کی نسبت منقول ہندو عرب و ولایت میں ایسا تتبع کتاب و سنت نہیں بلکہ سلف میں بھی کم ہوئے الخ۔ ملخصاً مترجماً۔

یہ مرزا صاحب اپنے ملفوظات میں [☆ فر، ر: تحریر] فرماتے ہیں:

نسبت ماہجناب امیر امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی  
المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ می رسد، و فقیر را  
نیازی خاص بآنجناب ثابت جب کوئی جسمانی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو  
است۔ در وقت عروض آنحضور کی جانب میری توجہ ہوتی ہے  
عارضہ جسمانی توجہ اور شفا یابی کا سبب بنتی ہے۔  
بآنحضرت واقع می شود و  
سبب حصول شفا می  
گردد۔ (1)

## سوال (18)

آگے فرماتے ہیں:

یکبار قصیدہ کہ مطلعش اینست۔ ایک بار وہ قصیدہ جس کا مطلع یہ ہے۔

(1) (مکاتیب مرزا مظہر از کلمات طیبات، ملفوظات مرزا صاحب 78)

فروع چشم آگاہی امیر المومنین حیدر

زانگشت ید اللہ امیر المومنین حیدر

بجناب ایشان عرض نمودم نواز شہا فرمودند (1)

چشم معرفت کو روشنی عطاء ہوا اے امیر المومنین حیدر! خدائی ہاتھ والی انگشت سے،  
اے امیر المومنین حیدر! حضرت کی بارگاہ میں عرض کیا تو بڑی نوازشیں فرمائیں اھ۔

**اقول اولاً:** جب جناب مرزا صاحب امراض میں بارگاہ مشکل کشائی کی طرف توجہ کرتے تھے انہیں کیا خبر تھی کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الاسنی اس وقت میری طرف متوجہ ہیں یا میری طرف سے التفات فرمائیں گے۔

**ثانیاً:** یونہی جب قصیدہ عرض کرنے بیٹھے کیا جانتے تھے کہ حضرت والا اس وقت سن لیں گے تو ان سب اوقات میں بے حصول علم، مرتکب عرض و توجہ ہو کر انہوں نے جناب اسد اللہ ہی کو سمیع و بصیر علی الاطلاق ٹھہرایا، اور حضرت کے طور پر وہ برالقب پایا یا نہیں؟

**ثالثاً:** مزار پر جا کر کلام و خطاب تو وہ آفت تھا۔ مرزا صاحب جو بے حضور مزار ہی تو جہیں کرتے قصیدے سناتے ان کیلئے حکم کچھ زیادہ سخت ہوگا یا نہیں؟۔

**رابعاً:** اس نیازی خاص پر بھی نظر رہے کہ یہ معالجہ کرے گا ان جہال کے وہم کا جو لفظ نیاز ☆ کو خاص بجناب بے نیاز مانتے اور اسی بناء پر فاتحہ، فاتحہ حضرات اولیاء کو نیاز کہنا شرک و حرام جانتے ہیں۔

☆ (ب، ح: لفظ نیاز۔ فر: نیاز کے لفظ)

(1) (مکاتیب مرزا مظہر از کلمات طبیات، ملفوظات مرزا صاحب 78)

**خامساً:** یہ بڑی گزارش تو باقی ہی رہ گئی کہ دفع امراض کیلئے ارواح طیبہ کی طرف توجہ استمداد بالغیر تو نہیں۔ اور جناب کے نزدیک بھلا ایسا شخص اتباع شریعت میں یکتا و بے نظیر جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا تھا، بالائے طاق، سرے سے متبع سنت بلکہ از روئے ایمان تقویۃ الایمان، راساً مسلم و موحد کہا جائے گا یا نہیں۔

### سوال (19)

شاہ ولی اللہ کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب کی نسبت کیا حکم ہے؟ وہ بھی اس شرک عالمگیر سے محفوظ نہ رہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب ”قول الجمل“ میں لکھتے ہیں:

”وایضاً تَأَدَّبَ شَيْخُنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ عَلَى رُوحِ جَدِّهِ لِأَمِّهِ الشَّيْخِ رَفِيعِ الدِّينِ مُحَمَّدٍ“۔ (1)

”شفاء العلیل“ (1) میں اس کا ترجمہ یوں کیا: ”اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد ☆ کی روح سے“۔ اور حاشیہ فیض یوں نہ تھا کہ ادھر سے بے طلب آیا ہو، بلکہ یہی جا کر قبر پر متوجہ ہوا کرتے۔

خود شاہ ولی اللہ اپنے والد ماجد سے ”انفاس العارفين“ میں ناقل:

می فرمودند مراد مبدء حال	فرماتے تھے مجھے ابتدائے حال میں شیخ
بمزار شیخ رفیع الدین الفتنی	رفیع الدین کے مزار سے ایک اُلفت
پیدا شد ☆۔ آنجا می رفتم و	پیدا ہو گئی۔ وہاں جاتا اور اُن کی قبر کی
بقبر شاں متوجہ می شدم۔	طرف متوجہ ہوتا تھا۔ الخ۔ (2)

☆ (ب، ح، فر: رفیع الدین کی۔ ر: رفیع الدین محمد) ☆ (ر: شدہ)

(1) (شفاء العلیل گیارہویں فصل، 219) (2) (انفاس العارفين، مترجم 36)

یارب! جب مولوی اسماعیل کے اساتذہ و مشائخ سب گرفتار شرک ہوئے یہ انہیں کے خوشہ چین، انہیں کے نام لیوا، ان کے مداح، ان کے مقلد کیونکر مومن موحد رہے۔

"وَحُسْنُ نَبَاتِ الْأَرْضِ مِنْ كَرَمِ الْبَذْرِ"

زمین کا پودہ عمدہ جب ہی ہوتا ہے کہ بیج اچھا ہو۔

## صنف آخر من هذا النوع

(اسی نوع کی ایک اور قسم)

اس میں وہ سوالات مذکور ہوں گے جو مولوی صاحب کے استدلال دوم یعنی تمسک بحديث مَنْ حَلَفَ بِالْخ سے متعلق ہیں۔

### سوال (20)

حدیث: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ أَشْرَكَ" - (1)

کی جو عمدہ شرح افادہ فرمائی، ذرا کتب ائمہ حدیث و فقہ پر نظر کر کے ارشاد ہو جائے کہ کلمات علماء سے کہاں تک موافق ہے۔ فقیر بہت ممنون احسان ہوگا اگر ایک عالم معتمد کی تحریر سے بھی آپ نے اپنا بیان مطابق کر دکھایا۔ الفاظ شریفہ پیش نظر رہیں کہ "اس حرمت کا سبب سو اس کے نہیں" - الخ

### سوال (21)

اعتقاد نفع و ضرر پر قسم کی دلالت، کس قسم کی دلالت، آیا لفظ اس کے معنی سے یہ امر مفہوم یا عقلاً خواہ عرفاً لازم و ملزوم کہ آدمی اسی کی قسم کھائے جس سے نفع و ضرر کی امید رکھے۔

الذى يخرج به من الإسلام حتى يكون به صاحبه خارجاً من الإسلام ولكيئته  
أريد أن لا ينبغي أن يخلف بغير الله تعالى وكان من حلف بغير الله قد جعل ما  
حلف به كما الله تعالى مخلوقاً به وكان بذلك قد جعل من حلف به أو ما حلف به  
شريكاً فيما يخلف به وذلك عظيم فجعل مشيراً بذلك شريكاً غير الشريك الذى يكون  
به كافراً بالله تعالى خارجاً من الإسلام ومثل ذلك ما قدره روى عنه في الطيرة كما  
..... عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الطيرة شرك  
وما منّا ولكن الله يذهب بالتوكل ..... فلم يكن المراد بذلك الشرك الكفر بالله  
تعالى ولكن كان المراد به أن شيئاً تولى الله عز وجل فعله قيل فيه إن شئت فعله  
كان كذا ممّا يتطير به فمثل ذلك الشرك الهدى كور في الحديث الأول هو من جنس  
هذا الشرك لا من الشرك بالله تعالى الذى يوجب الكفر به ثم تأملنا حديث ابن  
عمر الذى قد رويناه في هذا الباب من حديثي الأعمش وسعيد بن مَرْزُوقٍ عن  
سعد بن عبيدة فوجدناه فاسد الإسناد وذلك لأن ابن مَرْزُوقٍ قال حدثنا وهب  
حدثنا شعبة عن منصور عن سعد بن عبيدة قال كنت عند ابن عمر فقمْتُ  
وتركت عنده رجلاً من كندة فأتيت سعيد بن المسيب فجاء فرعاً ..... وأن يزيد  
بن سنان حدثنا قال حدثنا الحسن بن عمر بن شقيق حدثنا جرير بن عبد الحميد  
عن منصور عن سعد بن عبيدة قال كنت أنا وصاحب لي من كندة جلوساً عند  
ابن عمر فقمْتُ فجلستُ إلى ابن المسيب فأتاني صاحبي ..... فوقفنا على أن  
منصور بن المعتبر قد زاد في إسناد هذا الحديث على الأعمش وعلى سعيد بن  
مسروق عن سعد بن عبيدة رجلاً مجهولاً بيته وبين ابن عمر في هذا الحديث ففسد  
بذلك إسناد غير أننا قد ذكرنا في تأويله ما إن صحح كان تأويله الذى تأولناه عليه ما  
ذكرناه فيه والله سبحانه وتعالى نسأله التوفيق .



صدر اسلام میں جو صحابہ کرام [رضی اللہ تعالیٰ عنہم] کعبہ معظمہ کی قسم کھاتے۔ کمارواہ النسائی وغیرہ (1) اُس وقت وہ کعبہ کی نسبت کیا اعتقاد (☆) رکھتے تھے؟ بینوا تو جروا۔

## سوال (22)

غیر خدا کو کسی طرح نافع یا ضار جاننا مطلقاً شرک ہے یا خاص اُس صورت میں کہ اُسے نفع و ضرر میں مستقل بالذات مانے۔

بر تقدیر اوّل یہ وہ شرک ہے جس سے عالم میں کوئی محفوظ نہیں۔ جہاں شہد کو نافع اور زہر

(☆) (ذکر نسخ نافع نہ ہوگا، کیا شرک و توحید میں بھی نسخ جاری ہے ۱۲ منہ (م)

(1) (أخرجہ النسائی فی السنن ، کتاب الأیمان والنذور، الحلف بالكعبة

551.550 (3775)، وفي نسخة: 143\2، كراچی، وفي السنن الكبرى

124\3 (4714)، و 254\6 (10822)، وفي عمل اليوم واليلة 545

(986.987)، وأحمد في مسنده (27093)، والشيبياني في الأحاد والمثاني

180\6 (3408)، وإسحاق بن راهويه في مسنده 254\5 (2407)، والطبراني في

الكبير 25\14 (7)، وابن المقرئ في المعجم 249 (813)، والطحاوي في شرح

مشكل الآثار 220\1، والحاكم في المستدرک 331\4 (7815)، والبيهقي في

السنن الكبرى 307\3-306. من حديث قُتَيْبَةَ، امْرَأَةٍ مِنْ جُهَيْنَةَ: أَنَّ يَهُودِيًّا أَتَى النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّكُمْ تَنْدِدُونَ، وَإِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ تَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ

وَشِئْتُ، وَتَقُولُونَ: وَالْكَعْبَةِ، " فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادُوا أَنْ

يَخْلِفُوا أَنْ يَقُولُوا: وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَيَقُولُونَ: مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ شِئْتُ " بلفظ النسائي-

وقال الحاكم: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَخْرُجْاهُ"، ووافقه الذهبي)

کو مضر جانتا ہے۔ سچے دوست سے نفع کی اُمید، پکے دشمن سے ضرر کا خوف رکھتا ہے۔ عالم کی خدمت، حاکم کی اطاعت اسی لئے کرتے ہیں کہ دینی یا دُنیوی نفع کی توقع ہے۔ مخالفِ مذہب سے احتیاط، سانپ سے احتراز اسی لئے رکھتے ہیں کہ روحانی یا جسمانی ضرر کا اندیشہ ہے۔ خود قرآنِ عظیم ارشاد فرماتا ہے:

"أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ  
أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا" (1)  
تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں  
جانتے اُن میں کون تمہیں نفع دینے میں  
زیادہ نزدیک ہے۔

اور فرماتا ہے:

"وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا  
يَأْذِنُ اللَّهُ" (2)  
اور اس سے کسی کو ضرر نہ پہنچائیں گے  
بے حکم خدا کے۔

صحیح مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مَنْ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ  
أَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ" (3)  
تم میں جو اپنے بھائی مسلمان کو نفع دے  
سکے وہ ☆ نفع دے۔

☆ (ب، ح: وہ نفع دے۔ فر، ر: نفع دے)

(1) (سورة النساء: 11) (2) (سورة البقرة: 102)

(3) (أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب السلام، باب استئجاب الرقية من العين ---

(2199)، وفي نسخة: 224\2 كراچی، وابن أبي شيبة في المصنف 42\5

(23530)، وعبد بن حميد في مسنده 314\1 (1026)، أحمد في مسنده 315\3

امام احمد و ابوداؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ بسند حسن مالک بن قیس رضی اللہ عنہ سے  
راوی: حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللَّهُ بِهِ، وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ" (1)  
جو کسی کو ضرر دے گا اللہ تعالیٰ اسے  
نقصان پہنچائے گا۔ اور جو کسی پر سختی  
کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے مشقت میں  
ڈالے گا۔

== (14231، و 14382، و 14584، و 15102)، والنسائي في السنن الكبرى  
74\7 (7498)، والخرائطي في المكارم الأخلاق 345 (1069)، والطحاوي في  
شرح معاني الآثار 328\4، و أبو يعلى في مسنده 424\3 (1914)، و 4\9  
(2006)، و 196\4 (2299)، وابن حبان في الصحيح 290\2 (532)،  
و 457\13 (6091)، و 463\13 (6097)، والحاكم في المستدرک  
460\4، والبيهقي في السنن الكبرى 348\9، وفي الشعب الايمان 79\2،  
وابن عساكر في المعجم 335\1، والذهبي في معجم الشيوخ 379، كلهم من  
حديث جابر بن عبد الله رضي الله عنه۔

(1) (آخرجه أحمد في مسنده 453\3 (15755)، وأبو داود في السنن، باب من  
الْقَضَاءِ، (3635)، والترمذي في السنن، أَبْوَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ، باب مَا جَاءَ فِي الْخِيَانَةِ  
وَالْغِشِّ (1940)، و 287\1، كراچی، وابن ماجه في السنن، كِتَابُ الْأَحْكَامِ، باب  
مَنْ بَنَى فِي حَقِّهِ مَا يَضُرُّ بَجَارِهِ (2342)، وابن أبي عاصم الشيباني في الاحاد والمثاني  
188\4 (2169)، والخائطي في مساوي الأخلاق 34 (38)، و 274 (583)،  
والدولابي في الكنى والأسماء 117\1 (240)، والطبراني في الكبير 330\22 =

حاکم کی حدیث میں ہے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حجر اسود کی نسبت فرمایا:

"بَلَى يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، إِنَّهُ ☆ يَظُرُّ کیوں نہیں اے امیر المومنین! یہ پتھر وَیَنْفَعُ"۔ (الحديث) (1) نقصان دے گا اور نفع پہنچائے گا۔

== (829، و 830)، وابن قانع في معجم الصحابة 354\2 (895)، والبيهقي في السنن الكبرى 70\6، و 133\10، وابن الأبار في معجم أصحاب القاضي 185، كلهم من حديث مالك بن أبي قيس۔ وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

☆ (ب، ح، فر: بدون انہ۔ ر: انہ وهو الصواب)

(1) (آخرجه الحاكم في المستدرک 457\1، وفي نسخة: 110\2 (1725)، والأزرقی فی أخبار مكة 323.324، والرافعی فی التدوین فی أخبار قزوین 150\3، والبيهقي فی الشعب الايمان 451\3 (4040)، وابن عساكر فی تاریخ دمشق 406\42. اس روایت کی سند میں علماء نے کلام کیا جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری 3\462 میں، مگر وہ نفس مسئلہ میں مضمر نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيَأْتِيَنَّ هَذَا الْحَجَرُ، يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ، يَشْهَدُ عَلَى مَنْ يَسْتَلِمُهُ، بِحَقِّ".

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ پتھر (حجر اسود) قیامت کے دن آئے گا اور اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھتا ہوگا اور زبان ہوگی جس سے وہ بات کرے گا وہ ہر اس شخص کے حق میں گواہی دے گا جس نے اس کا استلام کیا ہوگا۔

آخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب المناسك، باب استلام الحجر (2944)، والترمذي في السنن، باب ما جاء في الحجر الأسود، (961)، وأحمد في مسنده (2215)، و 2398، و 2643، و 2796، و 3511، والأزرقی فی أخبار مكة 323\1، و 324، =

والدارمي في السنن (1881)، والفاكهى في أخبار مكة 1\82، وابن خزيمة في الصحيح 220\4 (2735.2736)، وأبو يعلى في مسنده 107\5 (2719)، وابن حبان في الصحيح 25\0 (3711.3712)، والطبراني في الكبير 63\12 (12479)، وأبو نعيم في الحلية 306\4، و243\6، والحاكم في المستدرک 627\1، والبيهقي في السنن الكبرى 122\5-والآخرون۔

كلهم من حديث ابن عباس رضي الله عنهما۔

وقال الترمذي: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ"۔ وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهٌ، وَلَهُ شَاهِدٌ صَحِيحٌ"۔

وأخرجه الترمذي في السنن، (877)، بلفظ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَزَلَ الْحَجَرُ الْأَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَهُوَ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ (وفي رواية: أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ الثَّلْجِ) فَسَوَّدَتْهُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ"۔

وقال: وفي الباب عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَأَبِي هُرَيْرَةَ: حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

وأخرجه ابن خزيمة في الصحيح 219\4 (2733)، والطبراني في الكبير 11\453 (12285)، والآخرون، من حديث ابن عباس رضي الله عنهما۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب حجر اسود جنت سے اُتر اُتھا اس وقت وہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا اور ایک روایت میں ہے کہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا، پس بنی آدم کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ روز قیامت جس کے بارے میں بھائی لوگوں کا خیال ہے کہ اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا اگر اُس دن اسلام کرنے والے، چومنے والوں کے حق میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہو کر اگر یہی پتھر اُن کے حق میں گواہی دے گا تو یہ اُن کے لئے بیکار تو نہیں ہوگی، پھر اُس سفید دودھ سے زیادہ سفید پتھر کا بنی آدم کے گناہوں کا چوس لینا بے فائدہ ہی تو نہیں۔

بر تقدیر ثانی: واقع و نفس الامر اس گمان کے خلاف پر شاہد عادل، لاکھوں آدمی اپنے یا اپنے محبوب کے سر یا آنکھوں یا جان کی قسم کھاتے ہیں اور ہرگز ان کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ یہ چیزیں بالاستقلال ہمارے نفع و ضرر کی مالک ہیں۔ نہ ہرگز سماع کا ذہن اس طرف جاتا ہے بھلا حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں:

لَعَمْرِي وَ مَا عَمِرِي عَلَىٰ بَهْلَيْنِ  
لَقَدْ نَطَقْتُ بُظْلًا عَلَىٰ الْأَقَارِعِ (1)

”میری زندگی کی قسم! اور میری زندگی کوئی معمولی چیز نہیں۔ بلاشبہ اثر دہوں (دشمنوں) نے مجھ پر جھوٹ باندھا ہے۔“

اور جناب کے نزدیک اس سے کیا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے؟

اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا (2) وغیرہما پیشوایان دین رضی اللہ عنہم اجمعین سے اپنے باپ اور اپنی جان کی قسم کھانی مروی کہ خادم حدیث پر مخفی نہیں۔

(1) (دیوان نابغہ جعدی 34، و امالی ابن الشجری 344/1)

(2) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ یمن کا رہنے والا ایک آدمی جس کے ہاتھ اور پیر کٹے ہوئے تھے مدینہ منورہ آیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم ہوا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس یمن کے حاکم کی شکایت کی کہ اُس نے مجھ پر ظلم کیا ہے، جبکہ وہ تو رات کو نمازیں پڑھا کرتا تھا "فَيَقُولُ أَبُو بَكْرٍ: وَأَبَيْكَ. مَا لَيْلُكَ بَلِيلٍ سَارِقٍ". تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا باپ کی قسم! پھر تو تم راتوں کو

چوری نہیں کرتے ہو گے۔۔۔ إلخ۔ (آخر جہ مالک فی الموطأ، کتاب الحدود، جامع القطع (3089)، و بروایة أبي مصعب الزهري 2\38 (1808)، و بروایة الشيباني 239 (689)، والشافعي فی مسنده 336، والبيهقي فی السنن الكبرى 8\475، والبغوي فی شرح السنة 10\324 (2602)۔

☆ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو عام الرمادہ میں اپنے دو خلافت میں خط لکھا تو اس میں لکھا:

"مَنْ عَبْدُ اللَّهِ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، إِلَى الْعَاصِ بْنِ الْعَاصِ لَعْنِي مَا تُبَالِي إِذَا سَمِئْتَ، وَمَنْ قَبْلَكَ أَنْ أَجْجَفَ أَنَا وَمَنْ قَبْلِي، وَيَا غَوَاةُ"۔ إلخ۔

(آخر جہ ابن خزيمة فی الصحيح 68\4 (2367)، وانظر: الأمن والعلی بتخریجی۔ یعنی اللہ عزوجل کے بندہ امیر المؤمنین عمر کی طرف سے عاص بن عاص کی طرف، مجھے اپنی زندگی کی قسم! اے عمرو! جب تم اور تمہارے ملک والے فریبہ ہوں تو تمہیں کچھ پرواہ نہیں کہ میں اور میرے ملک والے کمزور و ناتواں رہیں، اے فریاد کو پہنچ۔

☆ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح، باب بیان عَدَدِ عُمَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَمَانِهِنَّ، (1255)، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کبریٰ 236\4 (4208) میں روایت کیا ہے، حضرت عروہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان جب رسول اللہ ﷺ کے عمرہ کے بارے گفتگو ہوئی تو ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

"يَغْفِرُ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، لَعْنِي، مَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ، وَمَا اعْتَمَرَ مِنْ عُمْرَةٍ إِلَّا وَإِنَّهُ لَمَعَهُ"۔

یعنی اللہ عزوجل ابو عبد الرحمن کی مغفرت فرمائے، میری زندگی کی قسم! آپ ﷺ نے رجب میں عمرہ نہیں کیا، اور آپ ﷺ نے جتنے بھی عمرے کیے وہ یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی اُن میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔



## سوال (23)

خیر قسم غیر سے تو آپ کے نزدیک یہ صرف ظاہر ہی ہوتا تھا کہ وہ اپنے عقیدے میں غیر خدا کو بھی نفع و ضرر رسان جانتا ہے۔ بگمان جناب اتنی ہی بات پر شرع مطہر میں بنائے تحریم ہوئی حالانکہ اس کے دل کا حال خدا جانے۔

اب اُن کی نسبت حکم ارشاد ہو، جو صاف صاف بالتصریح غیر خدا کو نہ فقط نفع و ضرر رسان بلکہ مالک نفع و ضرر بتائیں۔ اور وہ بھی کسے، اُس شقی کو جو مدعی الوہیت رہا ہو۔ اور برسوں خراں بے عقل نے اُسے پوجا ہو، وہ کون، فرعون بے عون۔ نَسْأَلُ اللّٰهَ عَنْ حَالِهِ الصُّنُون۔ خدا سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی حالت سے بچائے۔۔

شاہ عبدالعزیز صاحب [رحمۃ اللہ علیہ] اس امر کے ثبوت میں کہ سامری والوں کی گوسالہ پرستی قبطیوں کی فرعون پرستی سے بدتر تھی۔ تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

تعظیم بادشاہ صاحب ایسے صاحب اقتدار بادشاہ کی تعظیم جو اقتدار کہ مالک نفع و ضرر نفع و ضرر کا مالک ہو فی الجملہ ایک وجہ باشد فی الجملہ وجہ معقولیت رکھتی ہے مگر بے عقل گائے کا معقولیت دارد۔ و گوسالہ لا یعقل کہ در بلاد و حمق ضرب المثل است ہیچ وجہ

شایان تعظیم نیست۔ (1)

(1) (تفسیر عزیزی، سورۃ البقرۃ، بیان رفتن موسیٰ علیہ السلام ہوائے آوردن کتاب

## سوال (24)

یہ تو آئندہ عرض کروں گا کہ طلبِ دُعا کو اعتقادِ نفع و ضرر سے کتنا تعلق۔ بالفعل اسے یونہی فرض کر کے گزارش کر لوں کہ دُعا مانگو انے میں تو وہ اعتقادِ نفع و ضرر نکالا، جو معنیٰ شرک، حالانکہ وہ خود اُن سے کسی حاجت کی خواستگاری نہیں۔ پھر:

(۱) اُن کے مزاراتِ عظیمۃ البرکات پر حاضر ہو کر خود اُن سے بھیک مانگنا۔

(۲) یارُوح یا رُوحِ پکار کر اُن کے فیض کا منتظر رہنا۔

(۳) اپنی مشکلوں کا اُن سے حل چاہنا۔

(۴) بیمار پڑیں تو شفا ملنے کو اُن کی طرف توجہ کرنا کہ ابھی صنف سابق میں منقول

ہوئے اُن میں کتنا اعتقادِ نفع و ضرر ثابت ہوتا ہے اور

(۵) لفظ انتفاع و استمداد خود بمعنیٰ نفع یافتن و فائدہ خواستن۔ اس کا قصد بے اعتقادِ نفع،

کس عاقل سے معقول، ہاں ہاں، انصاف کیجئے تو دُعا طلبی سے درِ یوزہ گری و حاجت

خواہی کہیں زیادہ ہے۔ اس میں صرف نیتِ سائل پر مدار تفرقہ ہے، اگر سبب ظاہری و

مظہر عون باری جانا تو خالص حق، اور معاذ اللہ مستقل مانا تو نرا شرک۔

بخلاف طلبِ دُعا کہ وہاں نفسِ کلامِ مطلوب منہ کی غلامی و بندگی اور حضرت غنی جل

جلالہ کی طرف محتاجی پر دلیل واضح۔

یہاں تک کہ تو ہم استقلال سے اس کا اجتماع محال " کَمَا لَا يَخْفَى عَلَى أُولَى

النُّهَى " جیسا کہ اہل عقل پر مخفی نہیں۔

باہنہمہ اگر یہ شرک ہے تو اُس کیلئے تو کوئی لفظ مجھے شرک سے بدتر ملتا بھی نہیں جس کا

مصدق [☆ ب، ج: اسے] ٹھہراؤں۔ ع

صَاقَ عَنْ وَصْفِكُمْ نِطَاقُ الْبَيَانِ      آپ کے وصف سے بیان کا دائرہ تنگ ہے۔

### سوال (25)

اگر مان بھی لیں کہ غیر خدا کی قسم اسی لئے حرام ہوئی تو اس کو مسئلہ دائرہ سے کیا علاقہ۔ کیا کسی سے دُعا کیلئے کہنے میں بھی اُسی طرح کے نفع و ضرر کا اعتقاد ظاہر ہوتا ہے جو معنأً شرک ہے۔

- (1) خود مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دُعا چاہی جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے۔ ارشاد فرمایا:  
"لَا تَنْسَنَا يَا أُخَيَّ مِنْ دُعَائِكَ" اے بھائی! اپنی دُعا میں ہمیں نہ بھول (1) جانا۔

(1) (أخرجه أبو داود في السنن، في الصلوة، باب الدعاء، 234 (1498)،  
والترمذي في السنن والطيالسي في مسنده ص 4 (10)، وابن ماجه في السنن  
(2894)، والفاكهی في أخبار مكة 407\1 (875)، والبخاري في مسنده 231\1  
(119.120)، وعبد بن حميد في مسنده 241 (740)، والخرائطي في مكارم  
الأخلاق 255 (785)، وابن سعد في الطبقات الكبرى 273\3، وابن عدي في  
الكامل 227\5، وفي نسخة 1868\5، وابن السني في عمل اليوم والليله (385)،  
والبيهقي في السنن الكبرى 251\5، وفي الدعوات الكبير 218\2، وفي الشعب  
(8641)، والمقدسي في الأحاديث المختارة 294\1. 293. 292. 181 و 182  
و 183 و 184) والسمعاني في الأدب الإملاء والإستملاء 36، كلهم من حديث عمر  
وعبد الله بن عمر رضي الله عنهما۔ وقال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ۔

احمد وابن ماجہ کی روایت میں ہے، فرمایا:

"يَا أُخْتَيَّ أَشْرِ كُنَّا فِي صَالِحِ دُعَائِكَ بھائی! اپنی نیک دُعا میں ہمیں بھی  
وَلَا تَنْسَنَا" (1) شریک کر لینا اور بھول نہ جانا۔

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ  
ہوتے تو قبر پر ٹھہر کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ارشاد فرماتے:

"اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، واسْأَلُوا لَهُ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور اس کے  
التَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ" ثابت رہنے کی دُعا مانگو کہ اب اُس سے  
(2) سوال ہوگا۔

رواہ ابو داؤد والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان الغنی رضی اللہ عنہ۔

(1) (آخر جہ أحمد فی مسنده 59\2 (5229)، وابن ماجہ فی السنن، کتاب الحج،  
فضل دعاء الحاج (2894)، والطیالسی فی مسنده (10)، وأبو یعلیٰ فی مسنده  
405\9، والخطیب فی تاریخ بغداد 396.397\11، والبیہقی فی السنن الکبریٰ  
412\5، والمقدسی فی المختارۃ 292\1۔ وقال الہیثمی فی المجمع 211\3: رَوَاهُ  
أَحْمَدُ وَأَبُو یَعْلَى، وَفِيهِ عَاصِمُ بْنُ غُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَاصِمٍ، وَفِيهِ كَلَامٌ كَثِيرٌ لِعَفْلَتِهِ، وَقَدْ وَثَّقَ.

(2) (آخر جہ أبو داؤد فی السنن، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی  
وَقَبِ الانصَافِ (3221)، والحاکم فی المستدرک 526\1 (1372)، والبیہقی  
فی السنن الکبریٰ 93\4، وفي إثبات عذاب القبر 47 (40)، باختلاف اللفظ۔

وأخر جہ أحمد فی فضائل الصحابة 475\1 (773)، وعبد الله بن أحمد فی فضائل  
عثمان بن عفان 110. 111 (63)، وفي زوائد الزهد 106، وفي السنة 598\2  
(1425)، والبزار فی مسنده 91\2 (445)، وابن السنی فی عمل اليوم ==

(3) امام احمد عبد الله بن عمر رضى الله تعالى عنهما سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 "إِذَا لَقِيتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ      جب تو حاجی سے ملے سلام و مصافحہ کر  
 وَصَافِحْهُ، وَمُرَّهُ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ      اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں جائے  
 قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بَيْتَهُ، فَإِنَّهُ مَغْفُورٌ      اپنی مغفرت کی دُعا اس سے منگوا کہ وہ  
 لَهُ"۔ (1)

(4) حضور نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا:  
 "فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَاْمُرْهُ      تم میں جو اُسے پائے اپنے لئے اُس  
 فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ"۔ (2) (خصائص) سے دُعاے بخشش کرائے۔

أخرجه مسلم والبيهقي عن عمر الفاروق رضي الله عنه.

== والليلة (585)، والشجري في الأمالي (ترتيب الأمالي الخميسية) 421\2  
 (2978)، وابن المنذر في الأوسط 458\5 (3210)، والقضاعي في  
 مسند الشهاب 172\1 و248، والبغوي في شرح السنة 418\5، واللالكائي في  
 شرح أصول اعتقاد أهل السنة (2123)، والرافعي في التدوين في أخبار قزوين  
 205\1، والمقدسي في الأحاديث المختارة 522\1 (388)۔ وقال الحاكم: هَذَا  
 حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَخْرُجْ لَهُ "ووافقه الذهبي"۔ وانظر كتابي:  
 "جامع إيصال الثواب"۔

(1) (أخرجه أحمد في مسنده 69\2، و128\2، والفاكهي في أخبار مكة 427\1  
 (925)، وأبو محمد في طبقات المحدثين بأصبهان 177\3، 176 (303)۔ وقال  
 الهيثمي في المجمع 16\4: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ النَّبِيلَمَانِي، وَهُوَ ضَعِيفٌ.  
 (2) (أخرجه مسلم في الصحيح، بَابُ مَنْ فَضَّلَ أَوْ نَسِيَ الْقُرْنِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ==

ایک روایت میں ہے حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بالتخصیص بھی حکم ہوا اُن سے

== 312\2، وفي نسخة (2542)، والبغوي في شرح السنة 205\14 (4005)

من طريق، أُسَيَّرِ بْنِ جَابِرٍ عَنْهُ، بلفظ: "... فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ". وذكره السيوطي في الخصائص الكبرى 220\2، وعزاه إلى مسلم.

وأخرجه البيهقي في الدلائل 375\6، من طريق أُسَيَّرِ بْنِ جَابِرٍ عَنْهُ، بلفظ: "... فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَلْيَأْمُرْهُ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللَّهَ لَكُمْ".

وأخرجه ابن المبارك في الزهد 480، أبواب زيادات الزهد لنعيم بن حماد، في مسنده 18 (34)، وابن أبي شيبة في المصنف 397\6 (32344)، ابن سعد في الطبقات الكبرى 161\6، وأبو نعيم في معرفة الصحابة 289\1 (1002)، وفي الحلية الأولياء 79.80\2 من طريق، أُسَيَّرِ بْنِ جَابِرٍ عَنْهُ، بلفظ: "... فَمَنْ لَقِيَهُ مِنْكُمْ فَمُرُّوهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ". وفي رواية: فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ.

وأخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى 163\6، ومسلم في الصحيح (2542)، ولبار في مسنده 480\1 (479.480) (342)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة 290\1 (1004)، والحاكم في المستدرک 456\3 (5719)، وابن عدي في الكامل 111\2، واللالكائي في كرامات الأولياء (55)، والبيهقي في الدلائل 377\6، وقوام السنة في سير السلف الصالحين 683، وابن عساكر في تاريخ دمشق 416\9، من طريق، أُسَيَّرِ بْنِ جَابِرٍ عَنْهُ، بلفظ: "... فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكَ فافعل".

وأخرجه أبو يعلى في مسنده 188\1 (187.212)، وأبو نعيم في معرفة الصحابة 290\1 (1005)، وابن حبان في المجروحين 152\3، والبيهقي في الدلائل 378\6، وابن عساكر في تاريخ دمشق 421\9، من طريق صعصعة بن معاوية، عنه. بلفظ: "... فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَاسْتَطَاعَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَهُ".

دعا کرانا کہ وہ اللہ کے حضور عزت والے ہیں۔ آخر جہ الخطیب وابن عسا کر (1)  
(5) حسب الحکم امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے دعا چاہی۔

آخر جہ ابن سعد والحاکم وأبو عوانہ والرویانى والبيهقى في الدلائل وأبو  
نعيم في الحلية كلهم من طريق أسير بن جابر عن عمر رضی اللہ عنہ (2)  
اسے بطریق اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابن سعد، حاکم، ابو عوانہ، رویانی،  
بیہقی نے دلائل میں ورا بو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا۔

(6) ایک روایت میں ہے امیر المؤمنین فاروق و امیر المؤمنین مرتضیٰ رضی اللہ عنہما

(1) (آخر جہ ابن عسا کر فی تاریخ دمشق 430.431\9، وفيه: --- وأمره أن يدعو  
لك فإنه كريم على ربه بار بوالدته لو يقسم على الله لأبره يشفع لمثل ربيعة  
ومضر... وقال: الخطيب: هذا حديث غريب جدا من رواية يحيى بن سعيد الأنصاري  
عن سعيد بن المسيب بن حزن القرشي، عن عمر بن الخطاب لم أكتبه إلا من هذا  
الوجه - وذكره علي المتقي في كنز العمال 7.8\14 (37827) - وعزاه إلى أبي  
القاسم الخرقى في فوائده، والخطيب وابن عساكر -)

وآخر جہ ابن أبي خيثمة في التاريخ الكبير 210\3، وابن عساكر في تاريخ دمشق  
430\9، وفيه: --- فَإِذَا لَقِيَتْهُ فَسَأَلُهُ يَسْتَغْفِرُ لَكَ يَا عُمَرُ.

(2) (آخر جہ ابن سعد في الطبقات 162\6، والحاكم في المستدرک 403\3،

وفي نسخة: 456\3 (5719)، وأبو عوانة، والرويانى كما في كنز العمال 4\14

(37823)، والبيهقى في الدلائل 376\6، وأبو نعيم في الحلية 80\2، وقد تقدم

تخريجه، بلفظ: "فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ يَسْتَغْفَرَ لَكَ فافعل. قَالَ: فَاسْتَغْفِرْ لِي،

فَاسْتَغْفَرَ لَهُ."



دونوں کو حضرت اویس سے طلب دُعا کا حکم تھا۔ دونوں صاحبوں نے اپنے لئے دُعا کرائی۔ آخر جہ ابن عسا کر (اسے ابن عسا کرنے روایت کیا) (1)

(7) امام ابو بکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری و مسلم اپنے مصنف اور امام بیہقی دلائل النبوة کی مجلد یا زوہم میں بسند صحیح (☆) أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ يَعْنِي عَهْدَ مَعْدِلَتِ مَهْدِ فَارُوقِ فِي إِحْدَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ (☆) بَارَقُطُ پڑا، ایک صاحب یعنی حضرت

(1) (آخر جہ ابن عسا کر فی تاریخ دمشق 422.425\9 وفیہ: "ان رسول الله ﷺ أمرنا أن نقرئك السلام وأن نسألك أن تدعونا قال إن دعائي في شرق الأرض ومغربها لجميع المؤمنين والمؤمنات فقال ادع لنا فدعا لها وللمؤمنين والمؤمنات...") وقال:

وروي هذا الحديث من وجه آخر عن الضحاك، عن أبي هريرة بدلا من ابن عباس - وفي رواية أبي هريرة: "يا عُمَرُ وَيَا عَلِيُّ إِذَا أَنْتُمَا لَقَيْتُمَا فَاطِلْبًا إِلَيْهِ أَنْ يَسْتَغْفِرَ لَكُمَا، يَغْفِرِ اللَّهُ تَعَالَى لَكُمَا ...."

وآخر جہ أبو نعیم فی الحلیة 82\2، والرافعی فی التدوین فی أخبار قزوین 92.93\1، وقوام السنة فی سیر السلف الصالحین 685)

(☆) (نص على صحة الإمام القسطلاني في المواهب ١٢ منه {المواهب 374\3} امام قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں اس کے صحیح ہونے کی تصریح فرمائی۔

(☆) (هو بلال بن الحارث المزني الصحابي كما عند سيف في كتاب الفتوح ١٢ زرقانی شرح مواہب (م) {شرح الزرقانی علی المواہب 150\11} وہ بلال بن =

إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ      بلال بن حارث مرنى صحابى رضى الله  
فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ اللَّهَ      عنه نے مزار اقدس حضور طباء بيكساں  
لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَاهُ      صلى الله عليه وسلم پر حاضر ہو کر عرض کی یا رسول  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي      الله! اپنی اُمت کیلئے اللہ تعالیٰ سے پانی  
الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ ☆ إِنْتِ عُمَرُ      مانگئے کہ وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں  
فَاقْرَأْهُ السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ      رحمت عالم صلى الله عليه وسلم اُن صحابی کے خواب  
مُسْتَقْيُونَ ☆ ---- الحديث (1)      میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: عمر  
رضى الله عنه کے پاس جا کر اُسے سلام  
پہنچا اور لوگوں کو خبر دے کہ پانی آیا  
چاہتا ہے۔

== الحارث مرنى صحابى ہیں جیسا کہ سیف کی کتاب الفتوح میں ہے ۱۲ ازرقانی شرح مواہب۔)  
☆ (ب، ح: فقال انت عمر فر، ر: فقیل له) ☆ (ب: یسقیون۔ ح: یسقیون۔ فر، ر: مستقیون)  
(۱) (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، فضائل عمر 32\12، كراچی - و  
482.483\7، ملتان۔ وفي نسخة 369\6 (31993) بيروت۔ والبيهقي في  
الدلائل 47\7، وأخرجه ابن أبي شيبة في التاريخ الكبير 80\2، والخليلي في  
الارشاد 313.314\2، وابن عساكر في تاريخ دمشق الكبير 345\44، وذكره  
الذهبي في تاريخ الاسلام عهد الخلفاء الراشدين 273، والحافظ في الفتح 495\2،  
وفي نسخة: 629.630\3۔ وقال: وروى بن أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي  
صالح السمراني عن مالك الداربي وكان خازن ... وقال: وقد روى سيف في  
الفتوح أن الذي رأى المنام المذكور هو بلال بن الحارث المرنى أحد الصحابة =

شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں یہ حدیث نقل کر کے کہتے ہیں، رواہ أبو عمر فی الاستیعاب۔ (1) (اسے ابو عمر بن عبد البر نے استیعاب میں روایت کیا۔)

**تنبیہ نبیہ:** یہ چند حدیثیں ہیں احیائے حقیقی سے طلب دعا میں۔

اور اموات سے طلب کی قدرے بحث کہ اصل مسئلہ مسئلہ سائل ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد سوم میں مذکور ہوگی۔ یہاں ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک و غیر ہم تمام مخلوق الہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا تو امور شرک میں حیات و موت سے تفرقہ، جیسا کہ اس طائفہ جدیدہ کا شیوہ قدیمہ ہے۔ دائرہ عقل و شرع دونوں سے خروج، کیا زندے خدا کے شریک ہو سکتے ہیں۔ صرف شراکتِ اموات ہی ممنوع ہے۔

مولوی صاحب اپنی مقیس علیہ یعنی قسم غیر کو ملاحظہ کریں کہ حلال نہیں تو مردے زندے کسی کے لئے حلال نہیں۔ یونہی اگر طلب دعا میں شرک ہو تو ہرگز یہ حکم فقط اموات سے خاص نہ ہوگا۔ بلکہ یقیناً احیاء سے دعا کرانی بھی حرام ٹھہرے گی کہ خدا کا شریک نہ ہو سکنے میں زندے مردے سب ایک سے۔

ولہذا شیخ الشیوخ علماء ہند مولانا و برکتنا سیدی شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز نے شرح مشکوٰۃ شریف میں فرمایا:

= وابن كثير في البداية والنهاية 111\7، وفي نسخة: 98\7. وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ.

☆ (ب، ح: جن و ملک۔ فر، ر: جن و ملائک)

(1) (قرۃ العینین، نوع چہلم 19، وابن عبد البر فی الاستیعاب 1149\3، وفي

نسخة: 475، باب حرف العين، ترجمة: عمر بن الخطاب رضي الله عنه۔ وقال = =

اگر ایں معنی کہ در امداد و  
استمداد ذکر کر دیم موجب  
شرک و توجہ بما سوائے حق  
باشد چنانکہ منکر زعم  
میکند پس باید کہ منع کردہ  
شود۔ توسل و طلبِ دُعا از  
صالحان و دوستان خدا در  
حالتِ حیات نیز وایں  
ممنوع نیست بلکہ  
مستحب و مستحسن است  
باتفاق و شائع است در دین۔

(1)

عزیز! یہ نکتہ بہت کارآمد ہے اور اکثر اوہام و شبہات کا رد۔ فَاَحْفَظْ تَحْفَظْ وَ تَحْظِ  
مِنَ الرُّشْدِ بِأَوْفَى حِظٍّ۔ اسے یاد رکھو گے تو محفوظ رہو گے اور ہدایت سے بھرپور حصہ  
پاؤ گے۔

= المحقق عادل مرشد: وسندہ جید، مزید ملاحظہ فرمائیں ہماری کتاب: حقیقت توسل )

(1) (اشعة اللمعات، باب حکم الاسراء، فصل اول، 4013)

## نوع دوم

مخالفات مولوی صاحب وہم مذہبان مولوی صاحب میں۔

یہاں اس امر کا ثبوت ہوگا کہ مولوی صاحب کی تحریر مذہب منکرین سے بھی موافق نہیں۔ بوجہ عدیدہ و اصول و فروع طائفہ جدیدہ سے صریح مخالفت اور مذہب مہذب اہل حق سے بعض باتوں میں گو نہ موافقت فرمائی ہے۔ پھر یہی نہیں کہ صرف ہم مذہبوں ہی سے خلاف ہو اور خود مولوی صاحب اُن مخالفات کا بخوشی التزام فرمائیں نہیں، بلکہ بہت وہ بھی ہیں جو نادانستہ سرزد ہو گئیں کہ ظاہر ہوئے پر خود بھی آپ کو گوارا نہ ہوں اور اگر تسلیم فرمائیں تو اس سے کیا بہتر۔ دیکھئے تو، یہیں کتنے مسائل نزاعیہ طے ہوئے جاتے ہیں۔

### مخالفت (1)

مولوی صاحب فرماتے ہیں: زیارت قبور مومنین خاصۃً بزرگان دین مندوب و مسنون ہے۔ یہ خصوصیت ہمارے طور پر بیشک حق، مگر صاحب مائتہ مسائل کے بالکل خلاف۔ انہوں نے جو قسم زیارت شرعاً بلا کراہت جائز مانی اُس میں مزارات عالیہ حضرات اولیاء اور ہر شرابی زنا کار کی قبر یکساں جانی۔ حیث قال:

دریں قسم زیارت کردن قبر اس قسم میں ولی، شہید، غیر شہید، صالح، ولی و غیر ولی و شہید و غیر فاسق، غنی اور فقیر سب کی قبر کی زیارت شہید و صالح و فاسق و غنی یکساں ہے۔

وفقیہ برابر است۔ (1)

پھر اُس برابری پر بھی صبر نہ آیا آگے اُلٹی ترقی معکوس کر کے فرمایا:

بلکہ از زیارتِ قبور اغنیا و بلکہ مالداروں اور بادشاہوں کی قبروں کی ملوک زیادہ تر عبرت زیارت سے زیادہ عبرت حاصل ہوتی حاصل می گردد۔ (1) ہے۔

مطلب یہ کہ جس (☆) فائدہ کیلئے شرع نے زیارتِ قبور جائز کی ہے وہ مزاراتِ اولیاء میں ہرگز ایسا نہیں جیسا روپے والوں کی قبروں میں ہے۔ تو آدمی کو چاہیے وہیں جائے جہاں دو آنے زیادہ پائے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

(☆) (اقول: وباللہ التوفیق ان مرد عاقل محرر ملتہ مسائل سے پوچھا چاہئے کہ اگر تمہارا بیان حق ہے تو واجب تھا کہ حضور سید عالم ﷺ اگر قبور اُحد و بقیع پر سوار رونق افروز ہوئے تو بادشاہوں جباروں کے مقابر پر دو سو بار تشریف لے گئے ہوتے تاکہ اُمت کو اختیار نفع و افضل کی طرف ارشاد فرماتے یا نہ سہی، برابر ہی سہی، کم ہی سہی، کبھی ہی سہی، ایک ہی بار ثابت کرو کہ حضور اقدس ﷺ کسی بادشاہ کی خاک پر تشریف فرما ہوئے ہوں یا قبر غنی کی بوجہ غنا تخصیص فرمائی ہو۔ پھر سخت عجب ہے کہ جس خالص امر کیلئے حضور نے زیارتِ قبور جائز فرمائی اس کا حصول جہاں بیشتر اور منفعت شرعیہ اتم وافر اُسی کو دائماً ترک فرمائیں، نہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہرگز رواج پائے پھر ہر قرن و طبقہ کے اہل اسلام ہمیشہ زیارتِ مزاراتِ صلحاء رحمۃ اللہ علیہم کا اہتمام و اعتناء رکھیں، نہ یہ کہ فلاں بادشاہ یا سیٹھ کی گور پر چلو وہاں نفع زائد ملے گا۔ حق یہ ہے کہ مزاراتِ عالیہ حضراتِ اولیاء کرام قدست اسرار ہم پر امرِ عبرت میں بھی ترجیح، ممنوع اور مشروعیت زیارت کی غرض اس میں منحصر ہونا قطعاً باطل و مدفوع، خود انہیں حضرت کی مظاہر الحق ترجمہ مشکوٰۃ کی بعض عبارات مقصد سوم میں ملیں گی۔ جو ظاہر کر دیں گی کہ صاحبِ ملتہ مسائل نسیٰ مَا قَدَّمْتُ یَدَاہُ (پہلے جو لکھ چکے اُسے بھول گئے۔) واللہ سبحانہ و تعالیٰ أعلم ۲۱ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

## مخالفت (2)

مولوی صاحب وقت زیارتِ قبور درود و فاتحہ پڑھ کر اموات کو ثواب بخشا مندوب و مسنون فرماتے ہیں۔ بہت اچھا، قرآن و حدیث سے درود و فاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرونِ ثلاثہ میں اس تخصیص کا رواج بتائیں، ورنہ ندب و استناب درکنار اُصول طائفہ پر "كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" (1) میں داخل ٹھہرائیں۔

## مخالفت (3)

سوالِ سائل میں درود و فاتحہ کا معاً پڑھنا مذکور تھا اور اُسی پر حضرت کا جواب وارد۔ بالفرض اگر فرداً فرداً اُن کا پڑھنا ثابت بھی فرمالیں تو اُصولِ طائفہ پر ہیئاتِ اجتماعیہ محلِ کلام رہیں گی۔ اس بناء پر آپ کو حکمِ بدعت دینا تھا یا تسلیم فرمائیے کہ بعد حسنِ آحاد حسنِ مجموع میں کلام نہیں جب تک خصوصِ اجتماع میں کوئی مفسدہ نہ ہو۔

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح 284.285\1، بلفظ: "وَشَرُّ الْأُمُورِ مُخَدَّثَاتُهَا،

وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" بدون: وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ۔

ولكن ذكره البيهقي في المدخل إلى السنن الكبرى ص 185، وقال: رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي

الصَّحِيحِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَثْنَى، وَرَوَاهُ الثَّوْرِيُّ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ فِيهِ: "وَكُلُّ مُخَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ،

وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ"۔

وأخرجه النسائي في السنن، كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ 245 (1570)، وفي الكبرى

550\1، و 449\3، ابن خزيمة في الصحيح 143\3 (1785)، والمروزي في

السنة 29 (79)، والطبراني في الكبير 97\9، وأبو نعيم في الحلية 189\3،

والبيهقي في الإعتقاد 229۔)



### مخالفت (4)

متکلمین طائفہ کی تقریریں گواہ کہ جو فعل فی نفسہ حسن ہو مگر عوام میں اُن کے زعم پر خلط مفسد کے ساتھ جاری۔ وہ اصل کو ممنوع ٹھہراتے ہیں، نہ کہ مفسد سے منع۔ اور اصل کی تجویز کریں، جب آپ کے نزدیک زیارت مزارات متبرکہ بطور شرک رائج کہ استمداد مذکور شائع و مشہور۔

تو اصول طائفہ پر اصل زیارت کو حرام کہنا تھا، نہ مندوب و مسنون۔

### مخالفت (5)

مولوی اسحاق مائے مسائل میں لکھتے ہیں:

اذان دادن بعد از دفن بدعت و دفن کے بعد اذان دینا بدعت اور مکروہ  
مکروہ است زیرا کہ معہود ہے اس لئے کہ سنت سے معہود نہیں، اور  
از سنت نیست و انچه جو کچھ سنت سے معہود نہ ہو کتب فقہ کی  
معہود از سنت نیست روایات کے مطابق مکروہ ہوتا ہے اور  
بموجب روایات کتب فقہ کتابوں کی عبارت یہ ہے قبر کے پاس  
مکروہ می باشد۔ و عبارة جو سنت سے معہود نہیں مکروہ ہے، اور  
الکتب هذا یکره عند القبر مالم سنت سے معہود صرف یہ ہے کہ زیارت  
یعهد من السنة والمعہود منها لیس اور وہاں کھڑے ہو کر دُعا ہو جیسا کہ فتح  
الازیارته والدعاء عنده قائما کما القدير، البحر الرائق، النهر الفائق، فتاویٰ  
في فتح القدير و البحر الرائق عالمگیری میں ہے۔

والنهر الفائق والفتاوی العالمگیری۔ (1)

اگرچہ ان عبارات کا مطلب جو صاحب مائتہ مسائل نے ٹھہرایا انہیں کتابوں کی بہت عبارتوں سے مردود۔ مگر عجب ہے کہ جناب نے اس کلیہ پر عمل فرما کر وقت زیارت درود و فاتحہ پڑھ کر ثواب بخشنے کو کیوں نہ مکروہ فرمایا۔

### مخالفت (6)

جناب نے امتناع رویت و سماع کو ان حجبِ عدیدہ کی حیلولت پر مبنی فرمایا یہ ابتنیٰ باعلیٰ ندا منادی کہ اموات کو فی انفسہم قوتِ سمع و ابصار حاصل ہے مگر ان حائلوں کے سبب باہر کی صوت و صورت کا ادراک نہیں ہوتا ورنہ اگر خود ان میں راساً یہ قوتیں نہ ہوتیں تو بنائے کار حیلولت پر رکھنی محض بے معنی۔ دیوارِ بیت کی نسبت کوئی نہ کہے گا کہ باہر کی چیزیں اس وجہ سے نہیں دیکھتے کہ بیچ میں آڑ ہے۔ اب متکلمین طائفہ سے استفسار ہو جائے کہ وہ اس تخصیص کے مقرر ہوں گے یا راساً منکر۔

معلم ثانی منکرین ہند یعنی مولوی اسحاق دہلوی سے سوال ہوا:

سماعت موتی سوائے سلام جائز است۔

(سوائے سلام کے مردے کا سننا جائز ہے؟)

جواب دیا: ثابت نیست۔ (2)

جواب دیا: (ثابت نہیں۔)

کیا آدمی اُسی وقت میت ہوتا ہے جب قبر میں رکھ کر مٹی دے دیں۔

(1) (مائتہ مسائل، سوال بست و ہشتم 60، بحوالہ فتاوی رضویہ جدید 699\9)

(2) (مائتہ مسائل، سوال بست و ہشتم 50.51، بحوالہ فتاوی رضویہ جدید ایضاً)

### مخالفت (7)

جب آپ کے نزدیک مانع ادراک حیولت خاک۔ تو جب تک مٹی نہ دی ہو یا جہاں دفن ہے اس طرح کرتے ہوں کہ باہر کی آواز اندر جانے سے روک نہ ہو، جیسے علامہ ابن الحاج مدخل میں اہل مصر کا رواج بتاتے ہیں کہ اموات کی قبریں نہیں بناتے بلکہ تہ خانوں میں رکھ آتے ہیں اور ان کیلئے دروازے ہوتے ہیں کہ جب چاہو اندر جاؤ باہر آؤ۔ وہاں کیلئے حکم شرعی ☆ ارشاد ہو۔ اگر ایسی جگہ کوئی یوں پکارے اور اموات سے دُعا کرنے کو کہے تو قطعاً مشرک یا شائبہ و شبہ شرک میں گرفتار ہوگا یا نہیں؟ متکلمین طائفہ تو ہرگز نہ مانیں گے آپ اپنے کلام کا لحاظ فرمائیں۔

### مخالفت (8)

الحمد للہ کہ جناب کا طرز کلام اوّل سے آخر تک شاہد عدل کہ آیت کریمہ  
 "إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى" (1) بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے  
 مردے۔

کوئی سماع سے کچھ علاقہ نہیں، نہ ہرگز اس سے یہ معنی مفہوم۔ ورنہ کلام جناب کلام اللہ کے صریح خلاف ہوگا۔

اولاً: آیہ کریمہ یقیناً عام، پس اگر اُس سے نفی سماع مستفاد ہو تو قطعاً سلب کلی پر دلالت کرے گی۔ پھر آپ ارشاد ربانی کے خلاف بعض اموات کیلئے ایجاب کیونکر کہہ سکتے ہیں۔

ثانیاً: اس تقدیر پر مفادِ آیت یہ ہوگا کہ نفسِ موت منافی سماع ہے نہ یہ کہ موتی کو اصل

قوت حاصل، اور عدم ادراک بوجہ حائل۔ پھر آپ کیونکر برخلاف قرآن حیولت جب پر بنائے کار رکھتے ہیں۔

لاجرم واضح ہوا کہ آیہ کریمہ کے صحیح معنی ذہن سامی میں ہیں اور آپ خوب سمجھ چکے ہیں کہ اُس میں سماع کا اصلاً ذکر نہیں کیا ہوا الحق الناصع۔ جیسا کہ یہی حق خالص ہے۔ اور عجب نہیں کہ اسی لئے آپ نے آیہ کریمہ کا ذکر نہ فرمایا۔ ورنہ اس کے ہوتے بیگانہ باتوں کی کیا حاجت ہوتی۔

لہذا فقیر نے بھی اس بحث کو بشرطیکہ مولوی صاحب جواب میں اس کی طرف رجعت فرمائیں۔ جواب الجواب پر محمول رکھا۔ واللہ الموفق۔  
مگر ازانجا کہ مقام خالی نہ رہے بتوفیقہ تعالیٰ بعض جوابوں کی طرف اشارہ کروں۔  
فاقول وباللہ استعین۔ پس میں کہتا ہوں اور خدا ہی سے مدد کا طالب ہوں۔

### جواب اول

آیت کا صریح منطوق نفی اسماع ہے، نہ نفی سماع۔ پھر اُسے محل نزاع سے کیا علاقہ۔  
نظیر اُس کی آیہ کریمہ:

"إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ" (1) بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔

ہے۔ اسی لئے جس طرح وہاں فرمایا:

"وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ" (2) اور لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

(1) (سورة القصص: 56)

(2) (سورة البقرة: 272، وسورة القصص: 56)

یعنی لوگوں کا ہدایت پانا نبی کی طرف سے نہیں خدا کی طرف سے ہے۔  
یونہی یہاں بھی ارشاد ہوا:

"إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ" (1) بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے۔  
وہی حاصل ہوا کہ اہل قبور کا سننا تمہاری طرف سے نہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ہے  
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

فَالْآيَةُ مِنْ قَبِيلٍ: "إِنَّكَ لَا تَهْدِي  
مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ  
يَشَاءُ" (2) یہ آیت اس آیت کی قبیل سے ہے۔  
بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف  
سے چاہو ہدایت کر دو مگر اللہ جسے چاہتا  
ہے ہدایت دیتا ہے۔

### جواب دوم

نفی سماع ہی مانو تو یہاں سے سماع قطعاً بمعنی سمع قبول و انتفاع ہے۔ باپ اپنے عاق  
بیٹے کو ہزار بار کہتا ہے کہ، وہ میری نہیں سنتا۔ کسی عاقل کے نزدیک اس کے یہ معنی نہیں  
کہ حقیقتاً کان تک آواز نہیں جاتی، بلکہ صاف یہی مقصود کہ سنتا تو ہے، مانتا نہیں، اور  
سننے سے اُسے نفع نہیں ہوتا۔ آیہ کریمہ میں اسی معنی کے ارادہ پر ہدایت شاہد کہ کفار  
سے انتفاع ہی کا انتفا ہے نہ کہ اصل سماع کا۔ خود اسی آیہ کریمہ "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ  
الْمَوْتَى" کے تتمہ میں ارشاد فرماتا ہے عزوجل:

"إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا" تم نہیں سناتے مگر انہیں جو ہماری آیتوں  
(1) (سورۃ الفاطر: 22)

(2) (مرقاۃ المفاتیح، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، 475\7)

فَهُمْ مُسْلِمُونَ" (1) پر یقین رکھتے ہیں تو وہ فرمانبردار ہیں۔  
اور پُر ظاہر کہ پسند و نصیحت سے نفع حاصل کا وقت یہی زندگی دُنیا ہے۔ مرنے کے بعد نہ  
کچھ ماننے سے فائدہ نہ سننے سے حاصل۔ قیامت کے دن سبھی کافر ایمان لے آئیں  
گے، پھر اس سے کیا کام

"الْآنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ" (2) کیا اب اور پہلے سے نافرمان رہا۔  
تو حاصل یہ ہوا کہ جس طرح اموات کو وعظ سے انتفاع نہیں، یہی حال کافروں کا ہے  
کہ لاکھ سمجھائے نہیں مانتے۔  
علامہ حلبی نے سیرت انسان العیون میں فرمایا:

"السَّمَاعُ الْمَنْفَعُ فِي الْآيَةِ (3) آیت میں جس سننے کی نفی کی گئی ہے وہ  
بِمَعْنَى السَّمَاعِ النَّافِعِ وَقَدْ أَشَارَ سماع نافع کے معنی میں ہے اور اس کی  
إِلَى ذَالِكَ الْحَافِظُ الْجَلَالُ السِّيُوطِيُّ طرف حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ  
بِقَوْلِهِ" (4) اللہ علیہ نے اپنے اس کلام سے اشارہ  
فرمایا ہے:

سَمَاعٌ مَوْتَى كَلَامَ الْخَلْقِ حَقٌّ قَدْ ☆ جَاءَتْ بِهِ عِنْدَنَا الْآثَارُ فِي الْكُتُبِ

☆ (ب، ح: حق قد جاءت۔ فر: قاطبة)

(1) (سورة النمل: 81، وسورة الروم: 53) (2) (سورة يونس: 91)

(3) (یعنی سورة النمل آیت: 80 "إِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى" اور سورة فاطر آیت: 22 "وَمَا

أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ")

(4) (السيرة الحلبية، باب غزوة الكبرى، 250\2)

مردوں کا کلام مخلوق سناحق ہے اس سے متعلق ہمارے پاس کتابوں میں آثار وارد ہیں۔

وَآيَةُ النَّفْيِ مَعْنَاهَا سَمَاعُ هُدًى لَا يَقْبَلُونَ وَلَا يَصْغُونَ لِلْأَدَبِ  
اور آیت نفی کا معنی سماع ہدایت ہے یعنی وہ قبول نہیں کرتے اور ادب کی بات پر کان  
نہیں دھرتے۔ (1)

امام ابوالبرکات نسفی نے تفسیر مدارک التنزیل میں زیر آیہ سورۃ فاطر میں فرمایا:  
" شُبِّهَ الْكُفَّارُ بِالْمَوْتِ حَيْثُ لَا كَفَّارٌ كَمُتِّهِمْ " (2) کہ وہ جو سنتے ہیں اس سے فائدہ نہیں  
اٹھاتے۔

مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:  
" [وَالنَّفْيُ مَنْصَبٌ] ☆ عَلَى نَفْيٍ اور مطلق سننے کی نفی نہیں ہے بلکہ معنی یہ  
النَّفْعُ لَا عَلَى مُطْلَقِ السَّمْعِ " (3) ہے کہ ان کا سنا نفع بخش نہیں ہوتا۔

### جواب سوم

مانا کہ اصل سماع ہی منفی مگر کس سے، موتی سے، موتی کون ہیں؟ ابدان، کہ روح تو کبھی  
مرتی ہی نہیں۔

(1) (الحاوی للفتاوی للسیوطی، مَبْحَثُ الْمَعَادِ، الْمُنْعَةُ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئَلَةِ السَّبْعَةِ،

211\2، بلفظ: سَمَاعُ مَوْتَى كَلَامَ الْخَلْقِ مُعْتَقَدٌ... إلخ. ☆ (ب، ح: منتصب)

(2) (تفسیر مدارک التنزیل 239\3، وفي نسخة: 972، والبحر المديد 533\4)

(3) (مرقاۃ المفاتیح، باب حکم الاسراء 519\7، وفي نسخة 475\7)



اہلسنت و جماعت کا یہی مذہب ہے جس کی تصریحات بعونہ تعالیٰ تمہید و فصل اول و دوم، نوع اول مقصد سوم میں آئیں گی۔

ہاں کس سے نفی فرمائی ہے؟ مَنْ فِي الْقُبُورِ سے، یعنی جو قبر میں ہے، قبر میں کون ہے؟ جسم، کہ روہیں تو علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہا مقامات عز و اکرام میں ہیں، جس طرح ارواح کفار سجنین یا نار یا چاہ وادی برہوت وغیرہا مقامات ذلت و آلام میں۔ امام سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:

"لَا نَدْعِي أَنَّ الْمَوْصُوفَ بِالْمَوْتِ      ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ جو موت سے  
مَوْصُوفٌ بِالسَّعَادَةِ اِنَّهَا السَّعَادَةُ      متصف ہے وہی سننے سے بھی متصف  
بَعْدَ الْمَوْتِ لِحَيٍّ وَهُوَ الرُّوحُ" -      ہے، مرنے کے بعد سننا ایک ذی حیات  
(1) کا کام ہے جو روح ہے۔

شاہ عبدالقادر صاحب برادر حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب موضح القرآن میں زیر کریمہ:  
"وَمَا أَنْتَ بِمُسْبِحٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ" فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ مردوں  
سے سلام علیک کرو، وہ سنتے ہیں، بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے اس کی حقیقت یہ ہے  
کہ مردے کی روح سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ، وہ نہیں سن سکتا ہے۔ (2)  
یہ تینوں جواب بتوفیق الوہاب قبل مطالعہ کلام علماء ذہن فقیر میں آئے تھے، پھر ان کی  
تصریحیں کلمات علماء میں دیکھیں۔ کہا سَمِعَتْ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ - جیسا کہ تم نے سنا  
اور حمد اللہ ہی کیلئے ہے۔ اور ابھی ائمہ علماء کے جواب اور بھی ہیں۔

(1) (شفاء السقام، الباب التاسع، الفصل الخامس 209)

(2) (موضح القرآن، 697، لاہور)

وَقِيمَا ذَكَرْنَا كَفَايَةً لِمَنْ أَلْقَى السَّمْعَ  
 وَهُوَ شَهِيدٌ أَنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ  
 وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْحَبِيدِ۔  
 اور جو اس میں ہم نے بیان کیا وہ کافی  
 ہے اس کیلئے جو سنے اور متوجہ ہو، بے  
 شک اللہ سناتا ہے جسے چاہتا ہے اور حمید  
 کے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔

### مخالفت (9)

سائل نے مطلق کہا تھا کہ ایک بزرگ کے مزار شریف پر واسطے زیارت کے گیا جو  
 اپنے ارسال و اطلاق سے شہر میں جانے اور سفر کر کے جانے دونوں کو شامل، کمالاً  
 یخفی۔ اور آپ نے بھی یونہی بر سبیل اطلاق زیارت قبور کی تحسین فرمائی اور سند میں  
 حدیث بھی وہ ذکر کی جس میں امر بزیارت مطلق وارد۔

یہ اطلاقات مذہب جمہور اہل حق سے تو بے شک موافق۔ مگر مشرب طائفہ  
 میں آپ پر لازم تھا کہ بلا سفر کے قید لگا دیتے، ورنہ سائل و دیگر ناظرین اگر اطلاق  
 دیکھ کر زیارت مزارات کو جانا مطلق جائز سمجھے تو مانعین کے نزدیک اُن کا یہ وبال  
 اطلاق فتویٰ کے ذمہ رہے گا۔

فقیر اگر تدریق نظر سے کام لے تو ابھی بہت کچھ ہے مگر نگاہ انصاف مبذول ہو تو چودہ  
 سطروں پر پینتیس کیا کم ہیں۔ واللہ الہادی۔

MARKAZ-UL-OLOOMIL  
ISLAMIA ACADEMY

# الْبَقْصُ الثَّانِى فِى الْأَحَادِيثِ

(مقصد دوم احاديث ميں)

اگرچہ حیات و ادراک و سماع و البصار ارواح میں احادیث و آثار اس درجہ کثرت و وفور سے وارد جن کے استیعاب کو ایک مجلد عظیم و دفتر ضخیم درکار اور خود اُن کے احاطہ و استقصا کی طرف راہ کہاں، مگر یہاں بقدر حاجت صرف ساٹھ حدیثوں پر اقتصار اور مثل مقصد اول اُس میں بھی دونوع پر انقسامِ گفتار۔

## نوع اول

بعد موت بقائے روح و صفات و افعال روح میں یہاں وہ حدیثیں مذکور ہوں گی، جن سے ثابت کہ روح فنا نہیں ہوتی اور اس کے افعال و ادراکات جیسے دیکھنا، سننا، بولنا، سمجھنا، آنا جانا، چلنا پھرنا سب بدستور رہتے ہیں۔ بلکہ اُس کی قوتیں بعد مرگ اور صاف و تیز ہو جاتی ہیں۔ حالت حیات میں جو کام ان آلاتِ خاکی یعنی آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں، زبان سے لیتے تھے اب بغیر اُن کے کرتی ہے۔ اگرچہ جسم مثالی کی یادری ☆ سہی۔ ہر چند اس مطلبِ نفیس کے ثبوت میں وہ بے شمار احادیث و آثار سب حجتہ کافیہ دلائل شافیہ جن میں:

- (1) بعد انتقال عقل و ہوش بدستور رہنا۔
- (2) روح کا پس از مرگ آسمانوں پر جانا۔
- (3) اپنے رب کے حضور سجدے میں گرنا۔
- (4) فرشتوں کو دیکھنا۔
- (5) اُن کی باتیں سننا۔

- (6) اُن سے باتیں کرنا۔
- (7) اپنے منازلِ جنت کا پیش نظر رہنا۔
- (8) نیک ہمسائیوں سے نفع پانا۔
- (9) بد ہمسائیوں سے ایذا اٹھانا۔
- (10) ملائکہ کا اُن کے پاس تحفے لانا۔
- (11) اُن کی مزاج پرسی کو آیا کرنا ☆۔
- (12) اُن کا منتظر صدقات رہنا۔
- (13) قبر کا اُن سے بزبانِ فصیح باتیں کرنا۔
- (14) اُن کے منتہائے نظر تک وسیع ہونا۔
- (15) زندوں کے اعمال انہیں سنائے جانا۔
- (16) نیکیوں پر خوش ہونا، برائیوں پر غم کرنا۔
- (17) پسماندوں کیلئے دُعائیں مانگنا۔
- (18) اُن کے ملنے کا مشتاق رہنا۔
- (19) روحوں کا باہم ملنا جلنا۔
- (20) ہر گونہ کلام کے دفتر کھلنا۔
- (21) منزلوں کی فصل سے آپس کی ملاقات کو جانا۔
- (22) اگلے اموات کا مردہ نو کے استقبال کو آنا۔
- (23) اس کا گزرے قریبوں کو دیکھ کر پہچاننا، اُن سے مل کر شاد ہونا۔

- (24) اُن کا اس سے باقی عزیزوں دوستوں کے حال پوچھنا۔
- (25) آپس میں خوبی کفن سے مفاخرت کرنا۔
- (26) بُرے کفن والے کا ہم چشموں میں شرمانا۔
- (27) اپنے اعمالِ حسنہ یا سیئہ کو دیکھنا۔
- (28) اُن کی صحبت سے اُنس و فرحت یا معاذ اللہ خوف و وحشت پانا۔
- (29) عالمِ دین کا علم شریعت۔
- (30) اہلسنت کا مذہب سنت۔
- (31) مسلمان کے دل خوش کرنے والے کا اس سرور و فرحت سے صحبت و دلکشا رکھنا۔
- (32) تالی قرآن کا قرآنِ عظیم کی پاکیزہ طلعت سے صحبت و دلکشا رکھنا۔
- (33) دشمنانِ عثمان کا اپنی قبروں میں عیاذُ باللہ دجال لعین پر ایمان لانا۔
- (34) نیک بندوں کا خدمتِ اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و عباد الصالحین میں حاضر ہونا۔
- (35) اپنی قبور میں نمازیں پڑھنا۔
- (36) حج کرنا لبیک کہنا۔
- (37) تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا۔
- (38) بلکہ ملائکہ کا اُنہیں تمام و کمال قرآنِ عظیم حفظ کرانا۔
- (39) اپنے رب جل جلالہ سے باتیں کرنا۔
- (40) رب تبارک و تعالیٰ کا اُن سے کلام جانفزا فرمانا۔
- (41) بیل اور مچھلی کا لڑتے ہوئے اُن کے سامنے آنا تماشا دیکھ کر جی بہلانا۔
- (42) جنت کی نہروں میں غوطے لگانا۔

(43) جو تلاوت قرآن میں مشغول مرے قرآن عظیم کا ہر وقت اُن کی دلجوئی فرمانا۔  
ہر صبح و شام اُن کے اہل و عیال کی خبریں انہیں پہنچانا۔

(44) دودھ پیتے شہزادے کا انتقال ہوا، جنت کی دایاں مقرر ہونا، مدت رضاعت تمام فرمانا۔

(45) نیکوں کا شوق قیامت میں جلدی کرنا۔

(46) بدوں کا نام قیامت سے گھبرانا۔

(47) مقتولانِ راہِ خدا کے دل میں دوبارہ قتل کی آرزو ہونا۔

(48) مسلمانوں کا سبز یا سپید پرندوں کے روپ میں جہاں چاہنا اڑتے پھرنا۔

(49) جنت کے پھل پانی کھانا پینا۔

(50) سونے کی قدیلوں میں عرش کے نیچے بسیرالینا۔ اللہم ارزقنا۔

اور ان کے سوا بہت سے امور وارد ہوئے جو اُن کے علم و ادراک و سمع و بصر و کلام و سیر و غیرہ احوالِ حیات پر برہانِ ساطع، بلکہ تمام آیات و احادیثِ عذابِ قبر و نعیمِ قبر، اس مدعا پر حجتِ قاطع، جسے ان تمام باتوں پر اطلاع تفصیلی منظور ہو تصانیف ائمہ دین خصوصاً کتاب مستطاب، شرح الصدور بکشف حال الموتی والقبور، تصنیف لطیف امام اجل خاتمة الحفاظ المحققین امام علامہ جلال المملۃ والدین سیوطی قدس سرہ المکین کی طرف رجوع کرے۔

مگر میں اس نوع میں صرف وہ چند حدیثیں ذکر کروں گا جن میں ارواح کا بعد انتقال اہل دُنیا کو دیکھنا، اُن سے باتیں کرنا، اُن کی باتیں سننا اور اسی قسم کے امور متعلقہ بدُنیا مذکور ہیں۔ اور ان میں بھی وقائعِ جزئیہ نہ لکھوں گا کہ کوئی کہے:



وَاقِعَةٌ حَالٍ لَا عُمُومَ لَهَا  
ایک واقعہ حال ہے جو عام نہیں ہوتا۔  
اگرچہ دقیق النظر کو اُن سے دلیل کی ترتیب اور اتمام تقریب دشوار نہ ہو۔ معہذا پھر اُن  
میں وہ کثرت جن کا ایراد موجب اطالت، لہذا صرف انہیں بعض امور کلیہ کی روایت  
پر اقتصار چاہتا ہوں جو ایک عام طور پر حال ارواح میں وارد ہوئے۔  
میرے لئے ان احادیثِ نوعِ اوّل میں دو غرضیں ہیں:

### اولاً

جب بعد فراقِ بدن اُن کا علم و ادراک و سمع و بصر ثابت ہوا تو یہ بعینہ مسئلہ مقصودہ کا  
ثبوت ہے کہ اُسی وقت سے نام میت اُن پر صادق ہوتا ہے۔ قبر میں بند ہونے نہ  
ہونے کو اس میں دخل نہیں، تو عام منکرین پر حجت ہوں گے۔

### ثانیاً

جب اُن سے ثابت ہوگا کہ روح بعد موت اپنے صفات و افعال پر باقی اور  
اُن آلاتِ جسمانیہ سے مستغنی، تو اس وقت خاص مولوی صاحب کے مقابل یوں  
گزارش ہو سکتی ہے کہ جس پر جناب مٹی وغیرہ کے حائل و حجاب دیکھ رہے ہیں وہ جسم  
خاکي ہے نہ کہ روح پاک، اور سمع و بصر و علم و خبر جس کے اوصاف ہیں وہ جان پاک ہے  
نہ تودہ خاک۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

## حدیث (1)

امام اجل ☆ عبد اللہ بن مبارک و ابوبکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ (☆) بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے موقوف اور امام انجل احمد بن حنبل اپنی مسند اور طبرانی معجم کبیر اور حاکم صحیح مستدرک اور ابونعیم حلیہ میں بسند صحیح حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً راوی: "وَالْمَوْقُوفُ ابْسُطْ لَفْظًا وَأَتَمَّ مَعْنًى وَأَنْتَ تَعْلَمُ أَنَّهُ فِي الْبَابِ كَيْثُ الْمَرْفُوعِ وَهَذَا لَفْظُ الْإِمَامِ ☆ ابْنِ الْمُبَارَكِ"۔

یعنی اور موقوف باعتبار لفظ زیادہ مبسوط اور باعتبار معنی زیادہ تام ہے اور تو جانتا ہے کہ اس باب میں موقوف بھی مرفوع کا حکم رکھتی ہے، اور یہ لفظ امام عبد اللہ بن مبارک کی روایت کے ہیں:

☆ (ب، ر: انجل۔ فر: اجل۔ ح: اکل) ☆ (ب، ح: الامام۔ فر: امام)

(☆) (صحابی ابن صحابی رضی اللہ عنہما ۱۲ منہم)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بن عاص، آپ کی کنیت ابو محمد، ابو عبد الرحمن اور کہا گیا ہے کہ ابو نصیر ہے، اور مشہور ابو محمد ہے۔ آپ کا پہلا نام عاص تھا جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا۔ آپ کا شمار اصحاب آئوف (یعنی رسول اللہ ﷺ سے 2000 دو ہزار سے زیادہ احادیث مبارکہ روایت کرنے والے) ہوتا ہے۔ یونہی آپ کا شمار عبادلہ (یعنی عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم) میں ہوتا ہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ کرہ ارض پر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کو انہوں نے ہی کتاب کی شکل میں لکھا۔ آپ اپنے والد سے پہلے اسلام لائے، فتح مکہ سے کچھ عرصہ قبل اپنے والد کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ آپ بہت زیادہ عبادت گزار، اور متقی و پرہیزگار تھے، بکثرت تلاوت قرآن کرنے والے، رسول اللہ ﷺ انہیں ان کے والد سے =

"إِنَّ الدُّنْيَا جَنَّةُ الْكَافِرِ وَسَيَجْزِي  
 الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّمَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ حِينَ  
 تَخْرُجُ نَفْسُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ كَانَ فِي  
 سِجْنٍ، فَأُخْرِجَ ☆ مِنْهُ فَجَعَلَ  
 يَتَقَلَّبُ فِي الْأَرْضِ، وَيَتَفَسَّحُ  
 فِيهَا" (1)

بے شک دُنیا کافر کی جنت اور مسلمان  
 کی زندان ہے، اور ایمان والے کی  
 جب جان نکلتی ہے تو اس کی کہاوت ایسی  
 ہے جیسے کوئی قید خانہ میں تھا اب اُس  
 سے نکال دیا گیا کہ زمین میں گشت کرتا  
 اور با فراغت چلتا پھرتا ہے۔

☆ (ب، ح، ر، فر: فأخرج، وأيضاً في شرح الصدور للسيوطي، لكن في الزهد لابن  
 المبارك: فخرج)

= افضل سمجھتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حفظ کے علاوہ بہت احادیث لکھی تھیں جس کا  
 اعتراف کرتے ہوئے حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فإنه كان يكتب عن  
 النبي صلى الله عليه وآله وسلم و كنت لا أكتب." یعنی پس وہ نبی اکرم ﷺ کی  
 احادیث لکھ لیتے تھے اور میں نہیں لکھ سکتا تھا۔ اہل کتاب کا ایک وسیع کتب خانہ ان کو مل گیا تھا جس  
 کا انہوں نے بڑی گہری نظر سے مطالعہ کیا اور بڑی نادر معلومات فراہم کیں، مصر کے گورنر رہے،  
 ایک جماعت صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی ان سے روایت کرنے والی ہے۔ ملاحظہ ہوں:

(تاریخ دمشق 31\290.207، والإستيعاب في معرفة الأصحاب 3\959.956،  
 وطبقات الكبرى لابن سعد 2\373، والإصابة لابن حجر 4\167.165، وتهذيب  
 الكمال 15\362.357، وسير أعلام النبلاء للذهبي 3\94.79، وتذكرة الحفاظ  
 للذهبي (19)، والعقد الثمين في تاريخ البلد الأمين لتقى الدين الفاسي 396.  
 397\4، وتذكرة الحفاظ وبصرة الأيقاظ لابن المبرد 134)

(1) (أخرجه ابن المبارك في الزهد والرقائق 212.211 (597)، ومن طريقه

ولفظ أبي بكر هكذا "الدُّنْيَا سَجْنٌ" اور روایت ابو بکر (یعنی ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں) جب مسلمان مرتا ہے اس کی راہ کھول دی جاتی ہے کہ جہاں حَيْثُ شَاءَ۔ چاہے سیر کرے۔

☆ (ب، ح، ف، ر: وفي شرح الصدور: سر به۔ ر، وفي المصنف لابن أبي شيبة: يخلى به) = الخطيب في تاريخ بغداد 348\11، وابن أبي الدنيا في الزهد 94 (192)، وفي دم الدنيا (108)، من طريق شريك بن عبد الله، عن يعلی بن عطاء، عن أبيه، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه، موقوفا۔

وأخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 335\13، كراچی، و 129\7 (34722) الرياض، وفي نسخة 189\8، ومن طريقه الخطابي في غريب الحديث 492\2، وأبو داود في الزهد 257 (288)، والخطيب في تاريخ بغداد 428\12، كلهم من طريق شعبه، عن يعلی، عن يحيى بن قُمطه، عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه، موقفا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے اس روایت کو موقوفا روایت کرنے والے دو (2) روای ہیں یحیی بن قُمطہ اور عطاء العامری ہیں:

(1) یحیی بن قُمطہ کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الثقات 4529\5، اور امام احمد بن عبد اللہ العللی رحمۃ اللہ علیہ نے الثقات 475، اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے التاريخ الكبير 299\8، جبکہ امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے المجرح والتعديل 181\9، میں ذکر کیا اور آخر الذکر دونوں نے کوئی کلمہ جرح و تعديل ذکر نہیں کیا۔

جبکہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی روایت کو المستدرک 660\2 (3119)، وفي نسخة: 295\2 (3065) میں بیان کیا اور کہا: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ" اور تخلص میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام حاکم کی موافقت فرمائی ہے۔

(2) عطاء العامري کو امام ابن حبان نے کتاب الثقات 202\5 میں ذکر کیا جبکہ میزان الاعتدال 78\3 میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لا يعرف إلا بابنه. جبکہ مجمع الزوائد 105\2 (2613)، میں امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "وَيَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ الْغَامِرِيُّ وَأَبُوهُ ثَقَاتَانِ". حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب التہذیب 392 میں مقبول کہا۔ جبکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد، امام ابوداؤد نے السنن (160)، امام ترمذی نے السنن (1395)، امام نسائی نے السنن (3987) وغیرہم نے اس سے روایت لی ہیں اور البانی نے ترمذی، نسائی میں موجود اس کی روایت کی تصحیح کی ہے۔

(3) عطاء العامري اور یحییٰ بن قتمطہ سے روایت کرنے والے یعلیٰ بن عطاء العامري ہیں جب کی توثیق ایک جماعت نے کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

(تہذیب التہذیب 404\11، وتہذیب الکمال 394.395\32، وسیر اعلام النبلاء 201\5، وتاریخ دمشق 196.197\74)

(4) یعلیٰ بن عطاء سے روایت کرنے والے امام شعبہ اور شریک بن عبد اللہ، پس معلوم ہوا کہ یہ روایت باعتبار موقوف صحیح ہے۔

(آخر جہ ابن المبارک فی الزہد (598)، بلفظ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَسَنَةٌ، فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السِّجْنَ وَالسَّنَةَ"۔ وأحمد فی مسنده 97\2 (6855)، وفي الزهد 70 (144)، والحاكم في المستدرک 351\4 (7882)، وعبد بن حميد في مسنده 137\1 (346)، وأبو نعيم في الحلية الأولياء 185\8، وابن أبي حاتم في العلل 141\2 (1917)، وفي نسخة 196.197\5، والبغوي في شرح السنة 297\14 (4106). كلهم مختصرون إلا ابن أبي حاتم عنده مطولا۔

وأورده الهيثمي في المجمع الزوائد 288.289\10، وقال: رواه أحمد والطبراني باختصار، ورجال أحمد رجال الصحيح غير عبد الله بن جنادة، وهو ثقة۔ = =

قلت: عبد اللہ بن جنادہ کا ذکر امام بخاری رحمہ اللہ نے،، التاريخ الكبير 6215،، پر کیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی اور اسی طرح ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر،، الجرح والتعديل 2515،، پر کیا لیکن اس پر کوئی جرح نہیں کی اور امام ابن حبان نے اس کو ثقات 2317 میں ذکر کیا ہے۔، اور اسی بات کا ذکر ابوالحسن الحسینی نے،، الاكمال 231،، میں پر کیا ہے۔

(☆) وفي الباب: عن أبي هريرة رضي الله عنه

أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الزهد والزفائق، 40712 (2956) بلفظ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ".

و أخرجه أحمد في مسنده 32312، و 389، و 485، وفي الزهد 37،، وابن أبي عاصم في الزهد (142)، والترمذي في السنن، أبواب الزهد عن رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ 5812 (2324)، وابن ماجه في السنن، كتاب الزهد 303 (4113)، والبخاري في مسنده 6915 (8298)، وابن أبي الدنيا في الزهد (5)، وأبو يعلى في مسنده 15211. 151 (6465)، و 404 (6526)، وابن حبان في الصحيح 463. 46412 (687. 688)، والطبراني في الأوسط 15713 (2782)، وأبو نعيم في الحلية 35016، والبغوي في شرح السنة 29714 (4104. 4105)، والآخرين۔

(☆) وعن ابن عمر رضي الله عنهما

أخرجه محمد بن سلامة القضاعي في مسند الشهاب 11811 (145)، بلفظ: عَنْ ابْنِ عَمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ، وَجَنَّةُ الْكَافِرِ".

و أخرجه البخاري في مسنده 28812 (6108)، وابن أبي عاصم في الزهد 69 (143)، والطبراني في الأوسط 6519 (9136)، وأبو نعيم في أخبار أصبهان =

= 399\1، الشجري في أماليه (ترتيب الأمالي الخميسية) 226\2 (2223)،  
و 226\2 (2381)، والخطيب في تاريخه 401\6.

قال الهيثمي في المجمع 289\10: رَوَاهُ الْبُزَارُ بِسَنَدَيْنِ أَحَدُهُمَا ضَعِيفٌ، وَالْآخَرُ فِيهِ  
جَمَاعَةٌ لَمْ أُغْرِفْهُمْ.

(☆) وعن سلمان الفارسي رضي الله عنه

أخرجه البزار في مسنده 461\6 (2498)، بلفظ: "إِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ شَبَعًا فِي الدُّنْيَا  
أَطْوَلُهُمْ جُوعًا فِي الْآخِرَةِ، يَا سَلِيمَانُ، الدُّنْيَا سَجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ".

وأخرجه ابن أبي الدنيا في الجوع (3)، وفي الزهد (4)، وابن ماجه في السنن، باب  
الِإِقْتِصَادِ فِي الْأَكْلِ، وَكَرَاهَةِ الشَّبَعِ (3351)، والطبراني في الكبير 236\6  
(6087)، و 268 (6183)، والحاكم في المستدرک 604\3، وفي نسخة  
699\3 (6545)، وأبو نعيم في الحلية 199\1. 198، وأبو يعلى في مسنده كما في  
المطالب العالية (3137)، وصححه الحاكم في المستدرک، فتعقبه الذهبي بقوله:  
الوراق تركه الدارقطني وغيره.

قال الهيثمي في المجمع 289\10: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ، وَفِيهِ سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ،  
وَهُوَ مَثْرُوكٌ، وَكَذَلِكَ رَوَاهُ الْبُزَارُ..

(☆) وعن انس بن مالك رضي الله عنه أخرجه ابن عدي في الكامل 1638\4،  
والطبراني في الأوسط 150\9 (9385).

(☆) وعن معاذ بن جبل رضي الله عنه، أخرجه أبو بكر المعروف بقاضي المارستان  
1409\3 (735).

(☆) وعن علي رضي الله عنه أخرجه الشجري في أماليه (ترتيب الأمالي الخميسية)  
223\2 (2210).



## حدیث (2)

سیدی محمد بن علی ☆ ترمذی، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا شَبَّهْتُ خُرُوجَ الْمُؤْمِنِ مِنْ" یعنی دنیا سے مسلمان کا جانا (☆) ایسا

وعن الحسن بن أبي الحسن البصري، مرسلًا، أخرجه ابن المبارك في الزهد (123)، والذهبي في معجم الشيوخ 582۔

☆ (ر، فر: محمد علی ترمذی، والصواب محمد بن علی الترمذی)

(☆) (فائدہ: اسی کے مؤید دو حدیثیں اور ہیں مرسل سلیم بن عامر و عمر بن دینار سے أخرجهما ابن أبي الدنيا - (م)

جن دور روایات کی طرف سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(1) من مرسل سلیم بن عامر الجنائزي:

"إن مثل المؤمن في الدنيا كمثل الجنين في بطن أمه إذا خرج من بطنها بكى على مخرجه حتى إذا رأى الضوء ورضع لم يحب أن يرجع إلى مكانه وكذلك المؤمن يهزع من الموت فإذا أفضى إلى ربه لم يحب أن يرجع إلى الدنيا كما لا يحب الجنين أن يرجع إلى بطن أمه."

(نقله السيوطي في شرح الصدور 333، وفي بشرى الكتيب 335، ومحمد بن عبد

الوهاب النجدي في أحكام تمنى الموت 60)

یعنی مومن کی مثال دُنیا میں اس بچے کی طرح ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اپنے پہلے مقام کی جدائی کی وجہ سے روتا ہے یہاں تک کہ جب وہ دُنیا کی روشنیاں دیکھ لیتا ہے اور ماں کا دودھ پی لیتا ہے تو وہ واپس اپنے پہلے مقام کی طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا اور اسی طرح

الدُّنْيَا... إِلَّا مِثْلَ خُرُوجِ الصَّبِيِّ  
مِنْ بَطْنِ أُمِّهِ مِنْ ذَلِكَ الْغَمِّ  
وَالظُّلْمَةِ إِلَى رَوْحِ الدُّنْيَا" (1)  
ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا  
اس دم گھٹنے اور اندھیری کی جگہ سے اس  
فضائے وسیع دنیا میں آنا۔

== مومن بھی موت سے گھبراتا ہے اور جب وہ اپنے رب کے حضور چلا جاتا ہے تو وہ دنیا کی  
طرف لوٹنا پسند نہیں کرتا جیسے بچہ پیدائش کے بعد اپنی ماں کے پیٹ میں واپس لوٹنا پسند نہیں کرتا۔  
(2) من مزل عمرو بن دینار:

"أَنْ رَجُلًا مَاتَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "أَصْبَحَ هَذَا مَرْتَحِلًا مِنَ  
الدُّنْيَا فَإِنْ كَانَ قَدْ رَضِيَ فَلَا يَسْرُهُ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا كَمَا لَا يَسِرُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَرْجِعَ  
إِلَى بَطْنِ أُمِّهِ" (نقله السيوطي في شرح الصدور 333، وبشرى الكنيب 335)

یعنی ایک آدمی فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر یہ اس پر راضی ہے تو دنیا کی  
طرف لوٹنا کبھی بھی پسند نہیں کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنی ماں کے  
بطن کی طرف لوٹے۔

وقال العراقي في تخریج إحياء علوم الدين (إتحاف السادة المتقين 310\14): رواه ابن  
أبي الدنيا من حديث عمرو بن دينار مرسلاً، ورجاله ثقات.  
امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے:

"مَا شَبَّهَتْ خُرُوجَ الْمُؤْمِنِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ خُرُوجِ الصَّبِيِّ مِنْ بَطْنِ  
أُمِّهِ مِنْ ذَلِكَ الْغَمِّ إِلَى رَوْحِ الدُّنْيَا" (أخرجه أبو نعيم في الحلية 23\7)

یعنی دنیا سے مسلمان کا آخرت کی طرف جانا ایسا ہے جیسے بچے کا ماں کے پیٹ سے نکلنا اس دم گھٹنے  
سے اس دنیا کی وسیع فضا میں آنا۔

(1) (أخرجه الحكيم الرمزي في نواذر الأصول، الأصل الثالث والخمسون 75،  
دار صادر بيروت، و376\1، دار الجيل بيروت، ونقله الهندي في كنز العمال ==

اسی لئے علماء فرماتے ہیں دُنیا کو برزخ سے وہی نسبت ہے جو رحم مادر کو دُنیا سے، پھر برزخ کو آخرت سے یہی نسبت ہے جو دُنیا کو برزخ سے۔

اب اس سے برزخ و دُنیا کے علوم و ادراکات میں فرق سمجھ لیجئے۔ وہی نسبت چاہیے جو علم جنین کو علم اہل دُنیا سے، واقعی روح طائر ہے اور بدن قفس، اور علم پرواز، پنجرے میں پرند کی پریشانی کتنی؟ ہاں جب کھڑکی سے باہر آیا اُس وقت اُس کی جولانیاں قابل دید ہیں۔

== 570\15 (42212)، والزبیدی فی إتحاف السادة المتقين 311\14،  
والمناوي فی فیض القدير 450\5، والسيوطي فی شرح الصدور 333، وفی بشری  
الکئيب 335، ومحمد بن عبد الوهاب النجدي فی الأحكام تمنی الموت 60۔  
وقال المناوي فی فیض القدير: وفیه محمد بن مخلد الرعيني قال فی اللسان قال ابن  
عدي حدث بالأباطیل عن کل من روى عنه، وقال الدارقطني: متروک الحديث۔  
وقال ابن عدي فی الكامل 2260\6: يحدث عن مالک وغيره بالبواطیل۔  
۔۔۔ ولمحمد بن مخلد غير ما ذكرت من الحديث وهو منکر الحديث عن کل من  
يروى عنه۔

ولكن قال الخليلي فی الإرشاد 264\1: أبو أسلم محمد بن مخلد الرعيني روى عن  
مالک أحاديث لا يتابع عليها تفرد بها وهو صالح۔

وقال أبو حاتم فی الجرح والتعديل 93\8: لم أر فی حديثه منکرا۔ وانظر: بیان الوهم  
والإيهام لابن القطان 64\3۔

اور حاصل کلام یہ کہ سلیم بن عامر، عمرو بن دینار اور سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہم کی مراسیل کی وجہ سے  
اس روایت کو تقویت حاصل ہوتی ہے جس کے سبب یہ روایت بھی ترقی حاصل کر جاتی ہے۔

### حدیث (3)

صحیح بخاری و صحیح مسلم ☆ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ، وَاحْتَمَلَهَا  
الرِّجَالُ عَلَى أَعْنَاقِهِمْ، فَإِنْ كَانَتْ  
صَالِحَةً قَالَتْ: قَدِّمُونِي، وَإِنْ كَانَتْ  
غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ: يَا وَيْلَهَا أَيْنَ  
تَذْهَبُونَ بِهَا، يَسْمَعُ صَوْتُهَا كُلُّ  
شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ، وَلَوْ سَمِعَ  
الْإِنْسَانُ صَعِقَ ☆" (1)

جب جنازہ رکھا جاتا ہے اور مرد اُسے  
اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں پس اگر وہ  
نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے آگے  
بڑھاؤ، اور اگر بد ہوتا ہے، تو کہتا ہے  
ہائے خرابی اُس کی کہاں لئے جاتے ہو  
ہر شے اس کی آواز سنتی ہے مگر انسان کہ  
وہ سنے تو بے ہوش ہو جائے۔

☆ (ذکر صحیح مسلم فی نسخ الأربعة یعنی ب، ح، ر، فر، لکن لم اطلع فیہ)  
☆ (وفی رواية: لأهلها كما فی نسخة فر، ر، لکن فی: ب، ح، بدون "لأهلها") -  
☆ (وفی رواية: لصعق كما فی نسخة فر، ر، لکن فی: ب، بدون "اللام یعنی صعق") -  
وفی: ح، صعتی وهو تصحیف، وفی الصحیح البخاری كلاهما

(1) (أخرجه أحمد فی مسنده 41\3 (11372)، و 58\3 (11552)، و عبد بن  
حمید فی مسنده 291 (933)، و البخاری فی الصحیح، کتاب الجنائز، باب حمل  
الرجال الجنائز دون النساء 172\1، وفی نسخة (1314)، و باب الشزعة  
بالجنائز، 1316)، و باب كلام الميت على الجنائز 100\2 (1380)، و النسائي  
فی السنن، کتاب الجنائز، الشزعة بالجنائز 289 (1911)، وفی السنن الكبرى  
624\1 (2036)، و أبویعلی فی مسنده 454\2 (1265)، و ابن حبان فی الصحیح

**اقول:** اگرچہ اہلسنت کا مسلک ہے کہ نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول ہوں گے۔ جب تک کہ اس میں مخدور نہ ہو۔ لہذا ہم اس کلام جنازہ کو یوں بھی کلام حقیقی پر محمول کرتے۔ مگر بحمد اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پچھلے لفظوں سے نص کو مفسر فرمادیا کہ ہر شے اُس کی آواز سنتی ہے اب کسی طرح مجال تاویل و تشکیک باقی نہ رہی، واللہ الحمد۔

### حدیث (4)

ابوداؤد طیالسی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا: "إِذَا وُضِعَ الْهَيْثُ عَلَى سَرِيرِهِ..." الحديث (1) مانند حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ۔

== 311\7 (3038)، و 312\7 (3039)، وابن بشران فی الأمالی 339 (786)، و البیهقی فی السنن الکبریٰ 21\4، و فی اثبات عذاب القبر (42)، و البغوی فی شرح السنة 325\5 (1482)۔

و أخرجه بنحوه موقوفاً عبد الرزاق فی المصنف 441\3 (6250)، وابن أبي شيبة فی المصنف 53\3 (12050)، وابن المنذر فی الأوسط 379\5 (3033)، من حريق الأسود بن قيس، عن نبيح قال: قال أبو سعيد الخدري:

"مَا مِنْ جَنَازَةٍ إِلَّا تُنَاشِدُ حَمَلَتَهَا، إِنْ كَانَتْ مُؤْمِنَةً وَاللَّهُ رَاضٍ عَنْهَا قَالَتْ: "أُنشِدُكُمْ بِاللَّهِ إِلَّا أَشْرَعْتُمُونِي. وَإِنْ كَانَتْ كَافِرَةً بِاللَّهِ وَاللَّهُ عَلَيْهَا سَاخِطٌ قَالَتْ: أُنشِدُكُمْ بِاللَّهِ إِلَّا رَجَعْتُمْ بِي. فَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَسْمَعُهُ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ، فَلَوْ أَنَّ الْإِنْسَانَ سَمِعَهُ خَرَّ وَجَزَعُ الْخَرَجِ يَغْنِي الضَّعْفَ وَالْهَيْبَةَ". ورجاله ثقات۔

(1) (أخرجه أبو داود الطيالسي في مسنده 307 (2336)، وفي نسخة: 98\4

(2457)، بلفظ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ الْبُؤْسَ إِذَا

وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ قَالَ: يَا وَيْلَهُ،

أَيْنَ تَذْهَبُونَ بِـ " وأخرجه أحمد في مسنده 292\2 (7914)، و 474\2 (10137)، و 500\2 (10493)، وأحمد بن منيع كما في الإتحاف الخيرة المهرة (1937)، وابن سعد في الطبقات الكبرى 338\4، والبخاري في التاريخ الكبير 37\9، وفي الكنى 37 (323)، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، السُرْعَةُ بِالْجَنَازَةِ 289 (1910)، وفي نسخة: (1908)، وفي السنن الكبرى 624\1 (2035)، وفي نسخة: 415\2 (2046)، وابن أبي حاتم في الجرح والتعديل 379\9، وعبد الله بن محمد بن أبي مريم في مما أسند سفيان الثوري (ق 22)، والطحاوي في شرح معاني الآثار 478\1، والطبراني في مسند الشاميين 159\3 (1990)، وابن حبان في الصحيح 378\7 (3111)، والدارقطني في العلل 73\11 (2132)، و 177\11 (2203)، وابن زبر الربعي في وصايا العلماء عند حضور الموت 57.58، وابن مندة في الكنى 384 (3418)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 381.382\67، والمزي في تهذيب الكمال 444\17، كلهم من حديث أبي هريرة رضي الله عنه.

وقال ابن حبان في صحيحه: "رَوَى هَذَا الْخَبَرُ سَعِيدُ الْمُقْبَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْرَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. فَالطَّرِيقَانِ جَمِيعًا مَخْفُوظَانِ، وَمَثْنُ خَبَرِ أَبِي سَعِيدٍ أَتَمُّ مِنْ خَبَرِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَدْ ذَكَرْنَا فِي أَوَّلِ هَذَا الْبَابِ".

وقال الحافظ في الفتح 182\3، وفي نسخة: 829\1: قَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ لِسَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ فِيهِ إِسْنَادٌ آخَرٌ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْرَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ وَابْنُ حَبَّانَ وَقَالَ الطَّرِيقَانِ جَمِيعًا مَخْفُوظَانِ قَوْلُهُ إِذَا وَضَعْتَ الْجَنَازَةَ فِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ الْمَذْكُورَةِ إِذَا وَضِعَ الْمَيِّتُ عَلَى السَّرِيرِ فَدَلَّ عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِالْجَنَازَةِ الْمَيِّتَ.

## حدیث (5)

امام احمد وابن ابی الدنیا و طبرانی و مروزی و ابن مندہ، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ مَنْ يُغَسِّلُهُ، بے شک مردہ اسے پہچانتا ہے جو اُس کو  
وَيَحْمِلُهُ، وَمَنْ يُكْفِنُهُ، وَمَنْ يُدَلِّيهِ غسل دے اور جو اُس کو اٹھائے اور جو  
فِي حُفْرَتِهِ" (1) کفن پہنائے اور جو اُس کو قبر میں

اُتارے۔

(1) (أخرجه أحمد في مسنده 3\1010)، وفي نسخة: (10997)،  
و (11600)، ومسند في مسنده كما في الإتحاف الخيرة (1876)، وابن أبي الدنيا  
في المنامات 10.11 (6)، والخطيب في تاريخ بغداد 212\12، وفي موضح أو هام  
الجمع والتفريق 264\2 (318)، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين 467.  
468\2، والمروزي في الجنائز، وابن مندة في كتاب الأحوال كما في الإتحاف  
السادة المتقين 325\14، والديلمي في الفردوس الأخبار 240\4 (6721)۔

وقال الهيثمي في المجمع 21\3: رواه أحمد والطبراني في الأوسط وفيه رجل لم  
أجد من ترجمه.

وأخرجه الطبراني في الأوسط 257\7 (7438)، وأبو نعيم في أخبار أصبهان  
251\1، والقزويني في التدوين في أخبار قزوين 303\3، من طريق فضيل بن  
مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

مسند امام احمد بن حنبل میں اس کی سند کے پہلے راوی، امام احمد بن حنبل ہیں جو کہ صاحب مسند ثقہ امام  
ہیں اور موضح اوہام میں ان کے متابع امام اسحاق بن راہویہ ہیں۔



دوسرا راوی : ابو عامر العقدي اسمہ عبد الملک بن عمرو القیسی البصری اس کو امام یحیی بن معین نے ثقہ کہا ہے بروایت عثمان بن سعید دارمی۔ اور امام ابو حاتم نے کہا کہ صدوق ہے اور امام نسائی نے کہا کہ ثقہ مأمون۔ امام اسحاق بن راہویہ نے کہا ثقہ الامین۔ امام ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہے۔ اور امام احمد کی مسند میں ہی اس کا متابع حماد بن خالد الخياطہ ہے، جو صحیح مسلم کے ثقہ روایات میں سے ہے۔ (انظر: تهذيب الكمال 368. 369\18، وتهذيب التهذيب 409\6، والجرح والتعديل 359\5، والطبقات الكبرى 299\7)

تیسرا راوی: عبد الملک بن حسن الحارثی ويقال الجاری۔ ابو مروان المدنی الاحول امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور امام یحیی بن معین نے کہا کہ ثقہ ہے بروایت اسحاق بن منصور۔ اور ابو حاتم نے کہا کہ شیخ ہے اور امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن مدینی نے کہا کہ معروف ہے، اور اس کا متابع طبرانی کے ہاں اسماعیل بن عمرو الجبلی ہے۔ (انظر: تهذيب الكمال 301\18، وتهذيب التهذيب 391. 392\6)

چوتھا راوی: سعید بن عمرو بن سلیم

امام ابو حاتم نے کہا کہ شیخ ثقہ ہے اور ابن معین نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور امام احمد بن حنبل نے کہا کہ شیخ ثقہ ہے۔ اور اس کا متابع طبرانی وغیرہ کے ہاں فضیل بن مرزوق ہے، جس کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں صدوق یہم کے لفظ ذکر کیے ہیں۔ (انظر: الجرح والتعديل 50\4، وتعجيل المنفعة بزوائد رجال الاثمة الاربعة 154 (384) وكتاب الثقات 394\6، والاكمال للحسيني 166 (309)، والعلل و معرفة الرجال 29\2)

پانچواں راوی : معاویہ بن فلاں یا فلاں بن معاویہ

لیکن طبرانی اور اخبار قزوین میں اس کا متابع موجود ہے جو کہ: عطیہ بن سعد ہے اکثریت نے اس کی تضعیف کی ہے جیسا کہ امام ثوری، ہشیم، یحیی، احمد، رازی، نسائی وغیرہم مگر یحیی بن معین سے =

## حدیث (6)

ابوالحسن بن البراء،، کتاب الروضة،، میں بسند خود عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَهُوَ  
يَعْرِفُ غَاسِلَهُ وَيُنَاشِدُ حَامِلَهُ إِنْ  
كَانَ بُشْرًا بِرُوحٍ وَرَيْحَانٍ وَجَنَّةٍ  
نَعِيمٍ أَنْ يُعَجِّلَهُ وَإِنْ كَانَ بُشْرًا  
بِنُزُلٍ مِنْ حَمِيمٍ وَتَضَلُّيَةٍ حَجِيمٍ أَنْ  
يُجَبِّسَهُ " (1)

ہر مردہ اپنے نہلانے والے کو پہچانتا اور  
اُٹھانے والے کو قسمیں دیتا ہے اگر اسے  
آسائش اور پھولوں اور آرام کے باغ  
کا مرثد ملے تو قسم دیتا ہے مجھے جلد لے  
چل، اور اگر آبِ گرم کی مہمانی اور بھڑکتی  
آگ میں جانے کی خبر ملتی ہے تو قسم دیتا  
ہے مجھے روک رکھ۔

ایک روایت مروی ہے کہ ان سے اس کی حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ صالح ہے  
اور امام ابن سعد نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے الفاظ یہ ہیں:،، وکان ثقة ان شاء الله له احادیث  
صالحة ومن الناس من لا يحتج به۔ (انظر: الجرح والتعديل 382\6، وتهذيب  
التهذيب 201\7، والطبقات الكبرى 304\6)

چھٹے راوی: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں، پس یہ روایت اپنے شواہد کے ساتھ ترقی پا جاتی ہے، لہذا یہ حسن  
کے درجہ سے نہیں گرتی۔

(1) ( أخرجه الخطيب في موضح أو هام الجمع والتفريق 84\1، والديلمي في  
الفردوس الأخبار 31.32\4 (6098) وذكره السيوطي في شرح الصدور 94،  
باب معرفة الميت من يغسله، نسبه إلى ابن البراء في كتاب الروضة، وابن رجب ==

## حدیث (7)

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راوی،  
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا مِنْ مَيِّتٍ يُوَضَّعَ عَلَى سَرِيرِهِ  
فَيُخْطَى بِهِ ثَلَاثَ خُطَى ☆ إِلَّا تَكَلَّمَ  
بِكَلَامٍ يَسْمَعُهُ مَنْ شَاءَ اللَّهُ إِلَّا  
الثَّقَلَيْنِ الْجَنِّ وَالْإِنْسَ يَقُولُ يَا  
إِخْوَتَاهُ ! يَا حَمَلَةَ نَعْشَاهُ لَا  
تَغُرَّتْكُمْ الدُّنْيَا كَمَا غُرَّتْنِي وَلَا  
تُلْعَبَنَّ بِكُمْ كَمَا لَعِبْتُ ☆ بِي

== الحنبلي في تفسيره 354\2، وفي أحوال القبور وأحوال أهلها إلى النشور 42  
(134) وفي الدر المنثور 39\8، سورة الواقعة، وعزاه إلى ابن مردويه، والزبيدي في  
الإتحاف السادة المتقين 325\14، وعزاه إلى ابن البراء في كتاب الروضة، بسند  
ضعيف، عن ابن عباس رضي الله عنهما

☆ (ر، فر: خطوات - ب، ح: خطى - وفي كتاب القبور لابن أبي الدنيا: خطى)

☆ (ر، فر: من - وفي ب، ح: ما - وفي كتاب القبور لابن أبي الدنيا: من)

☆ (فر: ولا يلعبن بكم الزمان كما لعب بي، كذا في شرح الصدور، وفي كنز

العمال، ومسند الفاورق - وفي ب، ح: ولا تلعبن بكم كما لعبت بي - وفي كتاب

القبور لابن أبي الدنيا، وتاريخ جرجان، والفردوس، ولا يلعب بكم الزمان كما لعب

بي - وفي ر: كما لعبت بي -)

خَلَّفْتُ مَا تَرَكْتُ لِوَرَثَتِي، وَالَّذِينَ  
 كِلَيْهِ جَهَورٌ جَلَا اور بدلہ لینے والا قیامت  
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُخَاصِمُنِي وَيُحَاسِبُنِي میں مجھ سے جھگڑے گا اور حساب لے گا  
 وَأَنْتُمْ تُشَيِّعُونِي وَتَدْعُونِي". (1) تم میرے ساتھ چل رہے ہو اور اکیلا  
 جھوڑاؤ گے۔

(1) (أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب القبور 61(25)، وأبو القاسم الجرجاني في تاريخه 178، والديلمي في الفردوس 31\4(6096)، ونقله ابن كثير في مسند الفاروق 339، وعلي الهندي في كنز العمال 596\15(42357)، والسيوطي في شرح الصدور 96۔

كتاب القبور لابن أبي الدنيا کے محقق طارق محمد سلوع نے اس کے ذیل میں لکھا کہ: إسنادہ ضعیف۔ لوجود الرجل المبهم، وكذا الخليل فإنه ضعيف كما في التقريب۔

میں کہتا ہوں: ابو القاسم الجرجانی کی سند میں اس کی صراحت موجود ہے، اور وہ، ابو بشر، میں اس کے ترجمہ پر مطلع نہیں ہو سکا۔ دوسری علت کہ، خلیل بن مرہ، ضعیف ہے۔

یہ درست ہے کہ اس میں، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کلام کیا ہے لیکن امام ابن شاہین ابو حفص الواعظ رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ اسماء الثقات 79 میں کہا کہ خلیل بن مرہ ثقہ ہے اور احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے کسی ایک کو بھی اس میں کلام کرتے نہیں دیکھا۔۔۔ اور میں نے نہیں دیکھا کہ کسی ایک نے بھی اس کو ترک کیا ہو اور وہ ثقہ ہے۔ اس کی تضعیف کے باوجود امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"وللخليل أحاديث غير ما ذكرته أحاديث غرائب، وهو شيخ بصري وقد حدث عنه الليث وأهل الفضل ولم أرفي أحاديثه حديثاً منكراً قد جاوز الحد، وهو في جملة من يكتب حديثه وليس هو متروك الحديث". (الكامل في الضعفاء 930\3)

ومع هذا له شاهد في الصحيح۔

## حدیث (8)

ابن مندہ راوی حبان (☆) بن ابی جبلہ نے فرمایا:

"بَلِّغْنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الشَّهِيدَ إِذَا  
مَجَّهْ يَهْ حَدِيثَ بَنِي كَهْ سِيدَ عَالَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
نَهْ فَرَمَا يَهْ كَهْ شَهِيدَ جَبْ مَقَامَ شَهَادَتِ پَالِيَتَا

(☆) (یہ تابعی ثقہ ہیں رجال بخاری سے کتاب الادب المفرد [، باب : لا یسلم علی فاسق]، 217 (1049) میں ۱۲ منہ)۔

حبان بن ابی جبلہ، القرشی المصری، کنیت ابونصر، مولیٰ بنی عبدالدار، جبکہ سعید بن کثیر بن عفیر کہتے ہیں کہ: مولیٰ بنی حسنہ۔ عمرو بن عاص، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن عمر، جبکہ حافظ مغلطائی نے حافظ ابوبکر عبداللہ بن محمد مالکی کی کتاب طبقات علماء قیروان کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں جن میں ابوقادہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں قیروان میں سکونت اختیار کی اور اہل قیروان نے ان کے علم سے بہت زیادہ فائدہ اٹھایا۔ جبکہ ان سے عبد الرحمن بن زیاد بن النعم، عبید اللہ بن زحر، موسیٰ بن علی بن رباح، ابوشیبہ عبد الرحمن بن یحییٰ روایت کرتے ہیں۔ فرات بن محمد کے بقول حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جن دس فقہاء کو اہل افریقہ کو تعلیم دینے کے لئے بھیجا تھا ان میں حبان بن ابی جبلہ بھی تھے۔ اور عبد الرحمن بن زیاد بن النعم سے روایت ہے کہ: اہل افریقہ کے نزدیک شراب حلال تھی حتیٰ کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان فقہاء کو بھیجا کہ انہیں سمجھائیں کہ شراب حرام ہے۔ ابوعرب الصقلی نے طبقات اہل قیروان میں توثیق کی، اسی طرح ابن حبان اور ابن خلفون نے اپنی اپنی کتاب الثقات میں ذکر کیا۔

بقول یوسف بن یحییٰ المغامی موسیٰ بن نصیر نے جب اُندلس فتح کیا تو حبان بن ابی جبلہ بھی اس کے ساتھ تھے، حتیٰ کہ وہ اس کے قلعوں میں سے ایک قلعہ جس کو قرقشونہ کہا جاتا تھا تک پہنچا، پس اس میں آپ وفات پا گئے۔ اور کہا گیا ہے کہ 122ھ، اور یہ بھی کہا گیا کہ 125ھ افریقہ میں فوت =

اَسْتَشْهَدُ اَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى لَهٗ ☆ ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک  
جَسَدًا كَأَحْسَنِ جَسَدٍ ثُمَّ يُقَالُ خوبصورت جسم یعنی اجسام مثالیہ سے  
لِرُوحِهِ اُدْخِلِيْ فِيْهِ فَيَنْظُرُ اِلٰى اُتارتا ہے اور اس کی روح کو کہا جاتا  
جَسَدِهِ الْاَوَّلِ مَا فَعَلَ ☆ یہ ہے اس میں داخل ہو، پس وہ اپنے پہلے  
وَيَتَكَلَّمُ فَيُظَنُّ اَنَّهُمْ يَسْمَعُوْنَ بدن کو دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ  
كَلَامَهُ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَيُظَنُّ اَنَّهُمْ کیا کرتے ہیں اور کلام کرتا ہے اور  
يَرَوْنَهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُ اَزْوَاجُهُ يَعْنِيْ مِنَ اپنے ذہن میں سمجھتا ہے کہ لوگ اس کی  
الْحُوْرِ الْعَيْنِ فَيَذْهَبْنَ بِهٖ"-(1) باتیں سن رہے ہیں اور آپ جو انہیں  
دیکھتا ہے تو یہ گمان کرتا ہے کہ لوگ بھی

= ہوئے۔ ملاحظہ فرمائیں: (السنن الكبرى للبيهقي 539\10، وتاريخ علماء الأندلس  
لابن الفرضي 147\1. 146، وتاريخ ابن يونس المصري 104\1. 103، والتاريخ  
الكبير للبخاري 90\3، والجرح والتعديل لابن أبي حاتم 269\3، وكتاب الثقات  
لابن حبان 181\4 والمؤتلف والمختلف للدارقطني 420\1، وتهذيب الكمال  
332.333\5، وتهذيب التهذيب 171\2، وإكمال تهذيب الكمال 341\3)  
☆ (في ب، ح، فر: أنزل الله تعالى جسدا - وفي ر: أنزل الله له جسدا، كذا في شرح  
الصدور)

☆ (في ب، ح، فر: ما يفعل به - وفي ر: ما فعل به كذا في شرح الصدور للسيوطي)  
(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور 247، والزبيدي في الإتحاف السادة  
المتقين 312\14 وعزاه إلى ابن مندة - وأخرج ابن المبارك في الجهاد 60 (63)  
بنحوه، بسند ضعيف)

اُسے دیکھ رہے ہیں یہاں تک کہ  
حور عین میں سے اُس کی پیماں آ کر  
اُسے لے جاتی ہیں۔

### حدیث (9)

ابن ابی الدنیا و بیہقی سعید بن مسیب سے راوی:

"إِنَّ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَعَبْدَ اللَّهِ  
بْنَ سَلَامٍ التَّقِيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا  
لِصَاحِبِهِ: "إِنْ لَقِيتَ رَبَّكَ قَبْلِي،  
فَأَخْبِرْنِي مَاذَا لَقِيتَ مِنْهُ؟" فَقَالَ  
أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَيْلَقِي  
الْأَحْيَاءُ الْأَمْوَاتِ؟ قَالَ: "نَعَمْ،  
أَمَّا الْمُؤْمِنُونَ فَإِنَّ أَرْوَاحَهُمْ فِي  
الْجَنَّةِ، وَهِيَ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَتْ  
(1)"

سلمان فارسی و عبد اللہ بن سلام رضی اللہ  
عنہما ملے، ایک صاحب نے دوسرے  
سے فرمایا اگر آپ مجھ سے پہلے انتقال  
کریں تو مجھے خبر دیں کہ وہاں کیا پیش آیا  
دوسرے صاحب نے پوچھا کہ کیا  
زندے اور مردے بھی آپس میں ملتے  
ہیں؟ فرمایا: ہاں مسلمانوں کی روہیں تو  
جنت میں ہوتی ہیں اور انہیں اختیار ہوتا  
ہے جہاں چاہے جائیں۔

☆ (فی ب، ح، فر: فقال أو تلقى الأحياء الأموات، كذا في شرح الصدور - وفي ر:

فقال أحدهما لصاحب أيلقي الأحياء الأموات - وفي شعب الإيمان للبيهقي: فقال

أحدهما لصاحبه: أيلقي الأحياء الأموات؟)

☆ (فی ب، ح: أرواحهم كذا في شرح الصدور - وفي ر، فر: أرواحه، وهو تصحيف)

(1) (آخرجه ابن المبارک فی الزهد 144 (429) وابن أبي الدنيا فی التوکل علی =



== اللہ 51.52 (12)، وفي المنامات 22.23 (21)، والبيهقي في الشعب 121\2 (1355)، وفي نسخة: 489\2 (1293)، وفي البعث والنشور (197)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 460\21، وذكره ابن رجب في أحوال القبور 116، والسيوطي في شرح الصدور 233، وابن القيم في كتاب الروح 33، بسند صحيح۔ اس روایت کے تحت قبلہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی۔ اپنی کتاب لا جواب۔ آپ ﷺ زندہ ہیں واللہ، میں رقمطراز ہیں:

تو اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ارواح مومنین برزخ زمین میں ہیں جہاں چاہتی ہیں تشریف لے جاتی ہیں۔

حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "إِنَّ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ فِي بَرَزَخٍ مِنَ الْأَرْضِ تَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَتْ، وَنَفْسُ الْكَافِرِ فِي سِجِّينٍ"۔

مومنین کی روہیں زمینی برزخ میں ہوتی ہیں اور جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں اور کفار کی روہیں قید عذاب میں ہوتی ہیں۔ (کتاب الزهد لابن المبارك 144، وابن مندة نقله ابن رجب الحنبلي في أحوال القبور 116)

حضرت شیخ علامہ علی بن احمد بن محمد ابراہیم العزیزی م۔ ۱۰۷۰ھ فرماتے ہیں:

"فَإِذَا فَارَقَ الدُّنْيَا فَارَقَ السَّجْنَ وَالسَّنَةَ وَانْتَقَلَ إِلَى الْإِنْفَسَاحِ وَدَيَارِ السَّرُورِ وَالْأَفْرَاحِ"۔ (السراج المنير شرح الجامع الصغير 162\3، وانظر: التيسير بشرح الجامع الصغير 13\2)

جب دُنیا سے جدا ہو گیا تو وہ قید سے چھوٹ گیا اور فراخی اور کشادگی اور سرور و فرحت کی طرف منتقل ہو گیا۔

حضرت امام ولی کامل قطب وقت امام صدر الدین القونوی فرماتے ہیں:

"وذلك انهم غير محصورين في الجنة وغيرها"۔ (رسالة النصوص 66 للامام قونوی)

اس کے ساتھ ساتھ وہ (انبیاء و اولیاء) جنت اور قبور میں محصور نہیں ہیں (بلکہ جہاں چاہیں تشریف لیجائیں وہ آزاد ہیں۔

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی فرماتے ہیں: "فان الروح اذا انخلعت من هذا الهيكل وانفكت من القيود بالموت تجول الى حيث شاءت"۔

(التيسير بشرح الجامع الصغير 320\1)

بے شک روح جب اس قالب سے جدا اور موت کے سبب دیگر قیدوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو جہاں چاہتی ہے چلتی پھرتی ہے۔

حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: "ان الله تعالى يعطى لارواحهم قوة الأجساد فيذهبون من الأرض والسماء والجنة حيث يشاؤون وينصرون أولياءهم و يدمرون أعداءهم ان شاء الله تعالى ...

اللہ تعالیٰ (انبیاء و اولیاء) کی ارواح کو اجساد کی قوت عطا فرما دیتا ہے۔ لہذا وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک و ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ (تفسیر المظہری 153\1، 152)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب ہی دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ شہدا کے حق میں فرماتا ہے۔ (بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس سے مراد شاید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی روحوں کو جسموں کی سی طاقت عطا فرماتا ہے وہ جہاں چاہتا ہے سیر کرتے ہیں اور یہ حکم شہداء کے لیے خاص نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام اور صدیقین شہداء کے حکم میں ہیں کیونکہ انہوں نے نفس کے ساتھ جہاد کیا ہے جو کہ جہاد اکبر ہے (ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے) اس پر دلیل کافی۔ اسی لیے اولیاء اللہ نے فرمایا (ہماری روحوں ہمارے جسم اور ہمارے جسم ہماری روحوں ہیں) ہماری روحوں جسموں کا کام کرتی ہیں اور کبھی ہمارے جسم نہایت لطافت کے سبب برنگ ارواح ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

جسم اقدس کا سایہ نہ تھا۔ ان کی روحیں زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتی ہیں اور دنیا و آخرت میں اپنے دوستوں اور چاہنے والوں (امتیوں اور مریدوں) کی مدد کرتی ہیں اور دشمنوں (منکروں) کو ہلاک کرتی ہیں اور ان سے بطریق اویسیہ فیض باطنی پہنچتا ہے اور یہی سبب ہے کہ ان کے جسم زندہ رہتے ہیں اور خاک ان کو کھاتی نہیں ہے بلکہ ان کے کفن بھی اسی طرح تروتازہ اور نئے رہتے ہیں۔ (تذکرۃ الموتی والقبور، ۴۱-۴۲ طبع استنبول، ترکی)

شاہ رفیع الدین بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: "ثمرہ آں اتصال بآں بزرگان است در قبر و حشر امداد ایشاں این طالب را وقتا بعد وقت"۔ (رسالہ بیعت در مجموعہ رسائل مطبوعہ احمدی دہلی 27، طبع نصرت العلوم گوجرانوالہ 56۱1)

فائدہ اس بیعت کا یہ ہے کہ قبر و حشر میں بیعت کرنے والوں کو ایک قسم کا اتصال و رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور طالب یعنی مرید کو وقتاً فوقتاً اس سے امداد ملتی رہتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں: "فَكَذَلِكَ الْإِنْسَانُ قَدْ يَكُونُ فِي حَيَاتِهِ الدُّنْيَا مَشْغُولًا بِشَهْوَةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَالْغِلْمَةِ وَغَيْرِهَا مِنْ مَقْتَضِيَّاتِ الطَّبِيعَةِ وَالرَّسْمِ، لَكِنَّهُ قَرِيبُ الْمَأْخُذِ مِنَ الْبَلَاءِ السَّافِلِ قَوَى الْإِنْجَذَابِ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا مَاتَ انْقَطَعَتِ الْعِلَاقَاتُ، وَرَجَعَ إِلَى مَزَاجِهِ، فَلَحِقَ بِالْمَلَائِكَةِ، وَصَارَ مِنْهُمْ، وَأَلْهَمَ كَالْهَامِهِمْ، وَسَعَى فِيمَا يَسْعَوْنَ فِيهِ". (حجتہ اللہ البالغہ ۵۳ باب اختلاف احوال الناس)

بالکل اسی طرح انسان کا حال ہے کہ وہ اپنی دنیاوی زندگی کھانے پینے اور شہواتِ نفسانی اور اسی طرح دیگر طبعی تقاضوں کو پورا کرنے اور زندگی کے مختلف مراسم و معاملات میں مصروف رہتا ہے لیکن اس کا تعلق ملائکہ سافل سے ہوتا ہے اور انہی کی جانب اس کو زیادہ میلان و کشش ہوتی ہے لہذا جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام جسمانی علائق اور تعلق ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ اپنی اصل طبیعت کی طرح عود کرتا ہے اور پھر ملائکہ سے مل کر انہی کا ہو جاتا ہے اور انہی کے سے الہام اس کو بھی ہوتے ہیں اور انہی کی طرح وہ بھی تصرف کرتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب یہ ثابت ہو چکا کہ روح باقی ہے اور اس کا ایک خاص تعلق اجزائے بدن کے ساتھ اس سے مفارقت تغیر کیفیت کے بعد بھی باقی ہے کہ اس تعلق کی وجہ سے ان میں علم اور شعور پیدا ہوتا ہے جس سے قبر کی زیارت کرنے والوں اور ان کے احوال سے آگاہی ہوتی ہے اور کامل لوگوں کی ارواح جن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں زندگی میں قدر و منزلت حاصل تھی اور کرامات و تصرفات اور لوگوں کی امداد کرتے تھے ان کو بعد از وفات بھی یہ تصرف حاصل ہوتا ہے اور اسی طرح تصرف حاصل کرتے ہیں جس طرح کہ وہ اس وقت کرتے جب ان کے بدنوں کے ساتھ روح کا کلی تعلق حاصل تھا (زندہ تھے) بلکہ اس سے بھی بڑھ کر تصرف کرتے ہیں اور ان سے استمداد کا انکار کرنے کی کوئی صحیح وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ مگر یہ کہ پہلی بات کا انکار کر دیا جائے اور یہ کہا جائے کہ روح کا بدن کے ساتھ بالکل ہی تعلق نہیں ہے اور بدن سے مفارقت کے بعد تمام وجوہ سے زندگی کا تعلق ہو چکا ہے اور یہ کہنا تو نصوص کی خلاف ہے اور اس طرح تو قبروں کی زیارت اور وہاں جانا سب لغو و بیکار و بے معنی ہو جائیگا۔" (فتاویٰ عزیز یہ ۱۰۷ تا ۱۰۸ اور الاشاعت العربیہ کوئٹہ)

جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا کلام پڑھیں اور سوچیں کہ اب علمائے دیوبند تو خانوادہ شاہ ولی اللہ کا نام جپتے ہیں لیکن عقائد ان کے بالکل برعکس اپنائے ہوئے ہیں۔ وہ تو فرماتے ہیں کہ حضرات انبیاء و اولیاء سے استمداد کا انکار کرنے کی کوئی صحیح وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن شاید اب علمائے دیوبند نے وہ صحیح وجہ معلوم کر لی ہے اور اس وجہ سے بے دریغ امت محمدیہ کو مشرک قرار دے رہے ہیں۔ یہ نومولود فرقہ مختلف ناموں سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور لوگوں کو علمائے حق اہلسنت سے متنفر کرنے کی ناکام سعی میں لگا ہوا ہے۔

اس کے نومولود ہونے کا ثبوت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی زبان مبارک سے ملاحظہ فرمائیں: آپ فرماتے ہیں "انما اطلنا الکلام فی هذا البقاع رغما لانف المنکرین فانہ قد حدث فی زماننا شر ذمہ ینکرون الاستمداد من الاولیاء ویقولون ما =

مغیرہ بن عبد الرحمن کی روایت میں تصریح آئی کہ یہ ارشاد فرمانے والے حضرت سلمان فارسی (☆) رضی اللہ عنہ تھے۔

سعید بن منصور اپنے سنن اور ابن جریر طبری کتاب الادب میں اُن سے راوی:

"لَقِيَ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ  
سَلَامٍ فَقَالَ لَهُ : إِنْ مِتَّ قَبْلِي  
فَأَخْبِرْنِي بِمَا تَلَقَى. وَإِنْ مِتَّ قَبْلَكَ  
أَخْبَرْتُكَ" (1)

یعنی سلمان فارسی نے عبد اللہ بن سلام  
سے فرمایا: اگر تم مجھ سے پہلے مرو، تو  
مجھے خبر دینا کہ وہاں کیا پیش آیا اور اگر  
میں تم سے پہلے مروں گا تو میں تمہیں خبر  
دوں گا۔

== يقولون وما لهم على ذلك من علم ان هم الا يخرصون" (لمعات بحوالہ حياة  
الموات) ہم نے اس مقام پر کلام کو طول دیا منکروں کی ناک خاک آلود کرنے کے لیے کہ ہمارے  
زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے کہ حضرات اولیاء کرام سے استمداد کے منکر ہیں اور اول  
فول جکتے ہیں اور انہیں اس پر کچھ علم نہیں۔ یونہی اٹکل پچو لگاتے ہیں۔ (انتہی کلامہ، بتصرف)

(☆) (صحابی عظیم الشان جلیل القدر صحابی اُن چاروں میں سے جن کی طرف جنت مشتاق ہے ۱۲  
منہ سلمہ (م)۔ قلت : اشار سیدی إلى قول النبي ﷺ رواه أبو الفضل الزهري في  
حديثه (472) عن حذيفة بن اليمان، قال "سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَقُولُ: "اَشْتَاَقْتُ الْجَنَّةَ إِلَى أَرْبَعَةٍ: عَلِيٍّ وَسَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَعَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُمْ" وأخرج ابن عساكر في تاريخ دمشق (411\21)

(1) (أخرج أبو نعيم في الحلية 205\1، وذكره السيوطي في شرح الصدور 98،  
والنجدى في أحكام تمنى الموت 56، كلاهما عزاه إلى ابن جرير وسعيد بن منصور  
في سننه، وابن رجب الحنبلي في تفسيره 266\1، وعزاه إلى ابن جرير۔ ==

## حدیث (10)

ابن ابی شیبہ استاد بخاری و مسلم اپنے مصنف میں سیدنا ابو ہریرہ (☆) رضی اللہ عنہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:

"لَا يُقْبَضُ الْمُؤْمِنُ حَتَّى يَرَى  
الْبُشْرَى، فَإِذَا قُبِضَ نَادَى، فَلَيْسَ  
فِي الدَّارِ دَابَّةٌ صَغِيرَةٌ وَلَا كَبِيرَةٌ إِلَّا  
هِيَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ، إِلَّا الثَّقَلَيْنِ: الْجَنَّةَ  
وَالْإِنْسَ تَعَجَّلُوا بِي إِلَى أَرْحَمِ  
الرَّاحِمِينَ، فَإِذَا وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ  
قَالَ: مَا أَبْطَأَ مَا تَمْشُونَ".

مسلمان کی رُوح نہیں نکلتی جب تک  
بشارت نہ دیکھ لے، پھر جب نکل چکتی  
ہے تو ایسی آواز میں جسے انس و جن کے  
سوا گھر کا ہر چھوٹا بڑا جانور سنتا ہے، ندا  
کرتی ہے مجھے جلد لے چلو ارحم  
الرحمین کی طرف۔ پھر جب جنازے پر  
رکتے ہیں کہتی ہے کتنی دیر لگا رہے ہو  
چلنے میں۔ الحدیث۔

الحدیث۔ (1)

== وقال ابن رجب: وهذا لا يثبت وهو منقطع، وأبو معشر: ضعيف، وقد سبق رواية  
سعيد بن المسيب لهذه القصة بغير هذا اللفظ وهو الصحيح.

(☆) (صحابی۔ جلیل القدر، رفیع الذکر ہیں، جن کی عام شہرت ان کی تعریف سے مغنی ۱۲ منہ (م)  
(1) (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، كتاب الزهد كلام أبي هريرة رضي الله عنه،  
320\13 كراچی، و 182\8، ملتان، و 126\7 (34700)، الرياض، و 142\7  
(34689)، دار الكتب العلمية بيروت۔ وفيه: "الْجَنَّةَ وَالْإِنْسَ تَعَجَّلُوا بِهِ" --- إلخ)

اس روایت کے سارے راوی ثقہ ہیں

(1) ابو بکر بن ابی شیبہ، امام ثقہ محدث ہیں۔

(2) ابو خالد الاحمر، سلیمان بن حیان۔

امام عجل نے کہا پختہ ثقہ ہے، علی بن مدینی نے کہا کہ ثقہ ہے ابو حاتم نے کہا کہ سچا ہے، ابن معین سے تین روایتیں ہیں ایک میں ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں، دوسری میں ہے کہ سچا لیکن حجت نہیں، تیسری میں ہے: ثقہ و کذلک، نسائی اور ابو ہشام الرفاعی نے کہا کہ ثقہ ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے کہا کہ ثقہ بہت زیادہ احادیث والا ہے اور امام بخاری نے اس سے اپنی صحیح میں کتاب الصلاة وغیرہ میں روایت لی ہے۔

(معرفۃ الثقات 427\1، والجرح والتعديل 106\4، والتجريح لمن خرج له البخاری فی الجامع الصحيح 110\3، والتهذيب الكمال 394\11، والطبقات الكبرى 391\6، والثقات لابن حبان 395\6)  
(3) ابو مالک الاشجعی، سعد بن طارق الاشجعی۔

امام عجل نے کہا کہ تابعی ثقہ ہے اور امام احمد نے کہا کہ ثقہ ہے ابن معین نے کہا کہ ثقہ ہے ابو حاتم نے کہا کہ صالح حدیث والا،، یکتب حدیثہ، امام نسائی نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں اور امام ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہا کہ ثقہ ہے ابن خلفون نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن عبد البر نے کہا کہ، لا اعلہم یختلفون فی انہ ثقہ عالم۔

(معرفۃ الثقات 391\1، والجرح والتعديل 86\4، والتهذيب الكمال 269\10، والتهذيب التهذيب 410\3، والثقات لابن حبان 294\4)  
(4) ابو حازم، سلمان۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں حج، تفسیر وغیرہ مقامات پر اخراج کیا ہے اور ابن سعد نے کہا کہ ثقہ اور اس کی احادیث صالح ہیں اور احمد، ابن معین اور ابو داؤد نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور عجل نے کہا کہ ثقہ تابعی ہے اور ابن عبد البر نے ذکر کیا کہ:، اجمعوا علی انہ ثقہ،، (التعديل والتجريح لمن خرج له البخاری 1134\3، =



## حدیث (11)

امام احمد کتاب الزہد میں ام الدرداء (☆) رضی اللہ عنہا سے راوی کہ فرماتیں:

= = والتهذیب الکمال 259\11، والطبقات الکبریٰ 294\6، والتهذیب  
التهذیب 123\4، ومعرفة الثقات 423\1، والجرح والتعديل 297\4، والثقات  
لابن حبان 333\4

پس ثابت ہوا کہ اس حدیث کے تمام راوی بخاری کے راوی ہیں سوائے ابو مالک الاشجعی کے اور  
وہ صحیح مسلم کا راوی ہے جس سے امام مسلم نے اپنی صحیح میں، کتاب الطہارۃ، وغیرہ میں اخراج  
کیا ہے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح "کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم بئنی الاسلام علی خمس (19) میں "حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُمَيَّرٍ  
الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ الْأَحْمَرِ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ  
الْأَشْجَعِيِّ... الخ. اور "کتاب الطہارۃ، باب استحباب إطالة الغُزَّةِ والتَّحْجِيلِ فِي  
الْوُضُوءِ (247) میں "أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ" کی سند سے روایات بیان کی ہیں، لہذا یہ روایت مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

(☆) یہ دو خاتونوں کی کنیت ہے دونوں حضرت ابودرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی بیبیاں ہیں۔

پہلی کبریٰ کہ صحابیہ ہیں خیرہ نام، دوسری صغریٰ تابعیہ ثقہ فقیہ مجتہدہ رواۃ صحاح ستہ سے جیمہ نام رضی  
اللہ عنہما ۱۲ منہ (م)۔

قلت: أُمُّ الدَّرْدَاءِ الصُّغْرَى هُجَمِيَّةٌ أَوْ جُهَيْمَةُ الْوَصَابِيَّةُ۔

آپ قبیلہ حمیر کی شاخ بنو وصاب سے نسبت رکھتی تھیں، مشہور فقیہ صحابی سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی  
بیوی ہیں، بڑی عالمہ، فاضلہ، عبادت گزار، وسیع العلم اور کثیر العقل تھیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ام الدرداء، سیدہ، فقیہہ، جیمہ، اور کہا گیا ہے کہ جیمہ اوصابیہ  
حمیریہ دمشقیہ اور وہ ام الدرداء صغریٰ ہیں۔ انہوں نے اپنے خاوند سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے

بہت زیادہ علم روایت کیا ہے، یونہی یہ سیدنا سلمان فارسی، کعب بن عاصم اشعری، عائشہ صدیقہ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ ایک جماعت سے روایت کرتی ہیں اور ان سے روایت کرنے والے جبیر بن نفیر، ابو قلابہ، سالم بن ابی جعد، رجاء بن حیوہ، یونس بن میسرہ، مکحول، زید بن اسلم جیسے لوگوں کی ایک جماعت ہے۔

آپ کا شمار مشہور فقیہہ میں ہوتا ہے، اور شام کے تابعین کے دوسرے طبقہ میں ہوتا ہے، آپ علم، عمل اور زہد میں مشہور ہونے کے ساتھ ساتھ بہت قدر و منزلت والی اور حسین و جمیل تھیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کو شادی کا پیغام بھیجا مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اس دنیا میں میرے والدین کے پاس مجھ سے شادی کرنے کا پیغام دیا پس انہوں نے میرا نکاح کر دیا اور میں اپنی طرف سے آپ کو آخرت میں پیغام نکاح دیتی ہوں پس حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم میرے بعد کسی سے نکاح نہ کرنا، پس حضرت معاویہ نے انہیں پیغام نکاح دیا تو انہوں نے اس ساری بات کے متعلق آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا: تم پر روزے رکھنے ضروری ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ثقہ فقیہ، اور ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا ہے آپ کا وصال 80ھ کے بعد ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

(الأسامي والكنی لأحمد بن حنبل (53)، والتاریخ الکبیر للبخاری 92\9، الجرح والتعذیل لابن أبی حاتم 463\9، و کتاب الثقات لابن حبان 517\5، والتعذیل والتجریح لمن خرج له البخاری 1298\3، وتاریخ دمشق 146.164\70، وسیر أعلام النبلاء 277.278\4، تذکرة الحفاظ 44\1، وتهذیب التهذیب 465\12، وتهذیب الکمال 352\35)

"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ      بے شک مردہ جب چارپائی پر رکھا جاتا  
فَإِنَّهُ يُنَادِي يَا أَهْلَاهُ وَيَا جِيرَانَهُ وَيَا  
حَمَلَةَ سَرِيرَاهُ. لَا تَغُرَّنَّكُمْ      ہمسایو! اے جنازہ اٹھانے والو! دیکھو  
الدُّنْيَا كَمَا غَرَّتْنِي" (الحديث) (1)      دُنیا تمہیں دھوکہ نہ دے جیسا مجھے دیا۔

## حدیث (12)

ابن ابی الدنیا امام مجاہد (☆) رحمۃ اللہ علیہ سے راوی:

"إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ فَمَلَكَ قَابِضٌ      جب مردہ مرتا ہے ایک فرشتہ اُس کی  
نَفْسَهُ، فَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يَرَاهُ      روح ہاتھ میں لئے رہتا ہے، نہلاتے

(1) (أخرجه أحمد في الزهد 136 (920)، زهد عائشة - بلفظ: ".... حَدَّثَنَا سَيَّانُ،  
حَدَّثَنَا جَعْفَرُ، حَدَّثَنَا شَيْخٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ يُقَالُ لَهُ: أَبُو هَزَارٍ قَالَ: قَالَتْ لِي أُمُّ الدَّرْدَاءِ: أَبَا  
هَزَارٍ، أَلَا أُحَدِّثُكَ مَا يَقُولُ الْمَيِّتُ عَلَى سَرِيرِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنَّهُ يُنَادِي  
يَا أَهْلَاهُ وَيَا جِيرَانَهُ وَيَا حَمَلَةَ سَرِيرَاهُ، لَا تَغُرَّنَّكُمْ الدُّنْيَا كَمَا غَرَّتْنِي، وَلَا تَلْعَبَنَّ بِكُمْ  
كَمَا لَعَبْتُ بِي، فَإِنَّ أَهْلِي لَمْ يَحْمِلُوا عَنِّي مِنْ وَزْرِي شَيْئًا.... الحديث -

والبيهقي في الزهد الكبير 202 (506)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 163\70  
كلاهما من طريق أحمد بن حنبل - وذكره السيوطي في شرح الصدور 141)

وأخرجه أبو طاهر المخلص في المخلصيات، الجزء الثالث عشر (60)، ومن طريقه  
ابن عساكر في تاريخ دمشق 163\70)

(☆) (تابعی جلیل الشان، امام مجتہد، مفسر، ثقہ علماء مکہ معظمہ واجلہ تلامذہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ  
عنہما سے سب صحاح میں ان سے روایت ہے ۱۲ منہ)

عِنْدَ غُسْلِهِ ، وَعِنْدَ حَمْلِهِ ، حَتَّى اُثَّاتِے وقت جو کچھ ہوتا ہے وہ سب دیکھتا جاتا ہے یہاں تک کہ فرشتہ اُسے یُوْصِلُهُ اِلٰی قَبْرِہ (1)

قبر تک پہنچا دیتا ہے۔

(1) (أخرجہ ابن أبی الدنيا فی المنامات 14، 15، وذكرہ ابن رجب فی أحوال القبور 86 (296) ، والسیوطی فی شرح الصدور 94، والزبیدی فی الإتحاف السادة المتقين 235\14 کلہم عزاءہ الی ابن أبی الدنيا۔ وعند ابن أبی الدنيا: "حَتَّى یَصِیرَ اِلٰی قَبْرِہ")

(1) امام ابو بکر بن ابی الدنيا - مشہور صاحب تصانیف محدث ہیں۔

(2) محمد بن یزید الآدمی، ابو جعفر الخزاز البغدادی۔

امام دارقطنی نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے اور نسائی نے کہا کہ ثقہ ہے اور خطیب بغدادی نے کہا کہ عابد ہے۔ (تہذیب الکمال 37\27، والتہذیب 467\9، والتاریخ بغداد 374\3، والثقات لابن حبان 120\9)

(3) محمد بن عثمان بن صفوان۔

امام ابو حاتم نے کہا کہ منکر ضعیف الحدیث اور دارقطنی نے کہا کہ لیس بقوی اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (الجرح والتعديل 24\8، والتہذیب 300\9، والثقات لابن حبان 424\7)

(4) حمید بن قیس الاعرج۔

امام عجل نے کہا کہ ثقہ ہے اور امام احمد، ابن معین، ابو زرعہ، اور بخاری نے کہا کہ ثقہ ہے اور اس سے اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے اور ابن سعد نے کہا کہ ثقہ بہت زیادہ احادیث والا اور ابو حاتم نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے ابو حفص اور ابو داؤد نے کہا کہ ثقہ ہے نسائی نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ابن خراش نے کہا کہ ثقہ سچا ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور ابو زرعہ دمشق نے کہا

کہ ثقات سے ہے ابن عدی نے کہا کہ اس کی احادیث صالح ہیں اور میرے نزدیک اس کی احادیث میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (معرفۃ الثقات 324\1، والجرح والتعديل 227\3، والتعديل والتجريح 505\2، والتهذيب الكمال 283. 284\7، والتهذيب 41\3، والثقات لابن حبان 189\6)

(5) مجاہد بن جبر و یقال جبیر۔

امام علی نے کہا کہ تابعی ثقہ ہے اور یحییٰ بن معین اور ابو زرعی نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن سعد نے کہا کہ فقیہ عالم ثقہ بہت زیادہ حدیث والے اور بخاری نے اپنی صحیح میں علم، رقائق وغیرہ مقامات پر اس سے اخراج کیا ہے اور یحییٰ القطان نے کہا کہ مجھے مجاہد کی مرسلات، عطاء کی مرسلات سے زیادہ پسند ہیں اور ابو داؤد الاجرى نے کہا کہ میں نے ابو داؤد سے پوچھا کہ آپ کو عطاء کی مرسلات زیادہ پسند ہیں یا کہ مجاہد کی تو امام ابو داؤد نے فرمایا کہ مجاہد کی۔ (معرفۃ الثقات 265\2، والجرح والتعديل 314\8، والتعديل والتجريح 751\2، والتهذيب الكمال 228\27، والطبقات الكبرى 466\5، والتهذيب 38\10، والثقات لابن حبان 419\5)

پس محمد بن عثمان بن صفوان کے علاوہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں لہذا یہ اثر اپنے شواہد کے ساتھ حسن لغیرہ کے درجہ کا ہے۔

وقال ابن الملقن في التوضيح لشرح الجامع الصحيح، باب كلام المنيث على الجنائز، 165\10: "وقد جاءت آثار تدل على معرفته من يحمله ويدخله في قبره ومن يغسله، أخرجه الطبري من حديث أبي سعيد مرفوعاً، وعن مجاهد: إذا مات الميت فملك قابض نفسه، فما من شيء إلا وهو يراه عند غسله وعند حمله وحتى يصل إلى قبره".

اور تحقیق اس بارے میں آثار مروی ہیں جو میت کے اپنے غسل دینے والے، اٹھانے والے، اور

## حدیث (13)

وہی عمرو بن دینار (☆) رحمۃ اللہ علیہ سے راوی:

"مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَهُوَ  
يَعْلَمُ مَا يَكُونُ فِي أَهْلِهِ بَعْدَهُ  
وَإِنَّهُمْ لَيَغْسِلُونَهُ وَيَكْفُونَهُ وَإِنَّهُ  
لَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ" (1)

انہیں دیکھتا جاتا ہے۔

== قبر میں داخل کرنے والوں کو پہچاننے پر دلالت کرتے ہیں۔ اس کو طبری نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حدیث سے مرفوعاً تخریج کیا ہے اور حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ: جب مردہ مرتا ہے تو ایک فرشتہ اُس کی روح کو پکڑے رہتا ہے پس جو کچھ بھی اس کے غسل اور اٹھانے کے وقت ہوتا ہے وہ اس کو دیکھتا حتیٰ کہ اس کو قبر تک پہنچا دیتا ہے۔

وقال ابن بطلال في شرح صحيح البخاري، باب كلام المَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ، 366\3: "في هذا الحديث دليل أن روح الميت تتكلم بعد مفارقتها لجسده، وقبل دخوله في قبره، والكلام لا يكون إلا من الروح، وقد جاءت آثار تدل على معرفة الميت من يحمله ويدخله في قبره"۔ اس حدیث میں دلیل ہے کہ بیشک مردہ کی روح اپنے جسم سے جدا ہونے کے بعد کلام کرتی ہے، اور قبر میں داخل ہونے سے پہلے اور یہ کلام نہیں ہوتا مگر روح سے۔ اور تحقیق اس بارے میں آثار آئے ہیں جو میت کے اپنے اٹھانے اور قبر میں داخل کرنے والوں کے پہچاننے پر دلالت کرتے ہیں۔

(☆) (یہ بھی تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں علماء مکہ معظمہ و رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ)

(1) (ذکرہ ابن رجب الحنبلی فی أحوال القبور 87 (302)، والسیوطی فی شرح

الصدور 95، والزبیدی فی الإتحاف السادة المتقين 325\14، و ذکرہ طاروق ==

## حدیث (14)

ابونعیم انہیں (یعنی عمرو بن دینار) سے راوی:

"مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَرُوحُهُ  
☆ فِي يَدِ مَلَكٍ يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ  
كَيْفَ يَغْسَلُ وَكَيْفَ يُكْفَنُ  
وَكَيفَ يُمَشَّى بِهِ وَيُقَالُ لَهُ وَهُوَ  
عَلَى سَرِيرِهِ اسْمَعُ ثَنَاءَ النَّاسِ  
عَلَيْكَ" (1) (شرح الصدور)  
ہر مردے کی رُوح ایک فرشتے کے  
ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی  
جاتی ہے کیونکر غسل دیتے ہیں کس طرح  
کفن پہناتے ہیں، کیسے لے کر چلتے  
ہیں اور وہ جنازے پر ہوتا ہے کہ فرشتہ  
اُس سے کہتا ہے، سن! تیرے حق میں  
بھلایا برا کیا کہتے ہیں۔

== محمد سکلوع فی الملحق کتاب القبور لابن أبي الدنيا 215 (34)۔

میں اس کی سند پر مطلع نہیں ہو سکا، جبکہ ابن القیم الجوزی نے "کتاب الروح 69" میں کہا کہ: "وصح عن عمرو بن دينار أنه قال ما من ميت يموت إلا وهو يعلم ما يكون في أهله بعده وأنهم ليغسلونه ويكفونونه وأنه لينظر إليهم"۔

☆ (في نسخة الأربعة: إلا روحه. لكن في الحلية وشرح الصدور: إلا وروحه)

(1) (أخرجه أبو نعیم في الحلية الأولياء 349\3، بسند: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا

جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَزَابِيُّ، ثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعَطَّارُ، عَنْ

عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَرُوحُهُ فِي يَدِ مَلَكٍ يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ

كَيْفَ يَغْسَلُ وَكَيْفَ يُكْفَنُ، وَكَيْفَ يُمَشَّى بِهِ فَيَجْلِسُ فِي قَبْرِهِ. قَالَ دَاوُدُ: وَزَادَ فِي

هَذَا الْحَدِيثِ قَالَ: يُقَالُ لَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرِهِ: اسْمَعُ ثَنَاءَ النَّاسِ عَلَيْكَ " ونقله ==



== السیوطی فی شرح الصدور 94، و المناوی فی فیض القدير 398\2)

اور امام ابو القاسم الاصہانی نے عمرو بن دینار سے مندرجہ ذیل الفاظ ذکر کیے ہیں: "وَعَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ: مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَرُوحُهُ بِيَدِ مَلِكٍ يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ، وَكَيْفَ يَغْسِلُ، وَكَيْفَ يُكْفَنُ، وَكَيْفَ يَمْشِي بِهِ إِلَى قَبْرِهِ.

(الحجة فی بیان المحجة و شرح عقيدة أهل السنة 339\2)

امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ کی سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

(1) امام ابو نعیم، احمد بن عبد اللہ بن احمد الاصہانی

مشہور محدث صاحب تصانیف ہیں

(2) عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، ابوالشیخ

مشہور محدث صاحب تصانیف ہیں

(3) جعفر بن محمد ابوبکر الفریابی

حافظ ذہبی نے فرمایا کہ،،ثقة مأمون،، اور خطیب بغدادی نے کہا کہ آپ علم کا خزانہ تھے فہم و فراست سے موصوف تھے طلب حدیث کے لیے انہوں نے مشرق و مغرب کی خاک چھانی تھی اور چوٹی کے علماء کے خرم علم سے خوشہ چینی کی ثقہ اور حجت تھے،،ثقة امینا حجة،،

(تذكرة الحفاظ 692\2، و مترجم جز 483\2، و التاريخ بغداد 199\7)

(4) قتیبہ بن سعید ابوالرجاء

امام ابن معین، ابو حاتم، مسلمہ بن قاسم خراسانی نے کہا کہ ثقہ ہے، امام احمد ان کی تعریف کرتے تھے اور بخاری نے ان سے تقریباً تین سو سے زائد احادیث اپنی صحیح میں لی ہیں اور مسلم نے اپنی صحیح میں چھ سو سے زائد۔ جبکہ امام نسائی نے کہا کہ ثقہ سچے اور ابن خراش نے کہا کہ سچا ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور احمد بن سیار نے کہا کہ ایک دفعہ قتیبہ نے مجھ سے کہا کہ اس موسم سرما میں میرے پاس ٹھہرو میں تمہیں اپنے پانچ اساتذہ سے ایک لاکھ حدیث لکھاؤں گا۔ ==

== (الجرح والتعديل 40\7، والتعديل والتجريح 1072\3، والتهذيب الكمال 523\23، والتهذيب التهذيب 32\8، والثقات لابن حبان 20\9)  
(5) داؤد بن عبد الرحمن العطار

امام عجلي نے کہا کہ ثقہ ہے ابو حاتم نے کہا کہ اس میں کوئی حرج نہیں نیک ہے اور امام بخاری نے اس سے اپنی صحیح میں کتاب الصلاة وغیرہ میں اخراج کیا ہے ابن معین نے کہا کہ ثقہ ہے ابو داؤد نے کہا کہ ثقہ ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔

(معرفة الثقات للعجلي 341\1، والجرح والتعديل لابن أبي حاتم 417\3، والتعديل والتجريح 566\2، والتهذيب الكمال 413\8، والتهذيب التهذيب 166\3، والثقات لابن حبان 286\6)  
(6) عمرو بن دينار۔

امام عجلي نے کہا کہ تابعی ثقہ ہیں اور امام شعبہ نے کہا کہ میں نے عمرو بن دينار سے پختہ حدیث میں کسی آدمی کو نہیں دیکھا اور سفیان بن عیینہ نے کہا کہ ثقہ ہے ثقہ ہے ثقہ ہے اور فرماتے ہیں کہ میں نے معمر سے سوال کیا کہ آپ نے جن سے ملاقات کی ہے ان میں سے سب سے زیادہ پختہ کس کو پایا تو انہوں نے کہا کہ میں نے عمرو بن دينار سے پختہ کسی کو نہیں دیکھا اور یحییٰ بن سعید القطان اور امام احمد نے فرمایا کہ آپ قتادہ سے زیادہ پختہ تھے اور ابو حاتم نے کہا کہ ثقہ ہے ثقہ ہے ثقہ ہے اور ابو زرہ نے کہا کہ ثقہ ہے۔ امام بخاری نے ان سے اپنی صحیح میں صلاة، حج، جہاد وغیرہ میں اخراج کیا ہے امام نسائی نے کہا کہ ثقہ ثبت، اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(معرفة الثقات 175\2، والجرح والتعديل 231\6، والتعديل والتجريح 971\3، والتهذيب الكمال 522\4، والثقات لابن حبان 167\5)

## حديث (15)

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن ابی الدنیا کہ امام ابن ماجہ صاحب سنن کے اُستاد ہیں۔ امام اجل بکر بن عبد اللہ مزنی (☆) رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کہ انہوں نے فرمایا:

(☆) (تابعی جلیل ثقہ ثبت ہیں رواۃ صحاح ستہ سے ۱۲ منہ سلمہ ربہ)

بکر بن عبد اللہ بن عمرو المزنی، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ البصری ہے، آپ حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، مغیرہ بن شعبہ، البوراء الصائغ، حسن بصری وغیرہم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ سے روایت کرنے والے حضرت ثابت بنانی، سلمان تیمی، قتادہ، غالب القطان، عاصم الاحول وغیرہم جیسے آئمہ حدیث ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں کتاب الصَّلَاة، باب السُّجُودِ عَلَى الثُّوبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، جزء 86\1 (385)، و کتاب مَوَاقِيتِ الصَّلَاة، باب: وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ، جزء 114\1 (542)، و باب بَسْطِ الثُّوبِ فِي الصَّلَاةِ لِلْسُّجُودِ، جزء 64\2 (1208)، وغیرہم مقامات پر روایات لی ہیں۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں کتاب الطَّهَارَةِ، باب الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ، (274)، و باب الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ، (371)، و باب السُّجُودِ عَلَى الثُّوبِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ، (620)، وغیرہم مقامات پر۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ (150)، و باب الرَّجُلِ يَسْجُدُ عَلَى ثَوْبِهِ (660)، و باب الْعُمُورَةِ (1990)، وغیرہم مقامات پر۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ مَعَ النَّاصِيَةِ (107)، و (108)، و باب السُّجُودِ فِي الْفَرِيضَةِ (968)، وغیرہم مقامات پر۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (100)، و =

بَلَّغْنِي أَنَّهُ: "مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ  
إِلَّا وَرُوحُهُ فِي يَدِ مَلَكِ الْمَوْتِ،  
فَهُمْ يُغَسِّلُونَهُ وَيُكَفِّنُونَهُ، وَهُوَ  
يَرَى مَا يَصْنَعُ أَهْلُهُ، فَلَوْ ☆ يَقْدِرُ  
عَلَى الْكَلَامِ لَنَهَاهُمْ عَنِ الرَّثَّةِ،  
وَالْعَوِيلِ" (1)

مجھے حدیث پہنچی کہ جو شخص مرتا ہے اُس  
کی رُوح ملک الموت کے ہاتھ میں  
ہوتی ہے لوگ اُسے غسل و کفن دیتے  
ہیں اور وہ دیکھتا ہے کہ اُس کے گھر  
والے کیا کرتے ہیں وہ اُن سے بول  
نہیں سکتا کہ انہیں شور و فریاد سے منع  
کرے۔

**اقول:** اس نہ بولنے کی تحقیق زیر حدیث (35) مذکور ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

= بَاب مَا جَاءَ فِي مُصَافَحَةِ الْجَنْبِ (121)، وَبَاب مَا ذَكَرَ مِنَ الرُّخْصَةِ فِي السُّجُودِ  
عَلَى الثُّوبِ فِي الْحَزِّ وَالْبَزْدِ (584)، وَغَيْرِهِمْ مَقَامَاتٍ پر۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی  
سنن میں بَاب مُصَافَحَةِ الْجَنْبِ (534)، وَبَاب السُّجُودِ عَلَى الثِّيَابِ فِي الْحَزِّ  
وَالْبَزْدِ (1033)، وَبَاب النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا (1866)، وَغَيْرِهِمْ  
مَقَامَاتٍ پر روایات بیان کی ہیں۔ امام بخاری، ابن ابی خنیثمہ اور ابونصر کلاباذی وغیرہم کا قول ہے  
کہ آپ کی وفات 106ھ میں ہوئی جبکہ ابن سعد 108ھ کی طرف گئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں  
:(طبقات الكبرى 209.211\7، وتهذيب الكمال 216\218\4، وسير اعلام  
النبلأ 532.533\4، وتهذيب التهذيب 484.485\1)

☆ (في ب، ح، فر: فلم يقدر۔ وفي ر: فلويقدر كذا في شرح الصدور)

(1) (أخرجه ابن أبي الدنيا في المنامات 15.16 (10)، ونقله السيوطي في شرح  
الصدور 95، والزبيدي في الإتحاف السادة المتقين 325\14، وابن رجب الحنبلي

في أهوال القبور 86 (297)

## حدیث (16)

یہی امام سفیان (☆) علیہ الرحمۃ المنان سے راوی:

اس روایت کی سند امام ابوبکر بن ابی الدنیا نے مندرجہ ذیل بیان کی ہے: "حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ، ثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ، نَاشِبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، نَاصِحَةُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، قَالَ: سَمِعْتُ بَكْرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ الْمُرْنِيَّ، يَقُولُ:--- إلخ - محمد بن حسين کے حالات پر راقم مطلع نہیں ہو سکا۔ (☆) تبع تابعین ومجتہدان کوفہ ورجال صحاح ستہ سے ہیں۔ امام، ثقہ، حجت، محدث، مجتہد، عارف باللہ ۱۲ منہ)

سفیان بن سعید بن مسروق الثوری، آپ کی کنیت ابو عبد اللہ الکوفی ہے، آپ علم دین، علم تفسیر و حدیث، زہد و تقویٰ وغیرہ میں مشہور و معروف، صاحب تصانیف، جلیل القدر آئمہ میں سے ایک ہیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: الامام، شیخ الاسلام، سید الحفاظ، جبکہ ضحاک بن مخلد، سفیان بن عیینہ، شعبہ بن الحجاج اور یحییٰ بن معین جیسے آئمہ حدیث آپ کو امیر المؤمنین فی الحدیث کہتے ہیں۔ امام ابن المبارک فرماتے ہیں کہ: میں نے گیارہ سو (1100) شیوخ سے لکھا مگر ان میں سے کسی کو سفیان ثوری سے افضل نہیں جانتا۔ آپ ہی فرماتے ہیں کہ میں روئے زمین پر سفیان سے زیادہ عالم کو نہیں جانتا۔ امام شعبہ فرماتے تھے کہ سفیان مجھ سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں، امام یحییٰ بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سیرت و مناقب میں باقاعدہ ایک کتاب تصنیف فرمائی، مزید ملاحظہ فرمائیں:

(الثقات للعجلی 407، والثقات لابن حبان 401.402، ومشاهیر علماء الأمصار 268، و التاریخ الأوسط للبخاری 154، و تاریخ الكبير 92.93، والجرح والتعديل لابن أبي حاتم 222.225، وطبقات الكبرى لابن سعد 371.374،

"إِنَّ الْمَيِّتَ لَيَعْرِفُ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّىٰ إِنَّهُ لَيُنَاشِدُ غَاسِلَهُ بِاللَّهِ ☆ عَلَيْكَ أَلَّا خَفَّفْتَ غَسْلِي ☆. قَالَ: يُقَالُ لَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرَةٍ: اسْمَعْ ثَنَاءَ النَّاسِ عَلَيْكَ". (1)

بے شک مردہ ہر چیز کو پہچانتا ہے یہاں تک کہ اپنے نہلانے والے کو خدا کی قسم دیتا ہے کہ آسانی سے نہلانا اور یہ بھی فرمایا کہ اُس سے جنازے پر کہا جاتا ہے کہ سن لوگ تیرے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

= وتاریخ بغداد 153. 173\9، وتاریخ جرجان 216\1، وتذكرة الحفاظ 151. 153\1، وسیر أعلام النبلاء 229. 279\7، تهذيب التهذيب 111. 115\4، إكمال تهذيب الكمال 387. 409\5، الإعلام للزركلي 104\3، وفيات الأعيان 386. 391\2، وغاية النهاية في طبقات القراء 308\1، طبقات المفسرين للداوودي 193\1، وغيرهم)

☆ (فی ب، ح: لیناشد باللہ غاسلہ۔ وفی ر، فر: لیناشد غاسلہ باللہ کذا فی شرح الصدور)

☆ (فی ب، ح: خففت علی، وهو تصحیف۔ وفی ر، فر: خففت غسلی کذا فی المنامات لابن أبی الدنيا، شرح الصدور)

(1) (أخرجه ابن أبي الدنيا في المنامات 16 (11)، سنده ضعيف جدا، وذكره والسيوطي في شرح الصدور 95)۔ ابن ابی الدنيا کی کتاب القبور مطبوع میں یہ روایت موجود نہیں ہے، البتہ طارق محمد سکوع نے ملحق میں ذکر کیا ہے بحوالہ، شرح الصدور، اور، احوال القبور،، لیکن، احوال القبور (87)، میں الفاظ مندرجہ ذیل ہیں: "قَالَ: يُقَالُ لَهُ وَهُوَ عَلَى سَرِيرَةٍ: اسْمَعْ ثَنَاءَ النَّاسِ عَلَيْكَ"۔ پہلے الفاظ اس میں موجود نہیں ہیں۔

## حدیث (17)

یہی امام عبدالرحمن (☆) بن ابی لیلیٰ علیہ رحمۃ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے راوی:

"الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ يَمْشِي بِهِ مَعَ رُوحِ اِيكِ فَرَشْتَةٍ كَيْ هَاتِهْ فِي هَوْتِي هِي  
الْجَنَازَةِ يَقُولُ لَهُ: اسْمَعْ مَا يُقَالُ كِهْ اَسْ جَنَازَهْ كَيْ سَاتِهْ لِي كَرْ چَلَتَا اَوْر  
لَكَ..... الْحَدِيثُ (1) اُسْ سِي كِهْتَا هِي سَن! تِيرِي حَقْ فِي سِي كِيَا  
كِهَا جَاتَا هِي۔"

(☆) یہ تابعی عظیم القدر جلیل الشان ہیں، رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ)

آپ کی کنیت ابو عیسیٰ اور کہا گیا ہے کہ ابو محمد انصاری کوفی ہے، آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پیدا ہوئے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے وسط میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت عمر، علی المرتضیٰ، ابو ذر، ابن مسعود، بلال، صہیب وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے عمرو بن مرہ، حکم بن عتیبہ، حصین بن عبد الرحمن، عبد الملک بن عمیر اور اعمش رحمۃ اللہ علیہم جیسے لوگ روایت کرتے ہیں۔ امام محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ میں اُن کی مجلس میں بیٹھا تو اُن کے اصحاب اُن کے یوں تعظیم کرتے جیسے کہ وہ اُن کے امیر ہوں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں: (الثقات للعجلی 86\2، والثقات لابن حبان 100\5، وطبقات الکبریٰ لابن سعد 113\6، 109، والجرح والتعديل لابن أبي حاتم 301\5، وذكر أسماء التابعين ومن بعدهم ممن صحت روايته عن الثقات عند البخاری ومسلم للدارقطني 212\1، وتاريخ بغداد 200\10، 197، وتهذيب الكمال 372. 377\17، وسير أعلام النبلاء 152\5، 150، وتذكرة الحفاظ 47\1، والمغني في الضعفاء 385\2، تهذيب التهذيب 262\6، 260، وغيرهم)

(1) (آخره ابن أبي الدنيا في المنايا 13. 14 (8)، وذكره ابن رجب في أحوال =



## حدیث (18)

یہی ابن ابی (☆) نجیح سے راوی:

"مَا مِنْ مَيِّتٍ يَمُوتُ إِلَّا وَرُوحُهُ فِي يَدِ مَلَكٍ يَنْظُرُ إِلَى جَسَدِهِ كَيْفَ يُغَسَّلُ وَكَيْفَ يُكْفَّنُ، وَكَيْفَ" جو مُردہ مرتا ہے اُس کی رُوح ایک فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے کہ اپنے بدن کو دیکھتی ہے کیونکر نہلایا جاتا ہے

== القبور 86 (295)، والسیوطی فی شرح الصدور (95)

ابن ابی الدنیا کی سند کے سب راویوں کی توثیق کی گئی ہے، اور حسین بن عمرو العنقری جس کے بارے میں امام ابو حاتم رازی نے فرمایا: "لین یتکلمون فیہ"، اور ابو زرعة نے فرمایا کہ "کان لا یصدق" اور ابو داود نے کہا کہ: "کتبت عنه ولا أحدث عنه". (الجرح والتعديل 61\3، ومیزان الاعتدال 545\1، ولسان المیزان 200\3)۔

لیکن ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف 158\7 میں "عَمَزُو بْنُ سَعْدِ أَبُو دَاوُدَ، وَمَعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا عَنْ سَفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ يَمْشِي بِهِ، فَإِذَا دَخَلَ قَبْرَهُ جَعَلَهُ فِيهِ". کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ پس یہ متابعت اُس علت کو رفع کر دیتی ہے اور یہ اُس کی تقویت کا بھی باعث بنتی ہے۔

(☆) تبع تابعین و علمائے مکہ و رواۃ صحاح ستہ سے ۱۲ منہ (م)

عبداللہ بن یسار ثقفی، مولیٰ اخنس بن شریق ثقفی، ابویسارکی، مفتی مکہ۔ آپ اپنے والد، طاوس، مجاہد، عکرمہ، عطاء، عبداللہ بن کثیر، اور سالم بن عبداللہ بن عمر جیسے لوگوں سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے روایت کرنے والے عمرو بن شعیب، ہشام دستوائی، شعبہ، سفیانان جیسے لوگ ہیں۔

امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابو زرعة، اور نسائی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم نے توثیق کی ہے، ان پر قدری

يُمَشَّى بِهِ إِلَى قَبْرِهِ" - الحديث (1) کیونکر کفن پہنایا جاتا ہے کیونکر قبر کی طرف لے کر چلتے ہیں۔

### حدیث (19)

یہی ابو عبد اللہ بکر (☆) مزنی رحمۃ اللہ علیہ سے راوی:

"حَدَّثْتُ أَنَّ الْمَيِّتَ لَيَسْتَبْشِرُ" مجھ سے حدیث بیان کی گئی ہے کہ دفن میں جلدی کرنے سے مردہ خوش ہوتا ہے۔

جعلنا الله بمنه وكرمه من الله اپنے فضل و کرم سے ہمیں اُن لوگوں المسرورين المستبشرين میں سے بنائے جو اُس کی رحمت سے

== اور معتزلی ہونے کی جرح کی گئی ہے، ان کی وفات 131ھ اور کہا گیا ہے کہ 132ھ میں ہوئی۔ (التاریخ الكبير للبخاری 233\5، والجرح والتعديل 203\5، التاریخ وأسماء المحدثين للمقدمي 187، وطبقات الكبرى لابن سعد 483\5، وتهذيب الكمال 215.218\16، سير أعلام النبلاء 125\6، وميزان الاعتدال 515\2، وتهذيب التهذيب 54.55\6، والعقد الثمين في تاريخ البلد الأمين 443\4، وغيرهم)

(1) (ذكره ابن رجب في أحوال القبور 87، والسيوطي في شرح الصدور، 139)

(☆) (تابع جليل القدر كما مر ١٢ منه (م))

(2) (ذكره ابن رجب الحنبلي في أحوال القبور 87 (300)، والسيوطي في شرح

(الصدور 141)

برحمته المستريحين ☆ بالموت  
 بجوده وسابغ نعتيه امين بجاه  
 النبي الكريم الرؤف الرحيم  
 عليه وعلى آله ☆ وصحبه واولياء  
 امته افضل الصلوة والتسليم  
 (☆)  
 شاداں وفرحاں ہوتے، اُس کے جود و  
 انعام کامل کے سبب موت سے راحت  
 پاتے ہیں۔  
 الہی! قبول فرما نبی کریم رؤف ورحیم  
 ﷺ کی وجاہت کے صدقے، اُن  
 پر اُن کی آل و اصحاب اور اُن کی اُمت  
 کے اولیاء پر بہترین درود و سلام ہو۔

☆ (فی ب، ح : المستريحين وهو الصواب - وفي ر، فر : المسريحين ، وهو  
 تصحيف)

☆ (فی ب، ح : وعلى آله - وفي ر، فر : وآله)

(☆) (اس نوع کی بعض احادیث بوجہ مناسبت نوع دوم میں مذکور ہیں واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ)

## نوع دوم

احادیث سمع وادراک اہل قبور میں اور اس میں چند فصلیں ہیں:

### فصل اول: اصحاب قبور سے حیا کرنے میں۔

#### حدیث (20)

ام المؤمنین صدیقہ بنت الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد جو مشکوٰۃ شریف میں بروایت امام احمد منقول، اور اُسے حاکم نے بھی صحیح مستدرک میں روایت کیا اور بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا کہ فرماتیں:

كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
وَإِنِّي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ  
زَوْجِي وَأَبِي فَلَبَّأْتُ دُفِنَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ مَعَهُمَا وَفِي رَوَايَةِ الْحَاكِمِ :  
مَعَهُمَا فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا  
مَشْدُودَةٌ عَلَى ثِيَابِي حَيَاءٌ مِنْ  
عُمَرَ. (1)

میں اس مکانِ جنت آستان میں جہاں  
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار  
پاک ہے یونہی بے لحاظ سترو حجاب چلی  
جاتی اور جی میں کہتی وہاں کون ہے؟ یہی  
میرے شوہر یا میرے باپ صلی اللہ  
تعالیٰ علی زوجہائیں ایسا تم علیہا وبارک و  
سلم۔ جب سے [حضرت] عمر دفن  
ہوئے خدا کی قسم! میں بغیر سراپا بدن  
چھپائے نہ گئی۔ عمر سے شرم کے  
باعث۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

فرمائیے! اگر ارباب مزارات کو کچھ نظر نہیں آتا تو اس شرم کے کیا معنی تھے؟ اور دفن فاروق سے پہلے اُس لفظ کا کیا منشاء تھا کہ مکان میں میرے شوہر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا میرے باپ ہی تو ہیں غیر کون ہے؟۔

## حدیث (21)

ابن ابی شیبہ و حاکم حضرت عقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے راوی:

"مَا أَبَالِي فِي الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي  
عِنِّي مِثْلُ مَا جَاءَنِي هُوَ كَقَبْرِ بَنِي  
أُمِّ فِي السُّوقِ أَوْ فِي رَوَايَةٍ: مِثْلُ قَضَائِ حَاجَتِ كَوْنِي يَنْتِجُ بَازَارِ

== من حدیثہ 176 (97)، والحاكم في المستدرک 63\3 (4402)، و 4\8 (6721)، ومشكاة المصابيح 154۔

وقال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجه جاف۔

وقال الهيثمي في المجمع 26\8، و 37\9: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح.

اور امام ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل سند و متن کے ساتھ روایت کی ہے:

أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ أَنَسٍ يَقُولُ: "قُسِمَ بَيْتُ  
عَائِشَةَ بِأَثْنَيْنِ: قِسْمٌ كَانَ فِيهِ الْقَبْرُ، وَقِسْمٌ كَانَ تَكُونُ فِيهِ عَائِشَةُ، وَبَيْنَهُمَا حَائِطٌ  
، فَكَانَتْ عَائِشَةُ رُبَّمَا دَخَلَتْ حَيْثُ الْقَبْرُ فَضَلًّا، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ لَمْ تَدْخُلْهُ إِلَّا وَهِيَ  
جَامِعَةٌ عَلَيْهَا ثِيَابُهَا"

(طبقات الكبرى 294\2، وفوائد أبي ذر الهروي 116 (18)).

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ حدیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "وفي الحديث دليل بين على  
ما ذكر قبل من أنه يجب احترام أهل القبور. وتنزيل كل منهم منزلة ما هو عليه  
في حياته من مراعاة الأدب معهم على قدر مراتبهم. والله أعلم."

بَيِّنَ ظَهْرَانِيَهٗ ☆ وَالنَّاسُ مِیں کہ لوگ دیکھتے جائیں۔ (1)  
يَنْظُرُونَ"

مقصدِ ثالث میں اس کے مناسب سلیم بن عمیر سے مذکور رہوگا کہ شرمِ اموات کے باعث مقابر میں پیشاب نہ کیا حالانکہ سخت حاجت تھی۔

☆ (فی ب، ح: بین ظهرانیه۔ وفي ر، فر: هذه الكلمات ليست بموجودة)

(1) (آخرجه ابن أبي شيبة في المصنف، كتاب الجنائز 339\3، كراچی۔ و 219\3، ملتان، وفي نسخة: 26\3 (11774، و 11781)، الرياض، موقوفاً، وابن ماجه في السنن 230 (1567)، بلفظ: عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَأَنْ أَمْشِيَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِي بِرَجُلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ مُسْلِمٍ. وَمَا أَبَالِي أَوْ سَطَّ الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي، أَوْ وَسَطَ السُّوقِ. والرويانى في مسنده 154\1 (171)، وأبو محمد السرقسطي في الدلائل في غريب الحديث 994\3 (540)، والديلمي في الفردوس 173\5 (7866)، والذهبي في السير 558\7، و 138\9، وقال: إسناده صالح۔ وذكره السيوطي في شرح الصدور 388۔ وقال: أخرجه ابن أبي شيبة والحاكم عن عقبة بن عامر رضى الله عنه --- وأخرجه ابن ماجه عن حذيفة، مرفوعاً۔

وقال البوصيري في مصباح الزجاجة 41\2 (567): هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ وَثَّقَهُ أَبُو حَاتِمٍ وَالتَّسَائِي وَابْنُ حَبَّانٍ وَبَاقِي رِجَالُ الْإِسْنَادِ عَلَى شَرِّطِ الشَّيْخَيْنِ فَقَدْ احْتَجَّ بِجَمِيعِ زَوَاتِهِ وَلَمْ يَنْفَرِدْ بِهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ۔ فَقَدْ زَوَاهُ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ فِي مُسْنَدِهِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَبُو عَمْرِو الْحُلَوَانِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارَبِيُّ فَذَكَرَهُ. وَأُورِدَهُ أَيْضًا فِي الْإِتِّحَافِ الْخَيْرَةِ (2010) وقال: زَوَاهُ أَبُو يَعْلَى بِسَنَدٍ صَحِيحٍ.

## فصل دوم

احیاء کے آنے، پاس بیٹھنے، بات کرنے سے مردو کے جی بہلنے میں..... ظاہر ہے کہ اگر دیکھتے، سنتے، سمجھتے نہیں تو ان امور سے جی بہلنا کیسا؟

### حدیث (22)

شفاء السقام امام سبکی واربعمین طائیہ پھر شرح الصدور میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی:  
 "أَنَّ مَا يَكُونُ الْمَيِّتُ فِي قَبْرِهِ إِذَا قَبْرٌ فِي مَرْدٍ كَزِيَادَةِ جِي بَهْلَنَةِ كَاوَقْتِ زَارَهُ مَنْ كَانَ يُحِبُّهُ فِي دَارِ الدُّنْيَا وَهُوَ هَوَاتَا هِي جَبْ أَسْ كَا كَوْنِي پيارا زيارت كو آتا هے۔" (1)

### حدیث (23)

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبدالحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی: حضور پُر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 "مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُورُ قَبْرَ أَخِيهِ وَيَجْلِسُ عِنْدَهُ، إِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَدَّ عَلَيْهِ حَتَّى يَقُومَ" (2)  
 جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا اور وہاں بیٹھتا ہے میت کا دل اُس سے بہلتا ہے اور جب تک وہاں

(1) (الأربعين في إرشاد السائر إلى منازل المتقين أو الأربعين الطائفة 138، ذكره

السيوطي في شرح الصدور، بحواله الأربعين الطائفة، 274. 275) لم أقف على سند

☆ (في ب، ح: ويجلس عليه۔ وفي ر، فر: ويجلس عنده، كذا في شرح الصدور)

(2) (ذكره الغزالي في إحياء علوم الدين 491\4، وعبد الحق بن عبد الرحمن ==



سے اٹھے مردہ اس کا جواب دیتا ہے۔

== الأشبيلي في العاقبة 118 (267)، وابن رجب في أحوال القبور 83 (282)، و ابن القيم في الروح 54، و 68، وابن كثير في تفسيره 439\3، والسيوطي في شرح الصدور (202) وعزاه كلهم إلى ابن أبي الدنيا في القبور۔

وقال العراقي: فيه عبد الله بن سمعان لم أقف على حاله، ورواه ابن عبد البر في التمهيد من حديث ابن عباس نحوه، وصححه عبد الحق الاشبيلي۔ وقال الزبيدي: قلت: إن كان هو عبد الله بن محمد بن أبي يحيى لقبه سحبل واسم أبيه سمعان فهو ثقة وهو الظاهر فإنه ينسب إلى جده روي له البخاري في الأدب المفرد وأبو داود مات سنة اثنتين وستين۔۔۔ (إتحاف السادة المتقين 14\275)

وقال: الحافظ ابن حجر بعد ما نقل كلام العراقي في عبد الله بن سمعان: قلت يجوز لاحتمال أن يكون هو المخرج له في بعض الكتب وهو عبد الله بن زياد بن سمعان ينسب إلى جده كثير وهو أحد الضعفاء۔ (لسان الميزان 3\297)

وقال ابن القيم في كتاب الروح 54: وقد شرع النبي لأمته إذا سلموا على أهل القبور أن يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وهذا خطاب لمن يسمع ويغفل ولولا ذلك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المغذوم والجماد والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الآثار عنهم بأن الميت يعرف زيارة الحَيِّ له ويستبشر به۔۔۔ وصفحه 3\6: وقد ثبت في الصحيح أن الميت يستأنس بالمشيعين لجنازته بعد دفنه۔

وقال ابن كثير في تفسيره 325\6: وثبت عنه صلى الله عليه وسلم أن الميت يسمع قرع نعال المشيعين له، إذا انصرفوا عنه، وقد شرع النبي صلى الله عليه وسلم لأمتيه إذا سلموا على أهل القبور أن يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول المنسلّم: السلام

## حدیث (24)

صحیح مسلم شریف میں ہے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے کہ وہ بھی صحابی ہیں نزع میں فرمایا:

"فَإِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ  
الْتُّرَابَ شَنًّْا، ثُمَّ أَقِيمُوا حَوْلَ  
قَبْرِي قَدْرَ مَا تُنَحَّرُ ☆ جَزُورٌ  
وَيُقْسَمُ لِحُمِّهَا، حَتَّى أَسْتَأْنِسَ  
بِكُمْ، وَأَنْظُرَ مَاذَا أُرَاجِعُ بِهِ رُسُلَ  
رَبِّي" (1)

پس جب مجھے دفن کر چکو مجھ پر تھم تھم کر  
آہستہ آہستہ مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے  
گردانتی دیر ٹھہرے رہنا کہ ایک اونٹ  
ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم ہو  
یہاں تک کہ میں تم سے انس حاصل  
کروں اور جان لوں کہ اپنے رب کے

رسولوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

= = عَلَيْكُمْ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ، وَهَذَا خِطَابٌ لِّمَنْ يَسْمَعُ وَيَعْقِلُ، وَلَوْلَا هَذَا الْخِطَابُ  
لَكَانُوا بِمَنْزِلَةِ خِطَابِ الْمَعْدُومِ وَالْجَمَادِ، وَالسَّلَفُ مُجْمَعُونَ عَلَى هَذَا، وَقَدْ تَوَاتَرَتْ  
الْأَثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ بَزِيَارَةِ الْحَيِّ لَهُ وَيَسْتَبْشِرُ.

وَقَدْ جَاءَ فِي فَتَاوَى الْعَرَبِ بْنِ عَبْدِ السَّلَامِ 44: وَالظَّاهِرُ أَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ الزَّائِرَ، لِأَنَّا أَمَرْنَا  
بِالسَّلَامِ عَلَيْهِمْ، وَالشَّرْعُ لَا يَأْمُرُ بِخِطَابِ مَنْ لَا يَسْمَعُ.

☆ (في ب، ح: قدر ما ينحرو وهو تصحيف۔ وفي ر، فر: تنحر كذا في الصحيح المسلم

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ

وَكَذَا الْهَجْرَةِ وَالْحَجِّ، 72\1 (121)، وابن المبارك في الزهد 147، 148 (440)

وأحمد في مسنده (17780)، وابنه في السنة 616\2 (1465)، وابن سعد في

طبقات الكبرى 259\4، وابن أبي الدنيا في المحتضرين (107)، وأبو القاسم =

## فصل سوم

احیاء کی بے اعتدالی سے اموات کے ایذا پانے میں۔۔۔۔۔ ظاہر ہے کہ افعال و احوال احیاء پر انہیں اطلاع نہیں تو ایذا پانی محض بے معنی۔

### حدیث (25)

امام احمد بسند حسن عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے راوی:

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر سے تکیہ لگائے دیکھا، فرمایا:

"لَا تُؤْذِ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ" یعنی اس قبر والے کو ایذا نہ دے۔

یا فرمایا: "لَا تُؤْذِهِ" اسے تکلیف نہ پہنچا۔ (1)

== المصری فی فتوح مصر والمغرب 208، وأبو عوانة فی مسنده 70.71\1

(200)، وابن مندة فی الإیمان 421\1، وابن الزبر الربعی فی وصایا العلماء عند

حضور الموت 70، وأبو الطاهر السلفی فی الأحادیث السلفی عن جعفر السراج

(53)، وابن عبد البر فی الاستیعاب 1190\3، والبيهقي فی السنن الكبرى 56\4

(6859) وابن عساكر فی تاریخ دمشق 193\46، و194، کلهم من حدیث یزید بن

أبي حبيب، عن ابن شماسة المهری، عن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔۔۔ موقوفاً۔

وأخرج بنحوه أبو القاسم المصری فی فتوح مصر والمغرب 209، وأبو نعیم فی

المعرفة (4994)، والحاكم فی المستدرک 512\3، وابن عساكر فی تاریخ

دمشق 198\46، من حدیث یزید بن أبي حبيب، عن أبي فراس، مؤلى عمرو بن

العاص عن عمرو بن العاص موقوفاً۔ قلت: لكن لا يضر وقفه، فهو مما لا يدرك بالرأى

(1) (أخرجه أحمد فی مسنده 456\5) (24256)، وابن قانع فی المعجم الصحابة

200.201\2، والطحاوي فی شرح معاني الآثار 515\1 (2944)، وأبو نعیم فی =

حاکم و طبرانی کی روایت میں ہے حضور اقدس ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا  
 " يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ، انْزِلْ مِنْ عَلَيَّ اوقبر والے! قبر سے اتر آ، نہ تو صاحب  
 الْقَبْرِ لَا تُؤْذِي صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے۔  
 بُؤْذِيكَ" (1)

مقصد سوم میں اس حدیث کی شرح امام اجل حکیم ترمذی سے منقول ہوگی۔

== المعرفة (4972)، و (4973)، و (5222) والحاكم في المستدرک 681\3  
 ، وأبو سعيد النقاش في ثلاثة مجالس من أمالي (ق 10)، وابن عساكر في تاريخ  
 دمشق 303\43، و 472\45، 471، وابن الجوزي في التحقيق في مسائل الخلاف  
 20\2، وفي المشكاة، كتاب الجنائز، 149، كلهم من حديث ابن حزم رضي الله عنه۔  
 قال الذهبي في تنقيح التحقيق 320: وسنده صحيح۔

وقال العيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري 185\8: إسناده صحيح۔

وقال الحافظ ابن حجر في الفتح 225\3: إسناده صحيح۔

وقال الزرقاني في شرح على موطا الامام مالك 101\2: إسناده صحيح۔

سید سابق لکھتے ہیں: رواه أحمد بإسناد صحيح. (فقه السنة 553)

شوکانی، امیر یمانی اور عبدالرحمن مبارکپوری نے حافظ ابن حجر سے نقل کیا: إسناده صحيح۔ (نیل

الأوطار 107\4، سبل السلام 511\1، تحفة الأحوذی 131\4) صدیق حسن خان

قنوجی نے لکھا: وأخرج أحمد بإسناد صحيح عن عمرو ابن حزم۔ (الروضة الندية

182\1) عبید اللہ مبارکپوری نے لکھا: إسناده صحيح۔ (مرعاة المفاتيح 432\5)

(1) (انظر ما قبله، لكن ذكره الهيثمي في المجمع 61\3) 4321، وقال: رواه

الطبراني في الكبير، وفيه ابن لهيعة، وفيه كلام، وقد وثق. والسيوطي في شرح

الصدور 300 وعزاه إلى الطبراني والحاكم وابن مندة۔

## روایت مناسبہ

ابن ابی الدنیا البوقلابہ (☆) بصری سے راوی:

(☆) (تابعی، ثقہ، فاضل، رجال، صحاح ستہ سے ۱۲ منہ)

عبداللہ بن زید بن عمرو، البوقلابہ الجرمی البصری، ابن اخی ابی الملہب الجرمی۔

آپ سے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب بَيَانِ خِصَالٍ مِّنْ اتَّصَفَ بِهِمْ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ (43)، وَبَابُ غِلْظِ تَحْرِيمِ قَتْلِ الْإِنْسَانِ نَفْسَهُ (110)، وَبَابُ وَجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ ذَوْنَ الصَّلَاةِ (335)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب حَلَاوَةُ الْإِيمَانِ (16)، وَبَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (213)، وَبَابُ أَبْوَالِ الْإِبِلِ، وَالِدُّوَابِ (233)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب التَّيَمُّمِ لِلْجَنْبِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ (124)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ (193)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي الْأَذَانِ فِي السَّفَرِ (205) وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب الصَّلَوَاتِ بِتَيَمُّمٍ وَاحِدٍ (322)، وَبَابُ سَقُوطِ الصَّلَاةِ عَنِ الْحَائِضِ (382)، وَبَابُ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ (443)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب اتَّبَعَ سَنَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (10)، وَفَضَائِلُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ (154)، وَبَابُ مِيقَاتِ الصَّلَاةِ فِي الْغَيْمِ (694)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔

اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب فِي الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (262)، وَبَابُ الْجَنْبِ يَتَيَمَّمُ (332)، وَبَابُ فِي بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ (449)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔ آپ کی وفات 104ھ اور کہا گیا ہے کہ 105ھ اور کہا گیا ہے کہ 106ھ اور

میں ملکِ شام سے بصرہ کو جاتا تھا، رات کو خندق میں اُترا، وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی، پھر ایک قبر پر سر رکھ کے سو گیا، جب جاگا تو صاحبِ قبر کو دیکھا کہ مجھ سے گلہ کرتا ہے اور کہتا ہے " لَقَدْ آذَيْتَنِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ "۔ اے شخص! تو نے مجھے رات بھر ایذا دی۔ (1)

## روایت دوم

امام بیہقی دلائل النبوة میں اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو عثمان نہدی (☆) سے وہ ابن نیا تابعی سے راوی:

== ایک قول کے مطابق 107 بھ میں ہوئی۔ مزید ملاحظہ فرمائیں: (تاریخ دمشق 283.312  
28، تہذیب الکمال 542.548\14، و تہذیب التہذیب 224.226\5، و اِکمال  
تہذیب الکمال 366.369\7، والتعذیل والتجریح لمن خرج له البخاری فی  
الجامع الصحیح 2\12، والأعلام للزکلی 88\4)  
(1) (ذکرہ الغزالی فی إحياء علوم الدين 492\4، وعبد الحق الأشبيلي في العاقبة  
217، وابن رجب في الاحوال القبور 34(102)، وعزاه إلى ابن أبي الدنيا۔ وابن  
الجوزي في التبصرة 485، بنحوہ)

(☆) (اجلہ اکابر تابعین سے ہیں، زمانہ رسالت پائے ہوئے ثقہ ثبت عمائد رجال صحاح ستہ  
سے ۱۲ منہ (م)

عبد الرحمن بن مل بن عمرو، ابو عثمان نہدی، الکوفی البصری۔ آپ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ  
نے اپنی صحیح میں باب: الصَّلَاةُ كَفَّارَةٌ (526)، و باب الأَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ (621)، و باب  
صَلَاةِ الضُّحَى فِي الْحَضَرِ (1178)، وغیرہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب النَّهْيُ عَنِ الْحَدِيثِ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (5)، و باب =

میں مقبرے میں گیا، دو رکعت پڑھ کر لیٹ رہا، خدا کی قسم میں خوب جاگ رہا تھا کہ سنا کہ کوئی شخص قبر میں سے کہتا ہے "قُمْ فَقَدْ آذَيْتَنِي" اٹھ کہ تو نے مجھے اذیت دی پھر کہا

== أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا (212)، وَبَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخَطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ (663)،

وغیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بَابُ وَضْعِ الْيَمْنَى عَلَى الْيَسْرَى فِي الصَّلَاةِ (755)، وَبَابُ مَنْ رَأَى التَّخْفِيفَ فِيهَا (815)، وَبَابُ فِي الْإِسْتِغْفَارِ (1526) وغیر ہم

مقامات پر روایت لی ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بَابُ الْأَبْعَدُ فَلَا أَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَكْثَرُ أَجْزَاءَ (783)، وَبَابُ وَضْعِ الْيَمِينِ عَلَى الشِّمَالِ فِي الصَّلَاةِ (811)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي أَنَّ الصَّلَاةَ كَفَّارَةٌ (1398) وغیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بَابُ الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْحَرِيرِ (5312)، وَكَيْفَ يَسْتَخْلِفُ الْحَاكِمُ (5426)، وَذِكْرُ مَا يَجُوزُ شُرْبُهُ مِنَ الْأَنْبَةِ، وَمَا لَا يَجُوزُ (5737) وغیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں بَابُ مَا جَاءَ فِي صَوْمِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ (762)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُتَشَبِّعِ بِمَا لَمْ يَغْطَهُ (2035)، وَبَابُ مَا جَاءَ لَا يَزِدُّ الْقَدْرَ إِلَّا الدَّعَاءَ (2139) وغیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔

آپ کی وفات 95ھ اور کہا گیا ہے کہ 100ھ میں ہوئی۔ مزید ملاحظہ فرمائیں:

(طبقات الكبرى لابن سعد 97.98، وكتاب الثقات لابن حبان 75.76، وتاريخ

بغداد 200.203\10، وتاريخ دمشق (3970)، وتهذيب التهذيب

277.278\6، واکمال تهذيب الكمال 232.235\8، وتهذيب الكمال

(424.430\17، وغیر ہم)



کہ تم عمل کرتے ہو اور ہم نہیں کرتے۔ خدا کی قسم! اگر تیری طرح دو رکعتیں میں بھی پڑھ سکتا مجھے تمام دُنیا سے زیادہ عزیز ہوتا۔ (1)

## روایت سوم

حافظ ابن مندہ امام قاسم (☆) بن مخیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے راوی:

(1) (أخرجه البيهقي في الدلائل 40\7 - وذكره السيوطي في شرح الصدور 285، وعزاه إلى ابن أبي الدنيا، والبيهقي في الدلائل، وطارق محمد سكلوع في الملحق بكتاب القبور 207 (13) وقال في ذيله - في شرح الصدور: (ابن ميناء) فليحررو نقله، أن ابن ميناس -)

(☆) (تابعی ثقہ فاضل رواۃ صحاح ستہ سے، غیر عندخ فی التعليقات ۱۲ منہ (م) (تقریب) آپ کی کنیت ابو عروہ الہمدانی، الکوفی، الدمشقی امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب تَحْرِيمِ ضَرْبِ الْخُدُودِ وَشَقِّ الْجَبُوبِ وَالِدَعَاءِ بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ (104)، و باب التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ (276) میں روایات لی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں باب الذِّكْرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ (844)، و باب مَا يَنْهَى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمَصِيَّةِ (1296) میں -

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ لِلْمُقِيمِ (128) و (129)، و باب: فَرَضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نَزُولِ الزَّكَاةِ (2506)، و غیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن باب مَا جَاءَ فِي التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ لِلْمُقِيمِ وَالْمَسَافِرِ (552)، و باب مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِنَاءِ عَلَى الْقُبُورِ (1564)، و باب صَدَقَةِ الْفِطْرِ (1828)، و غیر ہم مقامات پر روایت لی ہے۔ =

اگر میں تپائی ہوئی بھال پر پاؤں رکھوں کہ میرے قدم سے پار ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ کسی قبر پر پاؤں رکھوں، پھر فرمایا: ایک شخص نے قبر پر پاؤں رکھا جاگتے میں سنا "إِلَيْكَ عَتِي يَا رَجُلٌ وَلَا تُؤْذِنِي ☆" اے شخص! الگ ہٹ مجھے ایذا نہ دے۔ (1)

### حدیث (26)

امام مالک و احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ و عبدالرزاق و سعید بن منصور و ابن حبان و دارقطنی، ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "واللفظ لأحمد: كَسُرَ عَظْمٌ مُرْدَةٍ كِي هُذِي تَوْرُنِي أَوْ أَسَ إِذَا الْمَيِّتِ وَأَذَاهُ كَكَسْرِ حَيًّا"۔ (2) دینی ایسی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنی۔ مقصدِ سوم میں اس کے متعلق امام ابو عمر کا قول آئے گا۔

= امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب ما جاء في إمام الرعية (1333) میں روایت لی ہے۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں باب التشهد (970)، و باب فيما يلزم الإمام من أمر الرعية والحجبة عنه (2948) میں روایات لی ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں: (طبقات الكبرى 303\6، و تاریخ دمشق (5685)، و تهذيب الكمال 442.447\23، و تذكرة الحفاظ 92\1، و سير أعلام النبلاء 201.204\5، و تهذيب التهذيب 337.338\8، و غیر ہم)

☆ (في ب، ح: لا تؤذى، وهو تصحيف۔ وفي ف، فر: لا تؤذني كذا في شرح الصدور

(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور 301 و عزاه لابن مندة)

(2) أخرجه أبو داود في السنن، باب في الحفار يجد العظم هل يتنكب ذلك المكان؟

(3207)، وابن ماجه في السنن باب في النهي عن كسر عظام الميت (1616)، =

== والبزار في مسنده 250\18 (285)، وابن عدي في الكامل 389\4، وابن حزم في المحلى 251\11، من طريق عبد العزيز بن محمد - هو الدراوذي - عن سعد - هو ابن سعيد - عن عمرة بنت عبد الرحمن، عن عائشة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "كسر عظم الميت ككسره حياً".

وقال النووي في المجموع 300\5: رواه أبو داود بإسناد صحيح إلا رجلاً واحداً وهو سعد بن سعيد الأنصاري أخو يحيى بن سعيد الأنصاري فضعه أحمد بن حنبل ووثقه الأكثرون وروى له مسلم في صحيحه وهو كاف في الاحتجاج به ولم يضعفه أبو داود مع قاعدته التي قدمنا بيانها.

☆ وأحمد في مسنده (25645)، والدارقطني في السنن 251.252\4 (3413)، و (3414)، وابن عدي في الكامل 389\4، والبيهقي في السنن الكبرى 96\4 (7080) من طريق ابن جريج، قال: أخبرني سعد بن سعيد، أخو يحيى بن سعيد أن عمرة بنت عبد الرحمن أخبرته، عن عائشة أنها سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "إن كسر عظم الميت ميتاً، كمثل كسره حياً". إسناده صحيح.

☆ وأخرجه أحمد في مسنده (25356)، وعبد الرزاق في المصنف 444\3 (6256)، و (391\9) (17732)، والدارقطني في السنن 252\4 (3414)، والبيهقي في السنن الكبرى 96\4 (7079) من طريق داود بن قيس، عن سعد بن سعيد، أخو يحيى بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "كسر عظم الميت، ككسره وهو حي". إسناده صحيح.

☆ وأخرجه عبد الرزاق في المصنف 391\9 (17733)، من طريق أبو بكر بن محمد، عن سعيد بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة، رضي الله عنها، مرفوعاً.

☆ وأخرجه أحمد في مسنده (24739)، وعبد الرزاق في المصنف 444\3 ==

== (6257)، وأبو نعيم في الحلية 95\7، من طريق أبا الرجال، يحدث عن عُمَرَةَ، عن عائشة، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ، كَكُسْرِهِ حَيًّا" - إسناده صحيح - لم أجده فيه "وأذاه" -

☆ وأخرجه عبد الرزاق في المصنف 444\3 (6258)، من طريق مَعْمَرٍ، عن سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجَحْشِيِّ، عن عُمَرَةَ، عن عائشة، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِثْلَهُ - إسناده حسن.

☆ وأخرجه أحمد في مسنده (24308)، من طريق ابن نمير، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرَةُ قَالَتْ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ كُسْرَ عَظْمِ الْمُؤْمِنِ مِثْلُ كُسْرِهِ حَيًّا" - إسناده حسن.

☆ وأخرجه أحمد في مسنده (26275)، من طريق شجاع بن الوليد، عن سعد بن سعيد، أخي يحيى بن سعيد عن عُمَرَةَ، عن عائشة، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ كُسْرَ عَظْمِ الْمُؤْمِنِ مِثْلُ كُسْرِ عَظْمِهِ حَيًّا" - إسناده صحيح.

☆ وأخرجه ابن راهويه في مسنده 438\2 (1006)، وهناد بن السري في الزهد 561\2، من طريق ابن المبارك، عن سعد بن سعيد، عن عُمَرَةَ، عن عائشة، عن رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ كَكُسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ" - إسناده صحيح.

☆ وأخرجه هناد بن السري في الزهد 562\2، من طريق حارثة، عن عُمَرَةَ، عن عائشة قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُسِرَ عَظْمُ الْمَيِّتِ كَكُسْرِهِ حَيًّا" -

وحارثة بن محمد قال ابن معين وغيره: ليس بثقة، وقال البخاري وغيره: منكر الحديث.

☆ وأخرجه ابن الجارود في المنتقى 143 (551)، من طريق محاضر بن المورع، قَالَ: ثَنَا سَعْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُمَرَةُ بِنْتُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، إِنَّهَا سَمِعَتْ

== عَائِشَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَسَرِ عَظْمَ الْمُؤْمِنِ مِثْلًا كَسَرِهِ حَيًّا". -إسناده صحيح-

☆ وأخرجه الدارقطني في السنن (252\4) (3415)، من طريق زهير بن محمد، عن إسماعيل بن أبي حكيم، عن القاسم، عن عائشة، قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَسَرِ عَظْمَ الْمَيِّتِ كَكَسَرِهِ حَيًّا". -إسناده حسن، أبو حذيفة موسى بن مسعود النهدي وزهير بن محمد التميمي صدوقان، والباقون ثقات.

☆ وأخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار (308\3) (1273)، وتمام في فوائده (251\2) (1659)، من طريق محمد بن عمار، عن عمرة، عن عائشة رضي الله عنها قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَسَرِ عَظْمَ الْمَيِّتِ كَكَسَرِ عَظَامِ الْحَيِّ". -إسناده حسن إن كان محمد بن عمار سمع من عمرة فإنه لم يذكر سماعها.

☆ وأخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار (308\3) (1274)، من طريق شجاع بن الوليد، عن سعد بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة قالت: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنْ كَسَرِ عَظْمُ الْمُؤْمِنِ مِثْلًا كَسَرَهُ حَيًّا". -إسناده صحيح-

☆ وأخرجه الطحاوي في شرح مشكل الآثار (309\3) (1276)، والخطيب في تاريخ بغداد (120\13) من طريق سفيان، عن حارثة بن محمد، عن عمرة، عن عائشة قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَسَرِ عَظْمَ الْمَيِّتِ مِثْلًا كَكَسَرِهِ حَيًّا". -إسناده حسن-

☆ وأخرجه ابن حبان في الصحيح (437\7) (3167)، والبيهقي في السنن (96\4)، من طريق سفيان، عن يحيى بن سعيد، عن عمرة، عن عائشة، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "كَسَرِ عَظْمَ الْمَيِّتِ كَكَسَرِهِ حَيًّا". -إسناده صحيح رواه ثقات-

☆ وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد (120\13)، والبيهقي في السنن الكبرى (96\4)

بعض روایات دارقطنی (1) میں لفظ ,, فی الإثم ,, (2) اور زائد یعنی گناہ میں زندہ و مردہ برابر ہیں۔ ذکرہ فی مقاصد الحسنہ۔ (3)

== (7081)، من طریق سفیان عن سعد بن سعید عن عمروة عن عائشة رضي الله عنه، مرفوعاً۔ اسنادہ حسن۔

☆ وأخرجه الخطيب في تاريخ بغداد 106\12 من طريق أبي الزجّال عن أمه عن عائشة رضي الله عنه، مرفوعاً۔ اسنادہ ضعیف۔

☆ وأخرجه الديلمی في الفردوس 299\3 (4900)۔

☆ وأخرجه أحمد في مسنده (24686)، وابن سعد في طبقات الكبرى 481\8، وابن راهويه في مسنده 596\2 (1171)، والبخاري في التاريخ الكبير 150\1 من طريق شعبة، عن محمد بن عبد الرحمن، قال: قالت لي عمرة: انظر قطعة من أركك أدفن فيها فإني سمعت عائشة رضي الله عنها تقول:.. موقوفا۔ اسنادہ صحیح۔

☆ وأخرجه ابن سعد في طبقات الكبرى 481\8 من طريق المسعودي، قال: حدثني أبو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم، عن عمرة بنت عبد الرحمن قالت لبني أخ لها: "أعطوني موضع قبري في حائط ولهم حائط يلي البقيع فإني سمعت عائشة رضي الله عنها تقول... موقوفاً۔

وأخرجه مالك في الموطأ 334\2 (814)، بلاغا عن عائشة رضي الله عنها، موقوفا۔ وعن أم سلمة رضي الله عنها۔ رواه ابن ماجه في السنن (1617) بسند ضعیف۔

(1) (سنن دارقطنی 322.323\3، وفي نسخة: 251\4 (3414\_3413)

(2) (مطبوعه، مطبع الملت وجماعت واقع بریلی، حامد اینڈ کمپنی اور رضا فاؤنڈیشن میں "الائم" واقع ہے مگر محولہ کتب میں "الإثم" ہے، جس کے مطابق تصحیح کی گئی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

(3) (مقاصد الحسنہ 216 (801)، بیروت، وفي نسخة: 365 وفي نسخة 506)

## حدیث (27)

دیلی و ابن مندہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أَحْسِنُوا الْكَفْنَ وَلَا تُؤْذُوا  
مَوْتَاكُمْ بِعَوِيلٍ وَلَا بِتَأْخِيرٍ ☆  
وَصِيَّةٍ وَلَا بِقَطِيعَةٍ وَجَلُّوا قَضَاءَ  
دَيْنِهِ وَاعْدِلُوا عَنْ جِرَانِ السُّوءِ"  
کفن اچھا دو اور اپنی میت کو چلا کر  
رونے یا اس کی وصیت میں دیر لگانے یا  
قطع رحم کرنے سے ایذا نہ پہنچاؤ اور اس  
کا قرض جلد ادا کرو اور بُرے ہمسایہ  
سے الگ رکھو۔ (1)

یعنی قبور کفار و اہل بدعت و فسق کے پاس دفن نہ کرو۔

## حدیث (28)

امام احمد، ابوالربیع سے راوی:

"كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِي جَنَازَةٍ. مِثْلُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا كَاسَاتِهِ

☆ (فی ب: ولا تأخیر وصیة کذا فی اللائی المصنوعة فی الأحادیث الموضوعه۔  
وفی ح، والف: ولا ماخیر وصیة۔ وفی ر، وفر: ولا بتأخیر وصیة، کذا فی الفردوس و  
شرح الصدور۔)

(1) (أخرجه الديلمي في فردوس الأخبار 98\1 (318)، وذكره السيوطي في شرح  
الصدور، باب دفن العبد في الأرض التي خلق منها، 102، وفي اللالی المصنوعة  
365\2، وعزاه إلى الديلمي وابن مندة في كتاب الأحواء والإيمان بالسؤال،  
والشوكانی فی نیل الأوطار 62\7، دیلی کی سند سخت ضعیف ہے)



فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانٍ يَصِيحُ ، ایک جنازہ میں تھا کسی کے چلانے کی  
فَبَعَثَ إِلَيْهِ، فَأَسْكَنَتْهُ. فَقُلْتُ: يَا أَبَا آواز سنی، آدمی بھیج کر اُسے خاموش کرا  
عَبْدَ الرَّحْمَنِ لِمَ أَسْكَنَتْهُ ☆ دیا۔ میں نے عرض کیا: اے  
قَالَ: إِنَّهُ يَتَأَذَّى بِهِ الْهَيْتُ حَتَّى ابو عبد الرحمن ! آپ نے اُسے کیوں  
يُدْخِلُ قَبْرَهُ" (1) چپ کرایا فرمایا اس سے مردے کو ایذا  
ہوتی ہے یہاں تک کہ قبر میں جائے۔

### حدیث (29)

امام سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:  
" أَنَّهُ رَأَى نِسْوَةً فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ یعنی انہوں نے ایک جنازے میں کچھ  
إِرْجِعْنَ مَا زُورَاتٍ غَيْرَ مَا جُورَاتٍ عورتیں دیکھیں اور ارشاد فرمایا: پلٹ  
إِنَّكُمْ لَتَفْتِنَنَّ الْأَحْيَاءَ وَتُؤْذِينَ جاؤ گناہ سے بوجھل ثواب سے اوجھل، تم  
الْأَمْوَاتِ" (2) زندوں کو فتنے میں ڈالتی اور مردوں کو  
اذیت دیتی ہو۔

- ☆ (فی الف، ب، ح، فر: فقلت لم أسكنه يا أبا عبد الرحمن كذا في شرح الصدور -  
وفي ر: فقلت يا أبا عبد الرحمن لم أسكنه كذا في مسند الامام أحمد ومجمع الزوائد)  
(1) (أخرجه أحمد في مسنده 135\2 (6195)، وذكره في شرح الصدور 300)  
قال الهيثمي في المجمع 316\1: رَوَاهُ أَحْمَدُ. وَأَبُو الرَّبِيعِ قَالَ فِيهِ الدَّارِقُطْنِيُّ:  
مَجْهُولٌ. وَقَالَ 16\3: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَفِيهِ أَبُو شُعْبَةَ الطَّحَّانُ، وَهُوَ مَشْرُوكٌ.)  
(2) (ذكره الطحاوي في مختصر اختلاف العلماء 405\1، والسيوطي في شرح =

**تنبیہ:** سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث صحیح مشہور میں فرمایا،، الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبَكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ.. زندوں کے رونے سے مردے پر عذاب ہوتا ہے۔

=الصدور 387، وعزاه إلى سعيد بن منصور۔

قلت: فی الباب: عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، فرواه عبد الرزاق في المصنف 456\3 (6299)، وفي نسخة: 291\3 (6325) بلفظ: "أَنَّ عُمَرَ، رَأَى نِسَاءً مَعَ جَنَازَةٍ، فَقَالَ: "ارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ، فَإِنَّهُ مَا تَحْمِلْنَ وَلَا تَدْخُنَّ، يَا مُؤَذِّيَاتِ الْأَمْوَاتِ وَمُفْتِنَاتِ الْأَحْيَاءِ". (منقطع) بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک جنازے میں کچھ عورتیں دیکھیں تو ارشاد فرمایا پلٹ جاؤ، گناہ سے بوجھل ثواب سے اوجھل، پس اللہ کی قسم! نہ تم جنازہ اٹھاؤ گی اور نہ تم دفن کرو گی، اے مردوں کو اذیت دینے والیو اور زندوں کو فتنے میں ڈالنے والیو۔

وعن ابن عمر رضي الله عنهما فرواه عبد الرزاق في المصنف 457\3 (6303)، وفي نسخة: 300\3 (6329)، بلفظ: "أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، تَبَعَ جَنَازَةً فَرَأَى نِسَاءً يَتَّبِعْنَهَا وَيَضْرُخْنَ، فَأَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ وَقَالَ: أَفٍّ لَكُنَّ، أَذَى عَلَى الْمَيِّتِ، وَفِتْنَةٌ عَلَى الْحَيِّ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. سندہ ضعیف۔ یعنی بیشک حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جنازہ کے لیے نکلے پس آپ نے اُس کے ساتھ چیخنے والی عورتوں کو دیکھا تو ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تمہارے لیے اف! میت کے لیے اذیت، اور زندوں کے لیے فتنہ، آپ نے یہ تین بار فرمایا۔ یونہی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسی سند جس میں متہم ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ الواسطی جس میں کلام مشہور ہے کے ساتھ روایت کی گئی ہے، جس کے لفظ مندرجہ ذیل ہیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَعَ جَنَازَةً فَإِذَا هُوَ بِنِسْوَةٍ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، قَالَ: فَنَظَرَ إِلَيْهِنَّ وَهُوَ يَقُولُ: "ارْجِعْنَ مَأْزُورَاتٍ غَيْرَ مَأْجُورَاتٍ، مُفْتِنَاتِ الْأَحْيَاءِ، مُؤَذِّيَاتِ الْأَمْوَاتِ". (آخرجه الخطيب في تاريخه 198\6)

جسے امام احمد و ثخين نے عمر فاروق (1) و عبد اللہ بن عمر (1) و مغیرہ بن شعبہ (2) اور ابو یعلیٰ نے ابو بکر صدیق (3)

(1) (أخرجه الطيالسي في مسنده 8 (33) ، وعبد الرزاق في المصنف 556\3 (6680) ، وابن الجعد في مسنده (568) ، وابن أبي شيبة في المصنف 389\3 وأحمد في مسنده 26\1 و 50-51 ، و مسلم في الصحيح 301\1 (927) ، والبخاري في الصحيح 172\1 ، وفي نسخة : جزء 80\2 (1290) ، والترمذي في السنن (1002) ، والنسائي في السنن (1848 ، و 1850) ، وفي الكبرى 607\1 ، وابن ماجه في السنن (1594) ، والبزار في مسنده 217\1 (104) ، وأبو يعلى في مسنده 144.145\1 ، والبيهقي في السنن الكبرى 71\4 ، والآخرون - من حديث عمر بن الخطاب رضي الله عنه -

(1) (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 62\3 (12117) ، وأحمد في مسنده 134\2 ، والبخاري في الصحيح 171\1 ، وفي نسخة : 84\2 (1304) ، و مسلم في الصحيح 302\1 (930) ، والترمذي في السنن (1004) ، وأبو داود في السنن (3129) ، وابن حبان في الصحيح 404.405\7 (3135) ، والطبراني في الكبير 304\12 ، و 330 ، و 344 - والآخرون ، من حديث ابن عمر رضي الله عنهما -  
عن المغيرة بن شعبة رضي الله عنه :

(2) (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 60\3 (12098) ، وأحمد في مسنده (18140) ، و (18202) ، و (18237) ، والبخاري في الصحيح 172\1 ، وفي نسخة : 80\2 (1291) ، و مسلم في الصحيح 303\1 ، والترمذي في السنن (1000) ، والآخرون ، من حديث المغيرة بن شعبة رضي الله عنه -

(3) (أخرجه أبو بكر المروزي في مسند أبي بكر الصديق (36) ، والبزار في مسنده

وابو ہریرہ (1) اور ابن حبان نے انس بن مالک (2) و عمران بن حصین (3) اور طبرانی نے سمرہ بن جندب (4) سے روایت کیا رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ایک جماعت آئمہ کے نزدیک اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ زندوں کے چلانے سے مردوں کو صدمہ ہوتا ہے۔ امام اجل سیوطی نے شرح الصدور میں اس معنی کو ایک حدیث مرفوع سے مؤید کر کے فرمایا امام ابن جریر کا یہی قول ہے اور اسی کو ایک گروہ ائمہ نے اختیار فرمایا۔ (5)

134\133 (64)، و 184\1، وأبو يعلى في مسنده 47\1 (47)، وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد 16\3 (4037)، وقال: زَوَاهُ الْبَزَّازُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زُبَّالَةَ، وَهُوَ ضَعِيفٌ.

(1) (أخرجه البخاري في التاريخ الكبير 454\5، وأبو يعلى في مسنده كما في المجمع 16\3 (4038)، وقال الهيثمي: زَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَفِيهِ مَنْ لَمْ أَجِدْ مَنْ ذَكَرَهُ.

(2) (أخرجه الطيالسي في مسنده 48\1 (42)، ومسلم في الصحيح (927)، والبخاري في مسنده 338\1 (219) وابن حبان في الصحيح 402\7 (3132).

(3) (أخرجه الطيالسي في مسنده 187\2 (895)، وأحمد في مسنده 437\4

(19918)، والنسائي في السنن (1849)، و (1854)، وفي السنن الكبرى

390\2 (1987)، و 392\2 (1993)، والطبراني في الكبير 178\18 (411)،

و 186\18 (440)، والرويان في مسنده 104\1 (82)

(4) (أخرجه أحمد في مسنده (20110)، والبخاري في مسنده 427\10 (4579)،

والرويان في مسنده 59\2 (834)، وابن عدي في الكامل 86\6، والطبراني في

الكبير 215\7 (6896)، وأورده الهيثمي في المجمع 16\3 (4038)، وقال: زَوَاهُ

الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْأَنْصَارِيُّ، وَفِيهِ كَلَامٌ، وَهُوَ ثَقَّةٌ.

(5) (شرح الصدور 387)

پھر اس کی تائید میں دو حدیثیں ابن مسعود و ابن عمر رضی اللہ عنہم کی کہ ہم نے بیان کیں، ذکر فرمائیں۔

اس تقدیر پر ارشاد اقدس الميت یعذب الحدیث کی آٹھوں روایتیں بھی یہاں شمار کے قابل تھیں مگر از انجا کہ علماء کو اس کے معنی میں بہت اختلاف ہے۔ نہ ہمارا قصد حصر و استعیاب۔ لہذا انہیں معدود نہ کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

### حدیث (30)

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی:

" أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي مَوْتِهِ كَأَذَاهُ فِي حَيَاتِهِ " (1) جیسے زندگی میں اُسے تکلیف پہنچائی۔

(1) (آخر جہ ابن ابی شیبہ فی المصنف، کتاب الجنائز 3/367، کراچی، و 3/245، ملتان، و 3/56 (11990)، الرياض۔)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے شبابہ بن سوار کے اور وہ صالح الحدیث، حسن الحدیث ہے بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس کی روایت برقم (4162) امام شعبہ سے بیان کی ہے اور اسی طرح امام مسلم نے بھی اپنی صحیح میں (1617) وغیرہ مقام پر بیان کی ہے، لہذا یہ جید سند ہے، اور یہ بظاہر موقوف روایت ہے، لکن لا یضر وقفہ، فہو مما لا یندرک بالرای۔

اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں، جن میں سے کچھ ذکر ہوئے کچھ آ رہے ہیں اور انہی میں سے ایک وہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَ: "الْمَيِّتُ يُؤْذِيهِ فِي قَبْرِهِ مَا يُؤْذِيهِ فِي بَيْتِهِ"۔

(آخر جہ الکلاباذی فی بحر الفوائد المسمى بمعاني الأخبار 297، وابن أبي حاتم في

العلل 1/372 (1104)، والديلمي في فردوس الأخبار 1/199 (754) ==

**حدیث (31)**

سعید بن منصور اپنے سنن میں راوی کسی نے اُس جناب (یعنی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سے قبر پر پاؤں رکھنے کا مسئلہ پوچھا فرمایا:

"كَمَا أَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي حَيَاتِهِ مجھے جس طرح مسلمان زندہ کی ایذا  
فَإِنِّي أَكْرَهُ أَذَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ". (1) ناپسند ہے یونہی مردہ کی۔

**حدیث (32)**

طبرانی عبد الرحمن بن علا بن لجلاج سے اُن کے والد علا (☆) رحمۃ اللہ علیہ  
نے اُن سے فرمایا:

== ذکرہ الدیلمی بلا سند۔

وقال ابن أبي حاتم: قَالَ أَبِي: هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَزٌّ الَّذِي يَشْبَهُ حَدِيثَ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ  
عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَسَرَ عَظْمَ الْمَيِّتِ مِثْلًا كَكَسْرِهِ وَهُوَ حَيٌّ فَارَى أَنَّهُ  
دَلَسَ لَهُ هَذَا الْإِسْنَادَ لِأَنَّ ابْنَ لَهْيَعَةَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيدٍ۔

(1) (ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور 388، وعزاه إلى سعيد بن منصور،  
والعجلوني في كشف الخفاء 299\1)

(☆) (تابعی ثقہ ہیں اور اُن کے بیٹے عبد الرحمن تبع تابعین مقبول الروایۃ سے دونوں صاحب  
رجال جامع ترمذی میں ہیں ۱۲ منہ سلمہ)

علاء بن لجلاج غطفانی، عامری، شامی، حلبی۔

آپ خالد بن لجلاج کے بھائی ہیں اور اپنے والد اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت  
کرتے ہیں آپ سے اُن کے بیٹے عبد الرحمن بن علاء، عبد اللہ بن علاء اور حفص بن عمر بن ثابت =

"يَا بُنَيَّ إِذَا وَضَعْتَنِي فِي لَحْدِي فَقُلْ: اے میرے بیٹے! جب مجھے لحد میں  
 بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ رکھے {بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَىٰ مِلَّةِ رَسُولِ  
 صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَنَّ عَلَى الثَّرَابِ شَنًّا ثُمَّ اقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِي  
 بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ يَقُولُ ذَلِكَ" (1)  
 {امن الرسول} سے پڑھنا کہ میں  
 نے سید عالم ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

== حلبی روایت کرتے ہیں، امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن أبواب الجنائز عن رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب مَا جَاءَ فِي التَّشْدِيدِ عِنْدَ الْمَوْتِ، (979) میں ان دونوں  
 باپ بیٹے سے روایت لی ہے۔ امام عجل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ثقہ ہے، اور ابن حبان نے ثقات  
 میں ذکر کیا۔ مزید ملاحظہ فرمائیں: (التاریخ الکبیر للبخاری 506. 507\6، والجرح  
 والتعديل 360\6، والثقات للعجلی 150\2، والثقات لابن حبان 245. 246\5،  
 وتاریخ دمشق 229. 231\47، وایضاً الکمال 537. 539\22، وتهذيب  
 التهذيب 191\8، وغيرهم)

(1) (أخرجه الطبراني في الكبير 94\19) (491)، وقال: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ  
 مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي أُسَامَةَ الْحَلَبِيُّ، ثنا أَبِي، ح وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ دَحِيمٍ الدَّمَشْقِيُّ، ثنا أَبِي، ح  
 وَحَدَّثَنَا الْخُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ التُّسْتَرِي، ثنا عَلِيُّ بْنُ بَحْرٍ، قَالُوا: ثنا مُبَشِّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،  
 حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ الدَّجَلِجِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ لِي أَبِي ---- الخ -  
 وذكره السيوطي في شرح الصدور 153. 154 وعزاها إلى الطبراني - وأورده ==



== الهیثمی فی المجمع 44\3 وقال: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ مُوثَّقُونَ.

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کو اپنے تین (3) شیوخ سے روایت کرتے ہیں جن میں

(1) ابواسامہ عبد اللہ بن محمد بن بھلول ابی اسامہ۔

(2) ابراہیم بن عبد الرحمن بن ابراہیم الدمشقی ابن دحیم

(3) حسین بن اسحاق بن ابراہیم التستری الدقیق

ابواسامہ میں کلام موجود ہے، مگر اس کے دو ثقہ متابع موجود ہیں:

ابراہیم بن دحیم کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ہی تاریخ الاسلام (100\22) میں

فرماتے ہیں: "وكان ثقة". اور حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الثقات

(208\2) میں فرماتے ہیں: "قال مسلمة: شامي ثقة". اور تیسرے راوی حسین بن اسحاق

کے بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء (57\14) فرماتے ہیں کہ: "وَكَانَ مِنَ

الْحَفَاطِ الرَّحَالَةِ". اور حسین بن ابی یعلیٰ طبقات حنابلہ (101)، وفی نسخہ: (142\1) میں

مُتَّحَمَاتے ہیں: "ذكره أبو بكر الخلال فقال: شيخ جليل... وكان رجلاً مقدماً رأيت

موسى بن إسحاق القاضي يكرمه ويقدمه".

ابراہیم بن دحیم اپنے والد ابوسعید عبد الرحمن بن ابراہیم بن عمرو بن میمون الدمشقی جن کا لقب دحیم

ہے سے روایت کرتے ہیں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیر اعلام النبلاء (515\11) میں

فرماتے ہیں: "القاضي، الإمام، الفقيه، الحافظ، محدث الشام". اور ان سے امام بخاری

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں (3920) میں روایت لی ہے، راقم الحروف کے علم کے مطابق

تقریباً پندرہ آئمہ محدثین نے ان کی توثیق بیان کی ہے اور کسی نے بھی ان پر جرح نہیں کی، واللہ

اعلم بالصواب۔ پھر ان کے متابع علی بن بحر بن بری القطان، ابوالحسن البغدادی ہیں جن کے

بارے میں حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سیر اعلام النبلاء (12\11) میں فرماتے ہیں: "الإمام،

الحافظ، المُنْتَقَن، أَبُو الْحَسَنِ الْفَارِسِيُّ، ثُمَّ الْبَغْدَادِيُّ، الْقَطَّانُ". جبکہ راقم کے علم کے

== مطابق تقریباً دس آئمہ و محدثین نے ان کی توثیق فرمائی اور کسی ایک نے بھی تضعیف نہیں کی۔ پس دحیم اور علی بن بحر دونوں مبشر بن اسماعیل سے روایت کرتے ہیں اور یہ بھی ثقہ راوی ہیں جس نے بھی ان میں کلام کیا بلا حجت کیا جیسا کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی میزان الاعتدال (433\3)، اور المغنی فی الضعفاء (540\2)، والسیر (302\9) میں فرماتے ہیں: "تکلم فیہ بلا حجة"۔

مبشر بن اسماعیل، عبد الرحمن بن العلاء بن اللہجاء سے روایت کرتے ہیں جن کو امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الثقات (90\8) میں ذکر کیا اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تقریب التہذیب (208) میں فرمایا: "مقبول، من السابعة"۔ اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں اس سے روایت لی ہے، اور علماء سلف میں سے کسی نے ان کی تضعیف نہیں کی الا یہ کہ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان الاعتدال میں ذکر کیا مگر کسی سے کوئی کلمہ جرح ذکر نہیں کیا۔

**تنبیہ:** غیر مقلد البانی اور اس کے پیروکار عبد الرحمن بن العلاء بن اللہجاء کی وجہ سے اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر یہ البانی کے تناقضات میں سے ہے کیونکہ اس نے خود ترمذی میں موجود ان کی روایت کی تصحیح کی ہے، ملاحظہ فرمائیں: صحیح وضعیف سنن الترمذی 479\2 (979)۔ جبکہ عبید اللہ مبارکپوری نے اپنی مرعاة المفاتیح (258\5) میں کہا کہ: "قال شیخنا: لم یحکم (الترمذی) علیہ بشیء من الصحة والضعف، والظاهر أنه حسن - انتہی"۔ اور یہی بات عبد الرحمن مبارکپوری غیر مقلد نے بھی اپنی تحفۃ الاحوذی (49\4) میں یوں ذکر کی کہ: "قوله (وَإِنَّمَا أَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ) لَمْ يَحْكَمْ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ مِنَ الصَّحَّةِ وَالضَّعْفِ وَالظَّاهِرُ أَنَّهُ حَسَنٌ"۔ پس سوال یہ ہے کہ اگر ترمذی میں مبشر بن اسماعیل، عبد الرحمن بن العلاء سے اور وہ اپنے باپ علاء سے بیان کرے تو البانی کی نزدیک صحیح اور دوسرے غیر مقلد بزرگ اس کو حسن سمجھیں تو غیر ترمذی وہی مبشر بن اسماعیل روایت کرے ان

== سے روایت کرے اور یہ اپنے والد سے ہی بیان کریں تو ضعیف کیوں؟۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اپنی پسند کی بات ہو قبول اور اپنے مخالف ہو تو مردود؟۔ بقیہ قبلہ حضرت علامہ مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی کی تلاوت قرآن برائے ایصال ثواب۔ اور راقم الحروف کی جامع ایصال ثواب میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں)

عبد الرحمن بن العلاء بن الجلاح اپنے باپ علاء بن الجلاح سے روایت کرتے ہیں جن کی توثیق امام عجل، امام ابن حبان اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہم (تاریخ ثقات 343، و کتاب الثقات 245\5، و تقریب التہذیب 269) نے کی ہے اور کسی نے ان کی تضعیف نہیں کی۔ علاء بن الجلاح اپنے باپ حضرت الجلاح بن حکیم سلمی رضی اللہ عنہ سے جو کہ صحابی رسول ہیں سے روایت کرتے ہیں۔

پھر اس کے شاہد بھی موجود ہیں امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل الفاظ سے روایت کیا ہے: "حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ الْجَلَّاجِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لِي أَبِي يَا بَنِي إِذَا أَنَا مَت فُضِعْنِي فِي اللَّحْدِ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ وَسُنْ عَلَى التُّرَابِ سَنَا وَاقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِي بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو يَقُولُ ذَلِكَ".

وآخر جہ ابن معین فی تاریخہ بروایۃ الدورۃ 449\4، والدينوري في المجالسة وجواهر العلم 128\3 (757)، واللالکائی فی شرح أصول اعتقاد أهل السنة 1227\6 (2174)، والخلال فی الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر 87، والبيهقي في الدعوات الكبير 297\2 (638)، وفي السنن الكبرى 93\4 (7068)، وابن عساکر فی تاریخ دمشق 230\47، و297\50، وأبو الطاهر السلفي في الطيوريات 449\2 (394)، والمزي في تهذيب الكمال 537. 538\22، کلہم من

== اور امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی معجم کبیر (13613) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ، وَأَسْرِ عَوَابِهِ إِلَى قَبْرِهِ، وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ، وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتَمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ"۔ وأخرجه البيهقي في الشعب (8854)، والديلمي في الفردوس 284\1 (1115)۔

قال البيهقي: وَقَدْ رَوَيْنَا الْقِرَاءَةَ الْمَذْكُورَةَ فِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوفًا عَلَيْهِ۔

وقال الهيثمي في المجمع 44\3: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ يَخْيِي بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَابِلِيُّ، وَهُوَ ضَعِيفٌ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح البخاری (184\3) فرماتے ہیں: "أخرجه الطبراني بإسناد حسن"۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری (113\8) فرماتے ہیں: "وروی الطبرانی بإسناد حسن من حدیث ابن عمر"۔

البانی اور اس کے ہمنوا اس روایت کو شواہد کی موجودگی میں ضعیف قرار دیتے ہیں مگر ملاحظہ فرمائیں کہ ایک جماعت جس میں معتزین کے ہمنوا بھی موجود ہیں اس کو حسن قرار دیتے ہیں اگرچہ یہ روایت اپنی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے مگر یہ اپنے شواہد کے ساتھ درجہ حسن کو پالیتی ہے۔

☆ حسین بن محمد بن سعید اللاعی، المعروف بالمغربی (المتوفی: 1119ھ) نے میں البدز التمام شرح بلوغ المرام (204\4) لکھا کہ: "أخرجه الطبراني بإسناد حسن"۔

☆ عبد اللہ بن قعود... عبد اللہ بن غدیان... عبد الرزاق عفی فی... عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز نے فتاویٰ اللجنة الدائمة - المجموعۃ الأولى (429\2) میں لکھا کہ: "وروی الطبرانی بإسناد حسن عن ابن عمر رضي الله عنهما"۔

☆ بکر أبو زید... صالح الفوزان... عبد الله بن غديان... عبد العزيز آل الشيخ... عبد العزيز بن عبد الله بن باز نے فتاویٰ اللجنة الدائمة - المجموعة الثانية (267\7) میں لکھا کہ: "ولما رواه الطبراني بإسناد حسن عن ابن عمر رضي الله عنهما".

☆ محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ (المتوفى: 1389ھ) نے فتاویٰ و رسائل سماحة الشيخ محمد بن إبراهيم بن عبد اللطيف آل الشيخ (226\3) میں لکھا کہ: "وروى الطبراني بإسناد حسن من حديث ابن عمر".

☆ محمود محمد خطاب السبكي نے المنهل العذب المورد شرح سنن الإمام أبي داود (13\9) میں کہا کہ: "ما أخرجه الطبراني لإسناد حسن من حديث ابن عمر مرفوعاً".

☆ الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد والوں نے مجلة البحوث الإسلامية - مجلة دورية تصدر عن الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد (49\80) میں لکھا کہ: "وروى الطبراني بإسناد حسن من حديث ابن عمر".

☆ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح الزرقانی علی الموطا (136\2) میں فرماتے ہیں: "قال الحافظ ويؤيده حديث ابن عمر... أخرجه الطبراني بإسناد حسن".

☆ محمد بن إسماعيل بن صلاح بن محمد الحسني، الكحلاني ثم الصنعاني، أبو إبراهيم، عز الدين، المعروف كأسلافه بالأُمير (المتوفى: 1182ھ) نے بھی اسی بات کو سبل السلام (490\1) میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

☆ محمد بن علي بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمني (المتوفى: 1250ھ) نے اسی بات کو نیل الأوطار (87\4) میں نقل کیا ہے۔

☆ محمد الخضر بن سيد عبد الله بن أحمد الجكني الشنقيطي (المتوفى: 1354ھ)

نے کوثر المعانی الذراری فی کشف خبايا صحيح البخاري (712) میں نقل کیا ہے۔  
 ☆ حسن بن أحمد بن يوسف بن محمد بن أحمد الزباعي الصنعاني (المتوفى :  
 1276ھ) نے فتح الغفار الجامع لأحكام سنة نبينا المختار (695\2) میں نقل کیا اور  
 (743\2) میں لکھا کہ: "أخرجه الطبراني بإسناد حسن"۔

☆ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم العاصمي القحطاني الحنبلي النجدي نے  
 الإحكام شرح أصول الأحكام (76\2) میں نقل کیا۔  
 ☆ الدكتور حسام الدين بن موسى عفانة نے فتاوى يسألونك (330\7، و  
 285\14) میں اسی بات کو نقل کیا ہے۔

☆ عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420ھ)، و محمد بن صالح بن محمد  
 العثيمين (المتوفى: 1421ھ)، و عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين (المتوفى:  
 1430ھ) نے فتاوى إسلامية (60\2) میں لکھا کہ: وروى الطبراني بإسناد حسن عن  
 ابن عمر رضي الله عنهما "۔

☆ محمد بن علي بن آدم بن موسى الإثيوبي الوَلَوِي نے شرح سنن النسائي المسمى  
 ذخيرة العقبي في شرح المجتبى میں حافظ ابن حجر عسقلاني کا کلام نقل کیا کہ: "قال الحافظ  
 - رَحْمَةُ اللَّهِ -: ويؤيده - يعني كلام الفاكهي - حديث ابن عمر - رضي الله عنهما - ،  
 قال: سمعت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول: "إذا مات أحدكم، فلا  
 تحبسوه، وأسرعوا به إلى قبره"۔ أخرجه الطبراني بإسناد حسن "۔

☆ علی بن نایف نے الاستعداد للموات (274) میں لکھا کہ: "أخرجه الطبراني برقم  
 (13438) وحسنه الحافظ ابن حجر في فتح الباري لابن حجر - (ج 4/ص 371)  
 وهو حسن لغيره"۔

اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گزرا کہ مجھ پر مٹی تھم تھم کر بہ نرمی ڈالنا۔

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوٰۃ میں اس حدیث کے نیچے لکھتے ہیں:

چوں دفن کنید مرا پس جب مجھے دفن کرنا تو مجھ پر مٹی نرمی و  
بفرمی و بسہولت بیند ازید سہولت سے یعنی ذرا ذرا کر کے ڈالنا۔  
برمن خاک را یعنی اندک یہ اشارہ ہے اس بات کا کہ مُردے کو  
اندک اندک ازید و این اشارت احساس ہوتا ہے اور جس چیز سے زندہ کو  
است بآن کہ میت احساس تکلیف ہوتی ہے مردہ کو بھی ہوتی ہے۔  
می کند و درد ناک می شود  
بانچہ درد ناک مے شود بآن  
زندہ۔ (1)



## فصل چہارم

وہ احادیث جن میں صراحۃً وارد کہ مردے اپنے زائرین کو پہچانتے اور اُن کا سلام سنتے اور انہیں جواب دیتے ہیں۔

### حدیث (33)

امام ابو عمر ابن عبد البر کتاب الاستذکار و التہمید میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ  
الْمُؤْمِنِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا.  
فَيَسَلِّمُ عَلَيْهِ إِلَّا عَرَفَهُ. وَرَدَّ عَلَيْهِ  
السَّلَامَ" (1)

جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی قبر پر گزرتا اور اسے سلام کرتا ہے اور وہ اسے دنیا میں پہچانتا تھا اب بھی پہچانتا اور جواب سلام دیتا ہے۔

(1) (أخرج ابن عبد البر في الاستذكار 185\1، وفي نسخة: 166\2، وذكره عبد الحق الأشبيلي في الأحكام الكبرى 546\2، وفي الأحكام الوسطى 152\2، وفي الأحكام الصغرى 345\1، وفي العاقبة 118 (264)، وابن رجب في أحوال القبور 82 (278)، والسيوطي في شرح الصدور 202۔

☆ امام عبد الحق بن عبد الرحمن بن عبد اللہ الاندلسی الاشبیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 581ھ اپنی الأحكام الصغرى (345) میں فرماتے ہیں: "إسناده صحيح"۔

☆ ابن تیمیہ الحرانی متوفی 728ھ نے اپنے مجموع الفتاوى (331\24) میں لکھا کہ: "قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: ثَبَتَ ذَلِكَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَصَحَّحَهُ عَبْدُ الْحَقِّ صَاحِبُ الْأَحْكَامِ"۔  
وانظر: اقتضاء الصراط المستقيم، فصل النوع الثاني من الأمكنة 178\2 لابن تيمية

☆ علامہ ابن رجب جنبل رحمۃ اللہ علیہ اہوال القبور (82) میں فرماتے ہیں: خرجہ ابن عبد البر وقال عبد الحق الإشبيلي: إسناده صحيح يشير إلى أن رواته كلهم ثقات وهو كذلك إلا أنه غريب بل منكر.

☆ علامہ محمود بن احمد بدر الدين عيني رحمۃ اللہ علیہ متوفی 855ھ اپنی صحیح بخاری کی شرح عمدۃ القاری (69\8) میں فرماتے ہیں: "وعند ابن عبد البر، بسند صحيح".

☆ علامہ تکی بن ابی بکر محمد بن تکی العامری الحرّضی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 893ھ اپنی بہجۃ المحافل وبغیۃ الأمثال (232\2) میں فرماتے ہیں: "وقد أخرج ابن عبد البر بإسناد حسن".

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 911ھ اپنے الحاوی للفتاوی (205) میں فرماتے ہیں: "وَرَوَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي "الْإِسْتِذْكَارِ" وَ "التَّمْهِيدِ" ... صَحَّحَهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْحَقِّ".

☆ علامہ زکریا بن محمد بن زکریا انصاری السنکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 926ھ اپنی اسنی المطالب فی شرح روض الطالب (331\1) میں فرماتے ہیں: "فَقَدْ رَوَى ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ".

☆ علامہ محمد بن عمر السفیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 956ھ اپنی المجالس الوعظیۃ فی شرح أحادیث خیر البیریۃ من صحیح البخاری (77\2) میں لکھتے ہیں: "فقد روى ابن عبد البر بإسناد حسن".

☆ علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1014ھ اپنی مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح (221\4) میں لکھتے ہیں: "وَأَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي "الْإِسْتِذْكَارِ" وَ "التَّمْهِيدِ" عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا - ...، صَحَّحَهُ عَبْدُ الْحَقِّ".

☆ علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1031ھ اپنی فیض القدير شرح الجامع ==

== الصغیر (487\5) میں لکھتے ہیں: "وأفاد الحافظ العراقي أن ابن عبد البر خرج في

التمهيد والاستذكار بإسناد صحيح من حديث ابن عباس وممن صححه عبد الحق "

☆ علامہ حسین بن محمد بن سعید المعروف بالمغربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1119ھ اپنی البدیع التمام

شرح بلوغ المرام (407\5) میں لکھتے ہیں: "وقد صح عن ابن عباس مرفوعاً"۔

☆ علامہ محمد بن اسماعیل المعروف امیر صنعانی متوفی 1182ھ اپنی التنبیہ شرح الجامع

الصغیر (484\9) میں لکھتے ہیں: "وأفاد الحافظ العراقي أنه خرج ابن عبد البر في

التمهيد والاستذكار (6) بإسناد صحيح من حديث ابن عباس وممن صححه عبد

الحق"۔

☆ علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی 1270ھ اپنی تفسیر روح المعانی، سورة الروم

(55\11) میں فرماتے ہیں: "وبما أخرج ابن عبد البر وقال عبد الحق الأشبيلي إسناده

صحيح عن ابن عباس مرفوعاً"۔

☆ عبد القادر بن ملاحوش آل غازی العانی متوفی 1398ھ نے بیان المعانی (458\4)

میں اسی بات کو ذکر کیا۔

☆ عبید اللہ بن محمد مبارکپوری متوفی 1414ھ نے اپنی مرعاة المفاتيح شرح مشكاة

المصابيح (363\6) میں لکھا: "فقد أخرج ابن عبد البر في الاستذكار والتمهيد عن

ابن عباس، قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - : ما من أحد يمر بقبر أخيه

المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه، ورد عليه السلام، صححه

أبو محمد عبد الحق، قال: وهذا نص في أنه يعرفه بعينه، ويرد عليه السلام"۔

☆ حسنین مخلوف کے فتاویٰ شرعیہ (464\1) میں ہے کہ: "وأخرج حافظ المغرب

الإمام أبو عمر بن عبد البر بإسناد صحيح عن ابن عباس مرفوعاً"۔

☆ فتاویٰ الازھر (11\6) میں ہے: "وأخرج ابن عبد البر بإسناد صحيح عن ابن =

امام ابو محمد عبد الحق (1) کہ اجلہ علمائے حدیث سے ہیں اس حدیث کی تصحیح کرتے ہیں۔  
ذکرہ الإمام السيوطي في شرح الصدور والفاضل الزرقاني في شرح  
المواهب۔ (2)

اسی طرح امام ابو عمرو سید علامہ سمہودی نے اس کی تصحیح فرمائی۔ (3)  
ذکرہ الشيخ المحقق في جامع البركات وجذب القلوب۔ (4)

== عباس مرفوعاً۔ اور اسی فتاویٰ میں (290\8) پر ہے: "قال ابن عبد البر: ثبت ذلك  
عن النبي صلى الله عليه وسلم، وصححه عبد الحق صاحب الأحكام"۔

(1) (كما تقدم قبل قليل)  
(2) (اسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور (202)، وقال: صححه عبد  
الحق۔ میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب (369\7)، وقال: رواه ابن عبد  
البر، وصححه أبو محمد عبد الحق۔ میں ذکر کیا اور علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے  
بھی فیض القدیر (487\5)، وقال: وأفاد الحافظ العراقي أن ابن عبد البر خرج في  
التمهيد والاستذكار بإسناد صحيح من حديث ابن عباس وممن صححه عبد الحق  
بلفظ ما من أحديمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد  
عليه السلام۔ میں ذکر کیا ہے۔)

(3) (وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى 178\4، وقال علي بن عبد الله أبو الحسن  
السمهودي: قلت: روى عبد الحق في الأحكام الصغرى وقال: إسناده صحيح عن  
ابن عباس رضي الله تعالى عنهما۔۔۔۔۔ ورواه ابن عبد البر وصححه كما نقله ابن  
تيمية، لكن بلفظ: "ما من رجل يمر بقبر الرجل كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا ردَّ  
الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام"۔)

(4) (اسے شیخ محقق نے جامع البرکات اور جذب القلوب میں ذکر فرمایا ہے۔)

امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام (1) میں یہ حدیث لکھ کر فرماتے ہیں:  
ذکرہ جماعة (2)

(1) (شفاء السقام، الباب الخامس، 88)

(2) (ذکرہ أبو العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم الأنصاري القرطبي، متوفى 671هـ)، في المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم (127\3)، وقال: وقد ذكر أبو عمر بن عبد البر حديثاً صحيحاً عن أبي هريرة مرفوعاً۔

☆ وأحمد بن محمد الأنصاري، أبو العباس، ابن الرفعة، متوفى (710هـ)، في كفاية النبيه في شرح التنبيه (163\5)، وقال: وذكر أبو عمر بن [عبد البر] في "الاستذكار" من حديث ابن عباس --- قال عبد الحق في "الأحكام": وإسناده صحيح۔

☆ وابن تيمية الحراني، أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن تيمية، متوفى (728هـ) في اقتضاء الصراط المستقيم، فصل النوع الثاني من الأمكنة، (178\2)، وقال: وقد روى حديث صححه ابن عبد البر۔ وفي المجموع الفتاوى (351\1)، و (295\4)، وقال: كما في الحديث الذي صححه بن عبد البر عن النبي ﷺ، و (173\24)، وقال: كما ثبت عن رسول الله ﷺ، و (297\24)، و (303.304\24)، و (331\24)، وقال: قال ابن المبارك ثبت ذلك عن النبي صلى الله عليه وسلم وصححه عبد الحق صاحب الأحكام۔ و (364\24)، و (71\27)، و (395\27)، ونقله عنه محمد بن أحمد بن عبد الهادي الحنبلي متوفى (744هـ)، في الصارم المنكي في الرد على الشنكي (223.224)، ومحمد الأمين بن محمد الشنقيطي متوفى (1393هـ) في أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، سورة النمل (132\6) ==

☆ وابن القيم الجوزية، ابو عبد الله محمد بن ابي بكر الدمشقي (متوفى 751هـ) في كتاب الروح، المسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زيارة الأحياء وسلامهم أم لا (53)، وقال: فقال ابن عبد البر: ثبت عن النبي ﷺ - وأيضاً في حاشية على سنن أبي داود (93\11)، وأيضاً في بدائع الفوائد (173\2)، ونقله عنه محمد الأمين بن محمد الشنقيطي متوفى (1393هـ) في أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (135\6)، ومحمد بن صالح بن محمد العثيمين متوفى (1421هـ)، في الشرح الممتع على زاد المستقنع (385\5)

☆ وابن كثير، ابو الفداء اسماعيل بن عمر بن كثير، متوفى (774هـ) في تفسيره، سورة الروم (325\8)، وقال: مَا رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مُصَحَّحًا [لَهُ]، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا - ونقله عنه القاسمي في محاسن التأويل، سورة الروم (21\8)، ودروزة محمد عزت في تفسير الحديث (461\5)،

☆ والعراقي، أبو الفضل زين الدين عبد الرحيم بن الحسين بن عبد الرحمن، متوفى (806هـ)، قال: رواه ابن عبد البر في التمهيد من حديث ابن عباس -- ونحوه، وصححه عبد الحق الاشيلي. (إتحاف السادة المتقين 275\14)

☆ وأبو العباس أحمد الرملي الأنصاري متوفى (926هـ)، في حاشيته على أسنى المطالب شرح روض الطالب (331\1)، وقال: قال عبد الحق وإسناده صحيح -

☆ وأحمد البرلسي عميرة، متوفى (957هـ)، في حاشية على المنهاج (412\1)، وقال: رَوَاهُ عَبْدُ الْحَقِّ فِي الْأَحْكَامِ وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ.

☆ ومحمد بن عبد الوهاب النجدي متوفى (1206هـ)، في أحكام تمنى الموتى (46)، وقال: أخرج ابن عبد البر عن ابن عباس --- صححه عبد الحق -

☆ ومحمد بن علي بن محمد الشوكاني متوفى (1255هـ) في نيل الأوطار من ==

وقال القرطبي في التذكرة (1) ان عبد الحق صححه، ورويناه في الخلعيات من حديث أبي هريرة أيضا (2) انتهى۔

اسے ایک جماعت نے ذکر کیا اور امام قرطبی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ امام عبد الحق نے اسے صحیح کہا اور خلعیات میں اسے ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔ انتہی۔ قلت: وستمع ذلك۔

### حدیث (34)

ابن ابی الدنیا و بیہقی و صابونی و ابن عساکر و خطیب بغدادی و غیر ہم محدثین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

== أحادیث سید الأخیار شرح منتقى الأخبار (305\3)، وقال: وقد صَحَّ عن بن عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا۔

☆ و محمد أشرف بن أمير بن علي بن حيدر، أبو عبد الرحمن، الصديقي، العظيم آبادي متوفى (1329 هـ)، في عون المعبود شرح سنن أبي داود (261\3)، وقال: وقد صح عن بن عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا۔

☆ و محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الديوبندي، متوفى (1353 هـ)، في فيض الباري على صحيح البخاري (42\3)، وقال: وفي حديث صححه أبو عمرو۔

☆ و وهبة بن مصطفى الزحيلي في التفسير المنير في العقيدة والشريعة والمنهج، سورة الروم (112\21) وقال: ما رواه ابن عبد البر، مصححاً له عن ابن عباس سرفوعاً۔ وقد ذكر الآخرون في كتبهم۔

(1) (التذكرة في أحوال الموتى، باب ما جاء أن الميت يسمع ما يقال، 180)

(2) (يأتى مابعده)



"إِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَعَرَفَهُ وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرِ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ"۔ (1)

جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے دُنیا میں شناسائی تھی اور اُسے سلام کرتا ہے میت جواب سلام دیتا اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور سلام کرتا ہے میت اسے جواب سلام دیتا ہے

۔ (☆)

(☆) (سمہودی گوید کہ احادیث درینمعنی بسیار است و این معنی در آحاد است و عموم مومنین متحقق ۱۲ جذب القلوب)

علامہ سمہودی فرماتے ہیں اس معنی میں احادیث بہت ہیں اور یہ معنی ہونا خود ہی ثابت ہے افراد اُمت اور عام مومنین میں متحقق ہے۔)

(1) (أخرجه ابن أبي الدنيا في القبور، والصابوني في المائتين كما في شرح الصدور للسيوطي 202، وابن جميع الصيد اوي في معجم الشيوخ 350.351، ومن طريقه الذهبي في السير 590\12، من طريق الربيع بن سليمان، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الْخِـ وقال الذهبي: غَرِيبٌ وَمَعَ ضَعْفِهِ فَفِيهِ انْقِطَاعٌ، مَا عَلِمْنَا زَيْدًا سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ.

وأخرجه أبو العباس الأصم في حديثه (مجموع فيه مصنفات الأصم) (214، و 419)، ومن طريقه الخطيب في تاريخ بغداد 135\6، وابن الجوزي في العلل المتناهية 429\2 (1523)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 380\10، وتمام في الفوائد 63\1 (139)، ومن طريقه ابن عساكر في تاريخ دمشق 65\27، وابن حبان

## حديث (35)

امام عقیلی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی:

قَالَ: قَالَ أَبُو رَزِينٍ: يَا رَسُولَ اللَّهِ  
إِنَّ طَرِيقِي عَلَى الْمَوْتَى فَهَلْ مِنْ  
كَلَامٍ أَتَكَلَّمُ بِهِ إِذَا مَرَرْتُ  
عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: " قُلِ: السَّلَامُ  
عَلَيْكُمْ أَيَا أَهْلَ الْقُبُورِ مِنْ  
الْمُسْلِمِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ، أَنْتُمْ لَنَا

یعنی ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا  
رسول اللہ! میرا راستہ مقابر پر ہے، کوئی  
کلام ایسا ہے کہ جب اُن پر گزروں کہا  
کروں؟ فرمایا: یوں کہہ سلام تم پر اے  
قبر والو! اہل اسلام اور اہل ایمان سے تم  
ہمارے آگے ہو اور ہم تمہارے پیچھے

== في المجروحين 5812، كلهم من طريق الزبيد بن سليمان، قال: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ  
بَكْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي  
هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... الحديث.

وأخرجه أبو الحسن الهكاري في هدية الأحياء للأموات (25)، وعلي بن الحسن  
الخلعي في الثامن من الخلعيات (ق 71)، وابن عساكر في تاريخ دمشق. 379.  
380\10، من طريق بكر بن سهل، ثنا محمد ابن مخلدة الرعيني، ثنا عبد الرحمن بن  
زيد بن أسلم به.

وأخرجه البيهقي في الشعب، فضل في زيارة القبور (8857)، وفي نسخة: 17\7  
(9296) من طريق ابن أبي الدنيا، موقوفاً.

قلت: وقد عزاه الحافظ السيوطي إلى ابن أبي الدنيا بطريقين أحدهما موقوف  
والآخر مرفوع، والظاهر أن طريق المرفوع عنده أخرى للحديث عن أبي هريرة، وله  
شواهد تقويه فانظر الحديثين ما قبله وما بعده خاصة.

سَلَفٌ وَمَنْحُنْ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّا إِن شَاءَ  
 اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ " , قَالَ: أَبُو  
 رَزِينٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَسْمَعُونَ؟  
 قَالَ: "يَسْمَعُونَ وَلَكِنْ لَا  
 يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُوا" ---- (1) دے سکتے۔

### تنبیہ نبیہ:

امام جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں:  
 "أَمَّا جَوَابًا يَسْمَعُهُ الْجَنُّ وَالْإِنْسُ  
 فَهُمْ يَرُدُّونَ حَيْثُ لَا يَسْمَعُ".  
 یعنی حدیث کی یہ مراد ہے کہ مردے ایسا  
 جواب نہیں دیتے جو جن اور انسان سن  
 لیں ورنہ وہ ایسا جواب تو دیتے ہیں

(1) (أخرجه العقيلي في الضعفاء الكبير 19\4، وذكره الحافظ في لسان الميزان  
 84\5، وفي الاصابة 139\7، وابن رجب في أحوال القبور 81.82 (277)۔

وقال ابن رجب الحنبلي: أخرجه العقيلي وقال: لا يعرف هذا اللفظ إلا بهذا الإسناد  
 ومحمد بن الأشعث: مجهول في النسب والرواية وحديثه غير محفوظ.  
 وقال الحافظ في الاصابة: قال العقيلي: لا يعرف إلا بهذا الإسناد، وهو غير محفوظ،  
 وأصل السلام المذكور على القبور يروى بإسناد صالح غير هذا.

قلت: وأيضاً أصل سماع الموتى يروى بإسناد صحيح غير هذا، كما في حديث عمر  
 بن الخطاب رضي الله عنه مروي في الصحيح، وحديث عبد الله بن عمر رضي الله عنهما  
 مروي في الصحيح، وحديث أنس بن مالك رضي الله عنه مروي في الصحيح،  
 والآخرين۔

جو ہمارے سننے میں نہیں آتا۔ (1)

**اقول:** یہ معنی خود اسی فصل کی دو حدیث سابق سے واضح کہ ان میں تصریحاً فرمایا مُردے جواب سلام دیتے ہیں اور اس کی نظیر وہ ہے جو حدیث (15) میں بکر بن عبد اللہ مزنی سے گزرا کہ روح سب کچھ دیکھتی ہے مگر بول نہیں سکتی کہ شور و فریاد سے منع کرے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں کہ اپنی بات احیاء کو سنا نہیں سکتے۔ ورنہ صحیح حدیثوں میں اُس کا کلام کرنا وارد، جیسا کہ حدیث (3) وغیرہ میں گزرا۔

**تنبیہ دوم:** فقیر کہتا ہے پھر یہ ہمارا نہ سننا بھی دائمی نہیں، صد ہا بندگانِ خدا نے اموات کا کلام و سلام سنا ہے، جن کی بکثرت روایات خود شرح الصدور وغیرہ میں مذکور اور بعض اسی مقصد میں فقیر نے بھی نقل کیں اور عجب نہیں کہ ان شاء اللہ اپنے محل پر اور بھی مذکور ہوں۔

**تنبیہ سوم:** بس نافع و مہم

**اقول وبالله التوفیق** طرفہ یہ ہے کہ جواب سوال نوزدہم میں صاحب مائتہ مسائل نے بھی اس حدیث کو، عن القاري عن السيوطي عن العقيلي، نقل کیا اور اموات کیلئے سلام احیاء کا سننا مسلم رکھا۔ (2)

اسی قدر سے اپنی وہ سب جولانیاں جو زیر سوال (26) کے ہیں باطل مان لیں کہ

(1) (شرح الصدور، باب زیارة القبور و علم الموتی بزوارهم، 203، وقال الملا علي القاري في المرقاة، باب زیارة القبور 221\4: "أي جواباً يسمعه الحي، وإلا فهم يزودون حيث لا تسمع كذا في نسخة الخمسة، ولكن أذكر في المتن ألفاظ السيوطي

(2) (مائة مسائل، مسئلہ 19، سماعت موتی، ص 40)

وہاں جن پانچ عبارتوں سے استناد کیا اُن سب میں نفی مطلق ہے۔  
 اسی طرح آیہ کریمہ بفرض غلط نافی سماع ہو تو وہاں بھی سلام و کلام کچھ تخصیص نہیں۔  
 اور عبارت دوم میں تو صاف منافات موت و افہام مذکور کیا، بعض جگہ متنافیین بھی جمع  
 ہو جاتے ہیں اور عبارت پنجم میں صریحاً لفظ جمادات موجود، پھر پتھروں کے آگے سلام  
 کلام سب ایک سا۔

**غرض** اگر آیت اور ان عبارات کا وہی مطلب تو سماع سلام کی تسلیم میں ان سب  
 استنادوں کو دفعتاً سلام ہو جاتا ہے۔ پھر ناحق آپ نے یہاں حدیث عقیلی سے استناد  
 اور کلمات قاری و سیوطی پر اعتماد کیا۔ قاری و سیوطی کی سنئے گا تو بہت کچھ ماننا پڑے گا،  
 اُن کی تحقیقات قاہرہ و تصریحات باہرہ عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ مقصد ثالث میں جگر  
 شکاف مکابرہ و اعتسفاف ہوتے ہیں۔ ادھر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں پر  
 کان رکھا اور ارواح گزشتگان کو جماد و سنگ ماننے کا دھرم گیا۔ ذرا خدا لگتی کہنا ایک  
 عقیلی کی حدیث سے آپ نے سماع سلام تو تسلیم کیا، بخاری و مسلم وغیرہ کی احادیث  
 صحیحہ سے جو توں کی پچھل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز اور سلام کے سوا اور انواع کلام بھی  
 سنا اور اُن پتھروں کا اپنے زائروں کو پہچاننا، اُن کا جواب سلام دینا، اور اُن سے اُنس  
 حاصل کرنا اور اُن کے سوا صد ہا امور جو ثابت و مذکور وہ کس جی سے مانئے گا یا وہاں پھر  
 فَأَلْفَ بَعْضِ الْحَدِيثِ وَكَافَ بَعْضٍ (کسی حدیث کا الف اور کسی کا کاف لیجئے  
 گا) کی ٹھہرے گی۔

علاوہ بریں خود یہ حدیث عقیلی اس تخصیص سلام کے رد کو کیا تھوڑی ہے یہاں  
 بھی اموات سے فقط السلام علیکم نہ کہا گیا۔ ذرا آنکھیں مل کر ملاحظہ ہو، آگے ان

پتھروں سے کچھ اور کلام و خطاب بھی نظر آتے ہیں کہ تم ہمارے سلف ہم تمہارے خلف، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ تم سے ملیں گے۔

اس سارے کلام پر ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا وہ سنتے ہیں؟ فرمایا: ہاں سنتے ہیں اور لطف یہ کہ اس حدیث کے بعد امام سیوطی کا وہ قول بھی نقل کر گئے کہ حدیث میں جواب نہ دینے سے یہ مراد ہے، ورنہ اموات واقع میں جواب دیتے ہیں۔ سبحان اللہ سلام بھی سنیں، کلام بھی سنیں، جواب بھی دیں اور پھر پتھر کے پتھر، "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ"۔

سچ فرمایا مولوی معنوی قدس سرہ نے: "ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم باشمانا محرمان ما خامشیم"۔ (1)  
ہم سمیع و بصیر ہیں اور خوش ہیں مگر تم نامحرموں کے سامنے مہر بر لب ہیں۔

### حدیث (36)

طبرانی معجم اوسط میں عبد اللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے راوی، حضور سید عالم ﷺ مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کے قبور پر ٹھہرے (رضی اللہ عنہم) اور فرمایا:  
فَ"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ قَسَمِ اس کی جس کے ہاتھ میں میری عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا رَدُّوا إِلَى يَوْمِ جَان ہے قیامت تک جو ان پر سلام الْقِيَامَةِ"۔ کرے گا جواب دیں گے۔

(1) (مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم 27)

(2) (أخرجه الطبراني في الأوسط 97.98\4) (3700)۔ وقال: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ

خَفْصِ السَّدُوسِيِّ قَالَ: نَأْبُو بِلَالٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: نَأْيَخِي بَنُ الْعَلَاءِ الرَّازِي، عَنْ عَبْدِ =

الأعلى بن عبد الله بن أبي فروة، عن قطن بن وهب، عن عبد الله بن عمر قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على مضعب بن عمير... فوالذي نفس محمد بيده لا يسلم عليهم أحد إلا رذوا إلى يوم القيامة.

وأورده الهيثمي في مجمع الزوائد 123\6: رواه الطبراني في الأوسط، وفيه عبد الأعلى بن عبد الله بن أبي فروة، وهو متروك.

قلت: وهم فيه الهيثمي عبد الأعلى بن عبد الله بن أبي فروة هو ثقة كما قال ابن معين (تاريخ ابن معين برواية الدوري 227\3 (1063)، والدارقطني (سؤالات السلمي للدارقطني 129 (68)). وقال الإمام أحمد لا بأس به (العلل ومعرفة الرجال برواية المروزي 123.124 (297)، وذكره ابن حبان في الثقات (130\7).

لكن يحيى بن العلاء الرازي البجلي، وهو متروك.

وأبو بلال الأشعري هو مرداس بن محمد ضعفه الدارقطني (السنن (857)، وذكره ابن حبان في الثقات (199\9)، وترجمه الحافظ في اللسان (26\8، أبي غدة) نقلا عن الذيل لشيخه العراقي، فقال: قال ابن القطان: لا يعرف البتة. قلت: هو مشهور بكنيته أبو بلال من أهل الكوفة يروي عن قيس بن الربيع والكوفيين روى عنه أهل العراق. قال ابن حبان في الثقات: يغرب ويتفرد. وليه الحاكم أيضًا. وقول ابن القطان: لا يعرف البتة، وهم في ذلك فإنه معروف. اهـ.

وقال الذهبي في تاريخ الإسلام (472\16): وهو من كبار شيوخ الكوفة.

قلت: فالحاصل من كلام هؤلاء الأئمة فيه وهو مقبول. وعمر بن حفص السدوسي وهو ثقة.

وأخرجه الطبراني في الكبير 364\20 (850)، بهذا السند إلا قطن بن وهب، عن عبد الله بن عمير قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على مضعب بن عمير.



## حديث (37)

بعينہ اسی طرح حاکم نے صحیح مستدرک میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کر کے تصحیح کی۔ (1)

قلت: وهم فيه الهيثمي أو تصحيف الناسخ أو الطابع، فإنه أورد الحديث في مجمع الزوائد (6013) عن ابن عمر قال: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُضْعَبِ بْنِ عَمِيرٍ --- الحديث - وقال: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ أَبُو بَلَالٍ الْأَشْعَرِيُّ ضَعَفَهُ الدَّارِقُطْنِيُّ. وأخرجه أبو نعيم في الحلية (1081) من طريق الطبراني لكن فيه قطن بن وهب، عن عبيد بن عمير --- الحديث -

وله شاهد بسند قوي عند عبد بن حميد قال: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَبِيبٍ الْجَارُودِيُّ، نَا عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ فَقَالَ: "اشْهَدُوا لِلْهُؤُلَاءِ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَتَوْهُمْ وَزُورُوهُمْ وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَجَوْتُ لَهُ، أَوْ قَالَ: إِلَّا رَدُّوا عَلَيْهِ" - رجاله كلهم ثقات إلا محمد بن حبيب الجارودي فهو صدوق كما قال الحافظ في تلخيص الحبير (26812)، والخطيب في تاريخ بغداد (27512) - فقد جاءت من طريقين آخرين عن أبي هريرة، وأبي ذر رضي الله عنهما مرفوعاً، وعن عبيد بن عمير مرسلاً، فالحديث حسن إن شاء الله تعالى - وانظر ما بعده -

(1) (أخرجه الحاكم في المستدرک 271\2 (2977)، ومن طريقه البيهقي في الدلائل 284\3 -

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يَخْرَجْ جَاهٌ -

وتعقبه الذهبي فقال: كذا قال، وأنا أحسبه موضوعاً، وقطن لم يرو له البخاري، وعبد

الأعلى لم يخر جاله -

قلت : قطن بن وهب بن عويمر الليثي أو الخزاعي أبو الحسن المدني. قال أبو حاتم: صالح الحديث. وقال النسائي: ليس به بأس. وذكره ابن حبان في الثقات. تهذيب التهذيب (383/8). وقال ابن حجر في التقريب: صدوق (127/2). وبقيّة رجاله ثقات -

قال الألباني في الضعيفة (366\11): شيخ الحاكم فيه - أبو الحسين عبيد الله بن محمد القطيعي - ؛ لم أعرفه.

قلت : ترجمه أبو الطيب نايف بن صلاح بن علي المنصوري في الرّوض الباسم في تراجم شيوخ الحاكم (93\1)، في ذكر الشيوخ الذين روى عنهم الحاكم والدارقطني معاً. وقال (659\1): عبيد الله بن أحمد بن عبيد الله - وقيل: عبيد الله بن محمّد بن أحمد - أبو الحسين - وقيل: أبو الحسن، وقيل: أبو القاسم - ابن البلخي. مترجم في "شيوخ الدارقطني". قلت: [ثقة]. وقال في الدليل المغني لشيوخ الإمام أبي الحسن الدارقطني (268): عبيد الله بن أحمد بن عبد الله أبو القاسم، ابن البلخي. حدّث عن: أبي إسماعيل الترمذي، وأبي مسلم الكجي، وموسى بن هارون، ومحمّد بن أيوب، والحسن بن العباس بن أبي مهران الرازي، وإبراهيم بن أبي طالب النيسابوري. وعنه: أبو الحسن الدارقطني، وأبو الحسين بن رزقويه، وغيرهما. قال الدارقطني: ثقة، وقال ابن رزقويه: كان شيخاً صالحاً. وقال الخطيب: كان ثقة، وكذا قال ابن الجوزي، وقال الذهبي: روى عنه الدارقطني، ووثقه. مات يوم الاثنين لإحدى عشرة بقيت من شهر رمضان سنة ست وأربعين وثلاثمائة، ودفن في آخر شارع المنصور. قلت: [ثقة]. تاريخ بغداد (355/10)، المنتظم (111/14)، تاريخ الإسلام (355/25). اهـ -

فعليه يكون الحديث بهذا الإسناد حسناً. ويكون تعقب الذهبي في محله.

فقد رواه الحاكم في المستدرک (221\3)، من طريق آخر: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ بْنِ هَانِيٍّ، ثنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى الشَّهِيدُ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَجَّيْنِيُّ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ قُطَنِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "لَمَّا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ مَرَّ عَلَى مُضْعَبِ الْأَنْصَارِيِّ مَقْتُولًا عَلَى طَرِيقِهِ فَقَرَأَ {مَنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ} {الأحزاب: 23}. وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهٌ. وأقره الذهبي في التلخيص.

وأبو نعيم في حلية الأولياء (107\1): حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْحَسَنِ، قَالَا: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَاجِ، ثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، ثنا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ قُطَنِ بْنِ وَهَبٍ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: "لَمَّا فَرَّغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص: 108 يَوْمَ أُحُدٍ مَرَّ عَلَى مُضْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ مَقْتُولًا عَلَى طَرِيقِهِ فَقَرَأَ: {مَنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ} {الأحزاب: 23} الْآيَةَ".

فرواه سعيد بن رحمة عن ابن المبارك في الجهاد (95) عن وهب بن قطن عن عبيد بن عمير قال: وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُضْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ، وَهُوَ مُنْجَعِفٌ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ أُحُدٍ شَهِيدٌ، وَكَانَ صَاحِبَ لِيَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ: {مَنْ الْمُؤْمِنِينَ رَجُلٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا} {الأحزاب: 23}، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْهَدُ عَلَيْكُمْ أَنَّكُمْ شُهَدَاءُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتُّوهُمْ وَزُورُوهُمْ وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ.

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ أَحَدٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَكُّوا عَلَيْهِ السَّلَامَ  
 " وسعيد بن رحمة، وقال ابن حبان في المجروحين (328\1): روى عنه أهل الشام  
 لا يجوز الاحتجاج به لمخالفته الأثبات في الروايات -

وأخرجه ابن الأثير في أسد الغابة (184. 185\5) من طريق سعيد بن رحمة - وتابعه  
 معاذ بن عبد الله عن وهب بن قطن عن عبيد بن عمير مرسلًا -  
 ورواه ابن سعد في الطبقات الكبرى (121\3) وقال:

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ صُهَيْبَانَ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ  
 وَهْبِ بْنِ قَطَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلَى مُصْعَبِ  
 بْنِ عُمَيْرٍ وَهُوَ مُنْجَعِفٌ عَلَى وَجْهِهِ، فَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ {مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا  
 عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ} [الأحزاب: 23] إِلَى آخِرِ الْآيَةِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ يَشْهَدُ  
 أَنَّكُمْ الشُّهَدَاءُ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ،  
 زُورُوهُمْ، وَأَتَوْهُمْ، وَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ مُسْلِمٌ  
 إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا رَكُّوا عَلَيْهِ السَّلَامَ -

عمر وبن صهبان السلمي، قال النسائي والدارقطني وغيرهما متروك الحديث -

هذا السند: ظاهره الاضطراب والصواب أن السند الأول هو الصحيح لأن الثاني  
 والثالث من رواية حاتم بن إسماعيل وهو حسن الحديث إذا لم يخالف وهو هنا لم  
 يخالف الثقة سليمان بن بلال فقط بل اضطرب في روايته فمرة نسبته إلى أبي ذر ومرة  
 رواه مرسلًا. والسند الرابع فهو ضعيف والخامس ضعيف جدا -

وبالجملة فالحديث بطريق سليمان بن بلال القرشي عن عبد الأعلى عن قطن صحيح  
 عندى على الراجح. والله تعالى أعلم بالصواب.

## حدیث (38)

حاکم مستدرک میں بافادہ تصحیح اور بیہقی دلائل النبوة میں بطریق عطف بن خالد مخزومی، عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد ماجد عبد اللہ بن ابی فروہ سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زیارت شہدائے اُحد کو تشریف لے گئے اور عرض کی:

"اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ  
أَنَّ هَؤُلَاءِ شُهَدَاءُ، وَأَنَّهُ مَنْ زَارَهُمْ  
وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
رَدُّوا عَلَيْهِ" (1)

الہی! تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے  
کہ یہ شہید ہیں اور قیامت تک جو ان کی  
زیارت کو آئے گا اور ان پر سلام کرے  
گاہیہ جواب دیں گے۔

**تتمہ حدیث:** عطف کہتے ہیں میری خالہ مجھ سے بیان کرتی تھیں میں ایک بار  
زیارت قبور شہدا کو گئی میرے ساتھ دو لڑکوں کے سوا کوئی نہ تھا جو میری سواری کا جانور  
تھامے تھے۔ میں نے مزارات پر سلام کیا، جواب سنا اور آواز آئی:

"وَاللَّهِ إِنَّا نَعْرِفُكُمْ كَمَا يَعْرِفُ بَعْضُنَا بَعْضًا" (2)

خدا کی قسم! تم لوگوں کو ہم ایسا پہچانتے ہیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو۔ میرے  
بدن پر بال کھڑے ہو گئے سوار ہوئی اور واپس آئی۔

(1) (أخرجہ الحاکم فی المستدرک 29\3، وفی نسخة 31\3 (4320) والبیہقی

فی الدلائل 307\3، وذكره السيوطي في شرح الصدور 281.282

وقال الحاکم: هَذَا إِسْنَادٌ مَدَنِيٌّ صَحِيحٌ، وَلَمْ يَخْرُجَاهُ، وَقَالَ الذَّهَبِيُّ: مَرْسَلٌ۔

قلت: عبد اللہ بن ابی فروہ مجہول الحال۔

(2) (انظر ما قبله)

**روایت دوم مناسب او:** امام بیہقی نے ہاشم بن محمد عمری سے روایت کی:

مجھے میرے باپ مدینہ طیبہ سے زیارتِ قبورِ اُحد کو لے گئے، جمعہ کا روز تھا، صبح ہو چکی تھی، آفتاب نہ نکلا تھا، میں اپنے باپ کے پیچھے تھا، جب مقابر کے پاس پہنچے انہوں نے باؤاز کہا: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ"۔ جواب آیا: "وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ"۔ باپ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ اے میرے بیٹے! تو نے جواب دیا؟ میں نے کہا: نہ۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور کلام مذکور کا اعادہ کیا، دوبارہ ویسا ہی جواب ملا، سہ بارہ کیا پھر وہی جواب ہوا، میرے باپ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر میں گر پڑے۔ (1)

**روایت سوم:** ابن ابی الدنیا اور بیہقی دلائل میں انہیں عطف مخزومی کی خالہ سے راوی: ایک دن میں نے قبر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس نماز پڑھی، اس وقت جنگل بھر میں کسی آدمی کا نام و نشان نہ تھا، بعد نماز مزارِ مطہر پر سلام کیا، جواب آیا اور اس کے ساتھ یہ فرمایا: "مَنْ يَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ الْقَبْرِ ☆ أَعْرِفُهُ كَمَا أَعْرِفُ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَنِي، وَكَمَا أَعْرِفُ اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ"۔ (3)

جو میری قبر کے نیچے سے گزرتا ہے میں اُسے ایسا پہچانتا ہوں، جیسا یہ پہچانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جس طرح رات اور دن کو پہچانتا ہوں۔

(1) (آخر جہ البیہقی فی الدلائل 125\3، و 309\3)

☆ (فقد ذکر فی الدلائل والمنامات وغیرہما: "مَنْ تَحْتِ الْأَرْضِ")۔

(3) (آخر جہ البیہقی فی الدلائل 308\3، وابن أبی الدنیا فی من عاش بعد الموت

39(41)، والطبری فی تہذیب الآثار 513\2، و ذکرہ ابن عبد البر فی الاستذکار =

## حدیث (39)

ابن ابی الدنیا بیہقی شعب الایمان میں حضرت محمد (☆) بن واسع سے راوی:

= 167\2، وابن بطال فی شرح صحیح البخاری 360\3، وابن الجوزی فی مثیر الغرام الساکن إلى أشرف الأماكن 497، وابن رجب فی أحوال القبور 87، وابن النجار فی الدرّة الثمینة فی أخبار المدينة 73، وابن کثیر فی البدایة والنهاية 442\5، والفاسی فی شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام 412\2، وابن الضیاء القرشی الحنفی فی تاریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام والمدينة الشریفة والقبر الشریف 256، وابن الملقن فی التوضیح لشرح الجامع الصحیح 156\10، والسمهودی فی وفاء الوفاء 112\3، والسیوطی فی شرح الصدور 210، وفی الخصائص الکبریٰ 220\1۔ من طریقین، وقال الطبری: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَنَّنَا ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عَطَافُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالَةُ لِي يَقَالُ لَهَا تَهْلُلُ بِنْتُ الْعَطَافِ، وَكَانَتْ مِنَ الْعَوَابِدِ، وَكَانَتْ كَثِيرًا مَا تَرْكَبُ إِلَى الشَّهْدَاءِ۔۔۔ إلخ۔ وتهلل بنت العطاف لم أعرفها، ولم أجد لها ترجمة۔

(☆) یہ تابعی ہیں، ثقہ، عابد، عارف باللہ، کثیر المناقب، رجال صحاح ستہ سے الا الطرفین ۱۲ منہ) محمد بن واسع بن جابر بن اخنس ابوبکر و یقال ابو عبد اللہ الازدی البصری۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کتاب الحج، باب جَوَازِ التَّمَتُّعِ (1226) میں روایت لی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن أبواب الدعوات عن رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، باب مَا يَقُولُ إِذَا دَخَلَ الشُّوقَ (3428) اور (3604) میں روایات لی ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن کتاب الحج، باب القران (2728) اور باب التمتع =



"قال: بَلَّغْنِي أَنَّ الْمَوْتَى يَعْلَمُونَ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ مُردے اپنے  
بِزْوَارِهِمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَوْمًا قَبْلَهُ زائروں کو جانتے ہیں جمعہ کے دن اور  
وَيَوْمًا بَعْدَهُ" (1) ایک دن اُس سے پہلے اور ایک دن  
اُس سے بعد۔

**تنبیہ:** اس حدیث کے یہ معنی کہ بوجہ برکت جمعہ ان تین دن میں اُن کے علم و  
ادراک کو زیادہ وسعت دیتے ہیں جو معرفت و شناسائی انہیں ان روزوں میں ہوتی  
ہے اور دنوں سے بیش و افزوں ہے نہ یہ کہ صرف یہی تین دن علم و ادراک کے ہوں۔  
ابھی سن چکے کہ نبی ﷺ کی احادیث کثیرہ مطلق ہیں جن میں بلا تخصیص ایام اُن کا علم  
و ادراک ثابت فرمایا۔ تصریح اس معنی کی ان شاء اللہ مقصدِ سوم میں مذکور ہوگی۔

= (2739) میں روایات لی ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن باب فی حسن  
الظَّنِّ (4993) میں روایت لی ہے۔ امام ابوالقاسم قوام السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تابعی بصری  
ہیں۔ امام عیسیٰ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہا وغیرہما نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔

(طبقات الكبرى 179\7، وتاريخ الكبير للبخاري 255\1، والجرح والتعديل  
113\8، الثقات للعجلي 415، وتاريخ دمشق 175\56، 138، وسير سلف  
الصالحين 938، ذكر أسماء التابعين ومن بعدهم 233\2، تهذيب الكمال  
576.581\26، وسير اعلام النبلاء 119.123\6، واکمال تهذيب الكمال  
379.381\10، وتهذيب التهذيب 499.500\9، والکاشف 228\2، وغیرہم۔  
(1) (أخرجه البيهقي في الشعب 18\7 (9301)، وذكره طارق محمد سكلوع في  
الملحق بكتاب القبور 203 (4)، وذكره ابن رجب في الاحوال القبور 84 (285)،

والسيوطي في شرح الصدور (275)

## فصل پنجم

وہ جلیل حدیثیں جن سے ثابت کہ سماع اہل قبور سلام ہی پر مقصور نہیں بلکہ دیگر کلام و اصوات بھی سنتے ہیں۔

### حدیث (40)

بخاری و مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی اپنے صحاح اور امام احمد مسند میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی، حضور پُر نور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ: إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا  
وُضِعَ فِي قَبْرِهِ، إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ  
نَعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا (1)  
مردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور لوگ  
دفن کر کے پلٹتے ہیں بے شک وہ ان کی  
جوتیوں کی آواز سنتا ہے۔

(1) (أخرجه أحمد في مسنده (12271، و 13446)، وأبو سعف الفسوي في مشيخته 56 (43)، وابن أبي عاصم في السنة 416\2 (863)، والبخاري في الصحيح، كتاب الجنائز، باب: الْمَيِّتُ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ وَجُزْءَ 90\2 (1338)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (1374)، ومسلم في الصحيح، باب عَرْضِ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوِ النَّارِ عَلَيْهِ (2870)، وأبو داود في السنن، باب الْمَشْيِ فِي النَّعْلِ بَيْنَ الْقُبُورِ (3231)، باب فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ (4752)، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، التَّسْهِيلُ فِي غَيْرِ السَّنْبِيَةِ (2049)، وَمَسْأَلَةُ الْكَافِرِ (2051) وفي السنن الكبرى 472\2 (2187)، و (2198)، وعبد الله بن أحمد في السنة 600\2 (1428)، وابن حبان في الصحيح 390\7 (3120)، والآجري في الشريعة (859)، وأبو عوانة في البعث كما في إتحاف المهرة (1650)، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة 1204\6 (2132)، وابن مندة في الإيمان

## ديث (41)

احمد والبوداود بسند جيد، براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے راوی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

== 966\2 (1066)، والبيهقي في السنن الكبرى 134\5 (7217)، وفي إثبات عذاب القبر (13)، و (15)، و (16)، وابن عبد البر في التمهيد 79\21، والبغوي في تفسيره 350\4، وفي شرح السنة 415\5. 414 (1522)، والجوزقاني في الأباطيل والمناكير 479\1 (293)، كلهم من طريق سعيد بن أبي عروبة، عن قتادة، عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم... الحديث.

☆ أخرجه عبد بن حميد في مسنده 356 (1180)، وأحمد في مسنده (12271)، ومسلم في الصحيح، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه (2870)، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب المسألة في القبر (2050)، وفي السنن الكبرى 472\2 (2188)، والبزار في مسنده 378\13 (7047)، وأبو علي الصواف في فوائده (1)، والجوزقاني في الأباطيل والمناكير 478\1 (292)، وابن حزم في المحلى 360\3، وابن الفاجر في موجبات الجنة (414)، كلهم من طريق شيبان بن عبد الرحمن، عن قتادة، حدثنا أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم... الحديث.

☆ وأخرجه الطبراني في الأوسط 118\7 (7025)، من طريق عن مطر الزراق، عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم... الحديث.

☆ وأخرجه ابن الجوزي في مشيخته 197، من طريق شعبة، عن قتادة، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم... الحديث.

"إِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِهِمْ" ☆-(1) جب لوگ اسے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں۔

☆(انظر الترغيب والترهيب للمنذري، كتاب الجنائز، 365\4)  
 (1) (أخرجه عبد الرزاق في المصنف 582\3. 580. 6737)، ومن طريقه أحمد في مسنده 296\4. 18615. 18614)، من طريق يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن البراء قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَنَازَةٍ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى الْقَبْرِ... فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ... الحديث. يونس بن خباب ضعيف لكن له متابع والشواهد فالحديث صحيح ☆ وأبو داود في السنن، كتاب السنّة، باب في المسألة في القبر وَعَذَابُ الْقَبْرِ 721 (4754. 4753)، والطبري في تهذيب الآثار 492\2. 491. 718) من طريق الأعمش، عن المنهال، عن زاذان، عن البراء بن عازب، قال: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ... وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ... الحديث.

وقال المنذري في الترغيب: قال الحافظ: هذا الحديث حديث حسن، ورواه محتج بهم في الصحيح --- وصححه الألباني، وقال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح. ☆ وأخرجه عبد الله بن أحمد في السنة 606\2. 605. 1441)، من طريق حماد بن زيد، نا يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان أبي عمرو، قال: خَرَجْنَا عَلَى جَنَازَةٍ فَحَدَّثَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، يَوْمَئِذٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ... وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ... الحديث. يونس بن خباب ضعيف لكن له متابع.

## حديث (42)

بيہقی وطبرانی عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں:

"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا دُفِنَ يَسْمَعُ خَفَقَ بَ شَكْ جِب مَرْدَ دُفْنِ هُوتَا هَ اور  
نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ مُنْصَرِفِينَ " لوگ واپس آتے ہیں وہ ان کی جوتیوں  
(1) کی آواز سنتا ہے۔

== ☆ وأخرجه عبد الله بن أحمد في السنة 607\606 (1444)، من طريق  
مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ كَهَيْلٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ  
الْأَنْصَارِ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ... فَأَذَا رُدَّتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ إِلَى جَسَدِهِ سَمِعَ خَفَقَ  
نِعَالِهِمْ فَتَهَشَّ... الحديث - محمد بن سلمة بن كهيل ضعيف -

وأبو الجهم في جزئه 55.56، من طريق سَوَّازِ بْنِ مُضْعَبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ  
زَادَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي  
جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ... فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِهِمْ وَهُمْ مُدْبِرُونَ... الحديث -  
سوار بن مصعب ضعيف لكن له متابع، فالحديث صحيح بشواهدة -

(1) (أخرجه الطبراني في الكبير 87\11 (11135)، والدينوري في المجالسة  
وجواهر العلم 13 (33)، وأبو بكر مكرم البزاز في الجزء الأول من فوائده (مجموع  
فيه ثلاثة أجزاء حديثية 261) (53)، وتام في الفوائد 162\2 (1429)،  
والخطيب في التاريخ بغداد 44\2، وأورده الهيثمي في المجمع 54\3 (4277)  
وقال: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. وصححه الألباني في صحيح الجامع  
الصغير وزيادته (1967) - قلت في سنده مسلم بن كيسان الضبي وهو ضعيف لكن

حدیث بیہقی کو امام سیوطی نے شرح الصدور میں فرمایا: بإسناد حسن۔ (1)  
اور سند طبرانی کو علامہ مناوی نے تیسیر میں کہا: رجالہ ثقات۔ (2)

### حدیث (43)

ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف اور ابن حبان نے صحیح مسمیٰ بالتقاسیم والانواع اور حاکم نیشاپوری نے الصحیح المستدرک علی البخاری و مسلم اور بغوی نے شرح السنہ اور طبرانی نے معجم اوسط اور ہناد نے کتاب الزہد اور سعید بن السکن نے اپنی سنن اور ابن جریر و ابن منذر و ابن مردودیہ و بیہقی نے اپنی اپنی تصانیف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْمَيِّتَ قَسَمَ اس كِي جَس كَ هَاتِه مِي مِي رِي  
إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ جَان هِي جَب مَرْدَه قَبْر مِي رِي رَكْهَا جَاتَا هِي

== حدیث صحیح بشواہدہ۔

(1) (قال الحافظ السيوطي: وأخرج البيهقي بسند حسن عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الميت ليسمع خفق نعالهم حين يولون قال ثم يجلس فيقال له من ربك فيقول الله ثم يقال له ما دينك فيقول الإسلام ثم يقال له ما نبيك فيقول محمد فيقال وما علمك فيقول عرفته أمنت به وصدقته بما جاء به من الكتاب ثم يفسح له في قبره مد بصره وتجعل روحه مع أرواح المؤمنين. شرح الصدور، باب فتنۃ القبر وسؤال الملكين، 122، وانظر: إتحاف السادة المتقين 14\366.365)

(2) (التيسير بشرح الجامع الصغير 1\303، وانظر: التنوير 3\543)

نَعَالِهِمْ حِينَ يُؤْلَوْنَ عَنْهُ" (1) كفش پائے مردم کی آواز سنتا ہے جب اُس کے پاس سے پلٹتے ہیں۔

(1) (آخرجه أحمد في مسنده (8563)، وهناد بن السري في الزهد (294) (338)،  
وعبد الله بن أحمد في السنة 612\2 (1453)، والطحاوي في شرح معاني  
الآثار، باب المَشْيِ بَيْنَ الْقُبُورِ بِالنَّعَالِ (2909) 510\1، والطبراني في الأوسط  
106\3 (2630)، وابن حبان في الصحيح 380\7 (3113)، والحاكم في  
المستدرک 536.535 (1403.1404)، والبيهقي في إثبات عذاب القبر  
(67.139)، وفي الاعتقاد 220.221، والخطيب في تاريخ بغداد 269\11،  
وذكره السيوطي في الدر المنثور 31.32/5: وزاد نسبه إلى ابن المنذر وابن  
مردويه، من طريق مُحَمَّد بن عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- الحديث-

وقال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يَخْرُجْ جَاهُ- ووافقه الذهبي-  
وقال الهيثمي في المجمع 52\3 (4269): رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَإِسْنَادُهُ  
حَسَنٌ.

☆ آخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 53\3 (12049)، وإسحاق بن راهويه في  
مسنده 314\1 (296)، وأحمد في مسنده (9742)، وعبد الله بن أحمد في السنة  
596\2 (1418)، والبخاري في مسنده (كشف) 413\1 (873)، والطبري في  
تهذيب الآثار 508\2 (730)، وابن أبي داود في البعث 17.18 (6)، والطحاوي في  
شرح معاني الآثار 510\1 (2911)، وابن حبان في الصحيح 388\7 (3118)،  
وأبو نعيم في الحلية 113\7، من طريق السَّدي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، رَفَعَهُ-  
قلت: إسناده ضعيف. والده إسماعيل السدي- وهو عبد الرحمن بن أبي كريمة- =



## حديث (44)

جویر نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیثِ طویل روایت کی جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِكُمْ بَشَكَّ وَهُ يَقِينًا تَمَّهَارَ جُوتُوں کی وَنَفَضَ أَيْدِيكُمْ إِذَا وَلَّيْتُمْ عَنْهُ پھل اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز سنتا ہے مُدِيرَيْنَ". (1)

== لم يرو عنه غير ابنه، ولم يوثقه غير المؤلف، وبقيت رجال ثقات، وله طرق يتقوى بها الحديث.

☆ وأخرجه البغوي في شرح السنة 413.414\5 (1521)، وفي معالم التنزيل، سورة إبراهيم، 39.40\3، من طريق عَنبَسَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. الحديث۔  
قلت: في سننه شيخ البغوي أبو الفرج مظفر بن إسماعيل التميمي الجرجاني وشيخ ابن عدي عبد الله بن سعيد الزهري لم أعرفهما۔

☆ أخرجه عبد الرزاق في المصنف 567\3 (6703)، وابن أبي شيبة في المصنف 56\3 (12061)، وهشام بن عمار الظفري في حديثه 50 (6)، والطبري في تهذيب الآثار 506\2 (728)، وفي تفسيره 596\16 (2770)، والخلال في السنة (1176)، وأحمد بن منيع في مسنده كما في إتحاف الخيرة المهرة 490.491\2 (1954)، من طريق مُحَمَّدَ بْنَ عَمْرِو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، مَوْقُوفًا۔  
وقال البوصيري في إتحاف الخيرة: ورجاله ثقات۔

(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور 124) قلت: لم أقف على سندہ۔

## حدیث (45)

طبرانی وابن مردودیه ایک حدیث طویل میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند حسن راوی:

"قَالَ شَهِدْنَا جَنَازَةً مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ دَفْنِهَا وَانْصَرَفَ النَّاسُ قَالَ إِنَّهُ الْآنَ يَسْمَعُ خَفَقَ نِعَالِكُمْ" .  
 فرمایا: ہم ایک جنازہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رکاب حاضر تھے۔ جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے اور لوگ پلٹے حضور نے ارشاد فرمایا: اب وہ تمہاری جوتیوں کی آواز

سن رہا ہے۔

(1) (أخرجه الطبراني في الأوسط 44\5 (4629)، من طريق موسى بن جبير الحذاء، أنه سمع أبا أمانة بن سهل بن حنيف، ومحمد بن عبد الرحمن بن ثوبان يحدثان، عن أبي هريرة قال: شهدنا جنازة مع نبي الله صلى الله عليه وسلم، فلما فرغ من دفنها وانصرف الناس قال نبي الله صلى الله عليه وسلم: إنه يسمع الآن خفق نعالكم... الحديث. وذكره ابن رجب في أحوال القبور 10 (14)، والسيوطي في شرح الصدور 132، وقال: وأخرج الطبراني في الأوسط وابن مردويه) وأورده الهيثمي في المجمع 53.54\3 (4276) وقال: رواه الطبراني في الأوسط وقال: تفرد به ابن لهيعة، قلت: وفيه كلام.

وقال المنذري في الترغيب والترهيب 198\4 (5397): رواه الطبراني في الأوسط وقال تفرد به ابن لهيعة. قال الحافظ ابن لهيعة حديثه حسن في المتابعات وأما ما انفرد به فقليل من يختج به والله أعلم.

**فائدہ جلیلہ:** چالیس سے پینتالیس تک جو چھ حدیثیں مذکور ہوئیں پہلے ہی لاجواب ٹھہر چکی ہیں۔ آج تک کوئی جواب معقول اُن سے نہ ملا نہ ملے۔ غایت سعی اُن کی طرف سے یہ ہے کہ سماع مذکور کو اوّل وضع فی القبر سے تخصیص کریں یعنی جب قبر میں رکھ کر مٹی دیتے ہیں اُس وقت میت کو ایسی قوت سامعہ ملتی ہے کہ اب عنقریب سوال منکر نکیر ہونے والا ہے۔ اُس کیلئے پیشتر سے ایسے حواس عطا ہو جاتے ہیں، پھر بعد سوال یہ قوت نہیں رہتی۔ حالانکہ عند الانصاف یہ ادعا محض بے دلیل و لا طائل ہے۔

**اولاً:** یہ تخصیص ظاہر حدیث کے خلاف جس پر کوئی دلیل قائم نہیں۔ حدیثیں صاف صاف ارشاد فرما رہی ہیں کہ میت کی قوت سامعہ قبر میں اس درجہ تیز اور قوی ہے کہاں سے جانا کہ یہ اُسی وقت کیلئے ملتی ہے اور پھر جاتی رہتی ہے۔

**ثانیاً:** مقدمہ سوال کے لئے پیشتر سے حواس مل جانا کیا معنی کیا فوراً وقت سوال نہ مل سکتی تھی، یا عطاء الہی میں معاذ اللہ کچھ دیر لگتی ہے کہ پہلے سے اہتمام ہو رہنا ضرور ہوا۔ یہ دونوں اعتراض شیخ محقق مولانا محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة میں افادہ فرمائے:

حیث قال این تخصیص	یہ تخصیص ظاہر کے خلاف ہے۔ اس پر
خلاف ظاہر است ودلیلے	کوئی دلیل بھی نہیں۔ ظاہر حدیث یہ
نیست برآں و ظاہر حدیث	ہے کہ قبر کے اندر میت کی یہ حالت ہوتی
آنست کہ این حالت حاصل	ہے، میت کو زندہ کرنا سوال کے وقت
ست میت را در قبر وزندہ	ہے تو اس سے پہلے مقدمہ سوال کیلئے
گردانیدن میت در وقت	زندہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

سوال است و پیش از ان زندہ

گردانیدن برائے مقدمہ سوال

چہ معنی دارد (1)

**ثالثاً:** کما قول سلمنا کہ پہلے ہی سے ہوش و حواس مل جانا ضرور تھا۔ مگر حاجت اُسی قدر تھی جس میں وہ نکیرین کی بات سن سمجھ لیتا اس قدر قوتِ عظیمہ کی کیا ضرورت تھی کہ باوجود اتنے حائلوں کے ایسی ہلکی آوازیں بے تکلف سنے۔

خود یہی حضرات مسئلہ یمین فی الضرب (مارنے کے بارے میں قسم) (2) کی یہی توجیہ کرتے ہیں کہ ہمارے مارے سے مُردے کو تکلیف یعنی ایذا (☆) نہیں ہوتی۔ اس کا ادراک عذاب الہی کے واسطے ہے۔ یونہی چاہیے تھا کہ اس کا سماع سوال نکیرین کیلئے ہو، نہ اصواتِ خارجہ کے واسطے۔

**رابعاً:** کما قول ایضاً اگر مسئلہ یمین فی الکلام عدم سماع پر مبنی ہو کما زعموا اور اب آپ نے بھی بشوکتِ احادیثِ قاہرہ اتنی دیر کیلئے سماع تسلیم کیا تو واجب کہ اس میت سے (☆) تنبیہ: یہ بات بھی خلاف تحقیق ہے بلکہ بے شک ایذا ہوتی ہے دیکھو اس مقصد کی فصل سوم اور مقصد سوم کی پنجم ۱۲ منہ سلمہ اللہ تعالیٰ۔

(1) (مدارج النبوت، غزوہ بدر، وصل در سماعت 95\2، مرکز اہل سنت، الہند)

(2) (انظر: الجامع الصغیر 272، وبداية المبتدی 103، والهدایة 336\2، والبنایة

شرح الهدایة 242\6، والعناية شرح الهدایة 193\5، وتبيين الحقائق شرح كنز

الدقائق 156\3، والبحر الرائق شرح كنز الدقائق 394\4، ولدر المختار 302\1،

والرد المختار 835\3، وملتقى الأبحر 325\1، والمجمع الأنهر في شرح ملتقى

الأبحر 580\1، وغيرهم)

کلام کرنے والا حائث ہو کہ وہ مبنی آپ ہی کے اقرار سے یہاں منتفی، حالانکہ مسئلہ قطعاً مطلق ہے۔ لاجرم ماننا پڑے گا کہ ایمان عرف پر مبنی اور عرفاً اس قسم سے بعد موت کلام کرنا نہیں سمجھا جاتا۔ لہذا حالت حیات سے متقید رہا۔ ہم کہیں گے اب حق کی طرف رجوع ہوئے۔ واقعی اس مسئلہ کا یہی مبنی ہے اور اب انکار سماع موتی سے اسے کچھ علاقہ نہ رہا، کہا لا ینفی۔

اسی طرح حضرات نجدیہ سے کہا جائے گا اگر آپ بھی احادیث صحیحہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر سماعت میت تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ اس وقت خاص ہی میں سہی تو اب حکم ارشاد ہو، اگر کوئی بندہ مسلمان کسی عبد صالح کے دفن ہوتے ہی فوراً اس سے استمداد و طلب دعا کرے تو ابھی وہ بر بنائے انکار یعنی عدم سماع متحقق نہ ہوا۔ ذرا جی کڑا کر کے اس وقت خاص ہی میں اجازت دے دیجئے۔

**و خامساً كما اقول ايضاً:** موت کو تمام حواس و اوراکات و دیگر اوصاف حیات سے یکساں نسبت ہے۔ معاذ اللہ! اگر پتھر ہونا ٹھہرا تو سننا، دیکھنا، سمجھنا، بولنا سب کا بطلان لازم۔ اور یہ حضرات کرام خود فرما چکے کہ موت منافی فہم ہے۔ اب کیا جواب ہے ان حدیثوں سے جو فصل اول و دوم و سوم میں گزریں، جن سے ثابت کہ اموات ہمیشہ اپنے زائروں کو پہچانتی اور ان سے انس حاصل کرتی اور ان کے سلام کا جواب دیتی اور ان کی بے اعتدالیوں سے ایذا پاتی ہیں۔ الی غیر ذالک من الامور المذکورة (امور مذکورہ جیسے دیگر امور) بھلا یہاں تو مقدمہ سوال کی تخصیص نکلی تھی ان احادیث میں کون سی خصوصیت آئے گی۔

**تنبیہ:** میرا یہ سب کلام حقیقتاً ان حضرات منکرین سے ہے جو عبارات علماء کے یہ

معنی سمجھے، ورنہ فقیر کے نزدیک اُن کے ارشاد کا وہ محمل ممکن جو عقیدہ اہل حق سے مخالف نہ ہو۔ مولوی صاحب! اگر جواب فقیر میں اُن عبارات کو یاد کریں گے اُس وقت ان شاء اللہ وہ تحقیق تدقیق انیق حاضر کروں گا اور عجب نہیں کہ مقصد سوم میں اس کی بعض کی طرف عود ہو۔ والعود احمد وبالله سبحانہ وتعالی التوفیق۔

### حدیث (46)

صحیح بخاری شریف وغیرہ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی:

"إِطْلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ: وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيلَ لَهُ: تَدْعُو أَمْوَاتًا فَقَالَ: مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ، وَلَكِنْ لَا يُجِيبُونَ"۔

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم چاہ بدر پر تشریف لے گئے جس میں کفار کی لاشیں پڑی تھیں۔ پھر فرمایا: تم نے پایا جو تمہارے رب نے تمہیں سچا وعدہ دیا تھا یعنی عذاب۔ کسی نے عرض کی حضور مُردوں کو پکارتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: تم کچھ ان سے زیادہ نہیں سننے والے پروہ جواب نہیں دیتے۔

(1)

(1) (آخر جہ البخاری فی الصحيح، باب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ 183\1، وفي نسخة

: جزء 98\2 (1370)

اقول وبالله التوفیق: اس روایت میں جو یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ جواب نہیں دیتے اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بھی جواب نہیں دیتا کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث صحیحہ مروی ہیں کہ مسلمان جب اہل قبور مسلمین و مومنین کو سلام کرتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتے ہیں جیسا کہ اسی کتاب میں

حدیث نمبر 33 تا 38 میں ذکر ہے اور حدیث نمبر 35 کے تحت امام سیوطی سے نقل ہوا۔ بلکہ علاوہ سلام بھی جواب دینا اسی کتاب میں صحیح روایات سے ثابت ہے۔ اور مرنے کے بعد کلام کرنے کی خبر خود نبی اکرم ﷺ نے دی ہے۔ مرنے کے بعد ہر کوئی جواب نہیں دے سکتا لیکن جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اس کی طاقت بھی عطا فرما دیتا ہے اور یہ بات کئی روایات سے ثابت ہے کہ مرنے کے بعد بھی زندوں کے کلام کا جواب دیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمِيرٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ قَالَ: أَتَيْتُ فَقِيلَ لِي: قَدْ مَاتَ أَخُوكَ، فَجِئْتُ سَرِيعًا وَقَدْ سُجِّي بِثَوْبِهِ، فَأَنَا عِنْدَ رَأْسِ أَخِي أَسْتَغْفِرُ لَهُ وَأَسْتَزِجُ، إِذْ كُشِفَ الثَّوْبُ عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْنَا: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، سُبْحَانَ اللَّهِ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ " إِنِّي قَدِمْتُ عَلَى اللَّهِ بَعْدَكُمْ فَتُلْقِيَتْ بِرُوحٍ وَرَيْحَانٍ، وَرَبِّ غَيْرِ غَضْبَانَ، وَكَسَانِي ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ، وَوَجَدْتُ الْأَمْرَ أَيْسَرَ مِمَّا تَظُنُّونَ، وَلَا تَتَكَلَّمُوا، وَإِنِّي أَسْتَأْذِنُ رَبِّي أَخْبِرْكُمْ وَأُبَشِّرْكُمْ، احْمِلُونِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ عَهْدٌ إِلَيَّ أَنْ لَا أَبْرَحَ حَتَّى آتِيَهُ، ثُمَّ طَفِيَ مَكَانَهُ" (أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف 226، وفي نسخة: 162\7 (34987)، وابن سعد في طبقات الكبرى 150\6، وابن أبي الدنيا في من عاش بعد الموت 18 (9)، وأبو يعلى الخليلي في فوائده 57 (20)، والبيهقي في الدلائل 454\6، وابن بشكوال في غوامض الاسماء المبهمة 504\1، وابن ناصر الدين الدمشقي في توضيح المشتبه في ضبط أسماء الرواة وأنسابهم وألقابهم وكناهم 159\3، وذكره السيوطي في شرح الصدور 70، من طرق عن إسماعيل بن أبي خَالِدٍ، به۔ قلت: رجاله رجال الشيخين۔ قال البيهقي: هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ لَا يَشْكُ حَدِيثُهُ فِي صِحَّتِهِ. وقال الألباني في السلسلة الضعيفة (413\14): وبالجملة؛ فالقصة صحيحة بلا شك، والله على كل شيء قدير.



حضرت ربیع بن حراش سے روایت ہے فرمایا کہ جب میں پہنچا تو مجھے اطلاع ملی کہ بے شک تیرا بھائی فوت ہو گیا ہے تو میں جلدی سے آیا اور اسے اس کے کپڑوں میں لپیٹ دیا گیا تھا (یعنی کفن دے دیا گیا تھا) تو میں اپنے بھائی کے سر ہانے کھڑا ہو گیا اور اس کے لیے استغفار اور استرجاع میں لگ گیا اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھا کر کہا، السلام علیکم، تو ہم نے کہا، وعلیک السلام، سبحان اللہ، تو اس نے بھی کہا کہ سبحان اللہ میں تم سے جدا ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا پس میں نے رب تعالیٰ سے ملاقات کی کہ وہ ناراض نہ تھا، اور اس سے مجھے سب سندس اور استبرق کے لباس پہنائے اور میں نے معاملہ اس سے آسان پایا جتنا تم گمان کرتے ہو اور اب دیر نہ کرو بے شک میں نے اپنے رب سے اجازت چاہی کہ تم کو خبر اور بشارت دے آؤں جلدی کرو مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے چلو کیونکہ انہوں نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا میری واپسی تک میرا انتظار فرمائیں گے پھر حسب معمول وہ مر گیا۔

فوت ہونے والے صاحب ربیع بن حراش تھے جیسا کہ ابن بشکوال نے ذکر کیا ہے البتہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ: ربیع کے فوت ہونے والے بھائی مسعود بن حراش ہیں۔

اس روایت سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انہوں نے قبل از دفن اپنے بھائی کو سلام بھی کیا اور اپنی حالت سے آگاہی بھی فرمائی، جبکہ امام ابو نعیم نے انہی سے روایت کی کہ ہم چار بھائی تھے کہ میرا بھائی ربیع ہم سے زیادہ نماز روزہ کا پابند تھا پس جب وہ وفات پا گیا تو ہم لوگ اس کے ارد گرد تھے کہ اس نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کہا السلام علیکم آگے اسی کی مثل روایت کیا لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ: "فَنَمَى الْحَدِيثُ إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَتَكَلَّمُ رَجُلٌ مِنْ أُمَّتِي بَعْدَ الْمَوْتِ".

یعنی پس یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ: میری امت سے ایک شخص مرنے کے بعد بھی کلام

امام ابو نعیم نے کہا کہ یہ حدیث مشہور ہے اور عبد الملک بن عمیر سے اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں اسماعیل بن ابی خالد، زید بن انیسہ، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حفص بن عمر، اور مسعودی نے اور اس کو مرفوع سوائے عبیدہ بن حمید عن عبد الملک کسی نے روایت نہیں کیا اور اسی طرح مسعودی نے۔

(آخر جہ أبو نعیم فی الحلیة 367\4، وفی الدلائل (536)، ومن طریقہ الذہبی فی السیر أعلام النبلاء 361\4، وابن أبي الدنيا فی من عاش بعد الموت 19 (11)، ومن طریقہ البیهقی فی الدلائل النبوة 455\6، وابن بشکوال فی غوامض الاسماء المبهمة 503.504\1، وأبو الغنائم النرسی فی فوائد الکوفیین (20)، وذكره السیوطی فی شرح الصدور 70)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ".

(آخر جہ أبو محمد جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم البغدادي فی الجزء الثاني من فوائد الخلدی (مجموع فيه ثلاثة أجزاء حديثية) 224.225 (226)، والبیهقی فی الدلائل 455\6، من طریق شریک، عن منصور، عن ربعي، عن عائشة رضي الله عنها -) امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الاوسط 72\6 (5826) میں "شَرِيكَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جَرَّاشٍ، عَنْ خَدِيفَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَكُونُ فِي أُمَّتِي رَجُلٌ يَتَكَلَّمُ بَعْدَ الْمَوْتِ وَقَالَ: لَمْ يَزِوْهُ هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ مَنْصُورٍ إِلَّا شَرِيكَ، تَفَرَّدَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الثَّغَلِيّ".

جبکہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "أخرج الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ بِسَنَدٍ

جيد عَنْ خَدِيفَةَ".

==

## حدیث (47)

صحیح مسلم شریف میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی:

= (الخصائص الكبرى، إخباره صلى الله عليه وسلم بكلام المَيِّت بعده، 253\2)۔  
یونہی حدیث نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ جس میں زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا کلام کرنا مذکور ہے جسے امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے معجم الکبیر 202\4 (4139)، و 219\5 (5145) میں بیان کیا ہے، امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ مجمع الزوائد 180\5، 179 میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:  
"رَوَاهُ كُلُّهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ بِاخْتِصَارٍ كَثِيرٍ بِإِسْنَادَيْنِ وَرِجَالٍ أَحَدُهُمَا فِي الْكَبِيرِ ثِقَاتٌ۔"

حافظ یوسف بن عبد الرحمن بن یوسف المزنی رحمۃ اللہ علیہ تہذیب الکمال 62\10 میں فرماتے ہیں: وقد رويت هذه القصة من وجوه كثيرة، عن النعمان بن بشير وغيره.  
زید بن خارجہ کے متعلق ہی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت جس کو امام ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے من عاش بعد الموت (6) میں بیان کیا ہے۔  
اسی طرح حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا کلام کرنا جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ کبیر 138\5 میں بیان کیا ہے۔

یونہی حضرت سعید بن مسیب کی روایت جس میں ایک انصاری نے کفن دیئے جانے کے بعد کلام کیا کا تذکرہ ہے جسے امام ابن ابی عاصم نے الآحاد والثنائی 73\1، اور ابن ابی الدنیا نے من عاش بعد الموت (5) میں روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے: من عاش بعد الموت 20.21 (14)، وفي المنامات 57.58 (83) میں روبہ کا غسل و کفن کے بعد کلام کرنا موجود ہے۔

یونہی اور بھی روایات اس بارے میں ذکر کی جاسکتی ہیں مگر یہاں ہم انہی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

"إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ، (فساق الحديث إلى أن قال) فَأَنْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا، قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا؟ قَالَ: مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُزِدُوا عَلَيَّ شَيْئًا" (1)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کفار بدر کی قتل گاہیں دکھاتے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہو گا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور نے بتایا تھا وہیں وہیں اُن کی لاشیں گریں۔ پھر بحکم حضور وہ جیفے ایک کنوئیں میں بھر دیئے گئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے اور نام بنام ان کفار لیام کو ان کا اور ان کے باپ کا نام لے کر پکارا، اور فرمایا: تم نے بھی پایا جو سچا وعدہ خدا و رسول نے تمہیں دیا تھا کہ میں نے تو پایا جو حق وعدہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا تھا امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! حضور اُن جسموں سے کیونکر کلام کرتے ہیں جن میں روہیں نہیں۔ فرمایا جو میں کہہ رہا ہوں اُسے

(1) (آخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه 387\2 (2873)، والطيالسي في مسنده 45.46\1 (40)، وابن أبي شيبة في المصنف 362\7 (36709)، وأحمد في ==

کچھ تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے مگر انہیں  
یہ طاقت نہیں کہ مجھے لوٹ کر جواب  
دیں۔

## حدیث (48)

یونہی صحیح مسلم وغیرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی اور اس میں ہے کہ نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم تین دن بعد اس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ  
کے جواب میں فرمایا:

"وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ  
بِأَسْمَعَ لَنَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلَكِنَّهُمْ لَا  
يَقْدِرُونَ أَنْ يُجِيبُوا" (1)  
قسم اس کی جس کے دستِ قدرت میں  
میری جان ہے میں جو فرما رہا ہوں اس  
کے سننے میں تم اور وہ برابر ہو مگر وہ  
جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

== مسندہ (182)، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب أزواج المؤمنين  
(2074)، وأبو يعلى في مسنده 130\129 (140)، وأبو عوانة في المستخرج  
284.285\4 (6769)، والطبراني في الصغير 233\2 (1085)، وفي الأوسط  
219.220\8 (8453)، والبيهقي في الأسماء والصفات (355)، وفي الدلائل  
48\3، كلهم من طريق سليمان بن المغيرة، عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ  
الخطاب رضي الله عنه۔

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض  
مقعد الميت من الجنة أو النار عليه 387\2 (2874)، وأبو يعلى في مسنده ==

## حديث (49)

یوں ہی صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی:

"اما البخاری فساقه بطوله واما مسلم فاحاله على حديث انس رضي الله عنه" (1)

امام بخاری نے تو اسے تفصیل سے ذکر کیا مگر امام مسلم نے تفصیل حدیث انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے کی۔

== 6\72 (3326)، وابن حبان في الصحيح 14\423.424 (6498)، والبيهقي في إثبات عذاب القبر (71)، والآخرين، من طريق حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن أنس بن مالك رضي الله عنه۔

وأخرجه علي بن حجر في أحاديث إسماعيل بن جعفر 170.171 (59)، وأحمد في مسنده (12020)، و (12873)، و (13773)، و (14064)، وعبد بن حميد في مسنده (1405)، وابن أبي عاصم في السنة 2\425 (878)، والبزار في مسنده (6559)، والنسائي في السنن، كتاب الجنائز، باب أزواج المؤمنين (2075)، وفي السنن الكبرى 2\482 (2213)، وأبو يعلى في مسنده 6\433 (3808)، و 6\460 (3857)، وابن حبان في الصحيح 14\458.459 (6525)، والآخرين من حديث حميد، عن أنس بن مالك رضي الله عنه۔

(1) (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل 183.184، وفي نسخة: جزء 5\76 (3976)، وأحمد في مسنده (16359)، والرويان في مسنده 2\156 (979)، والطبراني في الكبير 5\96 (4701)، وفي مسند الشاميين 4\22.23 (2625)، والبغوي في شرح السنة 13\383.384 ==

## حدیث (50)

طبرانی نے بسند صحیح عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَسْمَعُونَ كَمَا تَسْمَعُونَ، وَلَكِنْ لَا جِئِيْبُونَ" (1) جیسا تم سنتے ہو ویسا ہی وہ بھی سنتے ہیں مگر جواب نہیں دیتے۔

== (3779)، وابن الجوزي في المنتظم 119\3، بلفظ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ"۔

وأخرجه مسلم في الصحيح 387\2 (2875)، وأحمد في مسنده (16356)،

وابن أبي عاصم في الآحاد والمثاني 445\3 (1891)، وأبو يعلى في مسنده

21\3 (1431)، والشاشي في مسنده 18\19 (1065)، وأبو نعيم في الدلائل

(41)، والبيهقي في الدلائل 92\3، والآخرين، من طريق سعيد بن أبي عروبة، عن

قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا۔

(1) (عزاه بهذا اللفظ الزرقاني في شرحه على المواهب 307\2: للطبراني، وقال:

عند الطبراني بسند صحيح من حديث ابن مسعود: "يسمعون كما تسمعون، ولكن

لا يجيبون"۔ وأيضاً قال الصالحى الشامى فى سبل الهدى والرشاد 84\4: ولفظ ابن

مسعود قال: "يسمعون كما تسمعون ولكن لا يجيبون"، رواه الطبراني بإسناد

صحيح۔ لعل الإمام المصنف اعتمد عليهما في عزوه إلى الطبراني۔

لم أجد به هذا اللفظ في الكتب الطبراني المطبوعة من حديث ابن مسعود رضي الله عنه

لعله كان تسامح في عزوه إليه يعنى عبد الله بن مسعود رضي الله عنه۔

أخرجه الطبراني في الكبير 160\10 (10320)، أشعث بن سوار، عن أبي إسحاق،



## حدیث (51)

اسی طرح امام سلیمان بن احمد مذکور نے حدیث عبد اللہ بن سیدان رضی اللہ عنہ سے روایت کی: (1)

== عَنْ عُمَرَو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: وَقَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْقَلْبِ فَقَالَ: يَا أَهْلَ الْقَلْبِ، هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ يَسْمَعُونَ؟ قَالَ: مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ الْيَوْمَ لَا يُجِيبُونَ.

وأخرجه ابن أبي عاصم في السنة 428\2 (884)، من هذا الطريق.

قال الهيثمي في المجمع 91\6: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

وقال ابن حجر في الفتح 303\7: وَلِلطَّبْرَانِيِّ مِنْ حَدِيثِ بْنِ مَسْعُودٍ مِثْلُهُ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(1) (أخرجه الطبراني في الكبير 165\7 (6715).

وقال الهيثمي في المجمع 91\6: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَفِيهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَيْدَانَ مَجْهُولٌ.

اقوال وباللہ التوفیق: اس سے روایت کرنے والے۔ میمون بن مہران اور حبیب بن ابی مرزوق جن کا ذکر امام بخاری نے تاریخ الکبیر 110\5 پر کیا ہے البتہ یہ کہا ہے کہ: لا یتابع فی حدیثہ۔

اور اس سے روایت کرنے والے ثابت بن الحجاج اور جعفر بن برقان بھی ہیں جن کا ذکر ابن ابی حاتم نے کیا ہے،، الجرح والتعديل 68\5،، اور پھر ابن سعد اور ابن شاہین نے تو کہا ہے کہ

اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے،، طبقات الکبریٰ 438\7 اور الإصابہ لابن

حجر 125\4۔ گو کہ امام عجل نے اس کو تابعین میں شمار کیا ہے اور کہا کہ تابعی ثقہ ہے،، معرفة

الثقات 32\2،، اور امام ابن حبان نے اس کو صحابہ کے طبقہ میں بھی اور تابعین کے طبقہ میں بھی =

**تنبیہ نبیہ:** ان چھ حدیثوں کے جواب میں جو کچھ کہا گیا ہے تخصیص بے تخصیص و دعویٰ بے دلیل سے زیادہ نہیں۔ مثلاً یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص اعجاز تھا، یا یہ امر صرف اُن کفار کیلئے اُن کی حسرت و ندامت بڑھانے کو واقع ہوا، حالانکہ ان کی تخصیصوں پر اصلاً کوئی دلیل نہیں۔ ایسی گنجائش ملے تو ہر نص شرعی جیسے چاہیں تخصیص ہو سکے، اور اُن سے بڑھ کر یہ رکیک تاویل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب حقیقتاً اموات سے خطاب نہ تھا بلکہ زندوں کو عبرت و نصیحت تھا، حالانکہ نفس حدیث اُس کے رد پر حجت کافیہ۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق رضی اللہ عنہ کے جواب میں صاف اُن کا سننا ارشاد فرمایا: نہ یہ کہ ہمارا یہ کلام صرف تنبیہ احیاء کیلئے ہے۔ جیسے مرثیہ سیدنا امام حسین (رضی اللہ عنہ) میں کسی کا مصرع:

اے آب خاک شو کہ ترا آبرو نماند

اے آب! خاک ہو جا کہ تیری آبرو نہ رہی۔

باقی اس کے متعلق تمام ابحاث فتح الباری وارشاد الساری وعمدة القاری شروع صحیح بخاری و مرقاۃ و لمعات و اشعة اللمعات شروع مشکوٰۃ و مدارج النبوة و غیر ہا تصانیف علماء میں طے ہو چکی ہیں۔ جن کی تفصیل موجب تطویل۔

مولوی صاحب اگر اُمور طے شدہ کی طرف پھر رجعت کریں تو ذرا کتب مذکورہ پر نظر کر کے تقریر وہ فرمائی جائے جس میں ان کی تنقیحات جلیلہ سے عہدہ برآئی سمجھ لیں۔

== ذکر کیا ہے،، الثقات 247\3 و 31\5،، اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ،، فانہ تابعی کبیر الا

معروف العدالة قال بن عدی شبه المجهول وقال البخاری لا يتابع علی حدیثه بل

عارضه ما هو أقوى منه"۔ فتح الباری 387\2

اُس کے بعد ان شاء اللہ فقیر بھی وہ شوارق ساطعہ و بوارق لامعہ حاضر کرے گا جو اس وقت میرے پیش نظر جولانیوں پر ہیں۔ اور شاید اُن میں سے چند حروف مقصدِ سوم میں استطراداً مذکور ہوں، وبالله التوفیق۔

## حدیث (52)

ابو الشیخ عبید بن مرزوق سے راوی:

"كَانَتْ امْرَأَةٌ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ  
فَمَاتَتْ فَلَمْ يَعْلَمْ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلَى قَبْرِهَا  
فَقَالَ مَا هَذَا الْقَبْرُ؟ قَالُوا: أُمُّ  
مُحَبِّ بْنِ قَالٍ الَّتِي كَانَتْ تَقُمُّ  
الْمَسْجِدَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، فَصَفَّ  
النَّاسُ فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ: أَيُّ  
الْعَمَلِ وَجَدْتِ أَفْضَلَ؟ قَالُوا: يَا  
رَسُولَ اللَّهِ، أَلَسَمْعُ؟ قَالَ: مَا أَنْتُمْ  
بِأَسْمَعَ مِنْهَا، فَذَكَرَ أَنَّهَا أَجَابَتْهُ: قَمَّ  
الْمَسْجِدَ". (1)

یعنی ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی  
تھیں اُن کا انتقال ہو گیا نبی صلی اللہ علیہ  
وسلم کو کسی نے خبر دی۔ حضور اُن کی قبر پر  
گزرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے؟  
لوگوں نے عرض کی ام محبن کی۔ فرمایا:  
وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی؟  
عرض کی ہاں۔ حضور نے صف باندھ کر  
نماز پڑھائی پھر اُن بی بی کی طرف  
خطاب کر کے فرمایا: تو نے کون سا عمل  
افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول  
اللہ! کیا وہ سنتی ہے؟ فرمایا

(1) (ذکرہ المنذری فی الترغیب والترہیب، الترغیب فی تنظیف المساجد  
وتطہیرھا وما جاء فی تجمیرھا 122\1، وابن رجب فی تفسیرہ، سورۃ فاطر 98\2،  
وفتح الباری 352\3، وأحوال القبور 77 (266) وعزاه إلى أبو الشيخ في كتاب ==

کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا  
اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو  
دینی۔

### حدیث (53)

طبرانی معجم کبیر و کتاب الدعاء میں اور ابن مندہ اور امام ضیاء مقدسی کتاب الاحکام اور  
ابراہیم حربی کتاب اتباع الاموات اور ابوبکر غلام الخلال کتاب الشافی اور ابن زبر  
وصایا العلماء عند الموت اور ابن شاہین کتاب ذکر الموت و دیگر علماء محدثین اپنی  
تصانیف حدیثیہ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم فرماتے ہیں:

" إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ إِخْوَانِكُمْ      جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے  
فَسَوَّيْتُمُ التُّرَابَ عَلَيْهِ ☆ فَلْيَقُمْ      اور اُس کی قبر پر مٹی برابر کر چکو تم میں  
أَحَدُكُمْ عَلَى رَأْسِ قَبْرِهِ، ثُمَّ لِيَقُلْ:      سے کوئی اُس کے سرہانے کھڑا ہو اور  
يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهُ يَسْمَعُهُ      فلان بن فلانہ (☆) کہہ کر پکارے کہ  
وَلَا يُجِيبُ، ثُمَّ يَقُولُ يَا      بے شک وہ سنے گا اور جواب نہ دے

== ثواب الأعمال، وقال: هذا مرسل غريب - والسيوطي في شرح الصدور 140،  
وفي الديباج 36\3، وفي الخصائص 112\2، والصالحى الشامى في سبل الهدى  
والرشاد 16\10، وفي الفيض القدير 85\1

☆ (في ر، فر: فسويتم التراب على قبره، كذا في المعجم الكبير للطبراني .

(☆) یعنی اُسے اس کی ماں کی طرف نسبت کر کے مثلاً اے زید بن ہندہ اور اگر ماں کا نام نہ معلوم

فَلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهُ يَسْتَوِي قَاعِدًا، ثُمَّ يَقُولُ: يَا فُلَانُ ابْنُ فُلَانَةٍ، فَإِنَّهُ يَقُولُ: أُرْشِدُنَا رَحِمَكَ اللَّهُ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ، فَلْيَقُلْ: اذْكُرْ مَا خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةً أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّكَ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَبِالْقُرْآنِ إِمَامًا، فَإِنَّ مُنْكَرًا وَنَكِيرًا يَأْخُذُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ صَاحِبِهِ وَيَقُولُ: انْطَلِقْ بِنَا مَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لَقِّنَ حُجَّتَهُ، الْحَدِيثُ (1)

گا، دوبارہ پھر یونہی ندا کرے وہ سیدھا ہو بیٹھے گا۔ سہ بارہ پھر اسی طرح آواز دے، اب وہ جواب دے گا کہ ہمیں ارشاد کہ اللہ تجھ پر رحم کرے۔ مگر تمہیں اس کے جواب کی خبر نہیں ہوتی۔ اس وقت کہے یاد کرو وہ بات جس پر تو دُنیا سے نکلا تھا گواہی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نے پسند کیا اللہ تعالیٰ کو پروردگار اور اسلام کو دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور قرآن کو پیشوا۔ منکر و نکیر ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے چلو ہم کیا بیٹھیں اُس کے پاس جسے لوگ اُس کی حجت سکھا چکے۔

== ہو تو بن حوا کہے کہ وہ سب کی ماں ہیں، خود اسی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معنی مروی ۱۲ منہ

(م)

(1) (أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ 250\8. 249. (7979)، وَفِي الدَّعَاءِ 364

365\1 (1214)، وَأَبُو سُلَيْمَانَ ابْنُ زَبْرِ فِي وَصَايَا الْعُلَمَاءِ عِنْدَ حَضُورِ الْمَوْتِ ==

== 46.47\1، ومن طريقه ابن عساكر في تاريخ دمشق 73\24، والمقدسي في المنتقى من مسموعات مرو (ق 21)، وابن مندة كما في شرح الصدور، باب ما يقال عند الدفن والتلقين 105، كلهم من طريق حماد بن عمرو، وإسماعيل بن عياش، ثنا عبد الله بن محمد القرشي، عن يحيى بن أبي كثير، عن سعيد بن عبد الله الأودي، قال: شهدت أبا أمانة وهو في النزاع... الحديث - وأخرجه الضياء المقدسي في أحكامه (أي كتاب الأحكام في الفقه)، وإبراهيم بن إسحاق الحربي في كتاب إتباع الأموات وأبو بكر عبد العزيز بن عفر المعروف بعلام الخلال في كتاب الشافعي، وأبو حفص بن شاهين في كتاب ذكر الموت، والقاضي أبو الحسين الخلعي في العشرين من فوائده، وأبو عبد الله الثقفي في الحديث العشرين من أربعينه، وأبو جعفر المستغفري في كتاب الدعوات كما في الإيضاح والتبيين بمسألة التلقين للسخاوي [قرة العين بالمسرة الحاصلة بالثواب للميت والأبوين ويليهِ الإيضاح والتبيين] 162. 165، وانظر: المقاصد الحسنة 265.

قال الإمام النووي في فتاويه 75، وفي المجموع شرح المذهب 425\6: قُلْتُ فَهَذَا الْحَدِيثُ وَإِنْ كَانَ ضَعِيفًا فَيَسْتَأْنَسُ بِهِ وَقَدْ اتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرُهُمْ عَلَى الْمُسَامَحَةِ فِي أَحَادِيثِ الْفَضَائِلِ وَالتَّرْغِيبِ وَالتَّزْهِيْبِ وَقَدْ اغْتَضَدَ بِشَوَاهِدٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ كَحَدِيثِ "وَأَسْأَلُوهُ الشَّيْءَ" وَوَصِيَّةِ عُمَرُو بْنِ الْعَاصِ وَهَمَّا صَحِيحَانِ سَبَقَ بَيَانُهُمَا قَرِيبًا... إلخ.

وقال ابن الملقن في البدر المنير 334\5: إسناده لا أعلم به بأساً، وذكره الحافظ أبو منصور في جامع الدعاء الصحيح.

أورده الهيثمي في المجمع 324\2 (3918)، و 45\3 (4248)، وقال: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِي إِسْنَادِهِ جَمَاعَةٌ لَمْ أُغْرِفْهُمْ. ==

**فائدہ:** امام ابن الصلاح وغیرہ محدثین اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں:

"اَعْتَصَدَ بِشَوَاهِدٍ وَبِعَمَلِ أَهْلِ الشَّامِ قَدِيمًا، نَقَلَهُ الْعَلَامَةُ ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ فِي الْحَلَبَةِ 626١2۔ سے تقویت حاصل ہے۔ علامہ ابن امیر الحاج نے اسے حلیہ میں نقل کیا۔ (1)

اسی طرح امام نقاد الحدیث ضیاء مقدسی و امام خاتم الحفاظ حافظ الشان ابو الفضل احمد بن حجر عسقلانی نے اس کی تقویت (2) اور امام شمس الدین سخاوی نے اُس کی تقریر فرمائی (3) اور اس باب میں خاص ایک رسالہ تالیف فرمایا (4)۔

== وقال الحافظ في تخيص الحبير 136١2. 135: وَإِسْنَادُهُ صَالِحٌ. وَقَدْ قَوَّاهُ الضِّيَاءُ فِي أَحْكَامِهِ، وَأَخْرَجَهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ فِي الشَّافِيِّ، وَالزَّوْاوي عَنْ أَبِي أُمَامَةَ: سَعِيدُ الْأَزْدِيِّ، بَيَّضَ لَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَلَكِنْ لَهُ شَوَاهِدٌ.

(1) (ابن امیر الحاج مُحَمَّد بن مُحَمَّد بن حسن الشهير بابن امیر الحاج الحلبی القاضی شمس الدین الحنفی المتوفی سنة (879) تسع وسبعين وثمانمائة من تصانيفه: أحاسن المحامل في شرح العوامل. والتقرير والتحرير في شرح التخرير في الفروع. وحلبة المحلى وبغية المهتدى في شرح منية المصلی وغنية المبتدى في الفقه الحنفی 626١2، وذخيرة الفقر في تفسير سورة العنصر. وشرح المختار الموصلي في الفروع. وغيرهم انظر: (هدية العارفين 208١2)

(2) (التلخيص الحبير 135١2، وانظر: البد المنير لابن ملقن 338١5)

(3) (المقاصد الحسنة 265)

(4) (الإيضاح والتبيين بمسألة التلقين۔ راقم الحروف نے امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کے =



امام احمد رضى الله عنه نے اس پر عمل کرنا علمائے شام سے نقل فرمایا (1) اور امام ابو بکر ابن العربی نے اہل مدینہ (2) اور بعض دیگر علماء نے اہل قرطبہ وغیرہ سے اس کا عمل نقل کیا (3)۔

میں کہتا ہوں یہ عمل زمانہ صحابہ و تابعین سے ہے، حضرت ابو امامہ صحابی رضی اللہ عنہ نے خود اپنے لئے تلقین کی وصیت فرمائی: کہا أخرجه بن مندة من وجه آخر کہا ذکرہ الإمام السيوطي في شرح الصدور (4)۔ قلت: بل والطبراني أيضاً على ما ساق لفظه البدر المحمود في البناية شرح الهداية (5)۔

== دونوں رسائل یعنی رسالہ تلقین اور ایصال ثواب کی تخریج و تعلیق مکمل کر دی ہے جو کہ جامع ایصال ثواب کے نام سے تیار ہے، اللہ عز و جل ہمارے لیے اس کی اشاعت میں آسانی پیدا فرما دے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

(1) (ذکرہ موفق الدین ابن قدامة الحنبلي وشمس الدين ابن قدامة الحنبلي في المغني والشرح الكبير 277.278\3، والكافي في فقه الإمام أحمد 373\1۔

قلت: قال الكوسج: قلت: تلقين الميت عند الموت؟ قال (أي أحمد بن حنبل): إي لعمری، قال: لقنوا موتاكم۔ قال إسحاق (یعنی ابن راهویہ): كما قال. انظر: مسائل الإمام أحمد وإسحاق بن راهویہ (842)

(2) (عارضۃ الأحوذی بشرح الترمذی 198\4، والمسالك في شرح موطأ مالک 520\2، كلاهما لابن العربي المالكي)

(3) (تذكرة الموتى للقرطبي، باب ما جاء في تلقين الإنسان بعد موته 194\1)

(4) (شرح الصدور، باب ما يقال عند الدفن والتلقين 106)

(5) (البناية في شرح الهداية، باب الجنائز، تلقين الموتى 208\3، وفيه: قلت: ==

(جیسا کہ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے طریق سے اس کی روایت کی، اسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں بلکہ طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے روایت کیا ہے جیسا کہ علامہ بدرالدین محمود عینی رحمۃ اللہ علیہ نے بنایہ شرح ہدایہ میں اس کے الفاظ ذکر کئے ہیں)۔

اور تین تابعیوں سے عنقریب منقول ہوگا کہ اسے مستحب کہا جاتا تھا، ظاہر ہے اُن کی یہ نقل نہ ہوگی مگر صحابہ یا اکابر تابعین سے جو اُن سے پہلے ہوئے۔ (رضی اللہ عنہم اجمعین)

علامہ ابن حجر مکی کی شرح مشکوٰۃ میں ہے: "اَعْتَصِدَ بِشَوَاهِدٍ تَقِي بِهَا إِلَى دَرَجَةِ الْحَسَنِ"۔ (1) یعنی یہ حدیث بوجہ شواہد درجہ حسن تک ترقی کیے ہے۔ اسی طرح ذیل مجمع بحار الانوار (2) میں تصریح کی کہ اس نے شواہد سے قوت پائی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

== روى الطبراني عن أبي أمامة - رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ - إِذَا أُنَامَتْ فَاصْنَعُوا بِي كَمَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - أَنْ نَصْنَعَ بِمَوْتَانَا، أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِذَا مَاتَ أَحَدٌ مِنْ إِخْوَانِكُمْ..... الْحَدِيثُ - وَقَالَ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَقَدْ قَرَأَهُ الضِّيَاءُ فِي أَحْكَامِهِ، كَذَا قِيلَ، وَلَكِنْ الرَّاوي عَنْ أَبِي أَمَامَةَ سَعِيدُ الْأَزْدِيِّ وَقَدْ بَيَّضَ لَهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ." (1)

(1) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الإیمان، باب إثبات عذاب القبر، الفصل الثانی 327\1، نقلہ عنہ)  
(2)

## حدیث (54 تا 56)

امام سعید بن منصور شاگرد امام مالک و استاذ امام احمد اپنے سنن میں راشد (☆) بن سعد و ضمیرہ (☆) بن حبیب، و حکیم (☆) بن عمیر سے راوی، ان سب نے فرمایا:

(☆) تابعی ثقہ رجال سنن اربعہ سے ۱۲ منہ (م)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی سنن، أَبْوَابُ الْجَنَائِزِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَوَاهِيَةِ الزُّكُوبِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ (1012)، وَأَبْوَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ: وَمِنْ سُورَةِ الْأَنْعَامِ (3066) میں روایات لی ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی سنن، كِتَابُ الْجَنَائِزِ، بَابُ الشَّهِيدِ (2053) میں روایت لی ہے۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی سنن، بَابُ الْحِيَاضِ (521)، وَبَابُ مَا جَاءَ فِي شُهُودِ الْجَنَائِزِ (1480)، وَغَيْرِهَا مَقَامَاتٍ پر روایات لی ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (146) وغیرہ پر روایات لی ہیں۔

(☆) تابعی ثقہ رجال صحاح ستہ سے ۱۲ منہ (م)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے اپنی سنن، أَبْوَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالرَّقَائِقِ وَالْوَرَعِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَابُ مَا جَاءَ فِي صِفَةِ أَوَانِي الْحَوْضِ (2459)، وَ (3579) میں روایات لی ہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، بَابُ اتِّبَاعِ سَنَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ (43)، وَبَابُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَالِاسْتِعْدَادِ لَهُ (4260)، میں روایات لی ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، بَابُ فِي الرَّجُلِ يَغْزُو وَيَلْتَمِسُ الْأَجْرَ وَالْغَنِيمَةَ (2535) میں روایت لی ہے۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، بَابُ لَنْتَهِي عَنْ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ (572)، میں روایت لی ہے۔ لم أقف روايته عند البخاري والمسلم۔

"إِذَا سُوِيَ عَلَى الْمَيِّتِ قَبْرُهُ  
وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ كَانَ  
يَسْتَحِبُّ أَنْ يُقَالَ لِلْمَيِّتِ عِنْدَ  
قَبْرِهِ: يَا فُلَانُ قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،  
ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. يَا فُلَانُ قُلْ: رَبِّي اللَّهُ،  
وَدِينِي الْإِسْلَامُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ." (1)

جب میت پر مٹی دے کر قبر درست کر  
چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب  
سمجھا جاتا ہے کہ مُردے سے اُس کی قبر  
کے پاس کھڑے ہو کر کہا جائے: اے  
فلاں! کہہ لا الہ الا اللہ تین بار، اے  
فلاں! کہہ میرا رب اللہ ہے اور میرا  
دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ  
علیہ وسلم۔

امام ابو داود رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، باب فی تغشیرِ اَہْلِ الذِّمَّةِ إِذَا اخْتَلَفُوا بِالْتَّجَارَاتِ  
(3050) میں روایت لی ہے۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن، کتاب النِّکاح (1921) میں روایت لی ہے۔

(1) (ذکرہ ابن الملقن فی البدر المنیر فی تخریج الأحادیث والآثار الواقعة فی  
الشرح الكبير، کتاب الجنائز، الحدیث الثانی بعد الثمانین 33815، وابن حجر فی  
تلخیص الحبر فی تخریج أحادیث الرافعی الكبير، کتاب الجنائز، 13612، وبلوغ  
المرام من أدلة الأحكام، کتاب الجنائز (583)، والسیوطی فی شرح الصدور، باب  
ما یقال عند الدفن والتلقین 106، وفی الدر المنثور، سورة ابراهیم، 3915۔

وقال ابن الملقن: فَهَذِهِ شَوَاهِدُ لِحَدِيثِ أَبِي أَمَامَةَ الْمَذْكُورِ، قَالَ الشَّيْخُ تَقِيُّ الدِّينِ بِن  
الضَّلَاح: هَذَا الْحَدِيثُ إِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَائِمِ، وَلَكِنَّهُ (يَعْتَصِدُ) بِشَوَاهِدٍ وَبِعَمَلِ أَهْلِ  
الشَّامِ بِهِ قَدِيمًا.

## وصل آخر من هذا الفصل

فصل پنجم کی حدیثوں نے جس طرح بحمد اللہ سماع موتی کی تصریح فرمائی، یونہی اُن میں اکثر نے ثابت کر دکھایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اہل قبور سے کلام صرف سلام پر مختصر نہ تھا اور بدیہی ہے کہ جماد محض سے مخاطبہ و گفتگو معقول نہیں۔ لہذا ہم آخر فصل میں وہ بعض حدیثیں جن میں اجلہ صحابہ کا اہل قبور سے سوائے سلام و دیگر نواع کلام فرمانا مذکور، نقل کر کے مقصد ثانی کو ختم اور مقصد ثالث کی طرف ان شاء اللہ تعالیٰ التضمیم عزم کرتے ہیں، وباللہ التوفیق۔

### حدیث (57)

ابن ماجہ بسند (☆) حسن صحیح عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے راوی:

(☆) (فائدہ: یہ حدیث طبرانی نے معجم کبیر میں سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ۱۲ منہ۔)

قلت: أخرجه البزار في مسنده (299\3) (1089)، والطبراني في الكبير 145\1 (326)، وابن السني في عمل اليوم والليلة (595)، وأبو نعيم في المعرفة (522)، وابن أبي حاتم في العلل 256\2 (2264)، والقاضي مارستان في مشيخته (254)، والبيهقي في الدلائل 192\1. 191، والضياء المقدسي في الأحاديث المختارة 204\3 (1005)، وعبد الغني المقدسي في التوحيد (70)، وأورده الهيثمي في المجمع 118\1، وقال: رَوَاهُ الْبُزَّارُ وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَزَادَ: فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ، فَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بَعْنَاءَ، مَا مَرَزْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَرْتُهُ بِالنَّارِ". وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ.

قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (فذكر الحديث الى ان قال) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حَيْثُمَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ مُشْرِكٍ فَبَشِّرْهُ بِالنَّارِ" قَالَ: فَأَسْلَمَ الْأَعْرَابِيُّ بَعْدُ، وَقَالَ: لَقَدْ كَلَّفَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَبًا، مَا مَرَرْتُ بِقَبْرِ كَافِرٍ إِلَّا بَشَّرْتُهُ بِالنَّارِ. (1)

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے فرمایا جہاں کسی مشرک کی قبر پر گزرے اُسے آگ کا مژدہ دینا..... اس کے بعد وہ اعرابی مسلمان ہو گیا تو وہ صحابی فرماتے ہیں مجھے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے ایک مشقت میں ڈالا، کسی کافر کی قبر پر میرا گزرنہ ہوا مگر یہ کہ اُسے آگ کا مژدہ دیا۔

ہر عاقل جانتا ہے کہ مژدہ دینا بے سماع و فہم محال اور صحابی مخاطب نے ارشاد اقدس کو معنی حقیقی پر حمل کیا، لہذا عمر بھر اس پر عمل فرمایا، فتبصر۔

### حدیث (58)

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے راوی:

أَنَّهُ مَرَّ بِالْبَقِيعِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ أَخْبَارُ مَا

یعنی ایک بار امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ بقیع پر گزرے اہل قبور پر سلام کر کے

(1) (أخرجه ابن ماجة في السنن، باب ما جاء في زيارة قبور المشركين 114، وفي

نسخة 231 (1573)۔ وقال البوصيري في مصباح الزجاجة 43\2: هذا إسناد

صحيح رجاله ثقات محمد بن إسماعيل وثقه ابن حبان والدارقطني والذهبي وباقي

رجال الإسناد على شرط الشيخين.)

عِنْدَنَا أَنَّ نِسَاءَكُمْ قَدْ تَزَوَّجْنَ  
وَدَيَارَكُمْ قَدْ سَكِنَتْ وَأَمْوَالَكُمْ  
قَدْ فَرَّقَتْ، فَأَجَابَهُ هَاتِفٌ: يَا عُمَرُ  
بْنُ الْخَطَّابِ أَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا أَنَّ مَا  
قَدَّمْنَاهُ فَقَدْ وَجَدْنَاهُ وَمَا أَنْفَقْنَاهُ  
فَقَدْ رَجَعْنَاهُ وَمَا خَلَّفْنَاهُ فَقَدْ  
خَسِرْنَاهُ (1)

فرمایا ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ  
تمہاری عورتوں نے نکاح کر لئے اور  
تمہارے گھروں میں اور لوگ بسے،  
تمہارے مال تقسیم ہو گئے اس پر کسی  
نے جواب دیا: اے عمر بن الخطاب!  
ہمارے پاس کی خبریں یہ ہیں کہ ہم نے  
جو اعمال کئے تھے یہاں پائے اور جو  
راہ خدا میں دیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو  
پیچھے چھوڑا وہ خسارے میں گیا۔

(1) (آخرجه ابن أبي الدنيا في الهواتف 97 (100)

قلت: في سنده مطهر بن النعمان لم أقف على ترجمته من كتب التراجم التي عندي.  
والله أعلم بالصواب، وبقية رجاله موثقون۔

وذكره ابن عبد البر في التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد 242\20، وفي  
الإستدكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار 165\2، بلا سند عن عمر بن الخطاب۔  
والسيوطي في شرح الصدور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم ورؤيتهم  
لهم 209، وقال بسنده فيه مبهم۔ وعزاه إلى ابن أبي الدنيا في كتاب القبور، والهندي  
في كنز العمال 143\8، وطارق محمد سكلوع في الملحق بكتاب القبور  
226.227 (69)۔

قلت: فالظاهر أن إسناده عن عمر بن الخطاب غير إسناده ما عند ابن أبي الدنيا في  
الهواتف، لأنه ليس فيه المبهم، والله أعلم بالصواب۔



## حدیث (59)

امام حاکم [مطبوعہ، الف، ب، ح، فر میں احمد ہے جو کہ تصحیف ہے] تاریخ  
نیشاپور اور بیہقی اور ابن عساکر تاریخ دمشق میں سعید بن المسیب سے راوی:

" قَالَ دَخَلْنَا مَقَابِرَ الْمَدِينَةِ مَعَ  
عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَنَادَى يَا أَهْلَ  
الْقُبُورِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ  
تُخَبِّرُونَا بِأَخْبَارِكُمْ أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ  
تُخَبِّرَكُمْ قَالَ فَسَمِعْتُ صَوْتًا  
وَعَلَيْكَ السَّلَامُ ☆ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ  
بَرَكَاتُهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ خَبِّرْنَا عَمَّا  
كَانَ بَعْدَنَا فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ: أَمَّا أَرْوَاجُكُمْ فَقَدْ  
تَزَوَّجْنَ وَأَمَّا أَمْوَالُكُمْ فَقَدْ  
اِقْتَسِمْتِ وَالْأَوْلَادُ قَدْ حُشِرُوا فِي  
زُمرَةِ الْيَتَامَى وَالْبِنَاءِ الَّذِي  
شَيَّدْتُمْ فَقَدْ سَكَنَهَا أَعْدَاؤُكُمْ  
فَهَذِهِ أَخْبَارُ مَا عِنْدَنَا فَمَا عِنْدَكُمْ

یعنی ہم مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے  
ہمراہ رکاب مقابر مدینہ طیبہ میں داخل  
ہوئے۔ حضرت مولیٰ نے اہل قبر پر  
سلام کر کے فرمایا: تم ہمیں اپنی خبریں  
بتاؤ گے یا یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہیں خبر  
دیں؟ سعید بن مسیب فرماتے ہیں میں  
نے آواز سنی کسی نے حضرت مولیٰ کو  
جواب سلام دے کر عرض کی: یا امیر  
المومنین! آپ بتائیے ہمارے بعد کیا  
گزری؟ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ  
نے فرمایا: تمہاری عورتوں نے نکاح کر  
لئے اور تمہارے مال سو وہ بٹ گئے،  
اور اولاد یتیموں کے گروہ میں اٹھی، اور  
وہ تعمیر جس کا تم نے استحکام کیا تھا اُس

☆ (فی الف، ب، ح، فر: فسمعت صوتا وعلیک السلام۔ وفي ر: فسمعنا۔ إلخ

کذا فی تاریخ دمشق، والخصائص)

فَأَجَابَهُ ☆ مَيِّتٌ قَدْ تَحَرَّقَتْ  
الْأُكْفَانُ وَانْتَثَرَتِ الشَّعُورُ  
وَتَقَطَّعَتِ الْجُلُودُ وَسَالَتِ  
الْأَحْدَاقُ عَلَى الْخُدُودِ وَسَالَتِ  
الْمَنَاخِيُّ بِالْقَيْحِ وَالصَّدِيدِ وَمَا  
قَدَّمَائِهِ رَبْحَنَاهُ {وَفِي الْبَصَادِرِ :  
وَجَدْنَاهُ} وَمَا خَلَفْنَاهُ خَسِرْنَاهُ  
وَنَحْنُ مُرْتَهِنُونَ بِالْأَعْمَالِ (۱)

میں تمہارے دشمن بسے، ہمارے پاس  
کی خبریں تو یہ ہیں اب تمہارے پاس کیا  
خبر ہے؟ ایک مُردے نے عرض کی: کہ  
کفن پھٹ گئے بال جھڑ پڑے،  
کھالوں کے پرزے پرزے ہو  
گئے۔ آنکھوں کے ڈھیلے بہہ کر گالوں  
تک آئے، نتھنوں سے پیپ اور گندا  
پانی جاری ہے اور جو آگے بھیجا تھا اس کا  
نفع ملا اور جو پیچھے چھوڑا اُس کا خسارہ ہوا  
اور اپنے اعمال میں محبوس ہیں۔

وحسبنا الله ونعم الوكيل ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔  
سبحان من تفرد بالبقاء وقهر عباده بالموت سبحان الحي الذي لا يموت  
ابدا وهم الغفور الرحيم۔ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے،  
طاقت و قوت نہیں مگر عظمت و بلندی والے خدا ہی سے۔ پاک ہے وہ جو اکیلا باقی  
رہنے والا ہے اور اپنے بندوں کو موت کے تابع فرمان کر دیا ہے۔ پاک ہے وہ حیات  
والا جسے کبھی موت نہیں اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

☆ (فی الف، ب، ح، فر: فہذہ أخبار ما عندنا فما عندکم فأجابہ۔ وفی ر: فہذہ أخبار ما  
عندنا فما أخبار ما عندکم۔ إلخ کذا فی تاریخ دمشق والخصائص، وشرح الصدور)  
(۱) (آخر جہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق ۳۹۵۱۳، من طریق البیہقی والحاکم، ==

**تنبیہ:** جن صاحبوں نے جوابِ حدیث چہلم میں اس خطاب جناب ولایت مآب

کرم اللہ وجہہ کو محض وعظ تنبیہ احیاء کیلئے قرار دیا۔ کما نقلہ فی مائۃ مسائل۔ (1)

**غالباً:** انہوں نے پوری حدیث ملاحظہ نہ فرمائی ورنہ اس کے لفظ اول سے آخر تک

پکار رہے ہیں کہ یہاں حقیقتاً اموات ہی سے خطاب مقصود تھا۔ اسی قدر کو دیکھ لیجئے کہ

جناب مولانا نے ابتداءً یہ لفظ ارشاد نہ کئے بلکہ اول اُن سے استفسار فرمایا کہ پہلے تم اپنی

خبریں بتاؤ گے یا ہم شروع کریں۔

کہیے بے ارادہ خطاب حقیقی اس دریافت کرنے اور اختیار دینے کے کیا معنی تھے، پھر

اُن کی درخواست پر حضرت نے اخبار دُنیا ارشاد فرما کر انہیں حکم دیا۔ اب تم اپنی خبریں

بتاؤ چنانچہ انہوں نے عرض کیں پھر مخاطبہ حقیقی میں کیا شک ہے؟ واللہ الموفق۔

### حدیث (60)

ابن عسا کر نے ایک حدیث طویل روایت کی جس کا حاصل یہ ہے کہ عہدِ معدلت مہد

فاروقی میں ایک جوان عابد تھا۔ امیر المومنین اس سے بہت خوش تھے۔ دن بھر مسجد

میں رہتا، بعدِ عشاء باپ کے پاس جاتا، راہ میں ایک عورت کا مکان تھا اُس پر عاشق

ہو گئی۔ ہمیشہ اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتی، جوان نظر نہ فرماتا، ایک شب قدم نے لغزش

= وقال: قال البيهقي في إسناده قبل أبي زيد النحوي من يجهل والله أعلم۔

وذكره السيوطي في شرح الصدور، باب زيارة القبور وعلم الموتى بزوارهم

ورؤيتهم لهم 209، وفي الخصائص 113\2، وعزاه إلى الحاكم في تاريخ نيسابور

والبيهقي وابن عساكر في تاريخ دمشق، وقال: بسند فيه من يجهل۔

(1) (مائۃ مسائل، ص 54)

کی، ساتھ ہولیا، دروازے تک گیا جب اندر جانا چاہا خدا یاد آیا اور بے ساختہ یہ آہ کریمہ زبان سے نکلی:

" إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ " (1)

ڈروالوں کو جب کوئی جھپٹ شیطان کی پہنچتی ہے خدا کو یاد کرتے ہیں اُسی وقت اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

آیت پڑھتے ہی غش کھا کر گرا، عورت نے اپنی کنیز کے ساتھ اُٹھا کر اُس کے دروازے پر ڈال دیا، باپ منتظر تھا، آنے میں دیر ہوئی، دیکھنے نکلا دروازے پر بے ہوش پڑا پایا، گھر والوں کو بلا کر اندر اُٹھوایا۔ رات گئے ہوش آیا، باپ نے حال پوچھا کہا خیر ہے؟ کہا بتادے، ناچار قصہ کہا، باپ بولا جان پدر! وہ آیت کون سی ہے؟ جوان نے پھر پڑھی پڑھتے ہی غش آیا، جنبش دی مردہ پایا، رات ہی کو نہلا کفنا کر دفن کر دیا۔ صبح کو امیر المومنین نے خبر پائی، باپ سے تعزیت اور خبر نہ دینے کی شکایت فرمائی۔ عرض کی: یا امیر المومنین! رات تھی، پھر امیر المومنین ہمراہیوں کو لے کر قبر پر تشریف لے گئے..... آگے لفظ حدیث یوں ہیں:

فَقَالَ عُمَرُ يَا فُلَانُ {وَلَيْمَنَ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ} {الرَّحْمَنِ: 46}

یعنی امیر المومنین نے جوان کا نام لے کر فرمایا: اے فلان! جو اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے کا ڈر کرے اس کیلئے دو باغ ہیں جو ان نے قبر میں سے آواز دی اے عمر! ”مجھے میرے

الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ. (1)  
 رب نے یہ دولت عظمیٰ جنت میں دوبار  
 عطا فرمائی۔

نسئال الله الجنة له الفضل والمنة و صلى الله تعالى على نبي الانس  
 والجنة واله وصحبه واصحاب السنة آمين آمين آمين.  
 ہم اللہ سے جنت کے خواستگار ہیں، اسی کیلئے فضل و احسان ہے اور خدائے برتر کا درود و  
 سلام ہو انس و جن کے نبی اور ان کی آل و اصحاب اور اہلسنت پر۔ الہی! قبول فرما، قبول  
 فرما، قبول فرما۔

(1) (أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق 450\45، من طريق أبو صالح كاتب  
 الليث نا يحيى بن أيوب الخزاعي قال سمعت من يذكر أنه كان في زمن عمر بن  
 الخطاب۔

و ذكره ابن كثير في تفسيره، سورة الأعراف، 534\3، والهندي في كنز العمال  
 517\2 (4634) وعزاه إلى الحاكم۔ والسيوطي في شرح الصدور 213،  
 وعزاه إلى ابن عساكر)

## المقصد الثالث فی اقوال العلماء

### مقصد سوم علماء کے اقوال میں

قال الفیقر محرر السطور غفر له المولی الغفور :  
اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کی تصریح و تلویح و تنقیص و تلمیح و تائید و ترجیح و تسلیم و تصحیح میں  
ارشادات متکاثرہ و اقوال متوافرہ ہیں۔

حضرات عالیہ صحابہ کرام و تابعین فحام و اتباع اعلام و مجتہدین اسلام و سلف و خلف  
علمائے عظام سے رضی اللہ عنہم اجمعین و حشرنا فی زمرتہم یوم الدین  
امین۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو اور ہمیں روز قیامت اُن کے زمرے میں  
اُٹھائے الہی! قبول فرما۔

فقیر غفر له اللہ تعالیٰ اگر بقدر قدرت اُن کے حصر و استقصاء کا ارادہ کرے موجز عجالہ حد  
مجلد سے گزرے۔ لہذا اولاً صرف سو (100) ائمہ دین و علماء کا ملین کے اسماء طیبہ شمار  
کرتا ہوں جن کے اقوال اس وقت میرے پیش نظر اس رسالہ کے فصول و مقاصد میں  
جلوہ گر و فضل اللہ سبحانہ اوسع و اکثر۔ اور اللہ سبحانہ کا فضل اور زیادہ وسیع فزوں  
تر ہے۔

پھر دس نام اُن عالموں کے بھی حاضر کروں گا جن پر اعتماد میں مخاطب مضطر و هذا

لديہم ادھی و امر و الحمد لله العلی الاکبر۔

اور یہ ان کے نزدیک زیادہ سخت اور تلخ ہے، اور سب خوبیاں بلندی و کبریائی والے  
خدا ہی کیلئے ہیں۔

## فمن الصحابة رضوان الله تعالى عليهم اجمعين

- (1) امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم [رضی اللہ عنہ] (1)
  - (2) امیر المؤمنین علی مرتضیٰ [رضی اللہ عنہ] (2)
  - (3) حضرت عبداللہ بن مسعود [رضی اللہ عنہ] (3)
  - (4) حضرت سلمان فارسی [رضی اللہ عنہ] (4)
  - (5) عمرو بن عاص [رضی اللہ عنہ] (5)
  - (6) عبداللہ بن عمر [رضی اللہ عنہما] (6)
  - (7) ابو ہریرہ [رضی اللہ عنہ] (7)
  - (8) عبداللہ بن عمرو [رضی اللہ عنہ] (8)
  - (9) عقبہ بن عامر [رضی اللہ عنہ] (9)
  - (10) ابوامامہ باہلی [رضی اللہ عنہ] (10)
  - (11) صحابی اعرابی صاحب حدیث،، حیثما مروت،، وغیرہم رضی اللہ عنہم (11)
- اور ان میں اُن کے سوا اُن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام یہاں شمار نہیں کرتا جنہوں نے

- 
- |                                       |                                     |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| (1) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 58)    | (2) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 59)  |
| (3) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 30.31) | (4) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 9)   |
| (5) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 1)     | (6) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 28)  |
| (7) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 45)    | (8) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 24)  |
| (9) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 21)    | (10) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 53) |
| (11) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 57)   |                                     |



سماع وادراک موتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا یا حضور کی زبان پاک سے سنا مثل عبد اللہ بن عباس و انس بن مالک و ابو زین و براء بن عازب و ابو طلحہ و عمارہ بن حزم و ابو سعید خدری و عبد اللہ بن سیدان و ام سلمہ و قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہم۔ اگرچہ یقیناً معلوم کہ ارشاد والا حضور اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سن کر ان کے خلاف پراعتقاد حضرات صحابہ سے معقول نہیں، نہ مقام مقام احکام کہ احتمال خلاف بعلم ناسخ ہو، تاہم جب قصد استیعاب نہیں تو انہیں پراقتصار صحیح جن کے خود اقوال و افعال دلیل مسئلہ ہیں وباللہ التوفیق۔

### ومن التابعین رحمة الله عليهم اجمعين

- |                         |                        |
|-------------------------|------------------------|
| (12) مجاہد مکی (1)      | (13) عمرو بن دینار (2) |
| (14) بکر مزنی (3)       | (15) ابن ابی لیلیٰ (4) |
| (16) قاسم بن مخیرہ (5)  | (17) راشد بن سعد (6)   |
| (18) ضمیرہ بن حبیب (7)  | (19) حکیم بن عمیر (8)  |
| (20) علاء بن الجلاح (9) | (21) بلال بن سعد (10)  |

(1) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 12) (2) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 13، 14)

(3) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 19) (4) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 17)

(5) (ملاحظہ فرمائیں: زیر حدیث نمبر 25 روایت مناسبہ نمبر 3)

(6، 8) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 54 تا 56)

(9) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 32) (10) (ملاحظہ فرمائیں: قول نمبر 1)

(22) محمد بن واسع (1) (23) ام الدرداء (2) وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ۔

### ومن تبع تابعین لطف الله بهم يوم الدين

(24) عالم قریش سیدنا ابو محمد بن ادريس شافعی (3)

(25) عالم کوفہ فقیہ مجتہد امام سفیان (4)

(26) عبدالرحمن بن العلاء۔ (5) وغیرہم روح اللہ تعالیٰ ارواہم۔

### ومن اعظم السلف واکرام الخلف نور الله تعالى مراقدهم

(27) عالم اہل بیت رسالت حضرت امام علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی وبتول بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔ (1)

(1) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 39) (2) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 11)

(3) (ملاحظہ فرمائیں: قول نمبر 27) (4) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 16)

(5) (ملاحظہ فرمائیں: حدیث نمبر 32)

(6) (آپ کی کنیت ابوالحسن، لقب الرضا آپ نے ہفتہ کے دن طوس میں 203ھ کو وفات پائی،

آپ کی قبر سنا میں رشید کی قبر کے ساتھ ہے امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کتاب الثقات

(457\8) میں فرماتے ہیں: "قد زرته مرارًا کثیرة و ما حلت بی شدّة فی وقت

مقامی بطوس فزرت قبر علی بن موسی الرضا صلوات اللہ علی جدہ وعلیہ ودعوت

اللہ ازالہا عنی إلا أستجیب لی وزالت عنی تلک الشدّة وهذا شیء جربته مرارًا

فوجدته كذلك أماتنا اللہ علی محبّة المصطفی وأهل بیته صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ

علیہ وعلیہم أجمعین۔"

تحقیق میں نے کئی مرتبہ اس کی زیارت کی اور میرے طوس میں قیام کے دوران مجھ پر جب بھی =

(28) امام اجل عارف باللہ محمد بن علی حکیم ترمذی۔ (1)

(29) امام محدث جلیل کبیر اسماعیلی۔ (2)

(30) امام فقیہ عابد و زاہد احمد بن عصمہ ابوالقاسم صفار حنفی بدو واسطہ شاگرد امام

ابویوسف و امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ۔ (3)

== کوئی مصیبت آتی تو میں علی بن موسیٰ الرضا صلوات اللہ علی جده وعلیہ کی قبر کی زیارت کرتا اور اپنے اوپر سے اس مصیبت کے دور ہونے کی اللہ سے دعا کرتا تو اللہ عزوجل میری دعا کو قبول فرما کر مجھ سے وہ مصیبت دور فرما دیتا اور اس کام میں نے کئی بار تجربہ کیا تو اسی طرح ہی پایا۔ اللہ عزوجل ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اہل بیت کی محبت پر موت عطاء فرمائے۔ آمین۔

(1) (آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، لقب حکیم ترمذی، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (440\13) میں آپ کے لیے امام، حافظ، عارف، زاہد جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں، آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں سے ختم الانبیاء، ختم الاولیاء، ریاضۃ النفس، شرح الصلاة، کتاب الفروق، نوادر الاصول وغیرہ ہیں، آپ کی وفات 318ھ ذکر کی ہے۔ وانظر: هدية العارفين أسماء المؤلفين و آثار المصنفين 15.16\2)

(2) (آپ کی کنیت ابوبکر، محمد بن اسماعیل بن مہران الاسماعیلی الجرجانی، نیشاپوری الشافعی، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (117\14) میں آپ کے لیے امام، حافظ الحال، ثقہ جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف محدث ہیں جن میں کتاب الصحابة وغیرہ ہیں، آپ نے 295ھ میں وفات پائی۔ وانظر: تذكرة الحفاظ 184\2)

(3) (آپ کی کنیت ابوالقاسم صفار، لقب حم، عبد القادر بن محمد القرشی نے جواهر المنصیۃ فی طبقات الحنفیۃ (78\1) میں آپ کے لیے فقیہ محدث کے الفاظ ذکر کیے ہیں، آپ کی وفات 326ھ میں ہوئی)

(31) امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی شافعی۔ (1)

(32) امام ابو عمر یوسف بن عبد البر مالکی۔ (2)

(33) امام ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد حاکم شہید حنفی صاحب کافی۔ (3)

(34) امام ابو الفضل قاضی عیاض تحصی مالکی۔ (4)

(1) (حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (163\18) میں آپ کے لیے حافظ علامہ، ثبت، فقیہ، شیخ الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ عظیم محدث صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں سنن الکبریٰ، سنن الصغریٰ، دلائل النبوة، حیاۃ الانبیاء فی قبورہم، وغیرہ ہیں، آپ کی وفات 458ھ میں ہوئی۔)

(2) (آپ ابن عبد البر، حافظ الاندلس، حافظ المغرب کے لقب سے مشہور ہیں، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (153\18) میں آپ کے لیے امام، علامہ، حافظ مغرب، شیخ الاسلام جیسے لفظ ذکر کیے ہیں۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں التہمید لما فی الموطا من المعانی والاسانید، الاستذکار الجامع لمذاہب فقہاء الامصار، جامع بیان العلم وفضله وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 463ھ میں ہوئی۔)

(3) (آپ حاکم شہید کے لقب سے مشہور ہے، آپ اپنے وقت کے اصحاب ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے امام تھے، امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے المنتظم (49\14) میں آپ کے لیے فقیہ، مناظر، حافظ جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الکافی، المستخلص، المنتقى، وشرح الجامع ہیں۔ آپ کو نماز فجر حالت سجدہ میں 334ھ کو شہید کیا گیا۔ وانظر: الجواهر

المضیة فی طبقات الحنفیة 2\113.112)

(4) (آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ترتیب المدارک

(35) امام حجة الاسلام مرشد الانام ابو حامد محمد محمد غزالی۔ (1)

(36) امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن فرح قرطبی، صاحب تذکرہ۔ (2)

(37) امام شمس الانمہ حلوائی حنفی۔ (3)

== وتقریب المسالك فی ذکر فقهاء مذهب مالک، شرح حدیث ام زرع، جامع التاریخ ہیں۔  
حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (212\20) میں آپ کے لیے امام، علامہ، شیخ  
الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 544ھ میں ہوئی۔

(1) (ابو حامد محمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی، شافعی، غزالی، صاحب تصانیف ہیں جن میں احیاء علوم  
الدین، کتاب الاربعین، القسطاس، محک النظر وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام  
النبلاء (322\19) میں آپ کے لیے شیخ، امام البحر، حجة الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ  
کی وفات 505ھ میں ہوئی۔)

(2) (آپ کبار مفسرین میں سے ہیں، صاحب تصانیف ہیں جن میں جامع احکام القرآن  
المعروف تفسیر القرطبی، تذکرۃ الموتی، الاسنی فی اسماء اللہ الحسنى، التذکار فی افضل الاذکار وغیرہ ہیں،  
علامہ صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے الوافی بالوفیات (87\2) میں آپ کے لیے امام متقن بتحر فی العلم  
جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں، آپ کی وفات 671ھ میں ہوئی۔ وانظر: طبقات المفسرین  
للداوودی (69.70\2)

(3) (آپ کا نام عبد العزیز بن احمد بن نصر بن صالح الحلوانی، اور بعض نے کہا الحلوائی علامہ  
زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (13\4) میں لکھتے ہیں: عبد العزیز بن أحمد بن نصر بن صالح  
الحلواني البخاري، أبو محمد، الملقب بشمس الأئمة: فقيه حنفي. نسبته إلى عمل  
الحلواء، وربما قيل له "الحلواني"۔ آپ کا لقب شمس الانمہ الاکبر ہے، آپ صاحب  
تصانیف ہیں جن میں المبسوط فی الفقہ، النوادر فی الفروع وشرح ادب القاضی وغیرہ ہیں۔ حافظ =

(38) امام عارف باللہ اسمعیل فقیہ زاہد۔ (1)

(39) امام محدث محی الدین طبری شافعی۔ (2)

(40) امام ربانی سیدنا علاء الدولہ سمنانی۔ (3)

= ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (177\18) میں شیخ، علامہ، رئیس الحنفیہ جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات باختلاف روایات 456ھ میں ہوئی۔

(1) آپ کا نام اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن علی، قطب الدین الحضرمی، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح المہذب فی فروع الفقہ الشافعی، فتاویٰ مجموعہ، مختصر صحیح مسلم، نفائس العرائس وغیرہ ہیں، علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (130\8) میں آپ کے لیے شیخ الامام الورع الزاہد ولی کبیر، عارف جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات باختلاف روایات 676ھ میں ہوئی، وانظر: العقد المذهب فی طبقات حملة المذهب، لابن الملقن (165)

(2) آپ کا نام احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابوبکر الطبری المکی، کنیت ابو العباس اور ابو جعفر ہے، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ، غایۃ الاحکام لاحادیث الاحکام، شرح التنبیہ للشیرازی فی فروع الفقہ الشافعی، وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الاسلام (784\15) میں آپ کے لیے فقیہ، زاہد، محدث جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات باختلاف روایات 694ھ میں ہوئی۔ وانظر: المنهل الصافي والمستوفي بعد الوافي للتغري (342.348\1)

(3) آپ کا نام احمد بن محمد بن احمد، کنیت ابوالمکارم، لقب رکن الدین علاء الدولہ بیابانکی، سمنانی ہے، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں کتاب المکاشفات، کتاب العروۃ لاهل الخلوة والجلوة، المقامات المائۃ فی السلوک، کتاب الفلاح، مدارج المعارج، فصول الفصول فارسی وغیرہ ہیں =

(41) امام ابوالمحسن حسن بن علی ظہیر الدین کبیر مرغینانی حنفی اُستاد امام قاضی خاں و صاحب خلاصہ۔ (1)

(42) بعض اساتذہ امام شیخ الاسلام علی بن ابی بکر برہان الدین فرغانی حنفی صاحب التجنیس والمزید۔ (2)

(43) امام فقیہ النفس قاضی خان حسن بن منصور فرغانی اوزجندی حنفی۔ (3)

= علامہ صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے الوافی بالوفیات (233\7) میں آپ کے لیے علامہ، زاہد، امام ربانی وغیرہ جیسے الفاظ لکھے ہیں۔ آپ کی وفات 736ھ میں ہوئی، وانظر: سلم الوصول إلى طبقات الفحول (204\1)

(1) آپ کا نام حسن بن علی بن عبدالعزیز بن عبدالرزاق، کنیت ابوالمحسن المرغینانی، لقب ظہیر الدین، آپ کے والد ظہیر الدین کبیر ہیں، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں اقضية الرسول، کتاب الشروط والسجلات وغیرہ ہیں، آپ کی وفات 619ھ میں ہوئی۔ وانظر: الجوهر المضیة فی طبقات الحنفیة 198.199\1، ومعجم المؤلفین 363\3

(2) آپ کی کنیت ابوالمحسن، لقب برہان الدین علی بن ابوبکر بن عبد الجلیل المرغینانی، الفرغانی آپ صاحب تصانیف ہیں، جن میں شرح الجامع الکبیر للشیخانی، بدایۃ المبتدی، الہدایۃ وکفایۃ المنتہی، ومختار الفتاوی وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (232\21) میں آپ کے لیے علامہ، عالم ماوراءالنہر کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ اور علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (266\4) میں لکھتے ہیں آپ مجتہدین میں سے حافظ، مفسر، محقق ادیب تھے۔ آپ کی وفات 593ھ میں ہوئی۔ وانظر: تاج التراجم لابن قطلوبغا (206)

(3) آپ کی کنیت ابوعلی، لقب فخر الدین المعروف امام قاضی خان، آپ صاحب تصانیف ہیں



(44) امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی شارح صحیح مسلم۔ (1)

(45) امام فخر الدین محمد رازی شافعی۔ (2)

(46) امام سعد الدین تفتازانی مصنف و شارح مقاصد۔ (3)

= جن میں فتاویٰ قاضی خان، المحاضرات، شرح ادب القاضی للخصاف، شرح الزیادات للشیبانی وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء (231\21) میں آپ کے لیے علامہ، شیخ الحنفیہ جیسے لفظ ذکر کرتے ہیں۔ آپ کی وفات 592ھ میں ہوئی۔ وانظر: الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة 1\205)

(1) آپ کا لقب محی الدین، کنیت ابو زکریا نام یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین النووی الشافعی ہے، آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں شرح صحیح مسلم، کتاب الاذکار، ریاض الصالحین، المجموع شرح المہذب، تہذیب الاسماء واللغات وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ (4\174) میں آپ کے لیے امام، حافظ الاوحد، قدوہ، شیخ الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 676ھ میں ہوئی۔ وانظر: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للسبکی 8\400.395)

(2) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، اور کہا گیا ہے کہ ابو المعالی، نام محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی، بکری، طبرستانی، شافعی، رازی المعروف فخر الدین ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں مفتاح الغیب المعروف تفسیر کبیر، لوا مع البینات فی شرح أسماء اللہ تعالیٰ والصفات، المحصول فی علم الاصول، وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء (21\500) میں آپ کے لیے علامہ کبیر، ذوالفنون، مفسر، کبیر الاذکیاء جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 606ھ میں ہوئی، وانظر: طبقات الشافعیۃ الکبریٰ 8\82.81)

(3) آپ کا لقب سعد الدین، نام مسعود بن عمر بن عبد اللہ تفتازانی شافعی ہے، آپ صاحب =

(47) امام ابوسلیمان حمد بن ابراہیم خطابی۔ (1) [تمام نسخوں احمد ہے، مگر صحیح حمد ہے]

(48) امام ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد سہیلی صاحب الروض۔ (2)

(49) امام عمر بن محمد بن عمر جلال الدین خبازی حنفی صاحب فتاویٰ خبازیہ۔ (3)

= تصانیف ہیں جن میں المقاصد فی الکلام و شرحہ، حاشیہ علی الکشاف للزمخشری فی التفسیر، التلویح علی التتبیح، شرح الشمیۃ، التہذیب فی المنطق، وغیرہ ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے الدرر الکامنة فی أعیان الملائة الثامنة (2300) میں آپ کے لیے علامۃ الکبیر جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات سمرقند میں باختلاف روایات 792ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزکلی 219.220\7

(1) آپ کی کنیت ابوسلیمان، نام حمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی ہے، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الاعلام الحدیث فی شرح البخاری، معالم السنن فی شرح السنن لابن داود، غریب الحدیث، شرح الاسماء الحسنی اور العزلة وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ (149\3) میں آپ کے لیے الامام، العلامة المفید، المحدث الرحال جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 388ھ میں ہوئی۔ وانظر: سیر اعلام النبلاء 23.28\17

(2) آپ کی کنیت ابوالقاسم اور کہا گیا ہے ابوزید، اور ابوالحسن بھی بیان کی گئی ہے، نام عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن اصح سہیلی، نحوی، اندلسی ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں التعریف والاعلام فیما ابھم فی القرآن من الاسماء والاعلام، الايضاح والتبيين لما ابھم من تفسیر الکتاب المبین، الروض الانف، وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ (96\4) میں آپ کے لیے الحافظ العلامة البارع جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 581ھ میں ہوئی۔ وانظر

:طبقات المفسرين للداوودي 272\1

(3) آپ کی کنیت ابو محمد نخندی ہے، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں حواشی ہدایہ، المغنی فی =

(50) صاحب عباب حنفی تلمیذ امام اجل قاضی خاں۔ (1)

(51) علامہ محمود بن محمد لؤلؤی بخاری حنفی صاحب حقائق شرح منظومہ نسفیہ تلمیذ التلمیذ

امام شمس الائمه کردری۔ (2)

(52) سیدی یوسف بن عمر صوفی حنفی صاحب مضمورات۔ (3)

= اصول الفقہ وغیرہ ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الاسلام (726\15) میں آپ کے

لیے علامہ فرضی سے فقیہ، زاہد، عابد جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 691ھ میں ہوئی۔

وانظر: الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة 398\1، وتاج التراجم 220.221

(1) آپ کی کنیت ابو العباس الصغانی، لقب رضی الدین، نام حسن بن محمد بن حسن بن حیدر

العدوی العمری ہے، آپ کی ولادت 555ھ میں ہوئی، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں مکملہ

الصحاح، شرح الجامع الصحیح البخاری، مشارق الانوار النبویة من صحاح الاخبار المصطفویة، العباب

الزخر فی اللغة عشرين مجلدًا، مجمع البحرین وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 650ھ میں ہوئی۔ انظر:

هدية العارفين 218\1، وأسماء الكتب المتمم لكشف الظنون (36)

(2) آپ کی کنیت ابو الحامد، نام محمود بن محمد بن داود الفشنجی لؤلؤی، بخاری، شہید ہے۔ آپ

صاحب تصانیف ہیں جن میں حقائق المنظومة فی شرح منظومة الخلافات للنفسی، اصول الفقہ،

حصول المامول حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الاسلام (232\15) میں آپ کے لیے

امام، مفتی، مدرس، وعظ، مفسر جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی شہادت بخارا میں 671ھ میں

تاری واقعہ میں ہوئی۔ وانظر: طبقات المفسرين للسيوطی 121، وسلم الوصول إلى

طبقات الفحول 316\3

(3) آپ کا نام یوسف بن عمر بن یوسف صوفی، کا دوری، بزار، اور ترکوں کے ہاں نبیرہ عمر بزار

(53) امام عارف باللہ صدر الدین قونوی۔ (1)

(54) امام شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی۔ (2)

= ہے، آپ کی تصانیف میں جامع المضممرات والمشکلات فی شرح مختصر القدوری ہیں۔ آپ نے 832ھ میں وفات پائی۔ انظر: معجم المؤلفین 320\13، والاعلام للزکلی (244\8)

(1) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام محمد بن اسحاق بن محمد بن یوسف جبکہ لقب صدر الدین القونوی ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں نفحات الالہیہ، النصوص فی فک الفصوص، وتحفہ الشکور، تفسیر سورہ فاتحہ وغیرہ ہیں۔ علامہ صفدی رحمۃ اللہ علیہ نے الوافی بالوفیات (141\2) میں آپ کو شیخ الکبیر لکھا ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الاسلام (266\15) میں زاہد، شیخ اہل وحدت ذکر کیا ہے۔ آپ محی الدین ابن عربی کی صحبت میں رہے۔ آپ کی وفات باختلاف روایات 673ھ میں ہوئی اور شیخ ابن العربی کے ساتھ دفن کیے گئے۔ وانظر: طبقات المفسرین للادنہ وی (247.248)

(2) آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، فضل اللہ بن حسن بن حسین بن عبد اللہ تورپشتی، شہاب الدین۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں المیسر فی شرح المصابیح، المعتمد فی المعتقد، مطلب الناسک فی علم الناسک وغیرہ ہیں علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر طبقات الشافعیۃ الکبریٰ (349\8) میں کیا ہے اور رجل محدث فقیہ اہل شیزار جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں مگر کمالہ دمشقی نے معجم المؤلفین (73\8) میں آپ کو حنفی لکھا ہے اور اسی طرح علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر (913\2) میں قاضی علاء الدین بن خطیب سے علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے طبقات الشافعیہ میں ذکر کرنے کا رد نقل کیا اور کہا کہ ان کی شرح دلالت کرتی ہے کہ وہ حنفی المذہب تھے۔ آپ کی وفات 661ھ میں ہوئی۔ وانظر: سلم الوصول 12.13\3

(55) امام ملك العلماء عز الدين بن عبد السلام شافعى۔ (1)

(56) امام محدث زين الدين مراغى۔ (2)

(57) امام ابو عبد الله محمد بن احمد بن على بن جابر اندلسى۔ (3)

(1) (آپ کی کنیت ابو محمد، نام عبد العزيز بن عبد السلام بن ابى القاسم السلمى الدمشقى الشافعى، لقب شيخ الاسلام عز الدين۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں التفسير الكبير، الامام فى ادلة الاحكام، قواعد الشريعة، قواعد الاحكام فى اصلاح الأنام، فتاوى وغيره ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الاسلام (933\14) میں آپ کے لیے شيخ الاسلام، بقیۃ الأئمة الاعلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 660ھ میں ہوئی۔ وانظر: طبقات الشافعية الكبرى 209\8، وطبقات المفسرين للداوودى 315\1)

(2) (آپ کی کنیت ابو محمد، نام ابو بکر ويقال عبد الله بن الحسين بن عمر القرشى الاموى المصرى الشافعى المراغى، لقب زين الدين۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں تحقيق النصرة بتلخيص معالم دار الهجرة، الوافى بتكملة الكافى لشرح الاسنوى على منهاج الطالبين فى فروع الفقه الشافعى وغيره ہیں۔ علامہ تقى الدين الفاسى رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل التقييد فى رواة السنن والاسانيد (343\2) میں آپ کے لیے مسند الحجاز جیسے لفظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 816ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزرکلى 63\2)

(3) (آپ کی کنیت ابو عبد الله، نام محمد بن احمد بن على بن جابر الاندلسى، الهوارى، المالكى الاعمى النخوى آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح الالفية لابن مالک فى النحو، نظم الفصح، الحلة السرى فى مدح خير الورى، والعين فى مدح سيد الكونين وغيره ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانى رحمۃ اللہ علیہ (206\3) میں لکھا کہ: كان كثير النظم عالما بالعربية۔ آپ کی وفات 780ھ میں ہوئی۔

انظر: الاعلام للزرکلى 328\5، ونكت الهميان فى نكت العميان 230.231)

(58) قاضی ناصر الدین بیضاوی شافعی صاحب تفسیر۔ (1)

(59) امام ابو عبد اللہ ابن النعمان صاحب سفینۃ النجاء لاہل الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی

النجاء۔ (2)

(60) امام عارف باللہ عبد اللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب روض الریاحین۔ (3)

(1) آپ کی کنیت ابوسعید، اور ابو الخیر، نام عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی، المعروف قاضی بیضاوی

، شیرازی، شافعی، لقب ناصر الدین ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں انوار التزیل و اسرار

التاویل المعروف تفسیر بیضاوی، و مختصر الکشاف فی التفسیر، شرح المصابیح فی الحدیث، المنہاج فی

الاصول، شرح الکافیۃ لابن الحاجب وغیرہ ہیں۔ علامہ ابو المعالی الغزالی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوان

الاسلام (257\1) میں آپ کے لیے امام، عالم العلامہ، محقق اور شیخ الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے

ہیں۔ آپ کی وفات باختلاف روایات 691ھ میں ہوئی۔ انظر: طبقات الشافعیۃ لابن

قاضی شہبہ 172\2، طبقات المفسرین للداوودی 248\1

(2) (راقم الحروف ان کے ترجمہ پر مطلع نہیں ہو سکا اگر یہ الشیخ ابو عبد اللہ بن النعمان الاسکندری

ہیں تو ان کے متعلق علامہ ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات الاولیاء (488) میں لکھا ہے کہ:

عالم محدث الربانی، علم و صلاح کے ساتھ مشہور ہیں، ان کی وفات 683ھ میں ہوئی، واللہ اعلم

بالصواب)

(3) آپ کی کنیت ابوالسادات اور ابو عبد الرحمن، نام عبد اللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان الیافعی

البیہقی ثم المکی، الشافعی، لقب عقیف الدین ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں مرآة الجنان

وعبرة الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان، روض الریاحین فی حکایات الصالحین، الدر المنظم فی خواص

القرآن العظیم، اسنی المفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر وغیرہ ہیں۔ قاضی ابن شہبہ رحمۃ اللہ علیہ نے =

(61) امام علامہ سید الحفاظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری۔ (1)

(62) امام شمس الدین محمد بن یوسف کرمانی حنفی صاحب کواکب الدراری شرح صحیح بخاری۔ (2)

(63) امام علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی شافعی صاحب شفاء السقام۔ (3)

== طبقات الشافعية (95\3) میں آپ کے لیے شیخ، امام، قدوہ، عارف، فقیہ، شیخ الحجاز جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 768ھ میں ہوئی، وانظر: الدرر الكامنة 18\3، والتحفة الطيفة في تاريخ المدينة الشريفة للسخاوي (18\2)

(1) (آپ کا لقب شہاب الدین المعروف حافظ ابن حجر عسقلانی، کنیت ابو الفضل ہے، آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں فتح الباری شرح صحیح البخاری، المطالب العالیہ، اتحاف المہرۃ، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، لسان المیزان، وغیرہ ہیں۔ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی الجواہر والدرر فی ترجمۃ شیخ الاسلام ابن حجر ملاحظہ فرمائیں)

(2) (علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بغیۃ الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة (279\1) میں آپ کے لیے الامام العلامۃ فی الفقہ والحديث والتفسیر جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں حاشیہ علی تفسیر البیضاوی، الی سورۃ یوسف، شرح صحیح البخاری، شرح المواقف، شرح مختصر ابن الحاجب وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 786ھ میں ہوئی۔ وانظر: طبقات المفسرین للداوودی (285\2)

(3) (آپ کی کنیت ابو الحسن ہے، لقب تقی الدین، نام علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف الخزرجی، الانصاری، السبکی، المصری الدمشقی الشافعی ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں =



(64) امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی شافعی صاحب ارتیاع الاکباد بفقد الاولاد۔ (1)

(65) امام خاتم الحفاظ مجدد المائۃ التاسعة ابو الفضل جلال الدین عبدالرحمن سیوطی صاحب شرح الصدور وبدور سافره وانیس الغریب وزهر الربی شرح سنن نسائی وغیره۔ (2) [تمام نسخوں میں جلال الدین بن عبدالرحمن ہے جو کہ تصحیف ہے]

=تفسیر القرآن (جو مکمل نہ ہو سکی)، تملکۃ المجموع فی شرح المہذب، التحقیق فی مسالۃ التعلیق (ابن تیمیہ کا مسئلہ طلاق میں رد)، شفاء السقام فی زیارة خیر الانام (مسئلہ زیارت روضہ رسول پر ابن تیمیہ کا رد)، السیف المسلول علی من سب الرسول وغیرہ ہیں۔ علامہ ابوالحسن الحسینی رحمۃ اللہ علیہ نے ذیل تذکرۃ الحفاظ (1\25) میں آپ کے لیے شیخ الامام، حافظ، علامہ، بقیۃ المجتہدین جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 756ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للنور کلی (4\302)

(1) آپ کی کنیت ابوالخیر اور ابو عبد اللہ، لقب شمس الدین، نام محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر السخاوی، القاہری الشافعی ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں المقاصد الحسنیۃ فی کثیر من الاحادیث المشہورۃ علی الالسنۃ، الاحادیث الصالحۃ فی المصافحۃ، الاحادیث البلدانیۃ، عمدۃ القاری والسامع فی ختم الصحیح الجامع للبخاری، غنیۃ المحتاج فی ختم صحیح مسلم بن الحجاج، القول البدیع وغیرہ ہیں علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نظم العقیان فی اعیان الاعیان (152) میں آپ کے لیے المحدث المؤرخ الجارح جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 902ھ میں ہوئی۔ وانظر: الکواکب السائرة بأعیان المئۃ العاشرة لنجم الدین الغزی (1\53)

(2) آپ کا نام عبدالرحمن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان الطولونی، السیوطی، الشافعی اور لقب جلال الدین السیوطی ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں الدر المنثور فی التفسیر ==

(66) امام علامہ محمد بن احمد خطیب قسطلانی شافعی صاحب مواہب لدنیہ و ارشاد الساری شرح صحیح بخاری۔ (1)

(67) امام شہاب الدین رملی انصاری شافعی۔ (2)

= الماثور، الاتقان فی علوم القرآن، والجامع الاحادیث، والجامع الصغیر فی الحدیث وغیرہ ہیں۔ محمد بن علی الشوکانی نے البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (328\1) میں آپ کے لیے الامام الکبیر صاحب التصانیف جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 911ھ میں ہوئی۔ وانظر: الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی 65\4

(1) (آپ کی کنیت ابو العباس، نام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری الشافعی، شہاب الدین ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں منهاج الانتہاج لشرح الجامع الصحیح لمسلم بن الحجاج، تحفة السامع والقاری بختم صحیح البخاری، مشارق الانوار المضیة فی شرح البردة، وغیرہ ہیں۔ محمد بن علی شوکانی نے البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع (103\1) میں آپ کے لیے کان متعففا جید القراءة للقرآن والحديث والخطابة شجی الصوت مشارک فی الفضائل جیسے کلمات ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 923ھ میں ہوئی۔ وانظر: الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی 103\2

(2) (آپ کا نام احمد بن احمد بن حمزہ، لقب شہاب الدین الرملی، الانصاری الشافعی اور کنیت ابو العباس ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں فتاوی الرملی، شرح الزبد لابن ارسلان، شرح منظومة البيضاوی فی النکاح، رسالة فی شروط الامامة وغیرہ ہیں۔ علامہ نجم الدین الغزی رحمۃ اللہ علیہ نے الکواکب السائرة بأعیان المئة العاشرة (101\3) میں آپ کے لیے شیخ الامام، عالم العلامة، شیخ الاسلام جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات باختلاف روایات

(68) سید ولی اللہ احمد زروق۔ (1)

(69) سید عارف باللہ ابو العباس حضرمی۔ (2)

(70) امام احمد بن محمد ابن حجر مکی شافعی شارح مشکوٰۃ۔ (3)

= 973ھ میں ہوئی۔ وانظر: دیون الاسلام لأبى المعالى ابن الغزى (335\2)

(1) (آپ کی کنیت ابو الفضل، نام احمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ البرنسی المغربي الفاسی المالکی اور کہا گیا ہے کہ احمد بن احمد بن محمد المعروف شیخ زروق ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح الحکم العطائیة، وقواعد التصوف علی وجه یجمع بین الشریعة والحقیقة ویصل الاصول والفقه بالطریقة، شرح مختصر خلیل فی فروع الفقه المالکی وغیرہ ہیں۔ علامہ احمد بابا السودانی رحمۃ اللہ علیہ نے نیل الابتہاج بتطریز الدیاج (130) میں آپ کے لیے امام، عالم، فقیہ، محدث، صوفی، ولی صالح جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں، آپ کی وفات 899ھ میں ہوئی، وانظر: الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی (222\1)

(2) (راقم مفصل ان کے ترجمہ پر مطلع نہیں ہو سکا البتہ علامہ احمد بابا السودانی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ زروق کے ترجمہ میں ان کا ذکر کیا ہے البتہ حافظ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام احمد بن عقبہ الیمانی الحضرمی ثم المکی۔ قاہرہ میں بہت زیادہ لوگ ان کے معتقد تھے۔ وانظر: الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی 5\2، نیل الابتہاج بتطریز الدیاج 131 فی ترجمة زروق)

(3) (آپ کی کنیت ابو العباس، نام احمد بن محمد [بن محمد] بن علی بن حجر لھیتی المکی السعدی، شہاب الدین شیخ الاسلام ہے۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں أشرف الوسائل إلی فہم الشمائل، الجوهر المنظم، شرح أربعین النوویة، الصواعق المحرقة علی أهل البدع والضلال والزندقة، فتاویٰ الہیتمیة، المنح المکیة فی شرح ہمزیة البوصیری وغیرہ

(71) محقق علامہ محمد محمد محمد ابن امیر الحاج حنفی صاحب حلیہ شرح منیہ۔ (1)

(72) امام محمد عبدری مکی مالکی۔ (2)

(73) امام صدر کبیر حسام الدین شہید عمر بن عبدالعزیز صاحب فتاویٰ کبریٰ حنفی۔ (3)

= ہیں۔ علامہ عبدالحی الکتانی رحمۃ اللہ علیہ نے فہرس الفہارس والأثبات ومعجم المعاجم  
والمشيخات والمسلسلات (337\1) میں آپ کے لیے الفقیہ المحدث الصوفی جیسے  
الفاظ ذکر کیے ہیں آپ کی وفات 973ھ میں ہوئی، وانظر: الاعلام للزرکلی (934\1)

(1) (تقدم ذکرہ تحت الرقم 53)

(2) (آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، نام محمد بن محمد بن محمد العبدری القاسی المصری المالکی المعروف ابن  
الحاج ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں المدخل إلى تنمية الأعمال بتحسين  
النيات والتنبیه علی كثير من البدع المحدثه والعوائد المنتحلة، ومدخل الشرع  
الشريف علی المذاهب الاربعة، شمس الانوار وكنوز الاسرار في علوم الحروف  
وماهيته، وغيره ہیں۔ علامہ تقی الدین السلامی رحمۃ اللہ علیہ نے الوفيات (154\1) آپ کے  
لیے الشیخ القدوة الزاهد جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 737ھ میں ہوئی۔ وانظر:  
الدبیاج المذهب في معرفة أعيان علماء المذهب لبرهان الدين اليعمری 321\2،  
وطبقات الأولیاء لابن الملقن (470)

(3) (آپ کی کنیت ابو محمد، نام عمر بن عبد العزیز بن عمر ابن مازہ سمرقندی برهان الاثمہ حسام الدین  
شہید حنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں فتاویٰ کبریٰ، فتاویٰ صغریٰ، الجامع  
الصغیر، والمبسوط فی الخلافیات ہیں۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء  
(97\20) میں آپ کے لیے شیخ الحنفیہ، عالم المشرق جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی شہادت  
536ھ میں ہوئی۔ وانظر: الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة 391\1)

(74) امام محمد بن محمد بن شهاب الدين بزازی حنفی صاحب بزازیہ۔ (1)

(75) علامہ نور الدین سمہودی شافعی صاحب خلاصۃ الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وسلم۔ (2)

(76) علامہ رحمۃ اللہ سندى حنفی صاحب مناسک ثلاثہ۔ (3)

(1) محمد بن محمد بن شهاب بن یوسف الکرورى، البریقینی، الخوارزمی المعروف بالزازی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الفتاویٰ البزازیہ، کتاب فی مناقب الامام ابی حنیفہ، شرح مختصر القدوری، مناسک الحج وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 827ھ میں ہوئی۔ انظر: تاج التراجم 354، ومعجم المؤلفين لكحالة (223\11)

(2) آپ کی کنیت ابوالحسن، نام علی بن عبد اللہ بن احمد بن علی الحسنی، السید نور الدین السمہودی القاهری الشافعی، مؤرخ المدينة المنورة ومفتيها۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں وفاء الوفاء، خلاصۃ الوفاء بأخبار دار المصطفیٰ، جواهر العقدين في فضل الشريطين شرف العلم الجلي والنسب العلي، أمنية المعتنين بروضة الطالبين للنووي، العقد الفريد في أحكام التقليد وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 911ھ میں ہوئی۔ انظر: الاعلام للزرکلی (307\4)

(3) آپ کا نام رحمۃ اللہ بن عبد اللہ بن ابراہیم السندی ہے۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں مجامع المناسک ونفع الناسک، وجمع المناسک تسهیلا للناسک، ولباب المناسک وعباب المسالك وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (19\3) میں فرمایا فقیہ حنفی من اہل السند۔ آپ کی وفات 993ھ میں ہوئی۔ انظر: الاعلام بمن في تاريخ الهند من الاعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر) (339\4)

- (77) علامہ نور الدین علی بن ابراہیم بن احمد حلبی شافعی صاحب سیرۃ انسان العیون۔ (1)
- (78) امام عارف باللہ عبد الوہاب شعرانی شافعی صاحب میزان الشریعة الکبریٰ۔ (2)
- (79) علامہ محمد بن یوسف شامی صاحب سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (3)

(1) (آپ کی کنیت ابو الفرج، لقب نور الدین بن برہان الدین الحلبي، القاهري الشافعي۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں انسان العیون فی سیرۃ المؤمن المأمون علیہ الصلاة والسلام، فرائد العقود العلویة فی حل الفاظ شرح الأزهري فی النحو، النصيحة العلویة فی بیان حسن طريقة السادة الاحمدية، حاشية علی شروح الورقات للجلال المحلي وغیرہ ہیں۔ علامہ محمد امین الحموی رحمۃ اللہ نے خلاصۃ الأثر فی أعیان القرن الحادي عشر (122\3) میں آپ کے لیے امام الکبیر اجل اعلام المشائخ، علامة الزمان جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 1044ھ میں ہوئی۔ انظر: معجم المؤلفين 3\7)

(2) (آپ کی کنیت ابو المواهب اور ابو عبد الرحمن، ہے، نام عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد الشعرانی، الانصاری، الشافعی، الشاذلی، المصری، القادری۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں لوائح الأنوار فی طبقات الأخیار أو الطبقات الکبریٰ، لوائح الأنوار فی طبقات الأخیار أو الطبقات الکبریٰ، لطائف المنن المعروف منن الکبریٰ وغیرہ ہیں۔ علامہ ابو المعالی ابن الغزی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوان الإسلام (167. 168\3) میں آپ کے لیے الامام البحر العارف شیخ الاسلام الصوفی جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 973ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزرکلی 180\4)

(3) (آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، نام محمد بن یوسف بن علی بن یوسف الشامی الصالحی۔ آپ صاحب

(80) علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب۔ (1)

(81) علامہ عبدالرؤف محمد مناوی صاحب تیسیر شرح جامع صغیر۔ (2)

(82) امام ابوبکر بن علی بن محمد حدادی حنفی صاحب جوہرہ نیرہ شرح قدوری۔ (3)

= تصانیف ہیں جن میں سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، مطلع النور فی فضل الطور وقمع المعند الکفور، عقود الجمال فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان، والایات العظیمۃ الباہرۃ فی معراج سید اہل الدنیا والآخرۃ وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (155\7) میں آپ کے لیے محدث، عالم بالتاریخ جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 942ھ میں ہوئی۔ انظر: معجم المؤلفین (131\12)

(1) (آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، نام محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن احمد بن علوان الرزقانی، المالکی المصری۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح الزرقانی علی الموطأ، مختصر المقاصد الحسنۃ، شرح البیقونیۃ فی الاصطلاح وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (184\6) میں آپ کے لیے خاتمة المحدثین بالدیار المصریۃ جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 1122ھ میں ہوئی۔ وانظر: فہرس الفہارس (456\1)

(2) (محمد عبدالرؤف بن تاج العارفین ابن علی بن زین العابدین الحدادی، المناوی، القاہری، زین الدین۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں فیض القدیر فی شرح الجامع الصغیر، التیسیر فی شرح الجامع الصغیر، کنوز الحقائق، فی شرح ألفیۃ العراقی، فی السیرۃ النبویۃ، الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (204\6) میں آپ کے لیے کبار العلماء بالدرین والفنون جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 1031ھ میں ہوئی۔ وانظر: معجم المفسرین (551\2)

(3) (ابوبکر بن علی بن محمد الحدادی العبادی الزبیدی الیمینی الحنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن =



(83) علامہ ابراہیم بن محمد ابراہیم حلبی حنفی صاحب غنیۃ شرح منیہ۔ (1)

(84) فاضل علی بن سلطان محمد قاری مکی حنفی صاحب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ (2)

= میں تفسیر الحداد (کشف التنزیل عن تحقیق التأویل)، السراج الوہاج فی شرح مختصر القدوری، الجوہرۃ النیرۃ فی شرح مختصر القدوری، سراج الظلام فی شرح منظومۃ العاملی وغیرہ ہیں۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمۃ اللہ علیہ نے تاج التراجم (142) میں آپ کے لیے امام فقیہ، عابد متزہد جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 800ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزرکلی (67\2)

(1) (علامہ مصطفیٰ بن عبد اللہ <sup>لقسططنی</sup> رحمۃ اللہ علیہ سلم الوصول إلى طبقات الفحول (46\1) میں لکھتے ہیں: الفقیہ الفاضل ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبي، الشهير بعرب إمام الحنفي۔ وكان علامة في العلوم العربية والتفسير والحديث والقراءة، لكن له اختصاص في الفقه وأصوله. آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں ملقی الأبحر، غنية المتملي شرح منية المصلي، وشرح ألفية العراقي، تحفة الاخيار على الدر المختار شرح تنوير الابصار، تلخيص الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة۔ آپ کی وفات 956ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزرکلی (66\1)

(2) (آپ کی کنیت ابوالحسن، نور الدین علی بن سلطان محمد القاری الصروی، المکی الحنفی المعروف ملا علی القاری۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں تفسیر القرآن العظیم، شرح الفقه الاکبر، شرح صحیح مسلم، وشرح مشکلات الموطأ، وشرح منسک رحمۃ اللہ السندی، شرح الشمائل، الأسرار المرفوعة فی الأخبار الموضوعة، الأزهار المنثورة فی الأحادیث المشهورة وغیرہ ہیں۔ علامہ مصطفیٰ بن عبد اللہ <sup>لقسططنی</sup> رحمۃ اللہ علیہ نے سلم الوصول إلى طبقات الفحول (392\2) میں آپ کے لیے وکان شیخاً فاضلاً ذاشیبة=

(85) علامہ محمد بن احمد حموی حنفی استاد محقق شرنبلالی۔ (1)

(86) علامہ ابوالاخلاص حسن بن عمار مصری شرنبلالی حنفی صاحب نور الایضاح و امداد

الفتاح و مراقی الفلاح۔ (2)

(87) علامہ خیر الدین رملی حنفی صاحب فتاویٰ خیریہ، استاذ صاحب درمختار۔ (3)

= وہیبة و وقار، زاہد امتور عا لا یا کل إلا من کسب یدہ۔ جیسے کلمات ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 1014ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزکلی (12\5)

(1) (آپ کی کنیت ابو العباس، نام احمد بن محمد مکی، شہاب الدین الحسینی المصری الحموی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں غمز عیون البصائر فی شرح الأشباه والنظائر لابن نجم، نفحات القرب والاتصال، الدرّ الفرید فی بیان حکم التقليد، نثر الدر الثمین علی شرح ملا مسکین، وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (239\1) میں لکھتے ہیں: مدرّس، من علماء الحنفیة۔۔۔ کان مدرّسا بالمدرسة السليمانية بالقاهرة۔ آپ کی وفات 1098ھ میں ہوئی، وانظر: معجم المؤلفین (93\2)

(1) (آپ صاحب تصانیف ہیں، علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (208\2) میں لکھتے ہیں: فقیہ حنفی، مکثر من التصنيف۔ آپ کی تصانیف میں العقد الفرید فی التقليد، مراقی السعادات، غنیة ذوي الأحكام حاشیة علی درر الحکام، سعادة أهل الإسلام فی المصافحة وغیرہ ہیں۔ آپ کی وفات 1069ھ میں ہوئی۔ وانظر: خلاصة الأثر فی أعیان القرن الحادی عشر (38\2)

(3) (خیر الدین بن احمد بن علی بن زین الدین بن عبد الوہاب الایوبی، العلیمی، الفاروقی، الرملی، الحنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الفتاویٰ الخیریة، مظهر الحقائق حاشیة علی =

(88) فاضل مدق محمد بن علی دمشقی حصکفی حنفی شارح تنویر۔ (1)

(89) سید علی عارف باللہ عبد الغنی بن اسماعیل بن عبد الغنی نابلسی حنفی صاحب حدیقہ ندیہ

شرح طریقہ محمدیہ۔ (2)

(90) سید علامہ ابوالسعود محمد حنفی۔ (3)

= البحر الرائق في فقه الحنفية، حاشية على الاشباه والنظائر، وغيره ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (327\2) میں آپ کے متعلق فقیہ باحث جیسے الفاظ ذکر کیے ہیں۔ آپ کی وفات 1081ھ میں ہوئی، وانظر: معجم المؤلفين (132\4)

(1) (محمد بن علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن، لقب علاء الدین الحصنی الدمشقی المعروف بالحصکفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الدر المختار فی شرح تنویر الأبصار، إفاضة الأنوار علی أصول المنار، الدر المنتقى شرح ملتقى الأبحر، وغيره ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (294\6) میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں: مفتي الحنفية في دمشق. كان فاضلا عالي الهمة، عاكفا على التدريس والإفادة. آپ کی وفات 1088ھ میں ہوئی۔ وانظر: خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر (63\4)

(2) (آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں تعطير الأنام في تعبیر المنام، ذخائر المراثیث فی الدلالة علی مواضع الأحادیث، نفحات الأزهار علی نسائم الأسحار، قلند المرجان فی عقائد أهل الإيمان، شرح أنوار التنزيل للبيضاوي، وغيره ہیں علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام (32\4) میں آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: شاعر، عالم بالدين والأدب، مکثر من التصنیف، متصوف۔ آپ کی وفات 1143ھ میں ہوئی،

(3) (محمد بن محمد بن مصطفیٰ العماد بن ابوالسعود الحنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں ارشاد

(91) مولانا عارف باللہ نور الدین جامی حنفی صاحب نجات وغیرہ۔ (1)

(92) شیخ محقق برکتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الہند مولانا عبدالحق بن سیف الدین محدث دہلوی حنفی صاحب لمعات واشعة اللمعات وجامع البرکات وجذب القلوب و مدارج النبوة۔ (2)

= العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم في تفسير القرآن، تحفة الطلاب في المناظرة، رسالة في المسح على الخفين، رسالة في مسائل الوقوف، وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ الاعلام () میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں: مفسر شاعر، من علماء الترك المستعربين. وكان حاضر الذهن سريع البديهة: (كتب الجواب مراراً في يوم واحد على ألف رقعة) باللغات العربية والفارسية والتركية۔ آپ کی وفات 982ھ میں ہوئی۔ وانظر: معجم المؤلفين 301\11

(1) (عبد الرحمن بن احمد بن محمد الجامی، نور الدین، ابو البرکات۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں تفسیر القرآن، شرح فصوص الحکم لابن عربی، شرح الکافی لابن الحاجب، وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ اللہ علیہ نے الاعلام (3296) میں آپ کے لیے مفسر، فاضل جیسے لفظ ذکر کیے ہیں آپ کی وفات 898ھ میں ہوئی۔ وانظر: سلم الوصول إلى طبقات الفحول 251\2

(2) (سرزمین ہند میں علم حدیث کی نشر و اشاعت بطریق تصنیف و تدریس سب سے پہلے آپ نے شروع فرمائی۔ آپ صاحب تصانیف کثیرہ ہیں جن میں لمعات التنقیح في شرح المشكاة اخبار الاخيار في احوال الابرار، شرح سفر السعادة للفيروز آبادی، زبدة الآثار منتخب بهجة الاسرار، و شرح فتوح الغيب، وغیرہ ہیں، آپ کی وفات 1052ھ =

(93) فاضل محدث مولانا محمد طاہر فتی احمد آبادی حنفی صاحب مجمع بحار الانوار۔ (1)

(94) فاضل شیخ الاسلام دہلوی حنفی صاحب کشف الغطا۔ (2)

(95) مولانا شیخ جلیل نظام الدین وغیرہ جامعان فتاویٰ عالمگیری حنفیان۔ (3)

(96) بحر العلوم ملک العلماء مولانا ابوالعیاش محمد عبدالعلی لکھنوی حنفی۔ (4)

= میں ہوئی ملاحظہ فرمائیں : معجم المؤلفین 91\5، والإعلام بمن فی تاریخ الهند من

الأعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر) (553\5)

(1) (لقب جمال الدین الصدیقی الہندی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں مجمع بحار

الأنوار فی غرائب التنزیل ولطائف الأخبار، ایضاح معانی کتاب وأحادیث رسولہ

المختار، تذکرۃ الموضوعات، المغنی فی أسماء الرجال، وغیرہ ہیں۔ علامہ زرکلی رحمۃ

اللہ علیہ الاعلام (172\2) میں فرماتے ہیں : عالم بالحديث ورجاله. كان یلقب بملك

المحدثین۔ آپ کی وفات 986ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں : الإعلام بمن فی تاریخ الهند

من الأعلام المسمى بـ (نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر) (409\4)

(2) (شیخ الاسلام بن فخر الدین بن محب اللہ بن نور اللہ بن نور الحق بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی

آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح صحیح البخاری بالفارسی، کشف الغطاء

عمالزم علی الأحياء للموتی، طرد الأوهام عن أثر الامام الهمام. وغیرہ ہیں۔ ملاحظہ

فرمائیں : نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر (733\6)

(3) (فتاویٰ عالمگیری کو جمع کرنے والے علماء میں نظام الدین ٹھٹھوی سندھی، نظام الدین

برہانپوری وغیرہما علماء تھے)

(4) (عبدالعلی بن نظام الدین بن قطب الدین ابن عبدالحلیم الانصاری، لکھنوی، سہالوی۔ آپ

(97) خاتمة المحققین علامہ غنیمی حنفی۔ (1)

(98) فاضل سید احمد مصری طحاوی حنفی۔ (2)

(99) سیدی امین الدین محمد شامی حنفی محشیان شرح علائی۔ (3)

= صاحب تصانیف ہیں جن میں شرح سلم العلوم مع المنہیات، العجالة النافعة فی الإلهیات مع منہیاتہ، فواتح الرحموت فی شرح مسلم الثبوت، الأركان الأربعة فی الفقه، وغیرہ ہیں آپ کی وفات 1225ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں: نزہة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر 1021.1023\7

(1) (احمد بن محمد بن علی، شہاب الدین الانصاری القاہری غنیمی حنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں حاشیة علی السنوسیة، حاشیة الغنیمی فی التفسیر، بهجة الناظرین فی محاسن أم البراہین، ارشاد الطلاب إلى لفظ لباب الاعراب، ابتهاج الصدور فی بیان كيفية الاضافة والتثنية والجمع للمنقوص والممدود والمقصور وغیرہ ہیں۔ علامہ ابو المعالی ابن الغزلی رحمۃ اللہ علیہ دیون الاسلام (391\3) میں آپ کے متعلق لکھتے ہیں: الشیخ الإمام المحقق۔ آپ کی وفات 1044ھ میں ہوئی۔ وانظر: معجم المؤلفین 132\2)

(2) (احمد بن محمد بن اسماعیل الطحاوی وقیل الطھطاوی، آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں كشف الرین عن بیان المسح علی الجوربین، حاشیة علی شرح مراقی الفلاح، حاشیة الدر المختار، وغیرہ ہیں آپ کی وفات 1231ھ میں ہوئی، وانظر: الاعلام للزركلي 245\1)

(3) (محمد یحییٰ بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی شامی وهو الشیخ الإمام العالم العلامة، والجهيد الفهامة، قطب الديار الدمشقية، وعمدة البلاد الشامية والمصرية. المفسر المحدث الفقيه النحوي اللغوي البياني العروضي الذكي النبیه. آپ صاحب تصانیف

(100) سیدی جمال بن عمر مکی حنفی (1) وغیرہم۔ برد اللہ تعالیٰ مضاجعہم  
**تنبیہ:** فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے ان ائمہ سلف و علمائے خلف سے صرف انہی اکابر  
 کے اسمائے طیبہ گنے جن کے کلام میں خاص سماع و ادراک و علم و شعور اہل قبور کے  
 نصوص قاہرہ یا دلائل باہرہ ہیں۔

پھر ان میں بھی حصر و استیعاب کا قصد نہ کیا کہ اس کی راہ میں بلاد شام و براری واسعہ  
 و جبال شاہقہ و بحار زائرہ ہیں، بلکہ حاشا وہ بھی بالتمام (☆) ذکر نہ کئے جن کے  
 اقوال ہدایت اشتمال اس وقت میرے سامنے جلوہ فرما و متیسر حالت حاضرہ ہیں۔

فتلک مائة كاملة فيهم وفاء لقلوب عاقلة۔

(یہ مکمل سو ہیں جو اصحاب فہم کیلئے کافی ہیں)

= ہیں جن میں رد المحتار علی الدر المختار، منحة الخالق علی البحر الرائق،  
 و حواشیہ علی شرح الملتقى للعلائی، و حواشیہ علی النهر الفائق، و حواشی علی  
 القاضی البیضاوی، وغیرہ ہیں۔ آپ نے 1252ھ میں وفات پائی۔ وانظر: الاعلام  
 للزر کلی: 42/6

(1) (جمال بن عمر المکی، حنفی۔ آپ صاحب تصانیف ہیں جن میں الفرج بعد الشدة فی تاریخ  
 جدۃ، فضائل النصف من شعبان، و نور الجمال علی جواب السؤل فی الفتاوی، وغیرہ  
 ہیں۔ صاحب معجم المؤلفین (3\154) میں لکھتے ہیں: المفتی ورئيس المدرسين  
 بمكة. آپ کی وفات 1284ھ میں ہوئی۔ وانظر: الاعلام للزر کلی 135\2)

(☆) قولہ وہ بھی بالتمام ذکر نہ کئے۔ اقول اس دعویٰ کی صحت پر خود یہی رسالہ دلیل کافی ہے، ناظر  
 اول تا آخر اس کے مقامات کو مطالعہ کرے گا تو ائمہ مذکورین کے سوا بہت علماء و مشائخ کے اسماء =



= دیکھے گا۔ میں اتمام کلام کو ان کے نام بھی شمار کرتا ہے اور عدد کو پونے دو سو نام تک پہنچاتا ہوں۔

متن میں سوائے سلف و خلف اور دس معتمدین کے اسماء گنائے کہ سب ایک سو دس ہوئے۔ آگے

چلے۔ من الصحابة والتابعين واتباعهم

(111) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔

(112) حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

(113) حضرت امام زین العابدین علی بن حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

(114) حضرت امام حسن مثنیٰ ابن حسن مجتبیٰ ابن مولیٰ مشکل کشا صلی اللہ علی سیدہم وبارک وسلم دائماً ابداً

(115) افضل التابعین امام سعید بن المسیب

(116) حبان بن ابی جبلة

(117) ابن مینا

(118) ابو قلابہ بصری

(119) سلیم بن عمیر

(120) عبداللہ بن ابن ابی نجیح مکی من العلماء والاولیاء من کلا النوعین المذكورین فی المتن

(121) امام محدث مفسر مجتہد ابن جریر طبری

(122) امام محدث اجل ابو محمد عبدالحق صاحب احکام کبریٰ و احکام صغریٰ

(123) امام ابو عمرو بن الصلاح محدث

(124) امام قاضی مجدد الشریعہ کرمانی

(125) امام اجل ابوالبرکات عبداللہ نسفی صاحب تصانیف مشہورہ

(126) امام علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی صاحب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری

- (127) علامہ ابن ملک شارح مشارق الانوار
- (128) علامہ فضل اللہ بن الغوری حنفی
- (129) امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زیلیعی صاحب تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق
- (130) محمد بن محمد حافظ بحاری صاحب فصل الخطاب
- (131) امام شہاب الدین شارح منہاج استاذ الاستاذ ابن حجر مکی
- (132) حضرت سیدی علی قرشی قدس سرہ العرشی
- (133) امام جلیل نور الدین ابوالحسن علی مصنف بہجتہ الاسرار
- (134) امام مجد الدین عبداللہ بن محمود موصلی حنفی صاحب مختار و اختیار
- (135) صاحب مطالب المؤمنین
- (136) صاحب خزانة الروایات
- (137) صاحب کنز العباد، ہر سہ از مستندان متکلمین طائفہ
- (138) علامہ اجمہوری صاحب تصانیف کثیرہ
- (139) علامہ زیادی
- (140) علامہ داؤدی شارح منہج
- (141) علامہ حلبی محشی در مختار
- (142) شیخ احمد نخلی
- (143) شیخ احمد ثناوی
- (144) شیخ احمد قشاشی ہر سہ محدثان مشائخ حدیث شاہ ولی اللہ
- (145) مولانا ابراہیم کردی استاذ الاستاذ شاہ ولی اللہ صاحب

(146) مولانا ابوطاہر مدنی خاص استاذ شاہ ولی اللہ

(147) مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی مکی

(148) مولانا حسین بن ابراہیم مالکی مکی

(149) مولانا شیخ الحرم احمد زین دحلان شافعی مکی مصنف سیرت نبویہ و ردوہابیہ وغیرہما تصانیف علیہ

(150) مولانا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی

(151) مولانا عبد الجبار حنبلی بصری مدنی

(152) مولانا ابراہیم بن خیار شافعی مدنی

(153) عبد صالح ہاشم بن محمد

(154) اُن کے والد ماجد محمد عمری مدنی

(155) حضرت سید ابو یزید بسطامی

(156) حضرت سیدی ابوالحسن خرقانی

(157) حضرت سیدی ابوعلی فارمدی

(158) حضرت سیدی ابوسعید خراز

(159) حضرت استاد امام ابوالقاسم قشیری

(160) حضرت عارف باللہ سیدی ابی علی

(161) حضرت سیدی ابراہیم بن شیبان

(162) حضرت سیدی ابو یعقوب

(163) حضرت سیدی علی خواص شیخ امام شعرانی

(164) حضرت میر ابو العلی اکبر آبادی سردار سلسلہ نقشبندیہ ابو العلاء

(165) شاہ محمد غوث گوالیاری صاحب جواہر خمسہ

(166) مولانا وجیہ الدین علوی شیخ حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی

(167) حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی

(168) شیخ بایزید ثانی

(169) مولانا عبد الملک

(170) شیخ اشرف لاہوری

(171) شیخ محمد سعید لاہوری کہ ساتوں صاحب مشائخ شاہ ولی اللہ سے ہیں۔

(172) جناب شیخ مجدد الف ثانی

(173) شیخ عبدالاحد پیر سلسلہ مجددیہ

(174) شیخ ابوالرضا محمد جد شاہ ولی اللہ

(175) سید احمد بریلوی پیرمیاں اسماعیل دہلوی کہ صراط مستقیم جن کی ملفوظات قرار دی گئی۔

یہ مجموعہ پونے دو سو ہوا۔ من بعضہم صریح البیان ومن بعضہم افادۃ البرہان ومن بعضہم

التقریر والاذعان ولبعضہم لیس الخبر کالعیان والحمد للہ فی کل حین وآن۔

(بعض کا صریح بیان ہے بعض کی جانب سے افادۃ برہان ہے، بعض سے تقریر اور اذعان ہے اور

بعض کا حل یہ ہے کہ خبر مشاہدے کی طرح نہیں، اور اللہ ہی کی حمد ہے ہر وقت اور ہر آن۔)

اور ہنوز اس کتاب میں اور باقی ہیں اور جو حصر و استیعاب کی طرف راہ کیا ہے بلکہ استقصائے تام

قدرت خامہ و وسعت کاغذ سے ورا ہے آخر نوع اول مقصد سوم میں ارشاد ان علماء سے مذکور ہوگا۔

کہ علم و سمع و بصر موتی پر تمام اہلسنت و جماعت کا اجماع ہے۔ تو آج تک جس قدر عمائد اہلسنت

گزرے سب کے نام اسی فہرست میں اندراج کے قابل، پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ کئی لاکھ ہے =

أولئك ساداتي فجئني بمثلهم إذا جمعتنا يا جرير المجامع (1)  
یہ ہیں میرے سردار، پس تو ان کی مثل پیش کر، اے جریر! جس وقت مجھے  
ہمیں جمع کر دیں۔

والحمد لله أولاً باطناً وظاهراً اتمام الكلام بمسلك الإلزام  
اول، آخر، ظاہر، باطن میں اللہ کی حمد ہے۔ الزام کے رنگ میں کلام تام کیا جا رہا ہے۔

اب انہیں لیجئے جن پر اعتماد مخالف کو ضرور

(1) شاہ ولی اللہ صاحب

(2) ان کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب

(3) اُن کے فرزند ارجمند مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

(4) اُن کے برادر مولانا شاہ عبدالقادر صاحب

(5) اُن کے ممدوح جناب مرزا مظہر جانجاناں

(6) اُن کے مرید رشید قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

(7) مولوی اسحاق صاحب دہلوی

= والحمد لله رب العالمین۔ اور لطف یہ کہ ان مذکورین میں گنتی کے بعض ایسے ہیں جن کے دو ایک  
ظواہر کلمات سے وہابیہ اس مسئلہ میں استناد کرتے اور انہیں کے باقی اقوال کو پس پشت ڈال کر  
مقام تحقیق و مرام توفیق و نظام تطبیق اور موافق و مبائن جمہور کی تفریق سے محض غافل یا اغوائے عوام  
کو متغافل گزرتے ہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط المستقیم۔ (اور اللہ نے چاہتا  
ہے سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے۔) ۱۲ منہ دامت فیوضہ

(1) (انظر: مختصر المعانی، تعریف المسند إلیہ بالإشارة، 81، کراچی)

(8) اُن کے شاگرد نواب قطب الدین خاں دہلوی

(9) مولوی خرم علی صاحب بلہوری۔

تجاوز الله عنا وعن كل من صح إيمانه في النشأتين ورحم كل من يشهد صدقا بالشهادتين۔

اللہ درگزر فرمائے ہم سے اور ہر اُس شخص سے جس کا ایمان دونوں نشاتوں میں صحیح ہے اور اُن سب پر رحم فرمائے جو سچائی سے دونوں شہادتوں کی گواہی دینے والے ہیں۔

(10) ان سب سے قوی مجتہد نو میاں اسماعیل دیلوی۔

والله الهادي إلى منهج السوي وهو المستعان على كل غوى ولا حول ولا قوة إلا بالله الغالب العلى۔

واضح ہو کہ ارشادات علیہ صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین مقصدِ احادیث میں مذکور ہوئے کہ حدیث اصطلاح (☆) محدثین میں انہیں بھی شامل۔

(☆) (علامہ سید شریف رحمۃ اللہ علیہ مقدمہ مصطلحات الحدیث میں فرماتے ہیں: "الحدیث

أعم من أن يكون قول الرسول صلى الله عليه وسلم أو الصحابي أو التابعي وفعلهم وتقريرهم"۔ (الديباج المذهب في مصطلح الحديث ص 6)

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابی و تابعی سب کے قول، فعل اور تقریر کو شامل ہے۔

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَقَالَ الطَّبْرِيُّ: الْحَدِيثُ أَعْمُ مِنْ أَنْ يَكُونَ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابِيِّ وَالتَّابِعِيِّ وَفَعْلَهُمْ وَتَقْرِيرَهُمْ۔

(تدريب الراوي، 42\1، وفي نسخة 34)

یعنی امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابی و تابعی سب کے قول، فعل اور تقریر کو شامل ہے۔

مع هذا المورقبر و احوال ارواح مفارقة میں رائے کو دخل نہیں تو یہاں (☆) موقوف بھی مرفوع میں داخل۔

(☆) امام علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ازجوزہ مسمی بالتثبیت عند التثبیت میں فرماتے ہیں:

یکور السؤال للأنام فی مارو وافی سبعة أيام كذا رواه أحمد بن حنبل فی الزهد عن طاؤس البحر العلی۔ و حکمة الرفع کما قد قالوا إذ لیس للرأی فیہ مجال و لیس للقیاس فی ذا الباب من مدخل عند ذوی الإلباب وإنما التسلیم فیہ اللاتق و الانقیاد حیث أنباء الصادق۔ ۱۲ منه۔

روایت محدثین کے مطابق مخلوق سے سوال سات دنوں کے اندر مکرر ہوگا۔ امام احمد بن حنبل نے زہد میں تبصر بلند رتبہ تابعی امام طاؤس سے ایسا ہی روایت کیا ہے۔ وہ حسب ارشاد علماء مرفوع کے حکم میں ہے، اس لئے کہ اس بارے میں رائے کا گزر نہیں۔ اور قیاس کا اس باب میں ارباب عقول کے نزدیک کوئی دخل نہیں۔ جب صادق نے خبر دی ہے تو اس میں تسلیم و قبول اور تابعداری ہی مناسب ہے۔

(انظر: الحاوی للفتاوی، طلوع الثریا بإظهار ما کان خفیاً 223\222.215)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ فِي " الْقَبَسِ : " إِذَا قَالَ الصَّحَابِيُّ قَوْلًا لَا يَقْتَضِيهِ الْقِيَاسُ، فَإِنَّهُ مُحْمُولٌ عَلَى الْمُسْنَدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمُذْهَبُ مَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ كَالْمُسْنَدِ. انْتَهَى ". (فتح المغیث 162\1)

علامہ ابن عربی نے القبس میں کہا: جب صحابی کوئی ایسی بات کہے قیاس جس کا تقاضا نہ کرتا ہو تو وہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف مسند پر محمول ہے اور امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ مسند کی مثل ہے۔



ہاں بعض اقوال تابعین مثل بلال بن سعد اس مقصد سوم میں مذکور ہوئے اور اس کی وجہ اقوال باب سے مناسبت، جس طرح مثلاً امام سفیان کا قول، ایسے ہی تناسب کے سبب اقوال تابعین کے ساتھ منقول ہوا۔

اب بقیہ حضرات کے کلمات و طیبات و اقوال و تصریحات اگر بوجہ استیعاب لکھے پھر دفتر ہوتا ہے لہذا صرف تین سو قول پر اقتصار کرتا ہوں۔ علمائے صنف اول کے دو سو (200) اور اہل صنف دوم کے سو (100) کہ دیدہ انصاف صاف ہو تو اتنے کیا کم ہیں۔

ع..... درخانہ اگر کس است یک حرف بس است  
(اگر خانہ عقل میں شعور ہو تو اشارہ ہی کافی ہے)

== "أَدْخَلْنَا هَذَا فِي كِتَابِنَا لِأَنَّ مِثْلَهُ لَا يُقَالُ مِنْ جِهَةِ الرَّأْيِ وَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ تَوْقِيفًا لِأَنَّ هَذَا لَا يُدْرِكُ بِنَظَرٍ وَإِنَّمَا فِيهِ التَّسْلِيمُ مَعَ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ وَجْهِ وَمِنْ شَرْطِنَا أَنَّ كُلَّ مَا يُمَكِّنُ إِضَافَتَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ ذَكَرَهُ مَلِكٌ فِي مُوَظَّئِهِ ذَكَرْنَاهُ فِي كِتَابِنَا هَذَا وَبِاللَّهِ عَوْنُنَا وَتَوْفِيقُنَا لَا شَرِيكَ لَهُ" (التمهيد 252\7)

اس بات کو ہم نے اپنی کتاب میں داخل کیا اس لئے کہ اس جیسی بات رائے سے نہیں کہی جاسکتی اور ضروری ہے کہ یہ توقیف ہو کیونکہ یہ نظر سے ادراک نہیں کی جاسکتی، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کئی وجہ سے ثابت ہونے کے باوجود اس میں صرف تسلیم ہی ہے اور ہماری شرط یہ ہے کہ ہر وہ جس کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کرنا ممکن ہو ان میں سے جسے امام مالک نے اپنے موطا میں ذکر کیا ہم بھی اسے اپنی اس کتاب میں ذکر کریں گے۔ ہماری مدد اور ہماری توفیق اللہ کے ساتھ، جس کا کوئی شریک نہیں۔

**تنبیہ:** عدت قول، جدت مقول یا تعدد قائل سے ہے، ابتداءً خواہ تقریراً اور در صورتِ اخیر ہر عالم کی عبارت جُدا جُدا لکھنا باعثِ طول۔

لہذا انہیں ایک ہی سرخی میں گن کر اسامی علماء پر ہندسہ لگا دیا جائے گا۔

یہ مقصد بھی مثل اپنے دو برادر پیشین کے دونوع پر منقسم،، واللہ سبحانہ ہو الموفق

للحق والصواب فی کل مهم۔

اور اللہ تعالیٰ ہی ہر مہم میں حق و ثواب کی توفیق دینے والا ہے۔

= قلت: صحابی کے موقوف قول کی دو حالتیں ہیں ایک ایسا قول کہ جس میں رائے و قیاس کو عمل دخل نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ اس میں رائے و قیاس کو عمل دخل ہو۔ پس اگر اس قول میں رائے، قیاس و اجتہاد کو اصلاً عمل دخل نہیں ہے تو وہ مرفوع کے حکم میں ہوگی الا یہ کہ وہ صحابی اسرائیلی علماء سے روایات اخذ کرنے والے ہوں تو اس پر مرفوع کا حکم جاری نہیں ہوگا کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ انہوں نے وہ بات اسرائیلی روایات سے لی ہو۔

## نوعِ اوّل

اقوال علماء سلف وخلف میں، ایک تمہید اور پندرہ فصل پر مشتمل

تمہید اس میں کہ روحیں موت سے نہیں مرتیں

(1) ابن عساکر تاریخ دمشق میں محمد بن وضاح سے راوی (جو کہ مالکی آئمہ میں سے ہیں) امام اجل سخون بن سعید قدس سرہ سے کہا گیا ایک شخص کہتا ہے کہ بدن کے مرنے سے روح بھی مرجاتی ہے۔ فرمایا:

"معاذ اللہ هذا من قول أهل البدع"۔ خدا کی پناہ یہ بدعتیوں کا قول ہے۔ (1)

(2) امام ابن امیر الحاج خاتمہ حلبہ میں دربارہ فوائد غسل میت فرماتے ہیں: "إذا

اعتنى المولى بتطهير جسد ☆ يلقى في التراب تنبه العبد إلى تطهير ما

هو باق، وهو النفس، فإنه لا يفنى ☆ عند أهل السنة والجماعة"۔ (2)

(1) (آخرجه محمد بن فتوح الأزدي في جذوة المقتبس في ذكر ولاية الأندلس 94،

ومن طريقه أبو جعفر الضبي في بغية الملتبس في تاريخ رجال أهل الأندلس 134،

وابن عساکر فی تاریخ دمشق، فی ترجمة محمد بن وضاح 180\56، وذكره

السيوطي في شرح الصدور، خاتمة في فوائد تتعلق بالروح 324، والزرقاني في

شرح المواهب 491\1، والشوکانی بحث فی مستقر ارواح الاموات (الفتح

الرباني) 655\2۔ فی سندہ أحمد بن خلیل لم أقف علی ترجمته وبقية رجاله ثقات۔

☆ (فی، الف، ب، ح، ر، فر: جسد، لکن فی الحلیة: جسده۔ وأيضاً ذکر کلهم: فإنه

لا يفنى، وفي الحلیة: فإنها تفنى عند أهل السنة والجمهور۔ بدون "لا" وهو الكلام

غير مستقيم لأنه مذهب أهل السنة: أن الأرواح لا تفنى۔ ==

یعنی جب بندہ دیکھے گا کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی تطہیر فرض کی جو خاک میں ڈالا جائے گا تو متنبہ ہوگا کہ اس کی تطہیر اور بھی ضرور ہے جو باقی رہنے والا ہے یعنی روح کہ اہلسنت و جماعت کے نزدیک فنا نہیں ہوتی۔

(3) امام عزالدین (☆) بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ:

"لا تموت أرواح الحياة، بل ترفع إلى السماء حية". (1)

روحیں مرقی نہیں بلکہ زندہ آسمان کی طرف اٹھالی جاتی ہیں۔

(4) امام جلال الحق والدین سیوطی شرح الصدور میں ناقل:

"باقية بعد خلقها بالاجماع". (2)

روحیں پیدائش کے بعد بالاجماع جاوداں رہتی ہیں۔

= (2) (حلبة المحلى شرح منية المصلی 596\2۔ وقال خليل بن إسحاق ضياء

الدين الجندي المالكي المصري (المتوفى: 776هـ) في التوضيح في شرح

المختصر الفرعي لابن الحاجب، الجناز 126\2: لأنه إذا اعتنى المولى بتطهير

جسد فإن في التراب تنبه العبد إلى ما هو باق؛ وهو النفس. ومنها إعلام العبد بالاعتناء

به لأنه إذا اعتنى بتطهير الجسد الفاني فلأن يعتنى بتطهير النفس من باب أولى.

(☆) (نقله في شرح الصدور عن أماليه ١٢ منه)

(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور، 322، وعزاؤه إلى عز الدين بن عبد السلام)

(2) (ذكره السيوطي في شرح الصدور 224، وعزاؤه إلى ابن القيم في الروح 117)

☆ امام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر تہیمی مازری مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 536ھ فرماتے ہیں:

"قال الشيخ أيدى الله: إسلامه - صلى الله عليه وسلم يعني - يصح أن يكون حجةً

لمن يقول: إن الأرواح باقية لا تفنى بفناء الأجسام". ==

(المعلم بفوائد مسلم، کتاب الطهارة 116\1)

☆ امام ابو الفضل قاضی عیاض بن موسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 544ھ لکھتے ہیں:

"وفیه دلیل علی مجازاة الأموات بالثواب والعقاب قبل القيامة، وقد ترى من هذا في عذاب القبر . وفيه أن الأرواح باقية لا تنفئ، فينعم المحسن و يعذب السيء كما جاء في القرآن والآثار، وهو مذهب أهل السنة، خلافا لغيرهم من أهل البدع القائلين بفنائها " . (إكمال المعلم بفوائد مسلم 306\6 کتاب الامارة باب بیان أن الأرواح الشهداء في الجنة --- إلخ-

☆ امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 671ھ (المفہم لما أشکل من تلخیص کتاب مسلم، باب فضل القتل في سبيل الله تعالى) میں فرماتے ہیں:

"وقد حصل من مجموع الكتاب والسُّنة . أن الأرواح باقية بعد الموت ، وأنها منعمة ، أو معذبة إلى يوم القيامة بعد الموت " .

☆ امام نووی البوزکری یحییٰ بن شرف شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 676ھ لکھتے ہیں:

"قال القاضي وفيه أن الأرواح باقية لا تنفئ فينعم المحسن و يعذب السيء وقد جاء به القرآن والآثار وهو مذهب أهل السنة خلافا لطائفة من المبتدعة قالت تنفئ " . (شرح صحيح مسلم، کتاب الامارة، باب فی بیان أن أرواح الشهداء فی الجنة، 136\2)

☆ امام ابوالحسن علاء الدین علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ متوفی 741ھ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"لقوله ﷺ تسرح من الجنة حيث شاءت وهو مذهب أهل السنة وفيه دليل على أن الأرواح باقية لا تنفئ بفناء الجسد لأن المحسن ينعم و يجازى بالثواب و أن السيء يعذب و يجازى بالعقاب قبل يوم القيامة وهو مذهب أهل السنة " .

(تفسیر خازن 574\1 زیر آیت {ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا} ==

(5) خود امام ممدوح اس امر کی تائید میں کہ شہداء کی زندگی صرف روحانی نہیں بلکہ روح و بدن دونوں سے ہے۔

ارشاد فرماتے ہیں:

☆ علامہ شرف الدین حسین بن محمد طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی 743ھ فرماتے ہیں:

"قال القاضي عياض: وفيه أن الأرواح باقية لا تفنى، فيتنعم المنعم ويعذب المسيء، وقد جاء به القرآن والآثار. وزاد في كتاب الجهاد: خلافا لطائفة من المبتدعة" (شرح الطيبي على مشكاة المصابيح، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند من حضره الموت 366/3، و333/7)

☆ امام ابو حیان الاندلسی محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ متوفی 745ھ لکھتے ہیں:

"وَمَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ: أَنَّ الْأَرْوَاحَ لَا تَفْنَى، وَأَنَّهَا بَاقِيَةٌ بَعْدَ خُرُوجِهَا مِنَ الْبَدَنِ. فَأَرْوَاحُ أَهْلِ السَّعَادَةِ مُنْعَمَةٌ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَأَرْوَاحُ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ مُعَذَّبَةٌ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ". (البحر المحيط في التفسير، سورة البقرة، 53/2)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی احمد بن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی 852ھ لکھتے ہیں: "وَأَسْتَدَلَّ بِهَا عَلَى أَنَّ الْأَرْوَاحَ بَاقِيَةٌ بَعْدَ فِرَاقِ الْأَجْسَادِ وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ السُّنَّةِ" (فتح الباری شرح صحيح البخاری، باب ما جاء في عذاب القبر 299/4، وفي نسخة: 233/3)

☆ علامہ ابن حجر یتیمی احمد بن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 974ھ لکھتے ہیں:

"وَاتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْأَرْوَاحَ بَاقِيَةٌ غَيْرُ فَانِيَةٍ إِلَّا فِي نَعِيمٍ مُقِيمٍ، وَإِمَّا فِي عَذَابٍ أَلِيمٍ..." (الفتاوى الحديثية، مطلب هل الموت وجودي أم عدمي، 121)

☆ علامہ ملا علی قاری علی بن سلطان محمد رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1014ھ لکھتے ہیں:

"وَقَالَ الْقَاضِي عِيَاضُ: وَفِيهِ أَنَّ الْأَرْوَاحَ بَاقِيَةٌ لَا تَفْنَى فَيُنْعَمُ الْمُحْسِنُ، وَيُعَذَّبُ الْمُسِيءُ بِهِ الْقُرْآنُ وَالْأَثَارُ. (وزاد في الجهاد: خلافا لطائفة من المبتدعة" =

"لو كان البراد حياة الروح فقط، لم يحصل له تميز عن غيره لمشاركة سائر الاموات له في ذلك، ولعلم المؤمنين بأسرهم حياة كل الأرواح فلم يكن لقوله تعالى {وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ} (1)۔"

یعنی اگر آیت کریمہ میں حیاتِ شہید سے صرف زندگی روح مراد ہوتی تو اس میں اس کی کیا خصوصیت تھی۔ یہ بات تو ہر مردے کو حاصل ہے اور تمام مسلمان جانتے ہیں کہ سب کی روحیں بعد موت زندہ رہتی ہیں حالانکہ حیاتِ شہداء کی نسبت آیت میں فرمایا کہ تمہیں خبر نہیں۔ یہاں سے اجماع صحابہ ثابت ہوا۔

= (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح 99/4، و 339/7)

(1) (ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور، باب زیارة القبور و علم الموتی بزوارهم

ورؤیتهم لهم، 205)



## فصل اوّل

موت صرف ایک مکان سے دوسرے میں چلا جانا ہے نہ کہ معاذ اللہ جماد ہو جانا۔

### قول (1)

امام ابو نعیم حلیہ میں بلال (☆) بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کہ اپنے وعظ میں فرماتے:

"يَا أَهْلَ الْخُلُودِ يَا أَهْلَ الْبَقَاءِ، اے ہمیشگی والو! اے بقا والو! تم فنا کونہ  
إِنَّكُمْ لَمْ تُخْلَقُوا لِلْفَنَاءِ، وَإِنَّمَا بنے بلکہ دوام و ہمیشگی کیلئے بنے ہو، ہاں  
خَلَقْتُمْ لِلْخُلُودِ وَالْأَبَدِ، وَلَكِنَّكُمْ ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلے  
تُنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ" (1) جاتے ہو۔

(☆) تابعی جلیل، عابد، فاضل، ثقہ، رجال نسائی وغیرہ سے ۱۲ منہ

بلال بن سعد بن تمیم السکونی الاشعری الشامی دمشقی، ابو عمرو و قیل ابو زرعة۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

نے سنن الکبریٰ، کتاب المواعظ 10\406.405 میں ان سے روایات لی ہیں۔ امام عجل رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا تابعی ثقہ ہے، ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ثقہ ہے، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے

ثقات میں ذکر کیا ہے۔ ان کے متعلق عبد الرحمن بن عمرو و الاوزاعی کی ایک روایت میں ہے کہ یہ

ایک دن اور رات میں ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے، آپ اہل شام کے واعظ و عالم تھے۔ آپ کی

وفات 120ھ میں ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں (کتاب الثقات لابن حبان 4\66، الثقات

للعجلی 86، تہذیب الکمال 4\293.291، وسیر أعلام النبلاء 5\90، تہذیب

التہذیب 1\503، وغیرہم)

(1) (آخر جہ ابن المبارک فی الزہد 167\485)، وأبی عبد الله الصوري في الفوائد

== العوالي المؤرخة من الصحاح والغرائب (23)، 385، وأبو نعيم في الحلية الأولياء 229\5، والبيهقي في الزهد الكبير 212.213\1 (537)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 490.492\10، والمزى في تهذيب الكمال 294\4، والذهبي في السير أعلام النبلاء 90.91\5، من طرق عن الوليد بن مسلم، عن الأوزاعي عن بلال بن سَعْدٍ--- إلخ. ذكره السيوطي في شرح الصدور، باب فضل الموت 12، وعزاه إلى أبو نعيم، وأبو الشيخ في تفسيره۔

سندہ فی الزہد: أَخْبَرَ كُنْهَ أَبُو عَمْرٍو عَنْ حَيَوِيهِ، وَأَبُو بَكْرِ الْوَرَّاقُ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ سَعْدٍ، يَقُولُ فِي مَوَاعِظِهِ--- إلخ۔

- (1) ابو عمر بن حیوئیہ، اس کا نام محمد بن العباس بن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ ہے امام خطیب بغدادی نے کہا کہ ثقہ ہے اور برقانی نے کہا کہ ثقہ ثبت حجت ہے،، لسان المیزان 214\5،، تاریخ بغداد 121\3۔ اور اس کا متابع ابو بکر محمد بن اسماعیل الوراق بھی ہے۔
- (2) یحییٰ بن محمد بن صاعد بن کاتب، ابو جعفر ہے اور جس کے بارے میں امام ذہبی فرماتے ہیں حافظ امام ثقہ ہے اور دارقطنی نے کہا کہ ثقہ ثبت حافظ ہے (تذکرۃ الحفاظ 776\2)
- (3) حسین بن حسن۔ میں اس ترجمہ پر مطلع نہیں ہو سکا۔

لیکن اس کے متابع موجود ہیں جو کہ ثقہ ہیں

- (1) امام احمد بن حنبل جو کہ ثقہ امام ہیں۔ (۲) اور دحیم یہ بخاری کے راوی ہیں۔

(4) ولید بن مسلم

یہ بھی ثقہ اور بخاری کے راوی ہیں گو کہ مدلس ہیں لیکن یہاں تحدیث کی صراحت موجود ہے

- (5) امام اوزاعی عبدالرحمن بن عمرو۔ ثقہ امام اور بخاری کے راوی ہیں۔

اور ان کا متابع عبدالرحمن بن یزید بن تمیم ہے جو کہ ضعیف ہے لیکن اس کے ضعف کی وجہ سے اس

یعنی تم ہمیشہ کے لئے پیدا کیے گئے ہو لیکن تم ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہو۔

## قول (2)

شرح الصدور میں ہے:

"قَالَ الْعُلَمَاءُ: الْمَوْتُ لَيْسَ  
بِعَدَمٍ فَحِضٌ وَلَا فَنَاءٌ صَرَفٍ، وَإِنَّمَا  
هُوَ انْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوحِ بِالْبَدَنِ  
وَمُفَارَقَةُ، وَحِيلُولُهُ بَيْنَهُمَا،  
وَتَبَدُّلُ حَالٍ وَانْتِقَالٌ مِنْ دَارٍ إِلَى  
دَارٍ". (1)

علماء نے فرمایا موت کے یہ معنی نہیں کہ  
آدمی محض نیست و نابود ہو جائے بلکہ وہ  
تو یہی روح و بدن کے تعلق چھوٹنے اور  
ان میں حجاب و جدائی ہو جانے اور ایک  
طرح کی حالت بدلنے اور ایک گھر سے  
دوسرے گھر چلے جانا کا نام ہے۔

(1) (ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور 12، بشری الکئیب بلقاء الحیب 2)  
امام ابو بکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 543ھ نے اپنی تفسیر احکام القرآن 384\2،  
والقبس فی شرح موطأ مالک بن انس 430\1 میں فرمایا: "وَحَقَّقْنَا أَنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ  
بِعَدَمٍ فَحِضٌ، وَلَا فَنَاءٌ صَرَفٍ، وَإِنَّمَا هُوَ تَبَدُّلُ حَالٍ، وَانْتِقَالٌ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ...."  
امام ابو عبد اللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں،، سورة الانفال: 11، کے تحت حدیث قلب  
بد نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وَفِي هَذَا مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ فَحِضٌ وَلَا  
فَنَاءٌ صَرَفٍ، وَإِنَّمَا هُوَ انْقِطَاعُ تَعَلُّقِ الرُّوحِ بِالْبَدَنِ وَمُفَارَقَتُهُ، وَحِيلُولُهُ بَيْنَهُمَا،  
وَتَبَدُّلُ حَالٍ وَانْتِقَالٌ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ". (الجامع لأحكام القرآن 377\7)

وَقَالَ الْقُرْطُبِيُّ فِي التَّذَكُّرَةِ (212) فِي حَدِيثِ الصَّعْقَةِ نَقْلًا عَنْ شَيْخِهِ: الْمَوْتُ  
لَيْسَ بِعَدَمٍ فَحِضٌ، وَإِنَّمَا هُوَ انْتِقَالٌ مِنْ حَالٍ إِلَى حَالٍ، وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ الشُّهَدَاءَ  
بَعْدَ قَتْلِهِمْ وَمَوْتِهِمْ أَحْيَاءٌ يُرْزَقُونَ فَرَجِينَ مُسْتَبْشِرِينَ، وَهَذِهِ صِفَةُ الْأَحْيَاءِ فِي  
الدُّنْيَا، وَإِذَا كَانَ هَذَا فِي الشُّهَدَاءِ فَلَا تُبَيِّأُ أَحَقُّ بِذَلِكَ وَأَوْلَى.

**تنبیہ:** تعلق چھوٹنے کے یہ معنی کہ وہ علاقہ معہودہ جو عالم حیات میں تھا، جاتا رہا اور اسی طرح حجاب وجدائی ہو جانے سے یہ مراد کہ ویسا اتصالِ تام باقی نہیں، ورنہ مذہب اہلسنت میں روح کو بعد موت بھی بدن سے ایک تعلق و اتصال رہتا ہے۔ جیسا کہ فصولِ آئندہ کے اقوال کثیرہ میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

### قول (3)

جامع البرکات میں فرمایا:

موت عدم محض نیست چنانچہ دہریان و طبعیان  
موت نیست و نابود ہو جانے کا نام نہیں جیسا کہ دہریہ اور طبعیین کہتے ہیں بلکہ  
گویند بلکہ انتقال است از ایک حال سے دوسرے حال اور ایک  
حالی بحالی و از دارے گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو  
بدارے (1) جانے کا نام ہے۔

### قول (4)

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

اولیائے خدا نقل کردہ شدند اولیاء اس دار فانی سے دار بقا میں منتقل  
ازیں دار فانی بدار بقا و زندہ کر دیئے جاتے ہیں، وہ اپنے پروردگار  
اند نزد پروردگار خود و مرزوق کے یہاں زندہ ہیں، انہیں رزق ملتا ہے  
اند و خوشحال اند و مردم را اور خوشحال رہتے ہیں اور لوگوں کو اس کی  
ازاں شعور نیست۔ (2) خبر نہیں۔

## قول (5)

مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

"لَا فَرْقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ، وَلِذَا قِيلَ: أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ يَنْتَقِلُونَ ☆ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ" (1)

اولیاء کی دونوں حالت حیات و ممات میں اصلاً فرق نہیں، اسی لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔

## روایت مناسبہ (☆)

امام عارف باللہ اُستاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہ اپنے رسالہ میں بسند خود حضرت ولی مشہور سیدنا ابوسعید خراز قدس اللہ سرہ الممتاز سے راوی کہ میں مکہ معظمہ میں تھا باب بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑاپایا، جب میں نے اس کی طرف نظر کی مجھے دیکھ کر مسکرایا اور کہا:

"يَا أَبَا سَعِيدٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْأَحْبَاءَ أَحْيَاءَ وَإِنْ مَاتُوا وَإِنَّمَا يَنْقَلُونَ ☆ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ" (2)

اے ابوسعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔

☆ (فی الف، ب، ح: ينقلون۔ وفي ر، فر: ينتقلون كذا في المرقاة۔ والثاني: في الف، ب، ح:

ينتقلون۔ وفي ر، فر: ينقلون كذا في الرسالة وشرح الصدور)

(1) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابيح، کتاب الصلوٰۃ، باب الجمعة، الفصل الثالث

(414.415\3

(☆) (هذه الأربعة بعدها كل ذلك في شرح الصدور ١٢ منه)

(2) (الرسالة القشيرية، باب أحوالهم عند الخروج من الدنيا 475\2، وذكره عبدالحق =

## روایت دوم

وہی عالی جناب! حضرت سیدی ابوعلی قدس سرہ سے راوی، میں نے ایک فقیر کو قبر میں اُتارا، جب کفن کھولا اور اُن کا سر خاک پر رکھ دیا کہ اللہ ان کی غربت پر رحم کرے، فقیر نے آنکھیں کھول دیں اور مجھ سے فرمایا:

"یا ابا علیٰ اُتدللنی ☆ بَیْن یدی اے ابوعلی! مجھے اس کے سامنے ذلیل من دللنی ☆" کرتے ہو جو میرے ناز اُٹھاتا ہے۔

میں نے عرض کی: اے سردار میرے! کیا موت کے بعد زندگی؟ فرمایا:

"بلی أنا حی وکل محب لله حی ☆ میں زندہ ہوں اور خدا کا ہر پیارا زندہ لأنصرنک بجاهی غدا" (2) ہے بے شک وہ وجاہت و عزت جو مجھے روز قیامت ملے گی اس سے میں تیری مدد کروں گا۔

= = فی العاقبة، الباب الرابع فی الثناء الحسن علی المیت والثناء السوء، 161، والسیوطی فی شرح الصدور، باب زیارة القبور۔۔۔ 207.208، وفي نسخة 279۔) ☆ (فی ألف، ب، ح: تذللنی۔ وفي ر، فر: اُتدللنی کذا فی الرسالة۔ والثانی: فی ألف، ب، ح: یدللنی۔ وفي ر، فر: من دللنی کذا فی الرسالة۔ وفي شرح الصدور: یا ابا علی لا تذللنی بین یدی من یدللنی)

☆ (فی ألف: وکل محب لله حی نصرنک، وهو تصحیف۔ وفي ب، ح: وکل محب لأنصرنک، ساقط فیہ: لله حی۔ وفي فر: وکل محب لله حی لا یضرنک۔ وفي ر: وکل محب لله حی لا یضرنک غدا بجاهی، کذا فی الرسالة۔

(2) (الرسالة القشيرية 474\2، وانظر: طبقات الشافعية الكبرى للسبكي 50\3 =



## روایت سوم

وہی جناب مستطاب حضرت ابراہیم بن شیبان قدس سرہ سے راوی، میرا ایک مرید جو ان مر گیا، مجھے سخت صدمہ ہوا، نہلا نے بیٹھا، گھبراہٹ میں بائیں طرف سے ابتداء کی جو ان نے وہ کروٹ ہٹا کر اپنی دہنی کروٹ میری طرف کی، میں نے کہا جانِ پدر! تو سچا ہے مجھی سے غلطی ہوئی۔ (1)

## روایت چہارم

وہی امام حضرت ابو یعقوب سوسی نہر جوری قدس سرہ سے راوی، میں نے ایک مرید کو نہلا نے کیلئے تختہ پر لٹایا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا جانِ پدر! میں جانتا ہوں کہ تو مردہ نہیں یہ تو صرف مکان بدلنا ہے، لے میرا ہاتھ چھوڑ دے۔ (2)

## روایت پنجم

جناب ممدوح انہی عارف موصوف سے راوی، مکہ معظمہ میں ایک مرید نے مجھ سے کہا پیرو مرشد! میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا۔ حضرت! یہ اشرفی لیس آدھی میں میرا دفن آدھی میں میرا کفن کریں۔ جب دوسرا دن ہوا اور ظہر کا وقت آیا مرید مذکور نے آ کر طواف کیا، پھر کعبہ سے ہٹ کر لیٹا تو روح نہ تھی میں نے قبر میں اتارا، آنکھیں کھول دیں۔

== و طبقات الأولیاء لابن الملقن 52، و شرح الصدور 208

(1) (الرسالة القشيرية، المعرفة بالله 548.549\2، وانظر: شرح الصدور 208)

(2) (الرسالة القشيرية، 548\2، وانظر: شرح الصدور 208)

میں نے کہا: موت کے بعد زندگی کہاں؟ فرمایا:

"أنا حي وكل محب لله حي". (1)

میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر دوست زندہ ہے۔

اس قسم کی صدہاروایات کلمات ائمہ کرام میں مذکور

"وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ" اور خدا جسے نور نہ دے اس کیلئے کوئی نور  
مِنْ نُورٍ". (2) نہیں۔

(1) (الرسالة القشيرية، 549\2، وانظر: شرح الصدور 208)

(2) (سورة النور: 40)

## فصل دوم

موت سے رُوح میں اصلاً تغیر نہیں آتا اور اس کے علوم و افعال (☆) بدستور رہتے ہیں بلکہ زیادہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جمادیت کیسی اور اثبات تخصیص ادراک، ذمہ مختص۔

**قول (6)** امام سبکی شفاء السقام میں فرماتے ہیں:

"النفس باقية بعد موت البدن  
عالمية باتفاق المسلمين بل غير  
المسلمين من الفلاسفة وغيرهم  
من يقول ببقاء النفوس يقولون  
بالعلم بعد الموت ولم يخالف في  
بقاء النفوس إلا من لا يعتد به  
اهملقطاً"۔ (1)

یعنی مسلمانوں کا اجماع ہے کہ روح بعد مرگ باقی اور علم و ادراک رکھتی ہے۔ بلکہ فلاسفہ وغیرہم کفار بھی جو بقائے ارواح کے قائل ہیں وہ بھی موت کے بعد علم مانتے ہیں اور بقائے روح میں کسی نے خلاف نہ کیا مگر ایسوں نے جو کسی گنتی شمار میں نہیں ہیں۔

(☆) امام سیوطی شرح الصدور میں مذہب اہلسنت کتاب الروح سے یوں نقل فرماتے ہیں:

"أن الروح (وفي شرح الصدور: الأرواح) ذات قائمة بنفسها تصعد وتنزل وتتصل وتنفصل وتذهب وتجيء وتتحرك وتسكن وعلى هذا أكثر من مائة دليل مقررة"۔

یعنی روح ایک مستقل ذات ہے کہ چڑھتی اُترتی ملتی جدا ہوتی آتی جاتی حرکت کرتی ساکن ہوتی ہے اور اُس پر سو سے زیادہ دلائل ثابت ہیں۔ ۱۲ منہ۔

(ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور، فوائد تتعلق بالروح، 326، وفي نسخة: 422، وفي كتاب الروح لابن القيم 125. 124)

امام ابو الحسن تقى الدين سبكي رحمه الله عليه متوفى 756 هـ سے اس بارے میں سوال ہوا:،، ما تقول السادة العلماء في الأرواح هل تفنى كما تفنى الأجسام أولا؟ تو آپ نے تفصیلاً جواب دیتے ہوئے لکھا: " فهذا ما يجب اعتقاده واستقر الشرائع والكتب المنزلة وآيات القرآن والأخبار المتكاثرة التي لا يمكن تأويلها ويقطع بالمراد منها ما يدل على بقاء النفوس بعد مفارقة البدن ولا يشك في ذلك أحد من أهل الإسلام لا عالم ولا عامي بل زادوا على ذلك وادعوا إطلاق القول بحياة جميع الموتى ونقل جماعة من المتقدمين الإجماع على ذلك وقالوا في قوله تعالى ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله الآية إن هذا ليس خاصا بمن يقتل في سبيل الله وإنما قصد بالآية الرد على الكفار القائلين بعدم البعث وأن بالموت يفنى الإنسان بالكلية ولا يبقى له أثر من إحساس ونحوه فرد الله عليهم ولكن حياة الموتى مختلفة فحياة الشهيد أعظم وحياة المؤمن الذي ليس بشهيد دونه وحياة الكافر لما يحصل له من العذاب دونه والكل مشتركون في الحياة ومنهم من يبلى جسده ومنهم من لا يبلى والأرواح كلها باقية هذا دين الإسلام ولو تتبع الإنسان آيات القرآن وأحاديث النبي صلى الله عليه وسلم الدالة على ذلك لبلغت مبلغا عظيما ولا حاجة إلى التطويل في ذلك فإنه معلوم من دين الإسلام بالضرورة وإنما اختلف علماء الإسلام في أمور أخرى جزئية تتعلق بذلك منها رجوع الروح إلى البدن بعد الدفن وقد ورد في ذلك حديث جيد في مسند الطيالسي وغيره وضعفه ابن حزم بأن في سنده المنهال بن عمرو وهذا التضعيف غير مقبول فإن المنهال أخرج له البخاري ومنها الأرواح عند أقبية القبور وإن أرواح المؤمنين في السماء وأرواح الكفار تحت الأرض وقد ورد في ذلك أحاديث ومنها أن بعض الأرواح هل هي الآن في الجنة كأرواح الأنبياء والشهداء وهذه مسائل يطول النظر فيها وليس هذا موضع ذكرها لأنه لم يسأل عنه ومنها أن الأرواح قولنا ببقائها =

## قول (7)

تفسیر بیضاوی میں ہے:

"فيها دلالة على أن الأرواح جواهر قائمة بأنفسها مغايرة لها يحس به من البدن تبقى بعد الموت دراية، وعليه جمهور الصحابة والتابعين، وبه نطقت الآيات والسنن" (1)

یہ آیت کریمہ دلیل ہے کہ روہیں جوہر قائم بالذات ہیں، یہ بدن جو نظر آتا ہے اس کے سوا اور چیز ہیں موت کے بعد اپنے اُسی جوش ادراک پر رہتی ہیں جمہور صحابہ و تابعین کا یہی مذہب ہے اور اُسی پر آیات و احادیث ناطق۔

## قول (8) امام غزالی اَحیاء میں فرماتے ہیں:

= هل يحصل لها عند القيامة فناء ثم تعادلت وفي بظاهر قوله كل من عليها فان أو لا بل يكون هذا مستثنى هذا لم أر فيه نقلا والأقرب أنها لا تنفنى وأنهما من المستثنى كما قيل في الحور العين والله أعلم۔ (فتاوى السبكي 13615، وفي نسخة: 637.638)

(1) (تفسير البيضاوي، سورة البقرة: الآية 154، 117\1۔ والبيضاوي معه حاشية الشهاب 427\2، والبيضاوي معه حاشية محي الدين شيخ زاده 393\2، وانظر: تفسير أبي السعود إرشاد العقل السليم إلى مزايا الكتاب الكريم 180\1، والسراج المنير في الإعانة على معرفة بعض معاني كلام ربنا الحكيم الخبير 105\1، وفيض القدير شرح الجامع الصغير 180\4، فتح البيان في مقاصد القرآن 318\1)

امام ابوالقاسم حسین بن محمد المعروف راعب أصفهانی متوفی 502ھ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"فدل ذلك أن الأرواح أحياء تُثاب وتُعاقب قبل أن تُعاد إلى الأجسام يوم القيامة" (تفسير الراغب الأصفهاني، سورة البقرة الآية 169، 979\3)

" لَا تَظُنْ أَنَّ الْعِلْمَ يَفَارِقُكَ بِالْمَوْتِ فَالْمَوْتُ لَا يَهْدِمُ مَحَلَّ الْعِلْمِ أَصْلًا وَلَيْسَ الْمَوْتُ عَدَمًا (محضاً) حَتَّى تَظُنَّ أَنَّكَ إِذَا عَدَمْتَ عَدَمْتَ صِفَتَكَ " (1)

یہ گمان نہ کرنا کہ موت سے تیرا علم تجھ سے جدا ہو جائے گا کہ موت محل علم یعنی روح کا تو کچھ نہیں بگاڑتی۔ نہ وہ نیست و نابود ہو جانے کا نام ہے کہ تو سمجھے جب تو نہ رہا تیرا وصف یعنی علم و ادراک بھی نہ رہا

### قول (9.10)

امام نسفی عمدة الاعتقاد، پھر علامہ نابلسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

الروح لا يتغير بالموت (2) مرنے سے روح میں کچھ تغیر نہیں آتا۔

قول (11) علامہ تورپشتی فرماتے ہیں:

"الروح الإنسانية المتميزة المخصوصة ☆ بالادراكات بعد فراق بدن کے بعد بھی روح انسانی متمیز و مخصوص بہ ادراکات ہے۔"

(1) (التيسير بشرح الجامع الصغير، بحوالہ الغزالی، 429\2)

امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 505ھ لکھتے ہیں: "ویدل علی أن الموت ليس عبارة عن انعدام الروح وانعدام إدراكها آيات وأخبار كثيرة --- وهذا نص صريح على أن الموت معناه تغير حال فقط ---" (إحياء علوم الدين 527\4، وانظر: إتحاف السادة المتقين 301.303\14)

(2) (الحديقة الندية، الباب الثاني في الامور المهمة في الشريعة، وأولهم آدم أبو البشر 290\1، وانظر: روح البيان، سورة الأنبياء 478\5)

☆ (فی ألف، ب، ح، فر: متميزة مخصوصة، بدون ألف لام۔ وفي ر: المتميزة المخصوصة كذا في التيسير وغيره۔ وفي الميسر: المخصوصة المميزة)

مُفَارَقَةُ الْبَدَنِ" نقله المناوی (1)

### قول (12)

علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں ہے:

"الْمَوْتُ لَيْسَ بِعَدَمٍ فَحُضُّ  
والشعور باقٍ حَتَّىٰ بَعْدَ الدَّفْنِ" (2) یہاں تک کہ بعد دفن بھی۔

### قول (13) اُسی میں ہے:

"ان الرُّوح اذا انخلعت من هَذَا  
الهیکل وانفکت من الْقُيُودِ جدا اور موت باعث قیدوں سے رہا  
بِالْمَوْتِ تجول اِلَىٰ حَيْثُ ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جولان کرتی  
شَاءَتْ" (3) ہے۔

### قول (14)

شرح الصدور میں منقول کہ دلائل قرآن و حدیث لکھ کر کہا:

(1) (المیسر فی شرح مصابیح السنة للتوربشتی، کتاب الجہاد 876\3، ونقل عنه  
فی فتوح الغیب فی الكشف عن قناع الريب (حاشیة الطیسی علی الکشاف) 343\4،  
وفی نواهد الأبقار وشوارد الأفكار (حاشیة السيوطي علی تفسير البيضاوي)  
93\3، وفي التيسير بشرح الجامع الصغير 310\1، وفي التنوير شرح الجامع  
الصغير 572\3)

(2) (التيسير بشرح الجامع الصغير 303\1، فيض القدير 398\2)

(3) (التيسير بشرح الجامع الصغير 320\1)



"فصح أن الأرواح أجسام  
حاملة لأعراضها من التعارف  
والتناكر وأنها عارفة مُميّزة ☆  
ان سے ثابت ہوا کہ رُوحیں اجسام ہیں  
اپنے اوصاف شناخت وناشناخت وغیرہ  
کی حامل جو بذات خود ادراک و تمیز  
رکھتی ہیں۔ (1)

یہاں وہ تقریر یاد کرنی چاہیے جو زیر حدیث دوم گزری۔

### قول (15)

مقاصد و شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں ہے:

عند المعتزلة وغيرهم البدنية  
المخصوصة شرط في الإدراك  
ف عندهم لا يبقى إدراك  
الجزئيات عند فقد الآلات و  
عندنا يبقى وهو الظاهر من  
قواعد الإسلام. (2)

معتزلہ وغیرہم کے مذہب میں یہ بدن  
المخصوصة شرط ادراک ہے تو اُن کے نزدیک  
جب اُس کے آلات نہ رہے ادراک  
جزئیات بھی نہ رہا اور ہم اہلسنت و  
جماعت کے مذہب میں باقی رہتا ہے  
اور یہی ظاہر ہے قواعد دین اسلام سے۔

### قول (16)

☆ (في ألف، ب، ح، فر: متميزة- وفي ر: مميزة كذا في شرح الصدور)

(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور، باب مقرر الأرواح، 239)

☆ (في ألف، ب، ح، فر: متميزة- وفي ر: مميزة كذا في شرح الصدور)

(2) (شرح مقاصد المبحث الرابع مدرک الجزئيات 2 1 3 4، وفي

لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے:

سببية الحواس للاحساس والادراك عادية كما تقرر في المذهب اما العلم فبا لروح وهو باق اه ملتقطاً (1)

حواس کا سبب احساس و ادراک ہونا اک امر عادی ہے۔ جیسا کہ مذہب اہلسنت میں ثابت ہو چکا اور علم تو روح سے ہے وہ باقی ہے۔ اھ

**قول (17)**

امام سیوطی فرماتے ہیں:

"ذهب أهل البطل من المسلمين وغيرهم إلى أن الروح تبقى بعد موت البدن وخالف فيه الفلاسفة دليلنا... ما تقدم... من الآيات والأحاديث في بقاءها وتصرفها". (2)

تمام اہلسنت مسلمین اور ان کے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ روحيں بعد موت بدن باقی رہتی ہیں۔ ہاں فلاسفہ یعنی بعض مدعیان حکمت نے اس میں خلاف کیا۔ ہماری دلیل وہ آیتیں اور حدیثیں، جن سے ثابت کہ روح بعد موت باقی رہتی اور تصرفات کرتی ہیں۔

**قول (18)**

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے:

(1) (لمعات شرح مشکوٰۃ، کتاب الجہاد، باب حکم الأسراء، 3417، أوله)

(2) (شرح الصدور، فی فوائد تتعلّق بالروح، 324)

"وقد أنکر عذاب القبر بعض بعض معتزله اور روافض عذاب قبر سے  
المعتزلة والروافض محتجین بأن منکر ہو گئے یہ حجت لا کر کہ مردہ جماد  
المیت جماد لا حیۃ له ولا إدراک ہے نہ اس کیلئے حیات ہے نہ ادراک۔  
الخ"۔ (1)

### قول (19)

کشف الغطاء مستند مولوی اسحاق دہلوی میں ہے:  
مذہب اعتزال است کہ میت کو جماد محض بتانا معتزله کا مذہب  
گویند میت جماد محض ہے۔  
است۔ (2)

### قول (20)

اسی میں ہے:  
فرقے نیست در ارواح اہل کمال کی روحوں میں حالت حیات و  
کاملاں در حین حیات و بعد ممات میں کوئی فرق نہیں ہوتا سوائے  
از ممات مگر بترقی اس کے کہ بعد موت کمالات میں ترقی  
کمال۔ (3) ہو جاتی ہے۔

(1) (إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، باب قتل أبي جهل، 255\6، وفي  
نسخة 30\9)

(2) (كشف الغطاء، فصل در احکام دفن میت 57)

(3) (كشف الغطاء، فصل در احکام زیارت قبور 75)

## فصل سوم

ان تصریحوں میں کہ اموات کے علم و ادراک دُنیا و اہل دُنیا کو بھی شامل

**قول (21)**

امام جلال الدین سیوطی رسالہ منظومہ انیس الغریب میں فرماتے ہیں:

يعرف من يغسله و يحمل و يلبس الاكفان و من ينزل  
مردہ اپنے نہلانے والے اٹھانے والے، کفن پہنانے والے، قبر میں اتارنے والے  
سب کو پہچانتا ہے۔

**قول (22 تا 24)**

امام ابن الحاج مدخل اور امام قسطلانی مواہب اور علامہ زرقانی شرح میں تقریراً  
فرماتے ہیں:

واللفظ لأحمد من ينتقل إلى عالم  
البرزخ من المؤمنين يعلم  
أحوال الأحياء غالباً، وقد وقع  
كثير من ذلك كما هو مسطور في  
مظنة ذلك من الكتب. (2)

احمد (یعنی احمد بن محمد القسطلانی) کے  
الفاظ ہیں جو مسلمان برزخ میں ہیں  
اکثر احوال احياء پر علم رکھتے ہیں اور یہ  
امر بکثرت واقع ہے جیسا کہ کتابوں  
میں اپنے محل پر مذکور ہے۔

**قول (25)**

(1) (انیس الغریب۔۔۔۔)

(2) (المدخل لابن الحاج وفصل في الكلام على زيارة سيد الأولين 259\1،

والمواہب اللدنیہ، المقصد العاشر، الفصل الثاني: فی زیارة قبرہ الشریف ومسجدہ

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں علم وادراک موتی کی تحقیق و تفصیل لکھ کر فرماتے ہیں:

بالجمله کتاب و سنت مملو الحاصل کتاب و سنت ایسے اخبار و آثار  
 و مشحون اند باخبار و آثار کہ سے بھرے پڑے ہیں جو یہ بتاتے  
 دلالت مے کند بر وجود علم ہیں کہ مردوں کو دُنیا و اہل دُنیا کا علم ہوتا  
 موتی بدنیا و اہل آن پس ہے تو اس کا انکار وہی کرے گا جو اخبار و  
 منکر نہ شود آن را مگر جاہل احادیث سے بے خبر اور دین کا منکر  
 باخبار و منکر دین۔ (1) ہو۔

= المنیف 595\3، و شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد العاشر،

349\8، وفي نسخة: 12\195)

(1) (اشعة اللمعات، کتاب الجہاد، فصل اول، 401\3)

## فصل چہارم

اموات سے حیا کرنے میں

قول (26)

ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں سلیم بن عمیر سے راوی، وہ ایک مقبرہ پر گزرے، پیشاب کی حاجت سخت تھی، کسی نے کہا یہاں اتر کر قضائے حاجت کر لیجئے، فرمایا:

سُبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ إِلَيَّ لِأَسْتَحْيِي مَنْ  
سبحان الله! خدا کی قسم میں مُردوں سے  
الْأَمْوَاتِ كَمَا أَسْتَحْيِي مَنْ  
ایسی ہی شرم کرتا ہوں جیسی زندوں  
الْأَحْيَاءِ۔ (1) سے۔

قول (27)

جب سیدنا امام شافعی مزار فاضل الانوار حضرت امام اعظم پر تشریف لے گئے رضی اللہ عنہما وعن اتباعہما، نماز صبح میں قنوت نہ پڑھی، لوگوں سے سبب پوچھا، فرمایا:

كيف أقنت بحضرة الإمام وهو لا  
میں امام کے سامنے کیونکر قنوت پڑھوں  
يقول به۔ حالانکہ وہ اس کے قائل نہیں۔

ذكره سيدى على الخواص والإمام الشعراني في الميزان ونحوه العلامة

(1) (ذكره ابن منظور الأفریقی في مختصر تاريخ دمشق 202\10، عن سلیم بن عتر،

والسيوطي في شرح الصدور، باب تأذيه بسائر وجوه الأذى 300، وعلي القاري في المراقبة

222\4، والسكروع في ملحق كتاب القبور 206 (10)

قلت: وفي الزهد لابن المبارك، باب في ارواح المؤمنين 42 قال يزيد بن أبي حبيب: كان

بعض العلماء يقول: إني لأستحيي من الأموات كما أستحيي من الأحياء)

ابن حجر المکی فی الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الاعظم أبی حنیفة النعمان فی أولها وأعادہ فی آخرها عن بعض شراح منهاج الإمام النووي و عن غیرہ ونحوہ فی عقود الجمان فی مناقب النعمان عن شیخ شیوخہ الإمام الزاہد الولی شہاب الدین شارح المنہاج۔

اسے سیدی علی خواص نے اور امام شعرانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ذکر کیا، اور اسی کے ہم معنی علامہ ابن حجر نے ”الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفہ النعمان“ کے شروع میں ذکر کیا اور اسکے آخر میں دوبارہ منہاج امام نووی کے بعض شارحین وغیرہ کے حوالہ سے ذکر کیا۔

اسی طرح، عقود الجمان فی مناقب النعمان، میں اپنے شیخ الشیوخ امام، زاہد، ولی اللہ شہاب الدین شارح منہاج سے نقل کیا۔ بعض روایات میں آیا بسم اللہ شریف بھی جہر سے نہ پڑھی۔

نقلہ الفاضل الشامی فی رد المحتار عن بعض العلماء و کذا الإمام

ابن حجر فی الخیرات الحسان۔ (1)

اسے فاضل شامی نے رد المحتار میں بعض علماء سے نقل کیا، ایسے ہی امام ابن

حجر نے الخیرات الحسان میں ذکر کیا ہے۔

بعض میں ہے تبکیرات انتقال میں رفع یدین نہ فرمایا، سبب دریافت ہوا، جواب دیا:

(2) (المیزان الکبریٰ، فصل فیما نقل عن الامام الشافعی 61\1، الخیرات الحسان

مترجم جواہر البیان: 6، و 96)

(1) (رد المحتار علی در المختار 55\1، والخیرات الحسان، 96)



أَدْبَنَامَعَ هَذَا الْإِمَامِ أَكْبَرَ مِنْ أَنْ نُظْهِرَ خِلَافَهُ بِحَضْرَتِهِ۔ ذکرہ علی القاری فی المرقاة۔ (1)

اس امام کے ساتھ ہمارا ادب اس سے زائد ہے کہ اُن کے حضور اُن کا خلاف ظاہر کریں اسے ملا علی قاری نے مرقاة میں ذکر کیا۔

شرح لباب میں خاص بلفظ استحیاء نقل کیا کہ امام شافعی نے فرمایا:

استحیی أن أخالف مذهب الإمام في حضوره۔ ذکرہ فی باب الزيارة النبوية فصل المقام بالمدينة المنورة۔ (2)

مجھے شرم آتی ہے کہ امام کے سامنے ان کے مذہب کے خلاف کروں۔ اسے علامہ قاری نے شرح لباب، باب زیارت نبوی، فصل اقامت مدینہ منورہ میں ذکر کیا۔

سبحان اللہ! اگر اموات دیکھتے سنتے نہیں تو جہر و اخفاء یا رفع و ترک و مکث قنوت و تعجیل سجدہ میں کیا فارق تھا۔ اللہ، انصاف! اگر بنائے قبر حجاب مانع ہو تو امام ہمام کا سامنا کہاں تھا اور اس ادب و لحاظ کا کیا باعث تھا۔

**قول (28 تا 31)**

علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک جماعت علماء نے تصریح فرمائی کہ زیارت بقیع شریف میں قبہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ابتدا کرے کہ پہلے وہی ملتا ہے۔ تو بے سلام کے وہاں سے گزر جانا بے ادبی ہے، اسی طرح اس بقیعہ پاک میں جو مزار پہلے آتا جائے اس پر سلام کرتا جائے کہ جو ذرا بھی عزت و عظمت رکھتا ہے اس کے سامنے

(1) (مرقاة شرح مشکوٰۃ، 32\1)

(2) (المسلك المتقسط في المنسك المتوسط على اللباب 293.294)

سے بے سلام چلے جانا مروّت و ادب سے بعید ہے۔

مولانا علی قاری نے شرح لباب میں اسے نقل فرما کر مسلم رکھا، شیخ محقق نے جذب القلوب میں، بعض دیگر علماء سے اُس کی تحسین نقل کی ہے کہ یہ ایک عمدہ مقصد ہے جس کے ساتھ افضل و اشرف کی رعایت نہ کرنی کچھ مضائقہ نہیں۔ مسلک متقسط میں ہے:

ذكر العلامة فضل الله بن الغوري من اصحابنا ان البداءة بقبة العباس والختم بصفية رضي الله عنهما أولى لأن مشهد العباس أول ما يلقى الخارج من البلد عن يمينه فمجاوزه من غير سلام عليه جفوة فإذا سلم عليه وسلم على من يمر به أولا فيختم بصفية رضي الله عنها في رجوعه كما صرح به أيضا كثير من مشائخنا۔ (1)

علامہ فضل اللہ بن غوری حنفی وغیرہ ایک جماعت علماء نے تصریح فرمائی کہ زیارت بقیع شریف میں قبہ حضرت عباس سے ابتداء کرے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما کے مزار پر ختم کرے یہ بہتر ہے کیونکہ باہر والا جب دائیں طرف سے شروع کرے تو پہلے وہی ملتا ہے تو ان کو سلام کئے بغیر گزر جانا بے ادبی ہے، جب ان پر گزرے اور جو مزار پہلے آتا جائے سلام کرتا جائے، تو واپسی مزار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر ختم کرے جیسا کہ بہت سے ہمارے مشائخ نے تصریح فرمائی الخ۔

(1) (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک للشیخ

تاریخ مدینہ (جذب القلوب) میں ہے:

متاخرین علماء اختلاف کردہ اند کہ ابتداء بزیارت کہ کند طائفہ بر آنند کہ ابتداء بہ زیارت حضرت عباس کند و ہر کہ باوے در یک قبہ آسودہ انداز ائمہ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین زیرا کہ اسہل و اقرب است و از پیش ایشان در گزشتن و بزیارت دیگران متوجہ شدن نوعی از جفا الخ۔

وسوئے ادب باشد الخ۔ (1)

اُسی میں ہے:

محصل کلام بعضے از علماء آنست کہ ابتدا از قبہ عباس کند رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن معہ و بعد ازاں بعض علماء کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قبہ میں ان کے ساتھ والوں سے ابتداء کرے اور اس کے بعد ہر پہلے آنے

بھر کہ پیش آید زیر اکہ ہر  
 کر ابادنی جلالت شان بود  
 بے سلام از پیش وے گزشتن  
 و جائے دیگر رفتن از عالم  
 مروت و حفظ طریقہ ادب  
 بغایت دور است۔ قال بعضہم  
 وہو مقصد صالح لا یضر معہ عدم  
 رعایۃ الأفضل الأشرف الخ۔ (1)

والے کو سلام کرتا جائے کیونکہ کسی ادنیٰ  
 شان والے سے بے سلام گزرنا اور  
 دوسری جگہ چلے جانا بھی مروت اور حفظ  
 ادب سے بعید ہے۔  
 بعض نے کہا ہے کہ مقصد صالح ہے جس  
 کی وجہ سے افضل و اشرف کی عدم  
 رعایت مضر نہیں الخ۔

## فصل پنجم

افعال احياء سے تاذی اموات ہیں

قول (32 تا 34)

مراقی الفلاح میں فرمایا:

أخبرني شيخی العلامة محمد بن أحمد الحموی الحنفی رحمه الله بأنهم يتأذون بخفق النعال - (1)  
مجھے میرے استاذ علامہ محمد بن احمد حموی حنفی رحمہ اللہ نے خبر دی کہ جوتی کی پیچل سے مُردے کو ایذا ہوتی ہے۔  
علامہ طحاوی نے اس پر تقریر فرمائی:

قول (35)

حدیث میں جو قبر پر تکیہ لگانے سے ممانعت فرمائی اور اسے ایذا سے میت ارشاد ہوا جیسا کہ حدیث (25) میں گزرا۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ اس پر شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

شاید کہ مراد آنست کہ روح ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ اس کی روح کو وے ناخوش میدارد و راضی نیست بتکیہ کردن بر قبر وے از جهت تضمن وے  
ہو سکتا ہے کہ یہ مراد ہو کہ اس کی روح کو ناگوار ہوتا ہے اور وہ اپنی قبر میں تکیہ لگانے سے راضی نہیں ہوتی اس لئے کہ اس میں اس کی اہانت اور بے وقعتی پائی

(1) (مراقی الفلاح شرح نور الايضاح 229، ومراقی الفلاح علی هامش حاشیہ

الطحاوي، فصل فی زیارة القبور، 342)

محمد بن اسماعیل امیر صنعانی نے لکھا کہ: "نَهَى عَنْ أَذِيَّةِ الْمَقْبُورِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَأَذِيَّةِ الْمُؤْمِنِ مُحَرَّمَةٌ بِنَصِّ الْقُرْآنِ {وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغَيْرِ مَا

اھانت واستخفاف رابوی جاتی ہے اور خدا خوب جاننے والا ہے۔  
(واللہ اعلم) (1)

**قول (36.37)**

عارف باللہ حکیم ترمذی پھر علامہ نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں:

"معناه أن الأرواح تعلم بترك اس کے یہ معنی ہیں کہ روحیں جان لیتی  
إقامة الحرمة وبلاستھانہ ہیں کہ اس نے ہماری تعظیم میں قصور کیا  
فتتأذى بذلك" (2)۔ لہذا ایذا پاتی ہیں۔

**قول (38.39):** حاشیہ طحطاوی ورد المختار وغیرہ میں ہے، مقابر میں پیشاب کرنے  
کو نہ بیٹھے:

"لأن الميت يتأذى بما يتأذى به اس لئے کہ جس سے زندوں کو اذیت  
الحی"۔ (3) ہوتی ہے اُس سے مردے بھی ایذا  
پاتے ہیں۔

**اقول:** بلکہ دیلمی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کلیہ کی تصریح  
روایت کی، کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

== اُكْتَسَبُوا فَقَدْ اُحْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَاِثْمًا مُّبِينًا [الأحزاب: 58] . (سبل السلام، باب  
الجلوس على المقابر 511\1)

(1) (اشعة اللمعات، باب دفن الميت، فصل الثالث، 699\1)

(2) (نوادير الأصول، الأصل التاسع والمائتان 244، وفي نسخة: 8\3)

(3) (حاشية الطحطاوى على الدر، فصل الاستنجاء 166\1، والرد المختار على الدر  
المختار، فصل الاستنجاء، 343\1)

"الْمَيِّتُ يُؤْذِيهِ فِي قَبْرِهِ مَا يُؤْذِيهِ فِي مَيِّتٍ كَوْجَسْ بَاتٍ سَے گھر میں ایذا ہوتی  
بَیْتِهِ"۔ (1)  
تھی قبر میں بھی اُس سے اذیت پاتا

ہے۔

### قول (40.41)

حدیث (26) کے نیچے اشعہ میں امام ابو عمر عبد البر سے نقل کیا:

ازینجا مستفاد می گردد کہ یہاں سے معلوم ہوا کہ میت کو ان تمام  
میت متالم می گردد بتمام چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے جن سے  
انچہ متالم می گردد بدان زندہ کو تکلیف ہوتی ہے، اس کو لازم یہ  
حی و لازم اینست کہ متلذذ ہے کہ اُسے ان تمام چیزوں سے لذت  
گردد بتمام آنچہ متلذذ بھی حاصل ہو جن سے زندہ کو لذت

(1) (أخرجه أبو بكر الكلاباذي في بحر الفوائد المسمى بمعاني الأخبار 297، و  
ابن أبي حاتم في العلل 372\1 (1104) وفي نسخة 581\3، والديلمي في  
الفردوس 199\1 (854)، بلا سند۔ قال أبو حاتم: هذا حديث منكر۔

ابن قیم الجوزیہ نے لکھا: "وَبِالْجُمْلَةِ فَاحْتِرَامُ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ بِمَنْزِلَةِ احْتِرَامِهِ فِي دَارِهِ الَّتِي  
كَانَ يَسْكُنُهَا فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ الْقَبْرَ قَدْ صَارَ دَارَهُ وَقَدْ تَقَدَّمَ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ كَسَرَ عَظْمَ الْمَيِّتِ كَكْسَرِهِ حَيًّا فَدَلَّ عَلَى أَنَّ احْتِرَامَهُ فِي قَبْرِهِ كاحْتِرَامِهِ فِي  
دَارِهِ وَالْقُبُورُ هِيَ دِيَارُ الْمَوْتَى وَمَنَازِلُهُمْ وَمَحَلُّ تَزَاوُرِهِمْ وَعَلَيْهَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ مِنْ  
رَبِّهِمْ وَالْفَضْلُ عَلَى مُحْسِنِهِمْ فَهِيَ مَنَازِلُ الْمَرْحُومِينَ وَمَهَبُطُ الرَّحْمَةِ وَيَلْقَى  
بَعْضُهُمْ بَعْضًا عَلَى أَفْنِيَةِ قُبُورِهِمْ يَتَجَالَسُونَ وَيَتَزَاوَرُونَ كَمَا تَضَافَرَتْ بِهِ  
الْأَقَارُ"۔ (تهذيب السنن مع عون المعبود 38\9)



میشود بداد زندہ۔ (1) ملتی ہے۔

**تذلیل:** مسئلہ ہے کہ دارالحرب کے جن جانوروں کو اپنے ساتھ لانا دشوار ہوا نہیں زندہ نہ چھوڑیں کہ اس میں حربیوں کا نفع ہے، نہ کوئچیں کاٹیں کہ اس میں جانور کی ایذا ہے بلکہ ذبح کر کے جلا دیں تاکہ وہ اُن کے گوشت سے بھی انتفاع نہ کر سکیں۔

درمختار میں ہے:

"حَرَّمَ عَقْرُ دَابَّةٍ شَقَّ نَقْلُهَا إِلَى دَارِنَا فَتُذْبَحُ وَتُحْرَقُ بَعْدَهُ إِذْ لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ إِلَّا رَجُلُهَا" (1) جس جانور کو دارالاسلام تک لانا دشوار ہو اس کی کوئچیں کاٹنا حرام ہے، پہلے ذبح کریں اس کے بعد جلا دیں اس لئے کہ زندہ آگ میں ڈالنے کا عذاب دینا ربِّ نار ہی کا کام ہے۔

اس پر علامہ حلبی محشی درمختار نے شبہ کیا کہ یہاں سے لازم کہ مردے کے جسم کو جو صدمہ پہنچائیں اُس سے اُسے تکلیف نہ ہو حالانکہ حدیث میں اس کا خلاف وارد ہے۔

علامہ طحاوی و علامہ شامی نے جواب دیا کہ یہ بات بنی آدم کے ساتھ خاص ہے کہ وہ اپنی قبور میں ثواب و عذاب پاتے ہیں تو اُن کی ارواح کو ابدان سے ایسا تعلق رہتا ہے کہ جس کے سبب ادراک و احساس ہوتا ہے۔ جانوروں میں یہ بات نہیں ورنہ ان کی ہڈی وغیرہ سے انتفاع نہ کیا جاتا۔

(1) (اشعة اللمعات، باب دفن الميت، 696\1)

(2) (الدر المختار فی تنویر الابصار 270\2، مطبع نولکشور)

ردالمحتار میں ہے:

وَأُورِدَ الْمُحْشَى عَلَى جَوَازٍ إِحْرَاقِهَا  
بَعْدَ الذَّمِّ أَنَّهُ يَفْتَضِي أَنَّ الْمَيِّتَ  
لَا يَتَأَلَّمُ مَعَ أَنَّهُ وَرَدَ أَنَّهُ يَتَأَلَّمُ  
بِكَسْرِ عَظْمِهِ. قُلْتُ: قَدْ يُجَابُ بِأَنَّ  
هَذَا خَاصٌّ بِبَنِي آدَمَ، لِأَنَّهُمْ  
يَتَنَعَّمُونَ وَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ  
بِخِلَافِ غَيْرِهِمْ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ  
وَالَّا لَزِمَ أَنْ لَا يَنْتَفِعَ بِعَظْمِهَا  
وَنَحْوِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ طَ ذَكَرَ نَحْوَهُ.  
انتہی۔ (1)

محشی نے جانوروں کو ذبح کر کے جلائے  
پر شبہ پیش کیا اس سے لازم آتا ہے کہ  
مردے کو اذیت نہیں ہوتی حالانکہ  
حدیث میں اس کا خلاف ہے کہ میت  
کی ہڈی توڑنے سے اس کو اذیت ہوتی  
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا جواب یہ ہو  
سکتا ہے کہ یہ بات بنی آدم کے ساتھ  
ہے کیونکہ وہ اپنی قبروں میں خوشی اور  
تکلیف پاتے ہیں، جانوروں میں یہ  
بات نہیں ورنہ اُن کی ہڈی وغیرہ سے  
انتفاع نہ کیا جاتا، پھر میں نے طحاوی کو  
دیکھا تو انہوں نے ایسا ہی فرمایا۔ انتہی

**اقول:** تخصیص بنی آدم باضافت حیوانات مراد ہے ورنہ جن بھی بعد موت ادراک  
رکھتے ہیں،، کمایاتی فی القول (190) اور خود عذاب و ثواب سے علامہ کی تعلیل  
اس پر دلیل۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(1) (حاشیۃ الطحاوی علی الدر المختار، باب المغنم وقسمته 2\448، ورد

المختار علی الدر المختار، باب المغنم وقسمته، 140\4)

## فصل ششم

ملاقاتِ احیاء و ذکر خدا سے اموات کا جی بہلتا ہے

**قول (42)**

امام سیوطی نے انیس الغرب میں فرمایا: ع

ویأُنسون ان اتی المقابر (1) جب زائر مقابر پر آتے ہیں مُردے اُن سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔

**قول (43)**

امام اجل نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اقسام زیارت میں فرمایا ایک قسم کی زیارت اس غرض سے ہے کہ مقابر پر جانے سے اموات کا دل بہلائیں کہ یہ بات حدیث سے ثابت ہے۔ وسیاتی نقلہ فی النوع الثانی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

**قول (44)**

جذب القلوب میں فرمایا:

زیارت گاہی از جہت ادائے حق اہل قبور باشد در حدیث آمدہ مانوس ترین حالتیکہ میت را بود در وقت کہ یکے از آشنا یان او زیارت قبر او کند و احادیث دریں باب بسیار زیارت کبھی قبر والوں کے حق کی ادائیگی کیلئے ہوتی ہے، حدیث میں آیا ہے کہ میت کیلئے سب سے زیادہ اُنس کی حالت وہ ہوتی ہے جب اُس کا کوئی پیارا آشنا اُس کی زیارت کیلئے آتا ہے اس باب میں احادیث بہت ہیں۔

(1) (انیس الغریب۔۔۔۔)

است۔ (1)

**قول (45.46)**

فتاویٰ قاضی خاں پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"إِنَّ قَرَأَ الْقُرْآنَ عِنْدَ الْقُبُورِ إِنَّ  
نَوَى بِذَلِكَ أَنْ يُؤْنِسَهُ صَوْتُ  
الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ يَقْرَأُ"۔ (2)

مقابر کے پاس قرآن پڑھنے سے اگر  
یہ نیت ہو کہ قرآن کی آواز سے مردے  
کا جی بہلائے تو بیشک پڑھے۔

**قول (47 تا 49)**

ردالمحتار میں غنیۃ شرح منیہ سے اور طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں  
تلقین میت کے مفید ہونے میں فرمایا:

"إِنَّ الْمَيِّتَ يَسْتَأْنِسُ بِالذِّكْرِ عَلَى  
مَا وَرَدَ فِي الْأَثَارِ"۔ (3)

بے شک اللہ تعالیٰ کے ذکر سے  
مردے کا جی بہلتا ہے۔ جیسا کہ  
حدیثوں میں آیا ہے۔

**قول 50 تا 58)**

(1) (جذب القلوب، باب پانزدہم، 213)

(2) (فتاویٰ قاضی خان علی الہندیہ، کتاب العارۃ، فصل فی التسبیح والتسلیم

والصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم 422/3، طبع مصر، والفتاویٰ الہندیہ، الباب

السادس عشر فی زیارة القبور 350/5)

(3) (ردالمحتار علی الدر المختار، مَطْلَبُ فِي التَّلْقِينِ بَعْدَ الْمَوْتِ 191/2، وحاشیة

الطحطاوی علی مراقی الفلاح، باب احکام الجنائز 306، وفي نسخة: 560)

امام قاضی خاں فتاویٰ خانہ شربلانی نور الایضاح و مراقی الفلاح و امداد الفتاح پھر علامہ ابوالسعود و فاضل طحاوی حاشیہ مراقی میں استناداً و تقریراً اور شامی حاشیہ درمیں استناداً اور خزائن الرویات میں فتاویٰ کبریٰ سے اور امام بزاز فی فتاویٰ بزازیہ اور شیخ الاسلام کشف الغطا میں اور ان کے سوا اور علماء فرماتے ہیں:

واللفظ للخانية يكرهه قَطْعُ الْحَطَبِ      چوب و گیاه سبز کا مقبرہ سے کاٹنا مکروہ  
وَالْحَشِيشِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ فَإِنْ كَانَ      ہے اور خشک ہو تو مضائقہ نہیں کہ وہ  
يَابِسًا لَا بَأْسَ بِهِ لِأَنَّهُ مَا دَامَ رَطْبًا      جب تک تر رہتی ہے تسبیح خدا کرتی ہے  
يُسَبِّحُ فَيُؤْنِسُ الْمَيِّتَ. (1)      اور اس سے میت کا جی بہلتا ہے۔

علامہ شامی (2) نے اُسی حدیث سے مدلل کر کے فرمایا: اس بناء پر مطلقاً کراہت ہے اگرچہ خود رو ہو کہ قطع میں حق میت کا ضائع کرنا ہے۔

**تنبیہ:** فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ علماء کی ان عبارات اور نیز چار قول آئندہ و دیگر تصریحاتِ رخشندہ سے دو جلیل فائدے حاصل:

(1) (فتاویٰ قاضی خان علی الہندیہ، بیان أن النقل من بلد إلى بلد مکروہ، 1951، فیہ: یکرہ قلع۔۔، نور الایضاح 98، و مراقی الفلاح یا امداد الفتاح شرح نور الایضاح ونجاة الأرواح وبہامشہ متن نور الایضاح مع تقریرات من حاشیة العلامة الطحاوی 225، وحاشیة الطحاوی علی مراقی الفلاح 306، و امداد الفتاح شرح نور الایضاح 608، والرد المحتار علی الدر المختار 245/2، والفتاویٰ الہندیہ 167/1، والدرر الحکام شرح غرر الأحکام 168/1، والبزازیة علی الہندیہ 80/4، مصر، والبحر الرائق شرح كنز الدقائق 211/2، وغیرہم)

(2) (الرد المحتار علی الدر المختار 245/2)

**اولاً:** نباتات وجمادات وتمام اجزائے عالم میں ہر ایک کے موافق ایک حیات ہے کہ اُس کی بقاء تک ہر شجر و حجر زبان قال سے اُس رب اکبر جل جلالہ کی پاکی بولتا ہے اور سبحان اللہ، سبحان اللہ یا اس کے مثل اور کلمات تسبیح الہی کہتا ہے نہ کہ اُن میں صرف زبان حال ہے جیسا کہ ظاہر بینی کا مقال ہے کہ اس تقدیر پر تر و خشک میں تفرقہ محض بے معنی تھا کمالا ینحفی۔

اور آیت کریمہ {وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ} خود اس پر برہان قاطع کہ اس میں فرمایا {وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ} (1) تم اس کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ ظاہر ہے کہ تسبیح حالی تو ہر شخص عاقل سمجھتا ہے یہاں تک کہ شعراء بھی کہہ گئے:

ہر گیا ہے از زمین روید وحدہ لا شریک لہ گوید  
جو گھاس بھی زمین سے اُگتی ہے کہتی ہے وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

اور خود مذہب (☆) اہلسنت مقرر ہو چکا کہ تمام ذرات عالم کیلئے ایک نوع علم و ادراک

(1) (سورۃ الإسراء: 44)

(☆) مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کے باب فضل الاذان میں ہے: "الصَّحِيحُ أَنَّ لِلْجَبَادَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ وَالْحَيَوَانَاتِ عِلْمًا وَإِدْرَاكًا تَسْبِيحًا... قَالَ الْبَغَوِيُّ: وَهَذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ... الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ. وَيَشْهَدُ لَهُ مُكَاشَفَةُ أَهْلِ الْمَشَاهِدَةِ وَالْأَسْرَارِ الَّتِي هِيَ كَالْأَنْوَارِ... وَالْمُعْتَمِدُ فِي الْمُعْتَقَدِ أَنَّ شَهَادَةَ الْأَعْضَاءِ بِلِسَانِ الْقَالَ (المقام بدل القول)... مَا وَرَدَ عَنِ الشَّارِعِ يُحْمَلُ عَلَى ظَاهِرِهِ مَا لَمْ يَضَرْفُ عَنْهُ صَارِفٌ، وَلَا صَارِفٌ هُنَا كَمَا لَا يَخْفَى مَلْتَقَطًا ۲۔"

صحیح یہ ہے کہ جمادات، نباتات اور حیوانات کو بھی ایک قسم کا علم و ادراک اور عمل تسبیح حاصل ہے۔

امام بغوی نے فرمایا یہی اہلسنت کا مذہب ہے جس پر احادیث و آثار سے دلیلیں موجود ہیں۔ اہل

وسمع وبصر حاصل ہے۔

مولوی معنوی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں اس مضمون کو خوب مشرح ادا فرمایا اور اس پر قرآن و احادیث کے صد ہا نصوص (☆) ناطق، جنہیں جمع کروں تو ان شاء اللہ تعالیٰ پانسو (500) سے کم نہ ہوں گے۔ اُن سب کو بلا وجہ ظاہر سے پھیر کر تاویل کرنا قانون عقل و نقل سے خروج بلکہ صراحتہً سفہات مبتدعین میں ولوج ہے۔ خصوصاً وہ نصوص (☆) جو صریح مفسر ہیں کہ تاویل کی گنجائش ہی نہیں رکھتے۔ مقام اجنبی نہ ہوتا تو میں اس مسئلے کا قدرے ایضاح کرتا۔

**ثانیاً:** اقوال مذکورہ سے یہ بھی منصفہ ثبوت پر جلوہ گر ہوا کہ اہل قبور کی قوت سامعہ اس درجہ تیز و صاف و قوی تر ہے کہ نباتات کی تسبیح جسے اکثر اکیاء نہیں سنتے وہ بلا تکلف سنتے اور اس سے اُنس حاصل کرتے ہیں۔ پھر انسان کا کلام تو واضح اور اظہر ہے، واللہ تعالیٰ الہادی۔

== مشاہدہ اور انوار جیسے اسرار والوں کا مکاشفہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اور عقیدہ میں معتمد یہ ہے کہ اعضاء کی گواہی زبان قال سے ہوگی۔ شارع سے جو بھی وارد ہے وہ اپنے ظاہر پر محمول ہوگا جب تک ظاہر ہے پھیرنے والی کوئی دلیل نہ ہو اور یہاں ایسا کچھ بھی نہیں جیسا کہ واضح ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب فضل الاذان 348.349\2)

(☆) فقیر نے اپنے فتاویٰ میں ایک جملہ صالحہ ذکر کیا اور صدہا کا پتہ دیا وباللہ التوفیق (م)

(☆) مثلاً وہ حدیثیں جن میں صاف ارشاد ہوا کہ نہ کوئی جانور شکار کیا جائے نہ کوئی پیڑ کاٹا جائے

جب تک تسبیح الہی میں غفلت نہ کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"ما صید صید ولا قطعت شجرة إلا بتضييع التسبيح"۔ رواہ أبو نعیم فی الحلیۃ

بسند حسن عن أبي هريرة رضي الله عنه۔ ==



نہ کوئی جانور شکار کیا جائے اور نہ کوئی درخت کا ٹاٹا جاتا ہے جب تک تسبیح الہی نہ ترک کرے۔  
اسے ابو نعیم نے حلیہ میں بسند حسن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (آخر جہ ابو نعیم  
فی حلیۃ الأولیاء 240\7، وقال: غریب تفرد به القشیری عن مسعر۔ قلت: وهو متهم  
بالکذب، متروک الحدیث۔ وأوردہ السیوطی فی الجامع الصغیر، وقال المناوی  
فی التیسیر 351\2: رمز المؤلف لحسنه ونوزع لکن له شواهد۔۔ إلخ۔ و ذکرہ  
الہندی فی کنز العمال 445\1 (1919)

ابو شیخ نے روایت کی: "مَا أُخِذَ طَائِرٌ وَلَا حُوتٌ إِلَّا بِتَضْيِيعِ التَّسْبِيحِ".  
کوئی پرندہ اور مچھلی نہیں پکڑی جاتی مگر تسبیح الہی چھوڑ دینے سے۔ (آخر جہ ابو الشیخ فی  
العظمة 1735\5، من حدیث أبي الدرداء رضي الله عنه، بسند ضعيف)  
اسحاق بن راہویہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راوی: ان کے پاس ایک زاغ لایا گیا جس  
کے شہپر سالم و کامل تھے دیکھ کر فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا:  
"ما صيد صيد ولا عضدت عضاة ولا قطعت شجرة إلا بقلة التسبيح".  
نہ کوئی جانور شکار ہوا نہ کوئی بول کٹی، نہ کسی پیڑ کی جڑیں چھانٹی گئیں مگر تسبیح کی کمی کرنے سے۔  
(آخر جہ إسحاق بن راہویہ فی مسنده كما فی المطالب العالیة (3405)، و ذکرہ  
الہندی فی کنز العمال و عزاه إلى ابن راہویہ عن أبي بكر 445\1 (1920)۔  
وقال: وسنده ضعيف جدا۔

قلت: فقد رواه ابن أبي شيبة في المصنف 113\7 (34430)، وفي نسخة: 93\7  
(34441) بسند سواء: قال: خَالِدُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ، عَنْ مَيْمُونٍ، قَالَ:  
أَتَى أَبُو بَكْرٍ بَغْرَابٍ وَافِرِ الْجَنَاحَيْنِ فَقَالَ: مَا صَيْدَ مِنْ صَيْدٍ وَلَا عَضَدَ مِنْ شَجَرٍ إِلَّا  
بِمَا ضَيَّعَتْ مِنَ التَّسْبِيحِ. وأيضاً رواه أحمد في الزهد 90.91 (567)، وأبو الشيخ  
في العظمة 1737\5۔ قلت: رجاله كلهم ثقات غير خالد بن حيان وهو صدوق حسن

## قول (59 تا 62)

مجمع البركات میں مطالب المومنین سے اور کنز العباد و فتاویٰ غرائب وغیرہا میں ہے:

" وضع الورد والریا حین علی القبور حسن لأنه مادام رطباً یسبح  
ویكون للمیت انس بتسبیحه"۔ (1)

گلاب وغیرہ کے پھول قبروں پر ڈالنا خوب ہے کہ جب تک تازہ رہیں گے تسبیح الہی  
کریں گے۔ تسبیح سے میت کو انس حاصل ہوگا۔

**فائدہ:** مطالب المومنین و جامع البركات دونوں کتب مستندہ مخالفین سے ہیں اس  
سے مولوی الحق نے مائتہ مسائل میں اور اس سے متکلم قنوجی وغیرہ نے استناد کیا۔

= = الحدیث۔ ولہ شواہد من حدیث أبی الدرداء، وأبی هريرة، وعمر بن الخطاب  
رضی اللہ عنہم۔ ورواہ ابن عساکر فی تاریخ دمشق 239\18 بسند سواء: عن روح بن  
حبیب قال: بینا أنا عند أبی بکر اذ أتى بغراب فلما رآه بجناحين حمد الله ثم قال:  
قال النبی ﷺ: ما صید صید الا من بنقص من تسبیح۔۔۔ الزہری عن أبی واقد  
قال لما نزل عمر بن الخطاب الجابية أتاه رجل من بنی تغلب یقال له روح بن  
حبیب بأسد من یاقوت حتی وضعه بین یدیه فقال کسر تم نابا أو محلبا فقالا له  
قال الحمد لله سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم۔۔۔ الحدیث۔  
وقال ابن عساکر: هذا حدیث منکر والحکم بن عبد الله بن خطاف ضعيف والخبائري  
ضعيف والرجلان اللذان قبلهما حمصيان مجهولان۔

قلت: الحکم بن عبد الله بن خطاف، وهو متروک الحدیث۔ وعبد الله بن عبد الجبار  
الخبائري: صدوق كما قال الحافظ فی التقریب 403\1، وقال أبو حاتم: ليس به بأس كما  
فی الجرح والتعديل 206\5، وذكره ابن حبان فی الثقات 348\8۔

(1) (الفتاوى الهندية، الباب السادس عشر فی زیارة القبور 351\5، مختصراً)

## فصل ہفتم

وہ اپنے زائرین کو دیکھتے، پہچانتے اور اُن کی زیارت پر مطلع ہوتے ہیں۔

**قول (63.64)**

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مسلک متعسط شرح مسلک متوسط، پھر فاضل ابن عابدین حاشیہ شرح تنویر میں فرماتے ہیں:

"مِنْ آدَابِ الزِّيَارَةِ مَا قَالُوا، مِنْ أَنَّهُ يَأْتِي الزَّائِرُ مِنْ قَبْلِ رَجُلٍ الْمُتَوَفَّى لَا مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ لِأَنَّهُ أَتَعَبَ لِبَصَرِ الْمَيِّتِ، بِخِلَافِ الْأَوَّلِ لِأَنَّهُ يَكُونُ مُقَابِلَ بَصَرِهِ" (1)

زیارتِ قبور کے آداب سے ایک بات یہ ہے کہ جو علماء نے فرمائی ہے کہ زیارت کو قبر کے پائنتی سے جائے نہ سرہانے سے کہ اُس میں میت کی نگاہ کو مشقت ہوگی (یعنی سر اٹھا کر دیکھنا پڑے گا) اور پائنتی سے جائے گا تو اُس کی نظر کے خاص سامنے ہوگا۔

**قول (65)**

مدخل میں فرمایا:

"كَفَى فِي هَذَا بَيَانًا قَوْلُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ انْتَهَى. وَنُورُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يَهْدِي بِنُورِهِ إِلَى سُبُلِ الْفَلَاحِ" (2)

اس امر کے ثبوت میں کہ اہل قبور کو احوال احیا پر علم و شعور ہے۔ سید عالم بنور اللہ انتہی. ونور اللہ (1) (رد المحتار علی الدر المختار، مطلب فی زیارة القبور 242\2، نقلہ عن القاری

وانظر: شرح فتح القدير لكمال الدين السيوطي (180\3)

لَا يَجُوبُهُ شَيْءٌ هَذَا فِي حَقِّ الْأَحْيَاءِ  
 مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَكَيْفَ مَنْ كَانَ  
 مِنْهُمْ فِي الدَّارِ الْآخِرَةِ؟" (1)

خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور خدا کے نور  
 کو کوئی چیز پردہ نہیں ہوتی جب زندگی  
 دُنیا کا یہ حال ہے تو اُن کا کیا پوچھنا  
 جو آخرت کے گھر یعنی برزخ میں ہیں۔

### قول (66)

شیخ محقق جذب القلوب میں امام علامہ صدر الدین قونوی سے نقل فرماتے ہیں:

درمیان قبور سائر مومنین تمام مومنین کی قبروں اور روحوں کے  
 و ارواح ایشان نسبت درمیان خاص نسبت ہوتی ہے جو ہمیشہ  
 خاصی است مستمر کہ موجود رہتی ہے، اسی سے زیارت کے  
 بداں زائران را می شناسند لیے آنے والوں کو پہچانتے ہیں اور اُن  
 و سلام بر ایشان می کنند کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ اس کی  
 بدلیل استحباب زیارت در دلیل یہ ہے کہ زیارت تمام اوقات میں  
 جمیع اوقات۔ (۱) مستحب ہے۔

شیخ فرماتے ہیں علامہ مدوح نے بہت احادیث سے اس معنی کو ثابت کیا ہے۔

### قول (67) انیس الغریب میں فرمایا:

"ويعرفون من اتاهم زائرا"۔ (3)

(1) (المدخل لابن الحاج، فضل زیارة سید الاولین والآخرین 1/259)

(2) (جذب القلوب، باب چہار دہم 206)

(3) (انیس الغریب۔۔۔۔)

جوز یارت کو آتا ہے مردے اُسے پہچانتے ہیں۔

### قول (68)

تیسیر میں ہے:

"الشعور بآقِ حَتَّىٰ بَعْدَ الدَّفْنِ حَتَّىٰ شعور باقی ہے یہاں تک کہ بعد دفن بھی  
أَنَّهُ يَعْرِفُ زَائِرَهُ" (1) یہاں تک کہ اپنے زائر کو پہچانتا ہے۔

### قول (69)

لمعات واشعة اللمعات وجامع البرکات میں ہے:

واللفظ للوسطی: در روایات الفاظ اشعة اللمعات کے ہیں: روایات  
آمدہ است کہ دادہ می شود میں آیا ہے کہ میت کو جمعہ کے دن  
برائے میت روز جمعہ علم دوسرے دنوں سے زیادہ علم و ادراک  
و ادراک بیشتر از انچه دادہ دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ روز جمعہ  
می شود در روز ہائے دیگر تا زیارت کرنے والے کو دوسرے دنوں  
آنکہ می شناسد زائر را سے زیادہ پہچانتا ہے۔  
بیشتر از روز دیگر۔ (2)

شرح سفر السعادة میں مفصل و منقح تر فرمایا کہ:

خاصیت سی ام آنکہ روز تیسویں خاصیت یہ ہے کہ جمعہ کے دن

(1) (التیسیر بشرح الجامع الصغیر، تحت: ان الميت يعرف من یحملہ 303\1،

وفیض القدیر شرح الجامع الصغیر 398\2)

(2) (اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، فصل اول 712\1)

جمعہ ارواح مومنان بقبور  
 خویش نزدیک می شوند  
 نزدیک شدن معنوی و تعلق  
 و اتصال روحانی نظیر  
 و مشابه اتصالی کہ بدن  
 دارد و زائران را کہ نزدیک  
 قبر می آیند می شناسند  
 و خود ہمیشہ می شناسند و  
 لیکن دریں روز شناختن  
 زیادت بر شناخت سائر ایام  
 ست از جهت نزدیک شدن  
 بقبور لا بد شناخت از  
 نزدیک بیشتر و قوی تر  
 باشد از شناخت دور و در  
 بعض روایات آمد کہ این  
 شناخت در اوّل روز بیشتر  
 است از آخر آن و لہذا زیارت  
 قبور درین وقت مستحب تر  
 است و عادت در حرمین  
 مومنین کی روحیں اپنی قبروں سے  
 نزدیک ہو جاتی ہیں۔ یہ نزدیکی معنوی  
 ہوتی ہے، اور روحانی تعلق و اتصال ہوتا  
 ہے جیسے بدن سے قرب و اتصال ہوتا  
 ہے، اس دن جو زائرین قبر کے پاس  
 آتے ہیں انہیں پہچانتی ہیں، اور یہ  
 پہچانا ہمیشہ ہوتا ہے مگر اس دن کی  
 شناخت دیگر ایام کی شناخت سے بڑھی  
 ہوئی ہوتی ہے، جس کا سبب یہی ہے کہ  
 روحیں قبروں کے قریب ہو جاتی ہیں۔  
 ضروری بات ہے کہ نزدیک سے جو  
 شناخت ہوتی ہے وہ دور والی شناخت  
 سے زائد اور قوی ہوتی ہے۔ اور بعض  
 روایات میں آیا ہے کہ یہ شناخت جمعہ  
 کی شام کو بہ نسبت اور زیادہ ہوتی ہے۔  
 اسی لئے اس وقت زیارت قبور کا  
 استحباب زیادہ ہے اور حرمین شریفین کا  
 دستور بھی یہی ہے۔

شریفین ہمیں است۔ (1)

اقول: ولا عطر بعد العروس۔ میں کہتا ہوں: دلہن کے بعد عطر نہیں ہے۔

**قول (70.71)**

شیخ و شیخ الاسلام نے فرمایا واللفظ للشیخ فی جامع البرکات:

تحقیق ثابت شدہ است آیات واحادیث سے بہ تحقیق ثابت ہو  
بآیات واحادیث کہ روح باقی چکا ہے کہ روح باقی رہتی ہے اور اسے  
است و او را علم و شعور زائرین اور اُن کے احوال کا علم و  
بزائران و احوال ایشان ثابت ادراک ہوتا ہے۔ یہ دین میں ایک طے  
است و این امریست مقرر شدہ امر ہے۔

در دین۔ (2)

**قول (72)**

تیسرے میں زیر حدیث "من زار قبر أبویہ" نقل فرمایا:

"هَذَا نَصٌّ فِي أَنَّ الْمَيِّتَ يَشْعُرُ بِمَنْ  
يُزُورُهُ وَإِلَّا لَهَا صَحَّحَ تَسْبِيَّتُهُ زَائِرًا  
وَإِذَا لَمْ يَعْلَمْ الْمَزُورُ بِزِيَارَةِ مَنْ  
زَارَهُ لَمْ يَصَحَّ أَنْ يُقَالَ زَارَهُ هَذَا  
هُوَ الْمَعْقُولُ عِنْدَ جَمِيعِ الْأُمَمِ"

یہ حدیث نص ہے اس بات میں کہ مردہ  
زار پر مطلع ہوتا ہے ورنہ اُسے زائر کہنا  
صحیح نہ ہوتا کہ جس کی ملاقات کو جائے  
جب اُسے خبر ہی نہ ہو تو نہیں کہہ سکتے کہ  
اُس سے ملاقات کی تمام عالم اس لفظ

(1) (شرح سفر السعادة، فصل در بیان تعظیم جمعه، 199)

(2) (جامع البرکات۔۔۔۔۔)

سے یہی معنی سمجھتا ہے۔۔ (1)

### قول (73.74)

اشعة اللمعات آخر باب الجنائز میں شرح مشکوٰۃ امام ابن حجر مکی سے زیر حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ آغاز نوع دوم مقصد دوم میں گزری نقل فرمایا:

دریں حدیث دلیلے واضح اس حدیث میں اس پر کھلی ہوئی دلیل  
ست بر حیات میت و علم وے موجود ہے کہ وفات یافتہ کو حیات و علم  
وآنکہ واجب است احترام حاصل ہے اور وقت زیارت اُس کا  
میت نزد زیارت وے احترام واجب ہے۔ خصوصاً صالحین کا  
خصوصاً صالحان و مراعات احترام اور اُن کے مراتب کے لحاظ سے  
ادب بر قدر مراتب ایشان رعایت ادب حیات دُنوی کی طرح  
چنانکہ در حالت حیات ضروری ہے۔  
ایشان۔ (2)

پھر کتاب الجہاد لمعات میں اُسے ذکر کر کے لکھا ہے:

"هل هذا الاثبات العلم والادراك؟"۔ (3)

یہ اگر میت کیلئے علم و ادراک ثابت کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟۔

(1) (التيسير بشرح الجامع الصغير، 420\2)

(2) (اشعة اللمعات، باب زيارة القبور، فصل سوم 720\1)

(3) (لمعات، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، 36\7)



**قول (75 تا 78)**

(1) (شرح الصدور، باب في زيارة القبور الخ 206.207)

ہوئے، کسی نے سبب پوچھا، فرمایا: میں نے اس مقبرہ والوں کو عذاب قبر میں دیکھا رو یا اور جناب الہی سے گڑگڑا کر عرض کی حکم ہوا:

"قد شفّعناک فیہم"۔ ہم نے تیری شفاعت اُن کے حق میں قبول فرمائی ہے۔

اس پر یہ قبر والی مجھ سے بولی: مولانا اسماعیل!

"وَأَنَا مَعَهُمْ يَا فَتِيهِ إِسْمَاعِيلُ أَنَا فِي مِثْلِ مَا فِيهِمْ مِنْ هَؤُلَاءِ فِي مِثْلِ مَا فِيهِمْ"۔ (1)

میں نے کہا: "وَأَنْتَ مَعَهُمْ"۔ تو بھی ان کے ساتھ ہے۔ اس پر مجھے ہنسی آئی۔

اللهم اجعلنا من رحمته بأوليائك امين  
اے اللہ! ہمیں بھی ان میں شامل فرما جن کو اپنے اولیاء کے طفیل رحمت سے نوازا۔  
الہی قبول فرما۔

### قول (79)

زہر الربی شرح سنن نسائی میں نقل فرمایا:

"إِنَّ لِلرُّوحِ شَأْنًا آخَرَ فَتَكُونُ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى وَهِيَ مُتَصِلَةٌ بِالْبَدَنِ بِحَيْثُ إِذَا سَلَّمَ السَّلَامُ عَلَى صَاحِبِهَا رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهِيَ فِي مَكَانِهَا هُنَاكَ، إِلَى أَنْ قَالَ:

روح کی شان جدا ہے با آنکہ ملأ اعلیٰ میں ہوتی ہے پھر بھی بدن سے ایسی متصل ہے کہ جب سلام کرنے والا سلام کرے جواب دیتی ہے۔ لوگوں کو دھوکا اس میں یوں ہوتا ہے کہ بے دیکھی

إنما يأتي الغلط هنا من قياس  
الغائب على الشاهد فيعتقد أن  
الروح من جنس ما يعهد من  
الأجسام التي إذا اشغلت مكانا  
لم يمكن أن تكون في غيره وهذا  
غلط محض" (1)

**قول (80)**

علامہ زرقانی شرح مواہب میں نقل فرماتے ہیں:

"رد السلام على المسلم من  
الأنبياء حقيقى بالروح والجسد  
بجملته ، ومن غير الأنبياء  
والشهداء ياتصال الروح بالجسد  
اتصالاً يحصل بواسطة التمكّن  
من الرد مع كون أرواحهم  
ليست في أجسادهم، وسواء  
الجمعة وغيرها على الأصح، لكن لا  
انبياء عليهم الصلوة والسلام کا جواب سلام  
سے مشرف فرمانا تو حقیقی ہے کہ روح و  
بدن دونوں سے ہے اور انبیاء و شہداء  
کے سوا اور مومنین میں یوں ہے کہ اُن کی  
روحیں اگرچہ بدن میں نہیں تاہم بدن  
سے ایسا اتصال رکھتی ہیں جس کے  
باعث جواب سلام پر انہیں قدرت  
ہے اور مذہب اصح یہ ہے کہ جمعہ وغیرہ

(1) (زهر الربى حاشية على سنن النسائي للسيوطي، كتاب الجنائز 292\1۔

وانظر: كتاب الروح لابن القيم، فصل وأما قول من قال الأزواح على أفنية قبورها فان  
أَرَادَ أَنْ هَذَا)

مانع من ان الاتصال في الجمعة      سب دن برابر ہیں۔ ہاں اس کا انکار  
والیومین المکتنفین به أقوى      نہیں کہ پنجشنبہ و جمعہ و شنبہ میں اور دنوں  
من الاتصال في غيرها من الأيام      کی نسبت اتصال اقوی ہے۔  
"اھ۔ ملخصاً (1)

### قول (81.82)

شرح الصدور و طحاوی حاشیہ مراقی میں نقل فرمایا:

"الأحاديث والآثار تدل على أن      احادیث و آثار دلیل ہیں کہ جب زائر  
الزائر متى جاء علم به المزور      آتا ہے مُردے کو اُس پر علم ہوتا ہے  
وسمع سلامه وأنس به ورد عليه      اُس کا سلام سنتا اور اُس سے انس کرتا  
وهذا عام في حق الشهداء      اور اُس کو جواب دیتا ہے اور یہ بات  
وغيرهم وأنه لا توقيت في      شہداء و غیر شہداء سب میں عام ہے نہ  
ذلك". (2)      اس میں کچھ وقت کی خصوصیت (☆)  
کہ بعض وقت ہو اور بعض وقت نہیں۔

(1) (شرح الزرقاني على المواهب، المقصد العاشر، 352\8، وفي نسخة :

(302\12)

(2) (ذكره السيوطي في شرح الصدور، 224، وحاشية الطحطاوي على مراقي

الغلاخ، فصل في زيارة القبور 620- وقال: قال ابن قيم-)

(☆) انہیں امام جلیل نے انیس الغریب میں فرمایا: "وسلموا رداعی المسلم فی ای یوم

قاله ابن القيم". مُردے سلام کے جواب میں سلام کرتے ہیں کوئی دن ہو، جیسا کہ ابن قیم =

== نے تصریح کی ۱۲ (م)

**اقول:** ابن قیم جوزیہ نے بخاری اور مسلم کے حوالہ سے واقعہ قلب بدر اور میت کا جوتوں کی آواز کو سنا نقل کرنے کے بعد لکھا:

"وَقَدْ شَرَعَ النَّبِيُّ لِأُمَّتِهِ إِذَا سَلِمُوا عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ أَنْ يَسْلُمُوا عَلَيْهِمْ سَلَامَ مَنْ يَخَاطَبُونَهُ فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَهَذَا خُطَابُ لِمَنْ يَسْمَعُ وَيَعْقِلُ وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَكَانَ هَذَا الْخُطَابُ بِمَنْزِلَةِ خُطَابِ الْمَعْدُومِ وَالْجَبَادِ وَالسَّلَفِ مُجْبَعُونَ عَلَى هَذَا وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْأَثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ الْمَيِّتَ يَعْرِفُ زِيَارَةَ الْحَيِّ لَهُ وَيَسْتَبْشِرُ بِهِ

پھر دو احادیث اور آثار نقل کرنے کے بعد لکھا:

وَهَذَا بَابٌ فِي أَثَارِ كَثِيرَةٍ عَنِ الصَّحَابَةِ وَكَانَ بَعْضُ الْأَنْصَارِ مِنْ أَقَارِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَمَلٍ أَخْزَى بِهِ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ كَانَ يَقُولُ ذَلِكَ بَعْدَ أَنْ اسْتَشْهَدَ عَبْدُ اللَّهِ وَيَكْفِي فِي هَذَا تَسْبِيَةِ الْمُسْلِمِ عَلَيْهِمْ زَائِرًا وَلَوْ لَا أَنَّهُمْ يَشْعُرُونَ بِهِ لَهَا صَحَّحَ تَسْبِيَّتَهُ زَائِرًا فَإِنْ الْمَزُورُ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ بِزِيَارَةِ مَنْ زَارَهُ لَمْ يَصِحَّ أَنْ يُقَالَ زَارَهُ هَذَا هُوَ الْمَعْقُولُ مِنَ الزِّيَارَةِ عِنْدَ جَمِيعِ الْأُمَمِ وَكَذَلِكَ السَّلَامُ عَلَيْهِمْ أَيْضًا فَإِنَّ السَّلَامَ عَلَى مَنْ لَا يَشْعُرُ وَلَا يَعْلَمُ بِالْمُسْلِمِ مُحَالٌ وَقَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ أُمَّتَهُ إِذَا زَارُوا الْقُبُورَ أَنْ يَقُولُوا سَلَامًا عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَأَخِرِينَ نَسْأَلُ اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ. وَهَذَا السَّلَامُ وَالْخُطَابُ وَالنِّدَاءُ لِمَوْجُودٍ يَسْمَعُ وَيَخَاطَبُ وَيَعْقِلُ وَيُرَدُّ إِنْ لَمْ يَسْمَعْ الْمُسْلِمُ الرَّدَّ وَإِذَا صَلَّى الرَّجُلُ قَرِيبًا مِنْهُمْ شَاهِدُوهُ وَعَلِمُوا صَلَاتَهُ وَغَبَطُوهُ عَلَى ذَلِكَ

(كتاب الروح، المسألة الأولى 54 و 60، 61، بتصرف۔)

## قول (83)

بنایہ حاشیہ ہدایہ میں دربارہ حدیث تلقین موتی فرمایا:

، عند أهل السنة، هذا على الحقيقة لأن الله تعالى يحييه على ما

جاءت به الآثار (1)

اہل سنت کے نزدیک یہ اپنی حقیقت پر ہے اس لئے کہ مردہ تلقین کا جواب دیتا ہے  
جیسا کہ حدیث میں آیا۔

## فصل نہم

اولیاء کی کرامتیں اولیاء کے تصرف بعد وصال بھی بدستور ہیں

### قول (84)

امام نووی نے اقسام زیارت میں فرمایا ایک زیارت بغرض حصول برکت ہوتی ہے۔  
مرزارات (☆) اولیاء کیلئے سنت ہے اور ان کیلئے برزخ میں تصرفات و برکات بے

شمار ہیں، وستقف علی ذالک ان شاء اللہ تعالیٰ  
ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس سے آگاہی ہوگی۔

### قول (85.86)

اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

تفسیر کردہ است بیضاوی قاضی بیضاوی نے آیہ کریمہ  
آیہ کریمہ { والنازعات غرقاً } والنازعات غرقاً الخ کی تفسیر میں بتایا  
الآیۃ را بصفات نفوس ہے کہ یہاں بدن سے جدائی کے وقت  
فاضلہ درحال مفارقت از ارواح طیبہ کی جو صفات ہوتی ہیں ان کا  
بدن کہ کشیدہ میشوند از بیان ہے کہ وہ بدنوں سے نکالی جاتی ہیں  
ابدان و نشاط میکنند بسوئے اور عالم ملکوت کی طرف تیزی سے

(☆) زیارت گاہی از جهت انتفاع باہل قبور بود چنانچہ در زیارت

قبور صالحین آثار آمدہ ۱۲ جذب القلوب۔

کبھی زیارت، اہل قبور سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتی ہے جیسا کہ قبور صالحین کی زیارت کے

بارے میں آثار آئے ہیں۔)

عالم ملکوت و سیاحت جاتی اور وہاں سیر کرتی ہیں۔ پھر  
 میکنند درآن پس سبقت مقامات مقدس کی طرف سبقت کرتی  
 میکنند بحضائر قدس پس ہیں اور قوت و شرف کے باعث  
 میگردند بشرف و قوت از مدبرات امر یعنی نظام عالم کی تدبیر  
 مدبرات۔ (1) کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔

### قول (87)

علامہ نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ میں فرمایا:

"کرامات أولیاء باقیة بعد اولیاء کی کرامتیں بعد انتقال بھی باقی ہیں  
 موتهم أيضًا ومن زعم خلاف جو اس کے خلاف زعم کرے وہ جاہل  
 ذلك فهو جاہل متعصب ولنا ہٹ دھرم ہے، ہم نے ایک رسالہ  
 رسالة فی خصوص اثبات خاص اسی امر کے ثبوت میں لکھا ہے۔  
 الکرامة بعد موت الولی اه  
 مخلصاً۔ (2)

### قول (88.89)

شیخ مشائخنا رئیس المدرسین بالبلد الامین مولانا جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ علیہ  
 اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں:

(1) (اشعة اللمعات، باب حکم الاسراء، 401\3۔ وانظر التفسیر

البيضاوي 282\5)

(1) (الحدیقة الندیة، کرامات الأولیاء لاحیاء والاموات 293\1)



"قال العلامة الغنیمی وهو خاتمة  
 محققى الحنفية إذا كان مرجع  
 الكرامات إلى قدرة الله تعالى كما  
 تقرر فلا فرق بين حياتهم  
 ومماتهم إلى أن قال: قد اتفقت  
 كلمات علماء الإسلام قاطبة  
 على أن معجزات نبينا صلى الله  
 عليه وسلم لا تحصر لأن منها ما  
 أجزاه الله تعالى ويجريه لأوليائه  
 من الكرامات احياء وأمواتاً إلى  
 يوم القيامة" (1)

علامہ غنیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ محققین  
 حنفیہ کے خاتم ہیں۔ فرمایا: جب ثابت  
 ہو چکا کہ مرجع کرامات قدرت الہی کی  
 طرف سے، تو اولیاء کی حیات و وفات  
 میں کچھ فرق نہیں تمام علماء اسلام یک  
 زبان فرماتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے معجزے محدود نہیں کہ  
 حضور ہی کے معجزات سے ہیں وہ سب  
 کرامتیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے  
 زندہ و مردہ سے جاری کیں اور قیامت  
 تک اُن سے جاری فرمائے گا۔

### قول (90)

اس میں امام شیخ الاسلام شہاب رملی سے منقول ہوا:

"مُعْجَزَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَكَرَامَاتِ  
 الْأَوْلِيَاءِ لَا تَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِمْ" (2)

انبیاء کے معجزے اور اولیاء کی کرامتیں  
 اُن کے انتقال سے منقطع نہیں ہوتیں۔

### قول (91.92)

امام ابن الحاج مدخل میں امام ابو عبد اللہ بن نعمان کی کتاب مستطاب سفینۃ النجاء لاہل

(1) (فتاویٰ جمال بن عمر مکی۔۔۔۔)

(2) (فتاویٰ الرملی، باب تفضیل البشر علی الملائکة 382\4)

الالتجاء فی کرامات الشیخ ابی النجاء سے ناقل:

"تَحَقَّقْ لِدَوَى الْبَصَائِرِ،  
وَالْإِعْتِبَارِ أَنَّ زِيَارَةَ قُبُورِ  
الصَّالِحِينَ مَحْبُوبَةٌ لِأَجْلِ التَّبَرُّكِ  
مَعَ الْإِعْتِبَارِ، فَإِنَّ بَرَكَهَ الصَّالِحِينَ  
جَارِيَةٌ بَعْدَ مَمَاتِهِمْ كَمَا كَانَتْ فِي  
حَيَاتِهِمْ" (1)

اہل بصیرت و اعتبار کے نزدیک محقق ہو  
چکا ہے کہ قبور صالحین کی زیارت بغرض  
تحصیل برکت و عبرت محبوب ہے کہ ان  
کی برکتیں جیسے زندگی میں جاری تھیں  
بعد وصال بھی جاری ہیں۔

**قول (93)**

جامع البرکات میں ارشاد فرمایا:

اولیاء را کرامات و تصرفات  
در اکوان حاصل است و آن  
نیست مگر ارواح ایشان را  
چون ارواح باقی است بعد از  
ممات نیز باشد۔ (2)

اولیاء کو کائنات میں کرامات و تصرفات  
کی قوت حاصل ہے اور یہ قوت ان کی  
روحوں کو ہی ملتی ہے تو روحیں جب بعد  
وفات بھی باقی رہتی ہیں تو یہ قوت بھی  
باقی رہتی ہے۔

**قول (94)**

کشف الغطاء میں ہے:

ارواحِ کامل کہ روحین حیات  
کاملین کی روحیں ان کی زندگی میں

(1) (المدخل لابن الحاج، فصل فی زیارة القبور، التوسل بالنبی ﷺ 1/255)

(2) (جامع البرکات۔۔۔۔۔)

ایشان بسبب قرب مکانت و منزلت از رب العزت کرامات و تصرفات و امداد داشتند بعد از ممات چون بہماں قرب با قیند نیز تصرفات دارند چنانکہ در حین تعلق بجسد داشتند یا بیشتر از ان۔ (1)

رب العزت سے قرب مرتبت کے باعث کرامات و تصرفات اور حاجت مندوں کی امداد فرمایا کرتی تھیں۔ بعد وفات جب وہ ارواح شریفہ اُسی قرب و اعزاز کے ساتھ باقی ہیں تو اب بھی اُن کے تصرفات ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے جسم سے دُنیاوی تعلق کے تھے یا اُن سے بھی زیادہ۔

**قول (95.96)**

شرح مشکوٰۃ میں فرمایا:

یکے از مشائخ (☆) عظام گفتم است دیدم چہار کس را از مشائخ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرف ہائے شان در حیات

ایک عظیم بزرگ فرماتے ہیں میں نے مشائخ میں سے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی ویسے ہی تصرف فرماتے ہیں جیسے حیات دُنیا کے وقت فرماتے تھے یا اُس سے بھی زیادہ

(1) (کشف الغطاء، فصل دہم زیارت قبور 80)

(☆) یعنی سیدی علی قرشی قدس سرہ العزیز کما روی عنہ الامام نور الدین ابوالحسن علی فی بحجۃ الاسرار بسندہ ۱۲ منہ (م) یعنی سیدی علی قریشی قدس سرہ العزیز جیسا کہ بحجۃ الاسرار میں اُن سے نور الدین ابوالحسن علی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

خود یا بیشتر شیخ معروف (۱) شیخ معروف کرخی (۲) سیدنا  
 عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہما اور دو  
 اللہ عنہما ودوکس (☆) اولیاء کو شمار کیا۔ اُن کا مقصد حصر نہیں  
 دیگر را اولیاء شمرده  
 ومقصود حصر نیست آنچه  
 خود دیده ویاخته است۔ (1)

(☆) یعنی شیخ عقیل بسبی وحضرت شیخ حیات ابن قیس الحرانی قدس اللہ تعالیٰ اسرارہما کما فی الہجۃ ۱۲

منہ (م)

یعنی شیخ عقیل منجی بسبی اور شیخ حیات ابن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ ہجۃ الاسرار میں ہے

(1) (اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، 715\1)

## فصل دهم

الحمد لله! برزخ میں بھی اُن کا فیض جاری اور غلاموں کے ساتھ وہی شان

امداد و یاری ہے

قول (97)

امام اجل عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعة الکبریٰ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"جميع الائمة المجتهدین تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی  
یشفعون فی اتباعهم شفاعت کرتے ہیں اور دُنیا و برزخ و  
ویلاخطونهم فی شدائدہم فی قیامت ہر جگہ کی سختیوں میں اُن پر نگاہ  
الدنیا و البرزخ و یوم القيامة رکھتے ہیں یہاں تک کہ صراط سے پار ہو  
حتى یجاوز الصراط"۔ (1)

اسی امام اجل نے اسی کتاب اجمل میں فرمایا:

قد ذکرنا فی کتاب الأجویة عن ہم نے کتاب الاجوبہ عن الفقہاء  
ائمة الفقہاء و الصوفیة ان ائمة والصوفیہ میں ذکر کیا ہے کہ تمام ائمہ فقہاء  
الفقہاء و الصوفیة کلہم و صوفیہ اپنے اپنے مقلدوں کی شفاعت  
یشفعون فی مقلدیہم ویلاحظون کرتے ہیں اور جب اُن کے مقلد کی  
أحدہم عند طلوع روحہ وعند رُوح نکلتی ہے جب منکر نکیر اُس سے  
سوال منکر و نکیر لہ وعند سوال کو آتے ہیں جب اُس کا حشر ہوتا

(1) (المیزان الکبریٰ، مقدمة الكتاب 91)

النشر والحشر والحساب والميزان  
والصراط ولا يغفلون عنهم في  
موقف من المواقف ولها مات  
شيخنا شيخ الإسلام الشيخ  
ناصر الدين اللقاني رآه بعض  
الصالحين في المنام فقال له ما  
فعل الله بك فقال لها اجلسني  
الملك في القبر ليسألاني أتاها  
الإمام مالك فقال مثل هذا  
يحتاج إلى سوال في إيمانه بالله  
ورسوله تنحياً عنه فتنحياً عني  
اه وإذا كان مشائخ الصوفية  
يلاحظون اتباعهم و مریدیہم  
في جميع الأحوال والشدائد في  
الدنيا والآخرة فكيف بأئمة  
المذاهب الذين هم أوتاد  
الأرض وأركان الدين وأمناء  
الشارع صلى الله عليه وسلم على  
أمتہ رضی اللہ

ہے، جب نامہ اعمال کھلتے ہیں، جب  
حساب لیا جاتا ہے، جب عمل ٹلتے ہیں  
جب صراط پر چلتا ہے، غرض ہر حال میں  
اُس کی نگہبانی فرماتے ہیں اور کسی جگہ  
اُس سے غافل نہیں ہوتے۔ ہمارے  
استاد شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی  
مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جب انتقال ہوا  
بعض صالحوں نے انہیں خواب میں  
دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے  
ساتھ کیا کیا؟ کہا جب منکر نکیر نے مجھے  
سوال کیلئے بٹھایا امام مالک تشریف  
لائے اور اُن سے فرمایا ایسا شخص بھی  
اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اُس سے خدا و  
رسول پر ایمان کے بارے میں سوال  
کیا جائے۔ الگ ہو اس کے پاس سے،  
یہ فرماتے ہی نکیرین مجھ سے الگ ہو  
گئے اور جب مشائخ کرام صوفیہ  
قدست اسرار ہم ہر ہول و سختی کے وقت  
دُنیا و آخرت میں

عنہم اجمعین۔ (1)

اپنے پیرووں اور مریدوں کا لحاظ رکھتے  
ہیں تو اُن پیشوایان مذاہب کا کہنا ہی کیا  
جو زمین کی میخیں ہیں اور دین کے  
ستون اور شارع علیہ السلام کی اُمت پر  
اُس کے امین رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔

حَسْبِي مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا أَعَدَّته يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي رِضَى الرَّحْمَنِ  
دِينُ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرَى ثُمَّ اعْتَقَادِي مَذْهَبَ التُّعْبَانِ (2)  
وارادتی وعقیدتی ومحبتی للشيخ عبدالقادر جيلاني  
میرے لئے نیکیوں سے وہ کافی ہے جو روزِ قیامت خوشنودی الہی کی راہ میں، میں نے  
تیار کر رکھا ہے۔ نبی اکرم، مخلوق میں سب سے افضل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
کا دین پاک، پھر مذہب نعمان امام اعظم ابوحنیفہ پر اعتقاد۔ اور سیدی شیخ عبدالقادر  
جیلانی سے میری ارادت اور عقیدت ومحبت۔

وی بخاک رضا شدم گفتم کہ تو چونی کہ ما چناں شدہ ایم  
ہمہ روز از غمت بفکر فضول ہمہ شب در خیال بیہدہ ایم  
خبری گو بماز تلخی مرگ گفتم ما جام تلخ کم زدہ ایم

(1) (الميزان الكبرى، فصل فی بیان جملة من الأمثلة المحسوسة، 53\1)

(2) (الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة، 456\1، وفيه: وذكر الإمام الغزنوي أن

الإمام الأديب أبایوسف یعقوب بن أحمد بن محمد أنشد لنفسه۔۔۔ إلخ۔

قادریت بکام ما کردند سنیت را گدائے میکده ایم  
شیر بودیم وشهد افروزند ماسراپا حلاوت آمدہ ایم  
(ایک دن میں نے رضا کی خاک پر جا کر کہا تمہارا کیا حال ہے؟ ہمارا حال تو یہ ہے کہ  
دن رات تمہارے غم میں بیکار سوچتے اور فکر کرتے رہتے ہیں، بتاؤ کہ موت کی تلخی کا  
حال کیسا رہا؟ عرض کیا: یہ تلخ جام ہم نے تو کم ہی چکھا، قادریت ہمارا مشرب رہا اور  
سنیت ہمارا میکده، ہم دودھ تھے ہی اس پر شہد کا اضافہ ہوا، ہم تو سراپا حلاوت نکلے۔)

### تنبیہ نبیہ

ہاں مقلدان ائمہ کو خوشی وشادمانی اور ان کے مخالفوں کو حسرت و پشیمانی مگر حاشا صرف  
فروع میں تقلید سے متبع نہیں ہوتا، پہلے مہم امر عقائد ہے جو اس میں ائمہ سلف کے  
خلاف ہو، توبہ، کہاں وہ اور کہاں اتباع، یوں تو بہترے معزلی حنفیت جتاتے ہیں  
بعض زیدیہ روافض شافعی کہلاتے ہیں، بہت مجسمہ موجد حنبلی کہے جاتے، پھر کیا ارواح  
طیبہ حضرات عالیہ امام اعظم و امام شافعی و امام احمد رضی اللہ عنہم اُن سے خوش ہوں گے  
کلا واللہ! ان گمراہوں کا انتساب ایسا ہے جیسے روافض اپنے آپ کو امامیہ کہتے ہیں،  
حالانکہ اُن سے پہلے بیزار روح پاک ائمہ اطہار ہے رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔  
یونہی نجد کے حنبلی، ہند کے حنفی جو مخترعان مذہب جدید و متبعان قرن طرید ہوئے ہرگز  
حنبلی و حنفی نہیں بلکہ حنبلی (☆) و حنفی (☆) ہیں۔

فقیر عمر اللہ تعالیٰ نے اپنے قصیدہ اکسیر اعظم (1302ھ) کی شرح مجیر معظم

(☆) (حَبَل: بفتح سین بمعنی غضب ۱۲ منہ (م)

(☆) (جَنَف: بفتح سین میل و جور ۱۲ منہ (م)



(1303ھ) میں غلامان سرکار قادری کے فضائل اور اُن کیلئے جو عظیم اُمیدیں ہیں لکھ کر گزارش کی:

اما ہوس کار اینکہ نزد ایشاں  
اتباع ہوائے نفس کمال  
تصوف و رد احکام شرع  
تمغائے تعرف مناهی و  
ملاہی موصل الی اللہ  
وتباہی و دواہی ریاضت این  
راہ روزہا دارند اما برگردن و  
نمازہا گزارند بر معنی ترک  
کردن و نہ آنکہ ازینہا باکی  
دارند یا سرے خارند بلکہ  
فارغ زیند و حسابے ندارند  
و خود ازینہا چہ حکایت و از  
بدعت چہ شکایت کہ  
متہواران ایشاں ضروریات  
دین را خلاف کنند و بدعوی  
اسلام بر عقائد اسلام خندہ  
زنند من و خدائے من کہ ایناں  
مگروہ ہوس کار جن کے نزدیک ہوائے  
نفس کی پیروی کمال تصوف اور احکام  
شرع کو رد کرنا تمغہ امتیاز، ممنوعات اور  
لہو کی چیزیں خداری کا ذریعہ، تباہی اور  
مصیبت کی چیزیں اس راہ کی ریاضت،  
روزے رکھیں مگر ذمہ میں رہیں،  
نمازیں پڑھیں مگر نہ پڑھنے کی طرح،  
اس پر بھی یہ نہیں کہ کچھ خوف یا فکر ہو  
بلکہ چین سے جیتے ہیں اور کوئی حساب  
نہیں رکھتے، اُن کی کیا بات اور اس  
بد مذہبی کی کیا شکایت جبکہ اُن کے بے  
باکوں کا حال یہ ہے کہ ضروریات دین کا  
خلاف کریں اور اسلام کا دعویٰ کر کے  
عقائد اسلام پر خندہ زن ہوں۔ واللہ  
یہ نہ قادری ہیں نہ چشتی بلکہ غادری ہیں  
اور زشتی۔  
ان کا سایہ ہم سے دور ہو دور انج۔

نه قادری باشند و نه چشتی

بلکہ غادری باشند و زشتی۔

سایہ مآدور باد از مآدور۔ الخ

اھ ملخصاً۔

معہذا بالفرض اگر ایک فریق منکرین باعتبار فروع مقلدین سہی تاہم جب اُن کے نزدیک ارواح گزشتگان مثل جماد اور محال امداد اور شرک استمداد تو وہ اس قابل کہاں کہ ارواح ائمہ اُن پر نظر فرمائیں۔

سنت الہیہ ہے کہ منکر کو محروم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے:

"أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي" رواه میں بندہ سے وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ البخاری (1)۔ گمان رکھتا ہے۔

(1) (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التَّوْحِيد، جزء 121\9 (7405)، وأحمد في مسنده 251\2 و 413، ومسلم في الصحيح، كتاب الذِّكْرِ وَالذَّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالِاسْتِغْفَارِ، (2675)، والترمذي في السنن، باب مَا جَاءَ فِي حُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ (2388)، وَبَاب مَا جَاءَ أَنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ (3603)، وابن ماجه في السنن، باب فَضْلِ الْعَمَلِ (3822)، والنسائي في الكبرى 412\4 (7730)، وابن حبان في الصحيح 93\3 (811)، والبيهقي في الشعب 406\1 و 8\2، وأبو إسماعيل الهروي في الأربعين في دلائل التوحيد 79 (30)، وأبو نعيم في الحلية 27\9، وأبو القاسم الجرجاني في تاريخ جرجان 505، والخطيب في تاريخ بغداد 43\2 والقزويني في التدوين في أخبار قزوين 2\3، من طريق، عن الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه۔ =

وأخرجه البخاري في الصحيح، باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ} [الفتح: 15] (7505)، والخطيب في تاريخ بغداد 108\7 من طريق، عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه مسلم في الصحيح، في التوبة (2675)، وأحمد في مسنده 516\2، و517، و524، و534، والقضاعي في مسند الشهاب 322\2 (1448)، من طريق، عن زيد بن أسلم عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه أحمد في مسنده 391\2، وابن حبان في الصحيح 405\2 (639) من طريق أبي يونس عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه أحمد في مسنده 445\2، والترمذي في السنن (2388)، باب ما جاء في حسن الظن بالله، والبخاري في الادب المفرد 216 (616)، من طريق، عن جعفر بن برقان عن يزيد عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه أحمد في مسنده 482\2، من طريق، عن عبد الرحمن بن أبي عمرة عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه البيهقي في الشعب 9\2، من طريق، عن رجل من ولد عبادة بن الصامت عن أبي هريرة رضي الله عنه.

وأخرجه أبي عبد الرحمن محمد بن فضيل بن غزوان الضبي في كتاب الدعاء 186 (24)، من طريق، عن يحيى بن عبيد الله عن أبي هريرة رضي الله عنه.

عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه.

أخرجه ابن حبان في الصحيح 401\2 و402 (633 و634 و635)، والحاكم في المستدرک 268\4 (7603)، والدارمي في السنن 395\2 (2831)، والطبراني في الكبير 87\22 (210) و88 (211) و89 (215)، وابن المبارك في الزهد =

جب اُن کے گمان میں امداد محال تو اُن کے حق میں ایسا ہی ہوگا۔

ع..... گر بر تو حرام است حرامت بادا

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث متواتر میں فرماتے ہیں:

"شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَقٌّ، فَمَنْ مِثْرِي شَفَاعَتِ رَوْزِ قِيَامَتِ حَقٌّ هِيَ جَو  
لَمْ يَوْمَنَ بِهَا، لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا أَسْ بِرِ اِيْمَانِ نَهْ لَائِيْ كَا اُسْ كِي اهل  
سے نہ ہوگا۔"

رواہ ابن منیع عن زید بن أرقم وبضعة عشر من الصحابة رضوان الله

==318، والقزويني في التدوين 201\3، من طريق، عن هشام بن الغاز عن حيان أبو  
النضر عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه۔

وأحمد في مسنده 106\4، وفيه: حدثني أبو النضر قال: دعاني واثلة بن الأسقع وقد  
ذهب بصره۔ فقال: يا حيان قدني الى يزيد بن الأسود الجرشي، فذكر الحديث۔

والطبراني في مسند الشاميين 384\2 (1546)، والبيهقي في الشعب 2\6۔

وأخرجه ابن حبان في الصحيح 407\2 (641)، والطبراني في الأوسط 126\1

(104)، دون ذكر قصة عيادة يزيد بن الأسود، وذكر قصة عيادة يزيد بن

الأسود 56\8 (7951)، وفي مسند الشاميين 226\2 (1235) و317\2، وفي

الكبير 87\22 (209)۔ وأحمد في مسنده 491\3، والبيهقي في الشعب 2\6،

وأبو نعيم في الحلية 306\9۔

وذكره الهيثمي في مجمع الزوائد 318\2 وعزاه الى أحمد والطبراني في الأوسط و

رجال أحمد ثقات، عن حيان أبي النضر قال خرجت عائدا ليزيد بن الأسود فلقيت

واثلة بن الأسقع وهو يريد عيادته۔۔۔ الخ۔

تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (1)

اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت میں اُن کی شفاعتوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین اللہم آمین۔

**قول (98.100)**

امام غزالی قدس سرہ العالی پھر شیخ محقق پھر شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

واللفظ لشرح المشكوة: الفاظ شرح مشکوة کے ہیں (یعنی اشعة  
حجة الاسلام امام غزالی اللغات): حجة الاسلام امام غزالی رحمۃ  
گفته ہر کہ استمداد کردہ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس سے زندگی میں  
میشود بوی در حیات مدد مانگی جائے اُس سے بعد وفات بھی  
استمداد کردہ میشود بوی مدد مانگی جائے۔

**بعد از وفات۔ (2)**

(1) (أخرجه أحمد بن منيع في مسنده كما في المطالب العالیه (4562)، والديلمي  
في فردوس الأخبار 57\3 (4154)، وذكره السيوطي في الجامع الصغير مع فيض  
القدير 310\4، وعزاه إلى ابن منيع، والهندي في كنز العمال 399\14 (39059)  
وعزاه إلى ابن منيع، وقال: عن زيد بن أرقم وبضعة عشر من الصحابة۔

قلت: في سنده الهيثم بن جمار وهو ضعيف. لكن له شواهد صحيحة متعددة في  
إثبات شفاعة النبي صلى الله عليه وسلم لأمته يوم القيامة۔

وقد جاءت الأحاديث في إثبات الشفاعة النبوية متواترة، ودل عليه قوله تعالى: {عَسَى  
أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْبُودًا} (الإسراء: 79)، والجمهور على أن المراد به  
الشفاعة"۔ اھ۔

(2) (اشعة اللغات، باب زيارة القبور 715\1، امام غزالی فرماتے ہیں: وَيَدْخُلُ فِي

## قول (101.102)

امام ابن حجر مکی پھر شیخ نے شروع مشکوٰۃ میں فرمایا:

صالحاں رامد د بلیغ است      صالحین اپنے زائرین کے ادب کے  
زیارت کنند گانِ خود را      مطابق اُن کی بے پناہ مدد فرماتے ہیں۔  
بر اندازہ ادب ایشاں۔ (1)

## قول (103)

امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم و ادراک موتی کی  
تحقیق کر کے فرمایا:

"ولهذا ينتفع بزيارة قبور      اسی لئے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح  
الأبرار والإستعانة من نفوس      طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔  
الأخيار"۔ (2)

== جملتہ زیارۃ قبور الانبیاء علیہم السلام و زیارۃ قبور الصحابة، والتابعین وسائر  
العلماء، والأولیاء، وکل من یتبرک بمشاهدتہ فی حیاتہ یتبرک بزیارۃ بغد وفاتہ۔

(احیاء علوم الدین، کتاب أسرار الحج 247\2، والمدخل لابن الحاج 1\256)

(1) (اشعة اللمعات، باب زیارۃ القبور، 1\715،

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وفيه أوضح دليل لما مر أنه ينبغي احترام الميت  
عند زیارته ما أمکن، لا سيما الصالحون لا سيما الأنبياء، فإن يكون في غاية الحياة  
والتأدب بظاهره وباطنه فإن الصالحون مددا بالغالزو اهرم بحسب أدبهم وتهنيهم  
وقبولهم لاقائهم۔ (فتح الإله في شرح المشكاة 6\182)

(2) (شرح المقاصد، المبحث الرابع مدرک الجزئیات عندنا۔ الخ، 1\43)

## قول (104.105)

ردالمحتار میں امام غزالی سے ہے:

"إِنَّهُمْ مُتَفَاوِتُونَ فِي الْقُرْبِ مِنْ  
اللَّهِ تَعَالَى، وَنَفْعُ الزَّائِرِينَ بِحَسَبِ  
مَعَارِفِهِمْ وَأَسْرَارِهِمْ". (1)

ارواح طیبہ اولیائے کرام کا حال یکساں  
نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں اللہ سے  
نزدیکی اور زائروں کو نفع دینے میں  
موافق اپنے معارف و اسرار کے۔

## قول (106)

امام ابن الحاج مکی مدخل میں فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ الْمَيِّتُ الْمَزَارُ مِنْ تَرْجِي  
بَرَكَتِهِ فَيَتَوَسَّلُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى  
بِهِ يَبْدَأُ بِالتَّوَسُّلِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى  
بِالنَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إِذْ  
هُوَ الْعُبْدَةُ فِي التَّوَسُّلِ، وَالْأَصْلُ فِي  
هَذَا كُلِّهِ، وَالْمُشَرَّعُ لَهُ ثُمَّ  
يَتَوَسَّلُ بِأَهْلِ تِلْكَ الْمَقَابِرِ أَعْنَى

یعنی اگر صاحب مرزا ان لوگوں میں  
ہے جن سے اُمید برکت کی جاتی ہے تو  
اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ کرے،  
پہلے حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم سے توسل کرے کہ حضور ہی توسل  
میں عمدہ اور ان سب باتوں میں اصل  
اور توسل کے مشروع فرمانے والے

(1) (ردالمحتار علی الدر المختار، مطلب فی زیارة القبور، 242/2،

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "فلا فرق بین زیارة قبور الأنبياء والأولياء  
والعلماء فی أصل الفضل وإن كان يتفاوت في الدرجات تفاوتاً عظيماً بحسب  
اختلاف درجاتهم عند الله". (احیاء علوم الدین، 247/2)

بِالصَّالِحِينَ مِنْهُمْ فِي قَضَاءِ حَوَائِجِهِ  
وَمَغْفِرَةِ ذُنُوبِهِ، وَيُكْثِرُ التَّوَسُّلَ  
بِهِمْ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى؛ لِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ  
وَتَعَالَى اجْتَبَاهُمْ وَشَرَّفَهُمْ  
وَكَرَّمَهُمْ فَكَمَا نَفَعَ بِهِمْ فِي الدُّنْيَا  
فَفِي الْآخِرَةِ أَكْثَرُ، فَمَنْ أَرَادَ حَاجَةً  
فَلْيَذْهَبْ إِلَيْهِمْ وَيَتَوَسَّلْ بِهِمْ،  
فَإِنَّهُمْ الْوَاسِطَةُ بَيْنَ اللَّهِ تَعَالَى  
وَخَلْقِهِ، وَقَدْ تَقَرَّرَ فِي الشَّرْعِ وَعِلْمِ  
مَا لِلَّهِ تَعَالَى بِهِمْ مِنَ الْإِعْتِنَاءِ،  
وَذَلِكَ كَثِيرٌ مَشْهُورٌ، وَمَا زَالَ  
النَّاسُ مِنَ الْعُلَمَاءِ،

ہیں۔ پھر صالحین اہل قبور سے اپنی  
حاجت روائی و بخشش گناہ میں توسل اور  
اس کی تکرار و کثرت کرے کہ اللہ تعالیٰ  
نے انہیں چنا اور فضیلت و کرامت بخشی  
تو جس طرح دنیا میں ان کی ذات سے  
نفع پہنچایا یونہی بعد انتقال اُس سے  
زیادہ پہنچائے گا۔ تو جسے کوئی حاجت  
منظور ہو ان کے مزارات (☆) پر  
حاضر ہو اور ان سے توسل کرے کہ یہی  
واسطہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کی مخلوق  
میں اور بے شک شرع میں مقرر و معلوم  
ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ کی اُن پر کیسی عنایت

(☆) قصد زیارت مقربان آں درگاہ و منتسبان آں جناب و استفاضہ  
خیرات و برکات از ایشان نماید موجب مزید خیر و زیادتِ ثواب خواہد  
بود والسلام۔ ۱۲ منہ جذب القلوب (م)

(جذب القلوب، باب دوازدهم، 138)

اُس بارگاہ کے قرب یافتہ اور اُس جناب سے تعلق رکھنے والوں کی زیارت کا قصد کرے اور اُن  
سے درخواست کرے کہ اپنی برکات و خیرات کا فیض عطا کریں یہ مزید خیر و خوبی اور ثواب میں  
زیادتی کا باعث ہوگا۔ والسلام ۱۲ منہ جذب القلوب۔



وَالْأَكَابِرِ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ مَشْرِقًا  
وَمَغْرِبًا يَتَبَرَّكُونَ بِزِيَارَةِ قُبُورِهِمْ  
وَيَجِدُونَ بَرَكَתَهُ ذَلِكَ حِسًّا  
وَمَعْنًى " اہملخصاً (1)

ہے اور یہ خود بکثرت و شہرت ہے اور  
ہمیشہ علمائے اکابر خلف و سلف مشرق و  
مغرب میں اُن کی زیارتِ قبور سے  
تبرک کرتے اور ظاہر و باطن میں اس کی  
برکتیں پاتے رہے ہیں۔

### قول (107 تا 109)

اشعۃ میں فرمایا:

سیدی احمد بن زروق کہ از  
اعاظم فقہاء و علماء  
ومشائخ دیارِ مغرب است  
گفت روزے شیخ ابو  
العباس حضرمی از من  
پرسید امدادِ حی قوی ست یا  
امدادِ میت قوی ست من  
گفتم قوی میگویند کہ  
امدادِ حی قوی تر است و من  
میگویم کہ امدادِ میت قوی  
تر است پس شیخ گفت نعم

سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے  
عظیم ترین فقہاء اور علماء و مشائخ  
ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ  
ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا  
زندہ کی امدادِ قوی ہے یا وفات یافتہ کی؟  
میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امدادِ زیادہ  
قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ  
وفات یافتہ کی امدادِ زیادہ قوی ہے۔  
اس پر شیخ نے فرمایا ”ہاں“ اس لئے کہ  
وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں  
حاضر ہے (فرمایا) اس مضمون کا کلام

زیرا کہ وی در بساط حق  
است و در حضرت اوست  
(قال) و نقل دریں معنی ازیں  
طائفہ بیشتر ازان است کہ  
حصر و احصار کردہ شود  
ویافتہ نمی شود در کتاب و  
سنت و اقوال سلف صالح  
چیزیکہ منافی و مخالف این  
باشد و رد کنند این۔ (1)

**قول (110)**

اُسی میں ہے:

بسیارے رافیوض و فتوح از  
ارواح رسیدہ و این طائفہ را در  
اصطلاح ایشان اویسی  
خوانند۔ (2)

بہت سے لوگوں کو فیض و کشف ارواح  
سے حاصل ہوا ہے اور اس جماعت کو  
ان حضرات کی اصطلاح میں اویسی  
کہتے ہیں۔

**قول (111.112)**

شیخ الاسلام امام فخر الدین رازی سے ناقل:

(1) (اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، 716\1)

(2) (اشعة اللمعات، باب زیارة القبور، 715\1)

چوں می آید زائر نزد قبر  
 حاصل میشود نفس او را  
 تعلقے خاص بقبر چنانچہ  
 نفس صاحب قبر را و بسبب  
 این دو تعلق حاصل میشود  
 میان هر دو نفس ملاقات  
 معنوی و علاقہ مخصوص  
 پس اگر نفس مزور قوی تر  
 باشد نفس زائر مستفیض  
 میشود و اگر برعکس بود  
 برعکس شود۔ (1)  
**قول (113.114)**

مولانا جامی قدس سرہ السامی حضرت سیدی امام اجل علاء الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ  
 سے ناقل:

درویشے از شیخ سوال کرد کہ  
 چوں بدن را در خاک ادراک  
 نیست و در عالم  
 ایک درویش نے شیخ سے سوال کیا کہ  
 جب قبر کے اندر ادراک بدن کو نہیں  
 بلکہ روح کو ہے اور عالم ارواح میں کوئی

ارواح حجاب نیست چہ  
 احتیاج است بسر خاک  
 رفتن ، چہ در ہر مقامیکہ  
 توجہ کند بروح بزرگے ہماں  
 باشد کہ بسر خاک ، شیخ  
 فرمود فائدہ بسیار دارد یکے  
 آنکہ چون زیارت کسے می  
 رود چند آنکہ می رود توجہ او  
 زیادہ میشود چون بہ  
 سرخاک رسد بحس  
 مشاہدہ کند خاک او را حس  
 او نیز مشغول او شود و بکلی  
 متوجہ گردد و فائدہ بیشتر  
 باشد و دیگر آنکہ ہر چند  
 ارواح را حجاب نیست و ہمہ  
 جہان او را یکے است اما بآں  
 موضع تعلق بیشتر بود ، اہ  
 ملخصاً۔ (1)

حجاب نہیں ہے تو قبر کے پاس جانے کی  
 کیا ضرورت ، جہاں سے بھی توجہ  
 کرے بزرگ کی روح سے وہی فائدہ  
 ہوگا۔ جو قبر کے پاس ہوگا۔ شیخ نے فرمایا  
 اس میں بہت فوائد ہیں ایک یہ کہ جب  
 آدمی کسی کی زیارت کو جاتا ہے تو جس  
 قدر آگے بڑھتا ہے اس کی توجہ بڑھتی  
 جاتی ہے۔ جب قبر کے پاس پہنچتا ہے تو  
 حواس سے اس کی قبر کا ادراک اور  
 مشاہدہ کرتا ہے اب اُس کے حواس بھی  
 اُس کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں اور  
 وہ پارے ظاہر و باطن کے ساتھ اس کی  
 طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ جس کا فائدہ  
 فزوں تر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ  
 ارواح کیلئے حجاب نہیں ہے اور سارا  
 جہان ان کیلئے ایک ہے مگر اس مقام  
 مگر اُس مقام سے تعلق زیادہ ہوتا ہے  
 اہ ملخصاً۔

## قول (115.116)

سید جمال رملی کے فتاویٰ میں امام شہاب الدین رملی سے منقول:

" لِلْأَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ وَالْأَوْلِيَاءِ      انبياء و رسل و اولياء و صالحين بعد رحلت  
وَالصَّالِحِينَ      إِغَاثَةٌ      بَعْدَ      بھی فریاد رسی کرتے ہیں۔  
مَوْتِهِمْ " (1)

## فصل یازدہم

تصریحات علماء میں کہ سلام قبور دلیل قطعی سماع وفہم و علم و شعور ہے

قول (117)

امام عزالدین عبدالسلام اپنی امالی میں فرماتے ہیں:

"لأنّا أمرنا بالسّلام على القُبُور  
وَلَوْلَا أَنَّ الْأَرْوَاحَ تَدْرِكُ لَهَا كَانَ  
فِيهِ فَايِدَةٌ" (1)

ہمیں حکم ہوا کہ قبور پر سلام کریں اگر  
روحیں سمجھتی نہ ہوتیں تو بے شک اس  
میں کچھ فائدہ نہ ہوتا۔

قول (118)

امام ابو عمر ابن عبدالبر نے فرمایا:

أَحَادِيثُ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالسَّلَامِ  
عَلَيْهَا وَخُطَابُهُمْ مُخَاطَبَةُ الْحَاضِرِ  
الْعَاقِلِ دَالَّةٌ عَلَى ذَلِكَ اهـ  
ملخصاً (2)

زیارت قبور اور ان پر سلام اور ان سے  
حاضر عاقل کی طرح خطاب کی حدیثیں  
اس پر دلیل ہیں۔ اھ ملخصاً۔

قول (119)

شرح الصدور میں مثل قولین سابقین منقول:

(1) (ذكره السيوطي في شرح الصدور عزاه إلى عز الدين بن عبد السلام في أماليه،

باب مقرر الأرواح، 246)

(2) (شرح الصدور، بحواله ابن عبد البر، باب مقرر الأرواح، 239)

"وَقَدْ شَرَعَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرَكِ نَبِيٍّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٍّ ابْنِي  
لَأُمَّتِهِ أَنْ يَسْلُمُوا عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ أُمَّتِ كَيْلِيْ اَهْلِ قُبُورٍ پَر اِيسا سلام مشروع  
سَلَامٍ مِنْ يَخَاطِبُونَهُ هَمِّنْ يَسْمَعُ فرمایا ہے جیسے سننے سمجھنے والوں سے  
وَيَعْقِلُ"۔ (1)

(1) (ذکرہ السیوطی فی شرح الصدور، باب زیارة القبور، 224، وانظر: کتاب  
الروح لابن القيم، المسألة الأولى وهي هل تعرف الأموات زیارة الأحياء و سلامهم أم  
لا، 5، وفيض القدير شرح الجامع الصغير 487\5)

اور حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں سورۃ الروم کی آیت نمبر 52.53 کے تحت لکھا ہے کہ:

وَتَبَّتْ عَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ قَرَعَ نَعَالِ الْمَشِيعِينَ لَهُ، إِذَا  
انْصَرَفُوا عَنْهُ، وَقَدْ شَرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأُمَّتِهِ إِذَا سَلَّمُوا عَلَى أَهْلِ  
الْقُبُورِ أَنْ يُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ سَلَامٌ مَنْ يَخَاطِبُونَهُ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ  
دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَهَذَا خِطَابٌ لِمَنْ يَسْمَعُ وَيَعْقِلُ، وَلَوْلَا هَذَا الْخِطَابُ لَكُنَّا بِمَنْزِلَةِ  
خِطَابِ الْمَعْدُومِ وَالْجَنَابِ، وَالسَّلَفُ مُجْبِعُونَ عَلَى هَذَا، وَقَدْ تَوَاتَرَتْ الْآثَارُ عَنْهُمْ بِأَنَّ  
الْمَيِّتَ يَعْرِفُ بِزِيَارَةِ الْحَيِّ لَهُ وَيَسْتَبْشِرُ.... وَقَدْ شَرَعَ السَّلَامُ عَلَى الْبُوتَى، وَالسَّلَامُ  
عَلَى مَنْ لَمْ يَشْعُرْ وَلَا يَعْلَمُ بِالْمُسْلِمِ مُحَالٌ، وَقَدْ عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أُمَّتَهُ إِذَا رَأَوْا الْقُبُورَ أَنْ يَقُولُوا: "سَلَامٌ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ  
شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونَ، يَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَمِنْكُمْ وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، نَسْأَلُ  
اللَّهَ لَنَا وَلَكُمْ الْعَافِيَةَ"، فَهَذَا السَّلَامُ وَالْخِطَابُ وَالنِّدَاءُ لِمَوْجُودٍ يَسْمَعُ وَيَخَاطَبُ  
وَيَعْقِلُ وَيَرُدُّ، وَإِنْ لَمْ يَسْمَعْ الْمُسْلِمُ الرَّدَّ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(تفسیر ابن کثیر 325.327\6، دار طيبة للنشر والتوزيع، وانظر: الكوكب الوهاج

والزَّوْضُ الْبَهَّاجُ فِي شَرْحِ صَحِيحِ مُسْلِمِ بْنِ الْحَجَّاجِ 36\26)

## قول (120)

امام علامہ نووی منہاج میں امام قاضی عیاض کا قول دربارہ سماع موتی نقل کر کے فرماتے ہیں:

"هُوَ الظَّاهِرُ الْمُخْتَارُ الَّذِي يَبْهِي ظَاهِرًا وَمُخْتَارًا هُوَ جَسَدٌ قَبْرِيٌّ  
يَقْتَضِيهِ أَحَادِيثُ السَّلَامِ عَلَى حَدِيثِ اقْتِضَائِهِ هِيَ -  
الْقُبُورِ" (1)

## قول (121)

علامہ مناوی نے اسی امر کی دلیل یوں نقل فرمائی ہے:

"فَانِ السَّلَامِ عَلَى مَنْ لَا يَشْعُرُ" کہ جو نہ سمجھے اُس پر سلام اصلاً معقول  
محال" (2) - نہیں۔

(1) (شرح النووي على صحيح مسلم، باب عرض مقعد الميت -، 387\2، وانظر  
الكوكب الوهاج والروض البهاج في شرح صحيح مسلم بن الحجاج 47\26) -  
امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے جس قول کے تحت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی وہ  
مندرجہ ذیل ہے: "يُحْمَلُ سَمَاعُهُمْ عَلَى مَا يُحْمَلُ عَلَيْهِ سَمَاعُ الْمَوْتَى فِي أَحَادِيثِ عَذَابِ  
الْقَبْرِ وَفُتْنَتِهِ الَّتِي لَا مَدْفَعَ لَهَا وَذَلِكَ بِأَحْيَائِهِمْ، أَوْ إِحْيَاءِ أَجْزَاءِ مِنْهُمْ يُعَلَّقُونَ بِهِ  
وَيَسْمَعُونَ فِي الْوَقْتِ الَّذِي يُرِيدُهُ اللَّهُ" -

(إكمال المعلم بفوائد مسلم 405\8، وشرح الطيبي على مشكاة المصابيح، باب  
حكم الاسراء، تحت الرقم، 3967، ومرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب  
حكم الاسراء، تحت الرقم 3967)

(2) (التيسير بشرح الجامع الصغير، حرف الميم، 420\2)



**قول (122)**

شیخ محقق مدارج النبوة میں سلام اموات کو حدیث سے نقل کر کے فرماتے ہیں:

خطاب با کسی کہ نشنود و نہ  
فہم مد معقل نیست  
و نزدیک ست کہ شمار کردہ  
شود از قبیلہ عبث چنانکہ  
عمر رضی اللہ عنہ عنہ  
گفت۔ (1)

**قول (123)**

مولانا علی قای شرح اللباب میں دربارہ سلام زیارت فرماتے ہیں:

"من غیر رفع صوت ولا اخفاء  
بالمرة لفوت الاسماع الذی ہو  
السنة"۔ (2)

(1) (مدارج النبوت، فصل در سماعت میت، 95/2)

(2) (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک، باب

زیارت سید المرسلین ﷺ (288)

## فصل دوازدهم

اہل قبور سے سوائے سلام اور انواع خطاب و کلام میں

قول (124 تا 127)

نسک متوسط و مسلک متعسط و اختیار شرح مختار و فتاویٰ عالمگیری میں ہے، واللفظ للاخرین فإنه ابسط: کہ بعد زیارت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ بھر ہٹ کر سر اقدس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقابل ہو اور بعد سلام عرض کرے:

"جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَى  
إِمَامًا عَنْ أُمَّةٍ نَبِيِّهِ وَلَقَدْ خَلَفْتَهُ  
بِأَحْسَنِ خَلْفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيقَهُ  
وَمِنْهَا جَهْ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ  
أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدْعِ وَمَهَّدْتَ  
الإِسْلَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ  
تَزَلْ قَائِلًا لِلْحَقِّ قَاصِرًا لِأَهْلِهِ حَتَّى  
أَتَاكَ الْيَقِينُ"

آپ کو اللہ تعالیٰ ہم سے جزا و عوض نیک  
دے بہتر اُس عوض کا جو کسی امام کو اُس  
کے نبی کی امت سے عطا فرمایا ہو۔ بے  
شک آپ نے بہترین خلافت سے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کی اور  
بہترین روش سے حضور کی راہ و طریقہ  
پر چلے، آپ نے اہل ارتداد و بدعت  
سے قتال کیا، آپ نے اسلام کو آراستگی  
دی۔ آپ نے صلہ رحم فرمایا، آپ ہمیشہ  
حق گو اور اہل حق کے ناصر رہے یہاں  
تک کہ آپ کو موت آئی۔

پھر ہٹ کر قبر مبارک حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محازی ہو اور بعد سلام عرض  
کرے:

جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَاءِ  
وَرَضِيَ عَمَّنْ اسْتَخْلَفَكَ فَقَدْ  
نَصَرْتَ لِلْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ  
حَيًّا وَمَيِّتًا فَكَفَلْتَ الْإِيْتَامَ  
وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوَّيْ بِكَ  
الْإِسْلَامَ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِينَ  
إِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًّا جَمَعْتَ  
شَمْلَهُمْ وَأَغْنَيْتَ فَقِيرَهُمْ  
وَجَبَرْتَ كَسِيرَهُمْ - (1)

اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ دے اور اُن  
سے راضی ہو جنہوں نے آپ کو خلیفہ  
کیا۔ یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کہ  
آپ نے اپنی زندگی اور موت دونوں  
حال میں اسلام و مسلمین کی مدد فرمائی  
آپ نے یتیموں کی کفالت اور رحم کا  
صلہ کیا۔ اسلام نے آپ سے قوت پائی  
آپ مسلمانوں کے پسندیدہ پیشوا اور  
رہنمائے راہ یاب ہوئے۔ آپ نے  
اُن کا جتھا باندھا اور ان کے محتاجوں کو  
غنی کر دیا اور ان کی شکستہ دلی دور فرمائی

اسی طرح کتب مناسک میں بہت تصریحیں اس کی ملیں گی۔

**قول (128 تا 130)**

امام خطابی نے دربارہ تلقین فرمایا:

"لَا بَأْسَ بِهِ إِذْ لَيْسَ فِيهِ إِلَّا ذِكْرُ  
اللَّهِ تَعَالَى، وَعَرِضُ الْإِعْتِقَادِ عَلَى  
اس میں کچھ حرج نہیں کہ وہ ہے کیا مگر  
اللہ تعالیٰ کی یاد اور میت پر عرض

(1) ( الفتاوى الهندية ، مطلب زيادة النبي ﷺ ، 266\1 ، والاختيار لتعليل

المختار ، باب الهذبي ، 177\1 ، 176 ، نور الإيضاح 156 ، ومراقى الفلاح 284 ،

وحاشية الطحطاوي على مراقى الفلاح 749 ، وانظر: المسلك المتقسط 290 )

عَلَى الْمَيِّتِ إِلَى قَوْلِهِ : وَكُلُّ ذَلِكَ  
حَسَنٌ، نقله القارى فى المرقاة  
" (1)

بعینہ اسی طرح ذیل مجمع البحار (2) میں مذکور

وحسبنا الله العزيز الغفور وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد وآله  
وصحبه الى يوم النشور۔

(1) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، باب اثبات عذاب القبر، تحت الرقم

(133) 327\1، وشرح الطیبری علی مشکاة المصابیح، 317\1)

امام مظہر الدین الذی دانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 727ھ فرماتے ہیں:

"أما لو لَقِّنَ أَحَدُ الْبَيْتِ عِنْدَ الدَّفْنِ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَرْجٌ؛ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ إِلَّا ذِكْرُ اللَّهِ

تعالى، وعرض الاعتقاد على البيت والحاضرين، والدعاء للميت وللمسلمين،

ويكون فيه إرغام لمنكرى الحشر والبعث وأحوال القيامة؛ وكلُّ ذلك حسنٌ."

(المفاتيح في شرح المصابيح، تحت الرقم (133) 235\1)

(2) (تكملة مجمع البحار، تحت "ثبت" 25)

## فصل سیزدہم

بعد دفن میت کو تلقین اور اُسے عقائد اسلام یاد دلانے میں

یہ فصل فصل دوازدهم کی ایک صنف ہے کہ اس میں بھی میت سے سوائے سلام اور قسم کا خطاب و کلام ہے کمالاً مخفی۔

میں یہاں صرف علمائے حنفیہ کے اقوال شمار کروں گا کہ شافعیہ تو قاطبہ قابل

تلقین ہیں الا من شاء الله۔

**قول (131 تا 133)**

امام زاہد صفار نے کتاب مستطاب تلخیص الادلہ میں تصریح فرمائی ہے کی تلقین موتی مسلک اہلسنت ہے اور منع تلقین مذہب معتزلہ پر مبنی کہ وہ میت کو جماد مانتے ہیں۔

امام حاکم شہید نے کافی اور امام خبازی نے خبازیہ میں اُن سے نقل فرمایا:

"أَنَّ هَذَا (ای منع التلقین) عَلَى تلقین سے ممانعت معتزلہ کا مذہب ہے

قَوْلِ الْمُعْتَزَلَةِ لِأَنَّ الْإِحْيَاءَ بَعْدَ اس لئے کہ موت کے بعد زندہ کرنا اُن

الْمَوْتِ عِنْدَهُمْ مُسْتَحِيلٌ أَمَّا کے نزدیک محال ہے لیکن اہلسنت کے

عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ فَالْحَدِيثُ أَمَّا نزدیک حدیث تلقین (اپنے مردوں کو:

":لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" (سکھاؤ) اپنے حقیقی معنی

فَحْمُولٌ عَلَى حَقِيقَتِهِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى پر محمول ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

يُحْيِيهِ عَلَى مَا جَاءَتْ بِهِ الْآثَارُ وَقَدْ مردے کو زندہ فرما دیتا ہے۔ جیسا کہ

رَوَى عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ احادیث میں وارد ہے، اور حضور

"أَنَّهُ أَمَرَ بِالتَّلْقِينِ بَعْدَ الدَّفْنِ" صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے دفن کے بعد تلقین کا حکم دیا الخ،  
 "ذکرہ فی رد المحتار عن معراج الدارۃ۔ (1)  
 اسے رد المحتار میں معراج الدارۃ کے حوالے سے ذکر کیا۔

### قول (134 و 135)

در مختار میں جوہرہ نیرہ سے ہے:

"أَنَّهُ مَشْرُوعٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ" بیشک تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے۔ (2)

### قول (136)

بنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

"وکیف لا یفعل! وقد روی عنه" تلقین کیونکر نہ کی جائے گی حالانکہ نبی علیہ السلام: أنه أمر بالتلقین صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم

(1) (رد المحتار علی الدر المختار، مطلب فی تلقین بعد الموت، 191\2، وانظر:

حاشیة الشلبي علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب الجنائز، 234\1)

(2) (الجوهرة النيرة علی مختصر القدوری، باب الجنائز، 102\1، والدر المختار، باب

صلوة الجنابة، 88\1)

امام ابوبکر بن علی بن محمد الحداد الزبیدی متوفی 800ھ جوہرہ نیرہ میں لکھتے ہیں: "وَأَمَّا تَلْقِينِ الْمَيِّتِ فِي الْقَبْرِ فَمَشْرُوعٌ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَّةِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُحْيِيهِ فِي الْقَبْرِ وَصَوْرَتُهُ أَنْ يُقَالَ يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ أَوْ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ أذْكَرُ دِينَكَ الَّذِي كُنْتَ عَلَيْهِ وَقَدْ رَضِيتَ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَمُحَمَّدًا نَبِيًّا."

بعد الدفن۔ (1) نے بعد دفن تلقین کا حکم دیا۔

اور ان کا قول فصل ہشتم میں گزرا کہ اہلسنت کے نزدیک تلقین اپنی حقیقت پر ہے۔

**قول (137 و 138)**

امام اجل شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا:

"لا يؤمر به ولا ينهى عنه. نقله في

البنایة وغیرها"۔ (2)

حلبہ میں اسے نقل کر کے فرمایا:

"ظاہرہ أنه یباح"۔ (3) اس قول سے ظاہر اباحت ہے۔

**قول (139)**

امام فقیہ النفس قاضی خاں نے فرمایا:

"إن كان التلقين لا ينفع لا يضر

أیضاً فیجوز، اثرہ المذکوران"۔

(3) تلقین میں اگر کوئی نفع نہ ہو تو ضرر بھی نہیں، پس جائز ہوگی، اسے دونوں

مذکور حضرات نے ذکر کیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ نفی نفع بر سبیل تنزل ہے۔

(1) (البنایة شرح الهدایة، باب الجنائز، 207/3)

(2) (حلبہ المجلی وبغیة المهتدی فی شرح منیة المصلی وبغیة المبتدی 625/2،

والبنایة شرح الهدایة، باب الجنائز، 209/3)

(3) (حلبہ المجلی وبغیة المهتدی 625/2، وفيه: فیجوز أنه مباح)

(4) (حلبہ المجلی وبغیة المهتدی 625/2، البنایة شرح الهدایة 209/3)

## قول (140 تا 143)

صاحب غیاث فرماتے ہیں:

"انی سَمِعْتُ أُسْتَاذِي قَاضِي خَانَ  
يُحْكِي عَنِ الْإِمَامِ ظَهِيرِ الدِّينِ أَنَّهُ  
لَقَّنَ بَعْضَ الْأَئِمَّةِ وَأَوْصَانِي  
بِتَلْقِينِهِ فَلَقَّنْتُهُ" - نقله فی شرح  
النقاية - (1)

میں نے اپنے استاد قاضی خان کو سنا کہ  
امام اجل ظہیر الدین کبیر مرغینانی سے  
حکایت فرماتے تھے، بعض ائمہ نے  
تلقین فرمائی اور مجھے اپنی تلقین کرنے  
کی وصیت کی تو میں نے انہیں تلقین کی

پس جواز ثابت ہوا۔ (اسے شرح نقایۃ

میں نقل کیا گیا۔)

اسی طرح صاحب حقائق نے بتصریح (☆) اس کے کہ یہ تلقین بعد دفن تھی، صاحب  
غیاث سے نقل کیا، کما فی الحلبة (جیسا کہ حلبة میں ہے۔)

(1) (حلبة المجلی 625\2، وحاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق 234\1، وجامع  
الرموز، فصل فی الجنائز، 278\1، والبنایۃ شرح الہدایۃ 209\3، وفیہ: وحکی عن  
ظہیر الدین المرغینانی أَنَّهُ لَقَّنَ بَعْضَ الْأَئِمَّةِ مِنَ السَّلَفِ بَعْدَ دَفْنِهِ، وَأَوْصَى أَنْ يَلْقَنَ هُوَ  
أَيْضًا بَعْدَ دَفْنِهِ، كَذَا فِي "عِبَابِ الْمُفْتَى".

(☆) (یہ معنی خود لفظ اوصانی سے مستفاد ہیں۔ مگر اس میں صریح تر ہے کہ: لقن بعض الائمة بعد  
دفنه وأوصانی بتلقينه فلقتنه بعد ما دفن۔) حاشیۃ الشلبی علی التبیین بحوالہ الحقائق  
باب الجنائز) (بعض ائمہ نے بعد از دفن میت کو تلقین فرمائی اور مجھے میت کو تلقین کرنے کی  
وصیت کی تو میں نے بعد از دفن میت کو تلقین کی ۱۲ منہ)



امام ابن امیر الحاج عبارت حقائق لکھ کر فرماتے ہیں:

"یفید أن فعله راجع علی ترکہ" یہ کلام استحباب تلقین کا مفید ہے۔ (1)  
پھر اس پر حدیث سے دلیل ذکر کر کے ائمہ محدثین امام ابو عمرو بن الصلاح وغیرہ سے  
اُس کا بوجہ شواہد و عمل قدیم علمائے شام قوت پانا نقل کرتے ہیں (2) کما اسلفناه فی  
المقصد الثانی (جیسا کہ ہم نے اسے مقصد دوم میں پیش کیا)

**قول (144 و 145)**

مضمرات میں ہے:

"نَحْنُ نَعْمَلُ بِهِمَا عِنْدَ الْمَوْتِ ہم دونوں تلقینوں پر عمل کرتے ہیں  
وَعِنْدَ الدَّفْنِ۔ نقلہ فی الہندیۃ وقت نزع بھی اور وقت دفن بھی۔  
"۔ (3) (اسے ہندیہ میں نقل کیا گیا)

**قول (146)**

ذیل مجمع البحار میں ہے:

"اتفق کثیر علی التلقین"۔ (4) بہت علماء کا تلقین پر اتفاق ہے۔

**قول (147)**

نور الایضاح میں ہے:

(1) (حلبۃ المجلی وبغیۃ المہتدی 625\2)

(2) (انظر: حلبۃ المجلی وبغیۃ المہتدی 626\2)

(3) (الفتاویٰ الہندیۃ، الباب الحادی والعشرون فی الجنائز 157\1)

(4) (تکملہ بحار الأنوار، تحت "ثبت" 25)

"تلقينه في القبر مشروع" (1) مردے کو تلقین کرنا مشروع ہے۔  
قول (148، 149)

علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں کتاب التجنیس والمزید سے ناقل:  
"التلقين بعد الموت فعله بغض  
مشائخنا" (2) ہمارے بعض مشائخ نے موت کے بعد  
تلقین فرمائی ہے۔  
قول (150 تا 152)

جامع الرموز میں جواہر سے منقول:  
"سئل القاضي محمد الكرمانی  
عنه فقال ما رآه المسلمون  
حسنا فهو عند الله حسن" وروی  
فی ذلك الحديثین" (3)  
قوله (153)

طحاوی حاشیہ مراقی میں علامہ حلبی سے منقول:  
"كيف لا يفعل مع أنه لا ضرر  
تلقین کیونکر نہ کی جائے حالانکہ اس میں

(1) (نور الإيضاح، باب احكام الجنائز، 54)

(2) (التجنيس والمزید 289\2 مسئلة (1042)، وحاشية الطحاوی علی الدر

المختار، باب صلوة الجنائز 364\1)

(3) (جامع الرموز، فصل فی الجنائز، 279\1، وحاشية الطحاوی علی مراقی

الفلاح 367)

فیه بل فیه نفع للمیت"۔ (1) کوئی نقصان نہیں بلکہ میت کا فائدہ ہے  
**قول (154)**

کشف الغطاء میں ہے:

بالجمله بمقتضائے مذہب اہل سنت و جماعت تلقین مناسب۔ پھر امام صفار کا ارشاد کہ:  
 سزا اور آنست کہ تلقین کردہ مذہب امام اعظم میں میت کو تلقین  
 شود میت بر مذہب امام مناسب ہے اور جو تلقین کا تارک اور  
 اعظم و ہر کہ تلقین نمیکند منکر ہے وہ معتزلہ کا مذہب رکھتا ہے جو  
 ونمیگوید بآن پس او بر میت کو جماد محض کہتے ہیں اور قبر میں پھر  
 مذہب اعتزال است کہ روح کا اعادہ نہیں مانتے۔  
 گویند میت جماد محض  
 است و روح در قبر معاد  
 نمیشود۔

نقل کر کے فرمایا:

وانچہ در کافی گفته کہ اگر وہ جو کافی میں کہا کہ اگر بحالت اسلام  
 مسلمان مردہ است، محتاج مرا ہے تو وہ موت کے بعد تلقین کا محتاج  
 نیست بسوی وے بعد از نہیں، اور اگر ایسا نہیں تو تلقین بے سود  
 موت و گرنہ فائدہ نمی کند ہے ناتمام ہے اس لئے کہ اسلام کے  
 ناتمام است چہ باوجود باوجود، دل کو ثابت رکھنے کے لئے تلقین

اسلام احتیاج بسوئے تلقین کی حاجت ثابت ہے، جیسا کہ حدیث برائے ثابت داشتن دل باقیست چنانچہ در حدیث آمدہ آنحضرت ﷺ بعد از دفن فرمودی استغفار کنید برادر خود را و سوال کنید برائے وے تثبت رابدر ستیکہ الآن سوال کردہ میشود از وے، الی آخرہ (1)

### قول (155.156)

علامہ زیلعی نے تبیین الحقائق میں دربارہ تلقین پہلے استحباب پھر جواز پھر منع تینوں قول نقل کر کے استحباب پر دلیل قائم کی اور بے شک تعلیل، دلیل اختیار و تعویل ہے (2)

علامہ حامد آفندی نے مغنی المستفتی عن سوال المفتی میں فرمایا:

"هُوَ الْمَرْجَحُ إِذْ هُوَ الْمَحَلِّيُّ اس کی علت بیان کی گئی ہے لہذا اسی کو بِالتَّغْلِيلِ"۔ (3)

ترجیح ہے۔

(1) (کشف الغطاء، فصل احکام دفن، 57)

(2) (انظر: تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب الجنائز 235\1، 234)

(3) (مغنی المستفتی عن سوال المفتی، وانظر لهذا القول: العقود الدرية في تنقيح

الفتاوى الحامدية، كتاب النكاح 16\1)

لہذا علامہ شامی آفندی تبیین کا یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں:

"ظَاهِرُ اسْتِدْلَالِهِ لِلْأَوَّلِ اخْتِيَارُهُ". (1)

یعنی قول استحباب پر دلیل قائم کرنے سے ظاہر یہی ہے کہ امام زلیعی اسی کو مذہب مختار جانتے ہیں۔

اور خود علامہ شامی کا کلام اختیار، جواز و استحباب پر دلیل ہے کہ معراج الداریہ سے عدم تلقین کا ظاہر الروایہ ہونا نقل کر کے پھر اسی معراج سے بحوالہ کافی و خباز یہ امام صفار کا وہ ارشاد نقل کیا پھر فتح کا حوالہ دیا کہ انہوں نے حدیث تلقین کو اپنی حقیقت پر محمول کرنے کی بہت تائید فرمائی، پھر غنیۃ سے تائید لائے کہ حدیث میں تجوز ہے مگر تلقین سے منع نہ کریں گے کہ میت کو مفید ہے، پھر زلیعی کے کلام سے یوں استنبہا رکھا اور شارح نے جو مشروعیت تلقین کو قول اہل سنت کہا اسے مقرر و مسلم رکھا، واللہ اعلم۔

### نکتہ جلیلہ تتمیم کلام و ازالہ اوہام میں

اقول وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق، طائفہ جدیدہ اقوال کے مقابل براہ تلبیس و مغالطہ، منع تلقین کے اقوال پیش کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ محض جہالت بے مزہ ہے، ہم یہاں نفس مسئلہ تلقین کی بحث میں نہیں بلکہ غرض یہ ہے کہ ان علمائے مجوزین نے ادراک و سمع موتی مانا اور یہ امر اقوال مذکورہ سے یقیناً ثابت، ذرا آنکھیں مل کر دیکھیں کہ ان ائمہ نے کیا چیز جائز مانی، تلقین میت، پھر یہ سیکھیں کہ تلقین کے معنی کیا ہیں، تفہیم و تذکیر یعنی سمجھانا اور یاد دلانا کما فی حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی (2)

(1) (رد المحتار علی الدر المختار، مطلب فی التلقین بعد الموت، 1912)

(2) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح 558)

پھر کسی ذی عقل سے پوچھیں کہ تفہیم و تذکیر جماد و دیوار کو ہوتی ہے یا سامع فہیم و ہوشیار کو؟ حاشا و کلاً ہر سمجھ والا بچہ جانتا ہے کہ سمجھانا اور یاد دلانا ہرگز متصور نہیں جب تک مخاطب سنتا سمجھتا نہ ہو اور جس کے اعتقاد میں ہو کہ مخاطب نہ عقل و فہم رکھتا ہے نہ میرا کہا سنے پھر اُس کے آگے بقصد تفہیم و تذکیر بات کرے وہ قطعاً مجنون و دیوانہ ہوگا، لہذا یقیناً واجب کہ جو ائمہ و علماء استحباب، خواہ جواز تلقین کے قائل ہوئے اُنہوں نے بلاشبہ اموات کو بعد دفن بھی کلام احیاء سننے والا مانا اور اسی قدر مقصود تھا، بخلاف اقوال منع کہ وہ زہار نہ مخالف کو مفید نہ ہمیں مضر کہ ترک تلقین کی علت کچھ انکار فہم و سماع ہی میں منحصر نہیں جس سے خواہی نخواہی سمجھا جائے کہ جو تلقین نہیں مانتا وہ میت کو سمیع و فہیم بھی نہیں جانتا، کیا ممکن نہیں کہ اُس کی وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہے، جیسا کہ حلبہ میں ہے:

"نص الشيخ عز الدين بن شيخ عز الدين بن اسلام نے اس کے عبدالسلام علیٰ اَنہ بدعة" (1) بدعت ہونے پر نص کی ہے۔

دیکھو امام عزالدین شافعی اس وجہ سے قائل تلقین نہ ہوئے کہ اُن کے نزدیک بدعت تھی حالانکہ یہ وہی امام عزالدین ہیں جن کا ارشاد قول (117) میں گزرا کہ مردے اگر ہمارا کلام نہ سمجھتے ہوتے تو سلام قبور محض لغو تھا۔

یونہی کیا ممکن نہیں کہ منع کی وجہ اُن کی رائے میں عدم فائدہ ہو بایں معنی کہ مردہ با ایمان گیا تو خود رحمت الہی اُسے بس ہے وہ بتوفیق ربانی آپ ہی صحیح جواب دے گا۔

قال الله تعالى:

{يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ} (1)

اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

اور جو عیاذ باللہ نوع دیگر ہے اسے لاکھ تلقین کیجئے کیا فائدہ دیکھو امام حافظ الدین نسفی نے کافی شرح وافی میں انکار تلقین اسی پر مبنی کیا:

حيث قال ولقن الشهادة لقوله  
عليه الصلوة والسلام لقنوا موتا  
كم شهادة أن لا اله إلا الله وأريد  
به من قرب من الموت وقيل هو  
مجرى على حقيقته وهو قول  
الشافعي لأنه تعالى يحييه وقد  
روى أنه عليه السلام أمر  
بتلقين الميت بعد دفنه وزعموا  
أنه مذهب أهل السنة والأول  
مذهب المعتزلة إلا أنا نقول لا  
فائدة بالتلقين بعد الموت لأنه  
ان مات مومنا فلا حاجة إليه  
وان مات كافرا فلا يفيد التلقين

اُن کی عبارت یہ ہے : وقت نزع شہادت یاد لائے اس لئے حضور علیہم الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے : "اپنے مردوں کو کلمہ شہادت کی تلقین کرو۔" اس سے مراد وہ ہیں جو قریب الموت ہوں۔ اور کہا گیا کہ یہ اپنے حقیقی معنی میں ہے، یہی امام شافعی کا قول ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اسے زندہ کر دے گا اور مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دفن کے بعد تلقین کا حکم دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ مذهب اہل سنت ہے اور اول معتزلہ کا مذہب ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ موت کے بعد تلقین کا کوئی فائدہ

۱۔ بعض تلخیص۔ (1) نہیں اس لئے کہ اگر بحالت ایمان مرا

ہے تو تلقین کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر

کافر مرا ہے تو تلقین کا رگر نہ ہوگی، اھ۔

اگرچہ علماء نے اس شبہ کا جواب کافی دے دیا کہ ہم شقِ اوّل یعنی موت علی الایمان اختیار کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ اب حاجت نہیں غیر مسلم کہ وہ وقت ہول و دہشت کا ہے ہماری تذکیر اور خدا کے ذکر سے دل میت کا قوی ہوگا، ڈھارس بندھے گی، وحشت گھٹے گی۔ قال اللہ تعالیٰ:

{أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ} (2) سُنْ لَوْ! خدا کی یاد سے ٹھہر جاتے ہیں دل

اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد دفن حکم دیتے میت کے لئے خدا سے تثبت مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔ (3) کما مر فی المقصد الاول (جیسا کہ مقصد اول میں گزرا)

(1) (کافی شرح وافی۔۔۔۔۔)

(2) (الرَّغْد: 28)

(3) ((أخرجہ أبو داود فی السنن، کتاب الجنائز، باب الاستغفار عند القبر للمیت فی وقت الإنصراف (3221)، والحاکم 526\1 (1372)، وقد تقدم تخريجه۔

وقال الحاکم: هذا حديث صحيح الأسناد، ولم يخرجاه۔ ووافقه الذهبي۔

وقال النووي في الأذکار: 428 وروينا في سنن أبي داود والبيهقي باسناد حسن عن

عثمان۔ وجود اسنادہ فی المجموع شرح المہذب 292\5۔

وقال الحافظ في نتائج الأفكار كما في الفتوحات الربانية 193\4: هذا حديث حسن

وقال البغوي: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث هشام بن يوسف۔



شیخ الاسلام کا کلام قول (154) میں سن چکے اور علامہ شرنبلانی مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

"نفي صاحب الكافي فائدته صاحب کافی کا مطلقاً فائدے سے انکار مطلقاً ممنوع "بأن فيه فائدة التثبيت للجنان قوله: "نعم الفائدة الأصلية" وهي تحصيل الإيمان في هذا الوقت "منتفية ويحتاج إليه لتثبيت الجنان للسؤال في القبر". (1) اهـ موضحاً بحاشية الطحطاوى۔

ہمیں تسلیم نہیں (کیونکہ اس میں دل کو ٹھہرانہ اور ثبات دینے کا فائدہ ہے) ہاں فائدہ اصلیہ (اس وقت اسے ایمان بخشنا) نہیں اور تلقین کی ضرورت قبر میں سوال کے وقت دل کی تقویت اور ثبات کے لئے ہے۔

علامہ ابراہیم کا جواب اسی مقصد میں گزرا کہ تلقین میں میت کا فائدہ ہے کہ ذکر خدا سے اسی کا دل بہلے گا۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ اگر عدم فائدہ میں ایسی ہی تقریر کریں تو دعاء و دوا، تمام کارخانہ اسباب سب مہمل و معطل رہ جائے، کہ تقدیر الہی میں حصول مراد ہے تو آپ ہی ملے گی ورنہ کیا حاصل۔ غرض جب واضح و بین کہ تلقین بے فہم و سماع میت محال اور اس کا انکار کچھ نفی سماع میں منحصر نہیں تو یقیناً ثابت کے اقوال جواز ہمارے مذہب پر دلائل ساطع اور اقوال ترک و منع اصلاً مضرب نہیں، پھر اُن کے مقابل اُن کا پیش کرنا کیا کہا جائے کہ کس درجے کی سفاہت ہے اور یہ قدیم چالاکی ان حضرات کی ہے جہاں

کسی امر کے اثبات کو بعض علماء کے وہ اقوال جن کا مبنی اس امر کا ماننا ہو پیش کیجئے اور وہ مسئلہ مختلف فیہا ہو، فوراً دوسری طرف کے قول نقل کر لائیں گے، یہ نہیں دیکھتے کہ محل نزاع کیا تھا اور موضع استدلال کون سا مقدمہ ہے، کہا تو یہ تھا کہ امر ثابت ہے ولہذا فلاں فلاں ائمہ نے اس پر فلاں بات مبنی کی، اس کا یہ کیا جواب ہوگا کہ فلاں فلاں نے وہ بنا نہ مانی، کیا انکار بنا انکار مبنی کو مستلزم ہوتا ہے، واقعی سلامت عقل عجب دولت ہے جسے خدادے وبألہ التوفیق۔

یہ نکتہ واجب الحفظ ہے کہ اس سے مخالفین کی بہت چالاکیوں کا حال کھلتا ہے واللہ الہادی۔

## فائدہ جمیلہ تنقیح مسئلہ تلقین میں

اقول وبالله استعین نفس بحث استطراد اتنی بات اور سمجھ لیجئے کہ ظاہر الروایۃ میں اگر لایقن یا غیر مشروع آیا بھی ہو تو ممانعت وعدم جواز کے لئے متعین نہیں، آخر نہ سنا کہ امام مجتہد برہان الدین محمود نے ذخیرہ میں بروایت امام محمد بن الحسن امام الائمہ مالک الازمہ حضرت امام اعظم سے نقل کیا کہ شکر مشروع نہیں اور علماء نے اس کے معنی عدم وجوب لئے، اشباہ میں ہے:

سَجْدَةُ الشُّكْرِ جَائِزَةٌ عِنْدَ أَبِي  
حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لَا  
وَاجِبَةٌ وَهُوَ مَعْنَى مَا رَوَى عَنْهُ أَنَّهَا  
لَيْسَتْ مَشْرُوعَةً أَمَّا:  
وَجُوبًا وَأَقْرَهُ عَلَيْهِ الْعَلَامَةُ  
السَّيِّدُ الْحَمَوِيُّ فِي غَمَزِ الْعَيُونِ،  
وَالسَّيِّدُ ابْنُ الْفَاضِلَانِ أَحْمَدُ  
الطَّحْطَاوِيُّ وَ مُحَمَّدُ الشَّامِيُّ فِي  
حَوَاشِي الدَّر. (1)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ  
شکر جائز ہے واجب نہیں، یہی اس کا  
معنی ہے جو امام صاحب سے مروی ہے  
کہ سجدہ شکر مشروع نہیں یعنی وجوباً  
مشروع نہیں اھ۔ اسے علامہ سید حموی  
نے غمز العیون میں اور علامہ سید احمد  
طحطاوی و علامہ سید محمد شامی نے حواشی  
در مختار میں برقرار رکھا۔

(1) (الاشباہ والنظائر، الفن الثالث: الجمع والفروق، الفروق، مَا افْتَرَقَ فِيهِ سَجُودُ  
التَّلَاوَةِ وَالشُّكْرِ 323 وانظر: وغمز عيون البصائر في شرح الأشباہ والنظائر،  
القاعدة الأولى لا ثواب إلا بالنية 65\1، حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح 500،  
ورد المحتار على الدر المختار 120\2)

فتاویٰ حجبہ میں فرمایا:

عندی أن قول الإمام محمول على  
الإيجاب وقول محمد على الجواز  
والاستحباب فيعمل بهما لا  
يجب بكل نعمة سجدة شكر كما  
قال أبو حنيفة ولكن يجوز أن  
يسجد سجدة الشكر في وقت سر  
بنعمة أو ذكر نعمة فشكرها  
بالسجدة وأنه غير خارج عن حد  
الاستحباب نقله في حاشية  
المراقى و قبله الحلبي في الغنية  
(1)-

میرے نزدیک یہ ہے کہ امام اعظم کا  
قول ایجاب پر اور امام محمد کا قول جواز و  
استحباب پر محمول ہے تو دونوں قولوں پر  
عمل کیا جائیگا ہر نعمت پر سجدہ شکر واجب  
نہیں جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا قول  
ہے لیکن جب کسی نعمت سے مسرت ہو تو  
سجدہ شکر کرنا جائز ہے، اسی طرح جب  
کسی نعمت کی یاد ہو تو اس کے شکر یہ میں  
سجدہ کر لینا یہ دائرہ استحباب سے باہر  
نہیں اھ اسے حاشیہ مراقی میں اور اس  
سے پہلے حلبی نے غنیۃ میں لکھا ہے۔

اسی ذخیرہ میں فرمایا:

"لَا يَتَعَوَّذُ التَّلِيدُ إِذَا قَرَأَ عَلَى

(1) (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، سجدة الشکر مکروہۃ، 500۔

وغنية المستملی فی شرح مینة المصلی، فصل فی مسائل شتی من کتاب الصلاة  
وهی الخاتمة ص 666، درمطبع هوپ واقع لاھور 1283ھ، وفيه: وسجدة الشکر  
ذکر الطحاوی عن أبي حنيفة رحمه الله أنه قال: لا أراه شيئاً، قال أبو بكر الرازي: معناه  
ليس بواجب ولا مسنون بل هو مباح لا بدعة۔)

أُسْتَاذِهِ"۔ (1) تعوز نہ پڑھے۔

در مختار میں اسے نقل کر کے کہا:

"أَمْئ لَا يُسْنُ"۔ (2) یعنی یہ مسنون نہیں۔

نہر میں کہا:

"ليس ما في (الذخيرة) في ذخيره کی عبارت مشروعیت اور عدم المشروعية وعدمها بل في مشروعیت سے متعلق نہیں بلکہ سنیت الاستئان وعدمه"۔ (3) اور عدم سنیت سے متعلق ہے۔

یوں ہی ہمارے ائمہ سے دربارہ عقیقہ لا یعق عن الغمام منقول، علمائے کرام فرماتے ہیں اسکے معنی نفی وجوب واستئان ہیں اور اباحت ثابت ہے۔ فتاویٰ خلاصہ میں ہے:

"لا یعق عن الغلام وعن الجارية لڑکے اور لڑکی کی طرف عقیقہ نہ کرے یرید أنه ليس بواجب ولا سنة اس سے مراد یہ ہے کہ یہ واجب وسنت لکنہ مباح"۔ (4) نہیں۔ لیکن مباح ہے۔

(1) (الدر المختار، باب صفة الصلوة، 47\1)

(2) (الدر المختار، باب صفة الصلوة، 47\1، والرد المحتار علی الدر المختار،

باب صفة الصلوة، 489\1)

(3) (النهر الفائق شرح كنز الدقائق، باب صفة الصلوة، 210\1)

(4) (خلاصة الفتاوى، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات، 377\4،

بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید 787\9)

اسی طرح عامہ کتب میں مثلاً ہدایہ، وقایہ، نقایہ، بدایع، منیہ، ملتقی، تنویر، جوہرہ وغیرہ فاتحہ سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں امام اعظم و امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کا قول بلفظ: "لا یاتی ولا یسمی" (تسمیہ نہ لائے، بسم اللہ نہ پڑھے) ذکر کیا۔ (1)

پھر محققین نے تصریح فرمائی کہ اس سے مراد نفی سنت ہے، بخلاف امام محمد کے قائل استئذان ہیں، رہی کراہت و ممانعت، وہ کسی کا مذہب نہیں، کہ پڑھنا بالجماع بہتر ہے جیسا کہ ذخیرہ و مجتبیٰ و بحر و نہر و حاشیہ و للعلامة الشرنبلانی و شرح علانی و حواشی شامی و طحاوی وغیرہا سے واضح۔ (2)

علامہ غزی تمر تاشی نے فرمایا: "لا بین الفاتحة والسورة" فاتحہ و سورت کے درمیان نہیں۔ محقق علانی نے لا کے بعد لفظ تسنن بڑھا دیا۔ یعنی مسنون نہیں۔ پھر فرمایا: "ولا تکرہ اتفاقاً" مکروہ تو بالاتفاق نہیں۔ (3)

(1) (انظر: الهداية مع البناية 208\2، وشرح الوقاية مع حاشية عمدة الرعاية 145\1، ونقاية مع فتح باب العناية 246\1، وبدائع الصنائع 204\1، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر 143\1، وتنوير الابصار مع الدر المختار 47\1، والجوهرة النيرة 139\1)

(2) (انظر: بحر الرائق شرح كنز الدقائق 330\1 عن الذخيرة والمجتبی، والنهر الفائق شرح كنز الدقائق 211\1، وحاشية الشرنبلالی علی درر الحکام شرح غرر الأحكام 69\1، والرد المحتار علی الدر المختار 490\1، وحاشية الطحاوی علی مراقی الفلاح 260)

(3) (انظر: الدر المختار في شرح تنویر الابصار 47\1، والرد المختار 490\1)

طحاوی نے فرمایا:

"[بل] لا خلاف [فی] أنه لو سمی لکان حسناً" نہر۔ (1)  
بحر الرائق میں ہے:

"الْخِلَافُ فِي الْإِسْتِنَانِ أَمَّا عَدَمُ  
الْكِرَاهَةِ فَمُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلِهَذَا صَرَّحَ  
فِي الذَّخِيرَةِ وَالْمُجْتَبَى بِأَنَّهُ إِنْ سَمِيَ  
بَيْنَ الْفَاتِحَةِ وَالشُّورَةِ كَانَ حَسَنًا  
عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ" الخ (2)

پھر امام صفار کا ارشاد سن چکے کہ مذہب امام میں تلقین مناسب ہے، یہ امام علام صرف  
دو واسطہ سے شاگرد صاحبین، امام نصیر بن یحییٰ سے اخذ علم کیا: "وہو عن ابن سماعۃ  
عن أبي يوسف ح وعن أبي سليمان الجوزجاني عن محمد"۔

یہ بالیقین اعرف بمذہب امام ومعنی ظاہر الروایۃ ہیں، پھر اُس سے ہزار درجہ زائد اُس  
جناب کا وہ ارشاد ہے کہ تلقین مذہب اہلسنت اور اس کا منع مشرب معتزلہ ہے، اور واقعی  
مشائخ مذہب میں اس فرقہ ضالہ کا اختلاط اور نقول مذہب میں اس کے اقوال و تخاریج  
کا اندراج بعض جگہ سخت لغزشوں کا باعث ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ کبھی حقیقت کارماہروں پر ملتبس ہو جاتی ہے وباللہ العصۃ جیسے بشر

(1) (حاشیۃ الطحاوی علی مراقی الفلاح 260، ونہر الفائق 1\211)

(2) (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 1\330)

مریسی معترزی کا قول: "وَالرَّحْمَنُ لَا أَفْعَلُ كَذًّا"۔ رحمن کی قسم میں ایسا نہ کروں گا۔ اگر سورۃ رحمن مراد لی یمن نہ ہوگی، صاحب ولوالجیہ (1) و خلاصہ وغیرہ مانے یوں نقل کر دیا گویا یہی مذہب ہے، حالانکہ وہ اس معترزی کا قول ہے اور مذہب مہذب ائمہ کرام کے بالکل خلاف کہا حقه فی البحر الرائق۔ (2) جیسا کہ بحر الرائق میں اس کی تحقیق کی ہے۔

رد المختار میں کہا:

"هَذَا التَّفْصِيلُ فِي الرَّحْمَنِ قَوْلُ الرَّحْمَنِ فِي تَفْصِيلِ، بَشَرِ مَرِيْسِي كَقَوْلِ بَشَرِ الْمَرِيْسِيِّ"۔ (3) ہے۔

ایسا ہی اشتباہ علامہ زین بن نجیم مصری کو مسئلہ ذبیحہ میں واقع ہوا جس پر علامہ سید احمد حموی نے فرمایا:

"مَبْنَاهَا عَلَى الْإِعْتِزَالِ الصَّرِيحِ. اس کا مبنی اعتزال صریح پر ہے اور عجب وَالْعَجَبُ أَنَّ الْمَصْنِفَ لَمْ يَتَفَقَّنْ یہ کہ مصنف کو اس پر تنبیہ نہ ہو با آنکہ لَهُ مَعَ ظُهُورِهِ مِنَ الْقُنْيَةِ"۔ (4) صاحب قنیہ کا معترزی ہونا کھلا ہوا ہے۔

بالجملہ روایت کا تو یہ حال ہے۔ رہی درایت، مقصد دوم میں دیکھ چکے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(1) (الفتاویٰ الولوالجیہ، کتاب الأیمان، الفصل الأول، 154\2)

(2) (انظر: البحر الرائق شرح كنز الدقائق، کتاب الأیمان 306\4)

(3) (الرد المحتار علی الدر المختار، کتاب الأیمان، 711\3)

(4) (غمر عیون البصائر شرح الأشباه والنظائر، کتاب الصيد والذباح، 228\3،

وفي نسخة: 106\2)



سے اس حدیث میں وارد، جسے امام ابن الصلاح و امام ضیاء امام ابن حجر و امام ابن امیر الحاج و صاحب مجمع وغیرہم نے بوجہ شواہد و عواضد، حسن و قوی کہا، پھر سیدنا ابو امامہ باہلی صحابی اور راشد و ضمرہ و حکیم وغیرہم تابعین کے اقوال اُس میں مروی، پھر اور صحابہ سے اُس کا خلاف ہرگز ثابت نہیں، با ایں ہمہ قول صحابی قبول نہ کرنا اصول حنفیہ پر کیونکر مستقیم ہوا، تقلید (☆) صحابی ہمارے امام کا مذہب معلوم ہے۔

میزان الشریعۃ الکبریٰ میں امام ابو مطیع بلخی سے منقول:

"قلت للإمام أبي حنيفة رضي الله عنه: أراءيت لو رأيت رأيا ورأى أبوبكر رأيا أكنت تدع رأيك لرأيه؟ فقال: نعم، فقلت له أراءيت لو رأيت رأيا ورأى عمر رأيا أكنت تدع رأيك لرأيه؟" میں نے امام ابو حنیفہ سے عرض کی: بھلا ارشاد فرمائیے اگر آپ کی ایک رائے ہو اور صدیق اکبر کی رائے اس کے خلاف ہو کیا آپ اپنی رائے اُن کی رائے کے آگے چھوڑ دیں گے؟ فرمایا: "ہاں"، میں نے عمر فاروق کی نسبت

(☆) مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ باب الخطبہ (تحت الرقم: 411) میں فرماتے ہیں: "قول الصحابي حجة فيجب تقليده عندنا اذا لم ينفعه شيء آخر من السنة". انتهى، أقول وهذا لا يختص بقول الصحابي فإن كل دليل يترك للدليل أقوى منه ۱۲ منہ (م)

صحابی کا قول حجت ہے تو اسکی تقلید ہمارے یہاں واجب ہے جب کہ کوئی حدیث اس کی نفی نہ کرتی ہو۔ انتہی اقول: یہ قول صحابی سے ہی خاص نہیں اس لئے کہ ہر دلیل اپنے سے قوی تر دلیل کے باعث متروک ہوگی ۱۲ منہ۔

فقال: نعم، وكذلك كنت ادع رأيي لرأي عثمان وعلى وسائر الصحابة ما عدا أبا هريرة، وأنس بن مالك وسمرة بن جندب". (1)

پوچھا، فرمایا: "ہاں"، اور یونہی میں اپنی رائے عثمان غنی و علی المرتضیٰ و باقی تمام صحابہ کی رائے کے آگے ترک کر دوں گا۔ سوا ابو ہریرہ و انس بن مالک و سمرة بن جندب کے۔ اھ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

بلکہ علامہ ابن امیر الحاج توحلبہ میں فرماتے ہیں:

جب کسی مسئلہ میں ایک صحابی کا قول مروی ہو اور دیگر صحابہ سے اُس کا خلاف نہ آئے وہ مسئلہ اجماعی ٹھہرے گا۔

حيث قال "الصَّحِيحُ قَوْلُنَا لِهَذَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ فِي مُسَافِرٍ أَجْنَبٍ يَتَلَوُّهُ إِلَى آخِرِ الْوَقْتِ وَلَمْ يُرَوْ عَنْ غَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ خِلَافُهُ فَيَكُونُ إِجْمَاعًا". (2)

جیسا کہ فرمایا: صحیح ہمارا قول ہے اس لئے کہ حضرت علی سے جنابت والے مسافر کے بارے میں مروی ہے کہ وہ آخر وقت تک پانی کا انتظار کرے، اس کے خلاف کسی اور صحابی سے مروی نہیں، تو یہ ان کا اجماعی مسئلہ قرار پائے گا۔

بہر حال انکار اگر عدم ثبوت پر مبنی، تو ثبوت حاضر اور نفی نفع پر مبنی، تو نفع ظاہر۔

(1) (الميزان الكبرى، فصل فی بیان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة.. 65\1)

(2) (حلبة المجلی..... وبدائع الصنائع، صفة التيمم، 55\1)

ہاں! یہ رہ گیا کہ فہم و سماع موتی کا انکار کیجئے یہ بیشک اصول معتزلہ ہی پر درست ہوگا۔  
ولہذا بحر العلوم نے فرمایا اس بنا پر کہ مردہ نہیں سنتا تلقین نہ ماننا مذہب باطل ہے کہا  
سیأتی نقلہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

لا جرم عمائد حنفیہ سے یہ علمائے دین وائمہ ناقدین جن میں امام صفار و حاکم شہید و شمس  
الائمہ و ظہیر کبیر و فقیہ النفس وغیرہم ائمہ مجتہدین ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جواز  
واستحباب تلقین کے قائل ہوئے اور بالیقین وہ ہم سے زیادہ روایات و درایات مذہب  
پر آگاہ تھے، اور قطعاً اُس کے خلاف پر اصلاً کوئی دلیل نہیں اور بے شک اُس میں  
احیاء و اموات مسلمین کا نفع ہے، ذکر خدا، رِغْم اعدا ہے، پھر وجہ انکار کیا ہے، تنزیلی درجہ  
اتنا سہی کہ:

"لا یؤمر بہ ولا ینہی عنہ"

باقی عدم جواز یا ممانعت حاش للہ محض بے حجت،

ومن ادعی فعلیہ البیان ہذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالیٰ  
أعلم وعلیہ جل مجدہ اتم وأحکم۔

جو اس کا مدعی ہو بیان اس کے ذمہ۔ یہ وہ ہے جو میرے علم میں ہے اور حق  
کا علم میرے رب کے یہاں ہے۔ اور خدائے برتر خوب جاننے والا ہے۔ اور اُس کا  
علم زیادہ کامل محکم ہے، اس کا مجد جلیل ہے۔

## فصل چہارم دہم

اصل مسئلہ مسئلہ سائل میں۔ یعنی ارواح کرام کو نداء اور ان سے توسل و طلب دعا۔  
یہ فصل بھی فصل دواز دہم کا ایک حصہ ہے کہ یہاں بھی کلام سلام کے سوا ہے مگر مثل فصل  
تلقین بوجہ مہتمم بالشان ہونے کے فصل جدا گانہ قرار پائی واللہ الموفق۔

قول (157 تا 159)

سیدی خواجہ حافظی فصل الخطاب پھر شیخ محقق جذب القلوب میں ناقل:

قیل للرضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
علمنی کلاماً إذا زرت واحداً  
منکم فقال: أدن من القبر وکبر  
الله أربعین مرّة ثم قل السلام  
علیکم یا اهل بیت الرسالة إنی  
مستشفع بکم ومقدمکم امام  
طلبی وارادتی ومسألتي وحاجتی  
وأشهد الله انی مومن بسرکم  
وعلانیتکم وانی ابرأ إلی الله من  
عدو محمد وال محمد من الجن و  
الانس۔ (1)

یعنی امام ابن الامام الی ستہ آباء کرام علی  
موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم جمیعاً  
سے عرض کی گئی مجھے ایک کلام تعلیم  
فرمائیے کہ اہل بیت کرام کی زیارت  
میں عرض کیا کروں۔ فرمایا: قبر کے  
نزدیک ہو کر چالیس بار تکبیر کہہ، پھر  
عرض کر سلام آپ پر اے اہل بیت  
رسالت! میں آپ سے شفاعت چاہتا  
ہوں اور آپ کو اپنی طلب و خواہش و  
سوال و حاجت کے آگے کرتا ہوں، خدا  
گواہ ہے مجھے آپ کے باطن کریم و

(1) (جذب القلوب، باب دواز دہم در ذکر مقبرہ شریفہ بقیع، 138۔)

اس مسئلہ پر راقم کے "مقالات" جلد اول ملاحظہ فرمائیں (محمد ارشد مسعود غنی عنہ)

و ظاہر طاہر پر سچے دل سے اعتقاد ہے  
اور میں اللہ کی طرف بری ہوتا ہوں اُن  
سب جن و انس سے جو محمد و آل محمد کے  
دشمن ہوں صلی اللہ تعالیٰ علی محمد و آل محمد و  
بارک وسلم۔ آمین!

**قول (160.161)**

سیدی جمال کی قدس سرہ کے فتاویٰ میں ہے:

"سئلت عن یقول فی حال  
الشدائد یا رسول اللہ اویا علی اویا  
شیخ عبد القادر مثلاً هل هو  
جائز شرعاً أم لا؟ فأجبت نعم  
الإستغاثة بالأولیاء ونداءوهم  
والتوسل بهم أمر مشروع  
ومرغوب لا ینکره إلا مکابرا و  
معاند، وقد حرم بركة الأولیاء  
الکرام، وسئل شیخ الإسلام  
الشهاب الرملي الأنصاري  
الشافعي عما يقع من العامة من

مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے  
میں جو سختیوں کے وقت کہتا ہے یا رسول  
اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر مثلاً آیا یہ  
شرعاً جائز ہے نہیں؟ میں نے جواب دیا  
:ہاں! اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں  
پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا امر  
مشروع و شئے مرغوب ہے جس کا انکار  
نہ کرے گا۔ مگر ہٹ دھرم یا دشمن  
انصاف اور بے شک وہ برکت اولیاء  
کرام سے محروم ہے، شیخ الاسلام  
شہاب رملي انصاری شافعی سے استفتاء

قولهم عند الشدائد يا شيخ  
فلان ونحو ذلك من الاستغاثة  
بالأنبياء والمرسلين والأولياء  
الصالحين؛ فأجاب بما نصه

کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت مثلاً یا  
شیخ فلاں کہہ کر پکارتے ہیں اور انبیاء و  
اولیاء سے فریاد کرتے ہیں اس کا شرح  
میں کیا حکم ہے؟۔

الإستغاثة بالأنبياء والمرسلين  
والأولياء والعلماء الصالحين  
جائزة بعد موتهم۔ الخ ۵  
ملخصاً۔ (۱)

امام ممدوح نے فتویٰ دیا کہ انبیاء و  
مرسلین و اولیاء و علماء صالحین سے اُن  
کے وصال شریف کے بعد بھی  
استعانت و استمداد جائز ہے۔

### قول (162)

علامہ خیر الملتہ والدین ربلی خفی استاد صاحب درمختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فتاویٰ خیر یہ میں  
فرماتے ہیں:

"قولهم يا شيخ عبد القادر نداء  
فما الموجب لحرمت". (2)

لوگوں کا کہنا یا شیخ عبد القادر! یہ ایک ندا  
ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

(1) (فتاویٰ جمال مکی۔۔۔۔۔ وفتاویٰ الرملى، تفضیل البشر علی الملائكة، 382\4

وفيه: (فَأَجَابَ) بِأَنَّ الْإِسْتِغَاثَةَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ  
وَالصَّالِحِينَ جَائِزَةٌ وَلِلُّسُلِّ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ إِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ؛  
لِأَنَّ مُعْجِزَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ لَا تَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِمْ)

(2) (فتاویٰ خیرية، کتاب الکراهة والاستحسان، 182\2)

علامہ محمد بن محمد بن شرف الدین الخلیل الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1147ھ فرماتے ہیں: ==

## قول (163)

سید احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر علماء و اولیائے دیار مغرب سے ہیں اپنے قصیدہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

أنا لمريدي جامعٌ لشتاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ بِنَكْبَتِهِ  
وَإِنْ كُنْتُ فِي ضَيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ فَنَادِيَا زُرُوقَ آتِ بِسُرْعَتِهِ (1)  
میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اُس پر تعدی کرے اور اگر تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوندا کر: یا زروق، میں فوراً آ موجود ہوں گا۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب اس شیر الہی کا حال کتاب بستان المحدثین میں یوں لکھتے ہیں:

شیخ اوسیدی زیتون رحمة ان کے شیخ سیدی زیتون رحمۃ اللہ تعالیٰ  
اللہ تعالیٰ علیہ در حق او علیہ نے اُن کے حق میں بشارت دی  
بشارت دادہ کہ او از ابدال کے وہ ساتوں ابدال میں سے ایک ہیں  
سبعہ است وبا وصف علو علم باطن میں بلند رتبہ کے ساتھ ظاہری  
حال باطن تصانیف او در علوم میں بھی انکی کثیر تصانیف موجود

== "وأما قولهم: يا شيخ عبد القادر فهو نداء وإذا أضيف إليه شيء لله فهو طلب شيء إكراما لله تعالى فما الموجب لحرمة ذلك".

(فتاویٰ الخليلی علی المذهب الشافعی 263/2)

(1) (انظر: نیل الابتهاج بتطريز الديباج 133، وبستان المحدثین، 322)

علوم ظاہرہ نیز نافع شدہ ہیں جو نافع و مفید ہیں۔  
و مفید و کثیر افتادہ۔ (1)

پھر شمار تصانیف کے بعد لکھا:

بالجمله مردے جلیل القدریست کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر است و او از محققان صوفیہ است کہ بین الحقیقۃ و الشریعت جامع بودہ اند و بشاگردی او اجلہ علماء مفتخر و مباہی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی کہ سابق حال او مذکور شدہ و شمس الدین لقانی، الخ۔ (2)

پھر کہا:

و او را قصیدہ ایست بر طور قصیدہ جیلانیہ کہ بعضے قصیدہ غوثیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ بھی ہے جس کے بعض اشعار یہ ہیں۔

(1) (بستان المحدثین، 320)

(2) (بستان المحدثین، 320)



ابیات او این ست۔ (1)

اور وہی دو بیت مذکور نقل کیے۔

**قول (164.165)**

امام ابن الحاج امام ابن النعمان کی سفیۃ النجاء سے ناقل:

"الدُّعَاءُ عِنْدَ قُبُورِ الصَّالِحِينَ، قُبُورِ صَالِحِينَ كَيْ يَسْتَعِينَهُمْ بِدُعَائِهِمْ وَأَنْ يَسْتَعِينَهُمْ بِدُعَائِهِمْ  
وَالْتَّشَفُّعُ بِهِمْ مَعْمُولٌ بِهِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الْمُحَقِّقِينَ مِنْ أُمَّةٍ الدِّينِ"۔ (1)

**قول (166 تا 170)**

لباب و شرح لباب و اختیار و فتاویٰ ہندیہ میں ہے: والفظ للأولین فإنه أتم۔

بعد زیارت فاروقی بقدر ایک بالشت کے سرہانے کی طرف پلٹے اور وزیرین جلیلیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑا ہو کر بعد اعادہ سلام و ذکر مآثر اسلام عرض کرے:

جزا کما اللہ عن ذالک مرافقته فی جننتہ وایانا معکما برحمته انہ  
اللہ تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو ان خوبیوں کے عوض اپنی جنت میں اپنے  
رحم الراحمین و جزا کما اللہ عن الإسلام وأهله خیر الجزاء، جننا  
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائے اور آپ کے ساتھ ہمیں بھی بیشک وہ ہر مہر  
والے سے زیادہ مہر والا ہے، اللہ تعالیٰ یا صاحبی رسول اللہ ﷺ زائرین

(1) (بستان المحدثین، 320)

(2) (المدخل لابن الحاج، 255\1)

لنبينا وصديقنا وفاروقنا ونحن  
نتوسل بكمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
ليشفع لنا إِلَى رَبَّنَا. (2)

آپ دونوں کو اسلام و اہل اسلام کی  
طرف سے بہتر بدلہ کرامت فرمائے،  
اے نبی ﷺ کے دونوں یارو! ہم  
اپنے نبی اور اپنے صدیق اور اپنے  
فاروق کی زیارت کو حاضر ہوئے اور ہم  
نبی ﷺ کی طرف آپ دونوں سے  
توسل کرتے ہیں تاکہ حضور ﷺ  
ہمارے رب کے پاس ہماری شفاعت  
فرمائیں۔

اسی طرح مدخل میں ہے:

"يَتَوَسَّلُ بِهِمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُقَدِّمُهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ  
شَفِيعَيْنِ فِي حَوَائِجِهِ". (2)

یعنی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے نبی  
ﷺ کی طرف توسل کرے اور  
انہیں اپنی حاجتوں میں شفیع بنا کر حضور  
اقدس ﷺ کے آگے کرے۔

**قول (171)**

اشعة الممعات میں فرمایا:

(1) (المسلک المتقسط فی المنسک المتوسط علی لباب المناسک، باب

زيارة سیر المرسلین 290، والفتاویٰ الہندیۃ، زیارة قبر النبی ﷺ (266\1)

(2) (المدخل لابن الحاج، زیارة سید الأولین والآخرین، 265\1)

لیت شعری چہ میخوایند  
ایشان باستمداد و امداد کہ  
این فرقہ منکرند آن را آنچه  
مامی فہمیم ازاں اینست کہ  
داعی دعا کند خدا و توسل  
کند بروحانیت این بندہ  
مقرب یا ندا کند این بندہ  
مقرب را کہ اے بندہ خدا  
وولی وے شفاعت کن مراد  
بخوہ از خدا کہ بدہد مسئل  
و مطلوب مرا اگر این معنی  
موجب شرک باشد چنانکہ  
منکر زعم میکند باید کہ منع  
کردہ شود توسل و طلب دعا  
از دوستان خدا در حالت نیز  
و این مستحب و مستحسن  
است باتفاق و شائع است در  
دین و آنچه مروی و محکی  
ست از مشائخ

نہ معلوم وہ استمداد و امداد سے کیا چاہتے  
ہیں کہ یہ فرقہ اس کا منکر ہے۔ ہم جہاں  
تک سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنیوالا  
خدا سے دعا کرتا ہے اور اس بندہ مقرب  
کی روحانیت کو وسیلہ بناتا ہے یا اس  
بندہ مقرب سے عرض کرتا ہے اے خدا  
کے بندے اور اس کے دوست! میری  
شفاعت کیجئے اور خدا سے دعا کیجئے کہ  
میرا مطلوب مجھے عطا فرمادے، اگر یہ  
معنی شرک کا باعث ہو جیسا کہ منکر  
کا خیال باطل ہے تو چاہئے کہ اولیاء اللہ  
کو ان کی حیات دنیا میں بھی وسیلہ بنانا  
اور ان سے دعا کرنا ممنوع ہو حالانکہ یہ  
بالاتفاق مستحب و مستحسن اور دین میں  
معروف و مشہور ہے۔ ارواح کاملین  
سے استمداد اور استفادہ کے بارے  
میں مشائخ اہل کشف سے جو روایات و  
واقعات وارد ہیں وہ حصر و شمار سے باہر  
ہیں اور ان حضرات کے رسائل و کتب

اہل کشف در استمداد از ارواح میں مذکور اور اُن کے درمیان مشہور  
کمل واستفادہ ازاں خارج از ہیں۔ ہمیں ان کو بیان کرنے کی  
حصر است ومذکور ست در ضرورت نہیں اور شاید ہٹ دھرم منکر  
کتب و رسائل ایشاں کے لئے اُن کے کلمات سودمند بھی نہ  
ومشہور ست میان ایشاں، ہوں۔ خدا ہمیں عافیت میں رکھے۔  
حاجت نیست کہ آنرا ذکر اس مقام میں کلام طویل ہوا اس  
کنیم وشاید کہ منکر منکرین کی تردید و تذلیل کے پیش نظر  
متعصب سود نہ کند اور ا جو ایک فرقہ کے روپ میں آج کل نکل  
کلمات ایشاں، عافانا اللہ من آئے ہیں اور اولیاء اللہ سے استمداد و  
ذلک کلام درین مقام بحد استعانت کا انکار کرتے ہیں اور ان  
اطناب کشید بر زغم منکراں حضرات کی بارگاہ میں توجہ کرنے  
کہ در قرب این زماں فرقہ پیدا والوں کو مشرک و بت پرست سمجھتے ہیں  
شدہ اند کہ منکر اند استمداد اور کہتے ہیں جو کہتے ہیں اھ  
واستعانت را از اولیائے خدا  
ومتوجہاں بجناب ایشاں را  
مشرک بخدا و عبدة اصنام  
میدانند و میگویند آنچه می  
گویند اھ ملتقطاً۔ (1)

اور شرح عربی میں اس مضمون اخیر کو یوں ادا فرمایا:

إِنَّمَا أَطْلَنَّا الْكَلَامَ فِي هَذَا الْمَقَامِ  
رَغْمًا لِأَنَّهُ الْمُنْكَرِينَ فَإِنَّهُ قَدْ  
حَدَّثَ فِي زَمَانِنَا شَرَّ ذِمَّةٍ يَنْكُرُونَ  
الِاسْتِمْدَادَ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ وَيَقُولُونَ  
مَا يَقُولُونَ وَمَا لَهُمْ عَلَى ذَلِكَ مِنْ  
عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ- (1)

ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا  
منکروں کی ناک خاک پر رگڑنے کو کہ  
ہمارے زمانے میں معدودے چند  
ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیاء  
سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں  
جو کچھ کہتے ہیں اور انہیں اس پر کچھ علم  
نہیں یونہی اپنے سے اٹھکیں دوڑاتے  
ہیں۔

اسی طرح جذب القلوب شریف میں معنی توسل و استمداد بروجہ مذکور بیان کر کے فرمایا:

وَرُودُ نَصِّ قِطْعِي دَرِ وَیِ اس بارے میں نصِ قطعی کی ضرورت  
حاجت نیست بلکه عدم نص نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر نص نہ ہونا  
بر منع آن کافی ست۔ (2) ہی کافی ہے۔

(1) (لمعات التنقیح فی شرح مشکاة المصابیح، باب حکم الأسراء 40/7)  
نوٹ: مطبوع مطبع اہلسنت و جماعت واقع بریلی، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، الاعظمیہ پبلی کیشنز، لاہور،  
کے نسخوں میں شیخ محقق کے فارسی و عربی عبارات کے حاشیہ میں فوائد موجود ہیں جن میں  
(۱) استمداد کا منکر متعصب ہے اور اولیاء سے بے اعتقاد (۲) جواز استمداد پر دلیل کی حاجت نہیں  
(۳) استمداد کا منکر ایک ذلیل طائفہ نو پیدا ہے۔

(2) (جذب القلوب، باب پانزدہم، در بیان حکم زیارت قبر مکرم، 224)

## قول (172)

شیخ الاسلام جنہیں مائے مسائل میں علمائے محدثین سے شمار کیا اور اُن کی کتاب کشف الغطاء پر جا بجا اعتماد و اعتبار کیا، اسی کشف الغطاء میں فرماتے ہیں:

انکارِ استمداد را وجہ ہے استمداد سے انکار کی کوئی صحیح وجہ نظر نہیں آتی مگر یہ کہ سرے سے روح و بدن کے تعلق کا ہی بالکل انکار کر دیں۔ اور یہ نص کے خلاف ہے۔ اس تقدیر پر تو قبروں کے پاس جانا اور زیارت کرنا سب لغو اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک دوسری بات ہے جس کے خلاف تمام آثار و احادیث دلیل ہیں اور استمداد کی صورت کیا ہے؟ یہی کہ حاجت مند اپنی حاجت خدائے عز و جل سے بندہ مقرب کی روحانیت کو وسیلہ کر کے طلب کرتا ہے یا اس بندے کو ندا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے خدا کے بندے! اور اس کے دوست! میری شفاعت کیجئے اور میرے مطلوب بندہ کے لئے خدا سے دعا اے

انکارِ استمداد را وجہ ہے استمداد سے انکار کی کوئی صحیح وجہ نظر نہیں آتی مگر یہ کہ سرے سے روح و بدن کے تعلق کا ہی بالکل انکار کر دیں۔ اور یہ نص کے خلاف ہے۔ اس تقدیر پر تو قبروں کے پاس جانا اور زیارت کرنا سب لغو اور بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک دوسری بات ہے جس کے خلاف تمام آثار و احادیث دلیل ہیں اور استمداد کی صورت کیا ہے؟ یہی کہ حاجت مند اپنی حاجت خدائے عز و جل سے بندہ مقرب کی روحانیت کو وسیلہ کر کے طلب کرتا ہے یا اس بندے کو ندا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے خدا کے بندے! اور اس کے دوست! میری شفاعت کیجئے اور میرے مطلوب بندہ کے لئے خدا سے دعا اے

خدا و ولی وے شفاعت کن  
مرا و بخواه از خدائے تعالیٰ  
مطلوب مرا و در وے ہیچ  
شائبہ شرک نیست  
چنانچہ منکر و ہم کردہ۔ (1)  
**قول (173)**

سید محمد عبد ریی مدخل میں دوبارہ زیارت قبور انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں:

"يَأْتِي إِلَيْهِمُ الزَّائِرُ وَيَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ  
قَصْدُهُمْ مِنَ الْأَمَاكِينِ الْبَعِيدَةِ.  
فَإِذَا جَاءَ إِلَيْهِمْ فَلْيَتَّصِفْ بِالذُّلِّ،  
وَالْإِنْكَسَارِ، وَالْتَّسْكِنَةِ، وَالْفَقْرِ،  
وَالْفَاقَةِ، وَالْحَاجَةِ، وَالْإِضْطِرَّارِ،  
وَالْخُضُوعِ، وَيَسْتَغِيثُ بِهِمْ  
وَيَطْلُبُ حَوَائِجَهُ مِنْهُمْ وَيَجْزِمُ

زائر اُن کے آگے حاضر ہو اور اس پر  
متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے اُن  
کی زیارت کا قصد کرے پھر جب  
حاضری سے شرف یاب ہو تو لازم ہے  
کہ ذلت و انکسار و محتاجی و فقر و فاقہ و  
حاجت و بے چارگی و فروتنی کو شعار  
بنائے اور اُن کی سرکار میں فریاد کرے

(1) (کشف الغطاء، فصل دہم زیارت قبور، 80.81)

نوٹ: شیخ الاسلام کی عبارت کے حاشیہ میں مطبوع مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، حامد اینڈ کمپنی

لاہور میں ہے: استمداد کے انکار میں صد ہا دینیات کا انکار ہے)

لِلْجَابَةِ بِبَرَكَتِهِمْ، فَإِنَّهُمْ بَابُ اللَّهِ  
 الْمَفْتُوحِ، وَجَرَتْ سُنَّتُهُ سُبْحَانَهُ  
 وَتَعَالَى فِي قَضَاءِ الْحَوَائِجِ عَلَى  
 أَيْدِيهِمْ وَبِسَبَبِهِمْ" (ملخصاً) -  
 (1)  
 اور اُن سے اپنی حاجتیں مانگے اور یقین  
 کرے کہ اُن کی برکت سے اجابت  
 ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے درکشادہ ہیں  
 اور سنت الہی جاری ہے کہ اُن کے ہاتھ  
 پر اور اُن کے سبب سے حاجت روائی  
 ہوتی ہے۔

والحمد لله رب العلمین

(1) (المدخل لابن الحاج، فصل في زيارة القبور، 258/1)

نوٹ: سیدی محمد عبدری کے قول کے حاشیہ میں مطبوع مطبع اہل سنت و جماعت بریلی، حامد اینڈ کمپنی  
 لاہور، اور الاعظمیہ پبلی کیشنز میں ہے: (۱) دور دور سے قصد مزارات کرے۔ (۲) مزارات کے  
 آگے خشوع و خضوع (۳) سنت الہی جاری ہے کہ اولیاء کے ہاتھ پر حاجت روائی ہوتی ہے)



## فصل پانزدہم

بقیہ تصریحات سماع اموات میں

**قول (174 تا 178)**

امام خاتمة المجتہدین تقی الملة والدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شفاء السقام کے باب تاسع فی حیاة الانبیاء میں ایک فصل "ماورد فی حیاة الانبیاء" دوسری فصل "حیات شہداء" میں وضع کر کے فصل ثالث تمام اموات کے سماع و کلام و ادراک و حیات میں وضع کی اور اس میں احادیث صحیحہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہما سے علم و سماع موتی ثابت کر کے فرمایا:

"وعلى الجملة هذه الأمور ممكنة بالجمله یہ سب امور قدرت الہی میں ممکن فی قدرة الله تعالى وقد وردت بها ہیں اور بے شک ان کے ثبوت میں یہ الأخبار الصحيحة فيجب حدیثیں وارد ہوئیں تو ان کی تصدیق التصدیق بها"۔ (1)

فصل اول میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی تحقیق کر کے آخر میں فرمایا:

"أما · الإدراكات كالعلم رہے ادراکات جیسے علم و سماع، یہ تو یقیناً والسماع فلا شك إن ذلك ثابت تمام اموات کے لئے ثابت ہیں پھر لسائر الموتى فكيف بالأنبياء" انبیاء تو انبیاء ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ (2)

(1) (شفاء السقام، الباب التاسع، الفصل الثالث، 203)

(2) (شفاء السقام، الباب التاسع، الفصل الأول، 192، 191)

امام جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں اس جناب کا یہ قول نقل کر کے تقریر فرمائی۔ (1)

امام زین الدین مراغی جنہیں شرح مواہب میں "المحدث، العالم النحریر" کہا (2)۔

اس جناب کی یہ تحقیق انیق نقل کر کے فرماتے ہیں:

"إنه مما يعز وجوده وفي مثله  
فليتنافس المتنافسون" (3) یہ نایاب تحقیق ہے اور چاہیے کہ ایسی ہی  
چیز میں نہایت رغبت کریں رغبت  
کرنے والے۔

امام احمد قسطلانی نے مواہب شریف میں امام سبکی کا وہ ارشاد مبین اور امام زین الدین کی یہ جلیل تحسین استثناء نقل کی، پھر علامہ عبدالباقی زرقانی نے شرح مواہب میں اس کی تقریر و تائید میں حدیثیں نقل کیں۔ (4)

**قول (179)**

امام مدوح نے باب مذکور کی فصل خامس میں فرمایا:

"كان المقصود بهذا كله تحقيق  
السماع ونحوه من الاعراض بعد  
اس سب سے مقصود موت کے بعد سماع  
وغیرہ صفات کی تحقیق تھی کہ بعض لوگ

(1) (شرح الصدور، باب زیارة القبر و علم الموتی بزوارهم و رؤیتهم لهم 204)

(2) (انظر: شرح الزرقاني على المواهب 369\7)

(3) (المواهب اللدنیہ، حی فی قبره، 394\2)

(4) (انظر: شرح الزرقاني على المواهب، 369.370\7)

الموت ، فإنه قد يقال ان هذه الاعراض مشروطة بالحياة ، فكيف تحصل بعد الموت وهذا خيال ضعيف لأننا لا ندعى ان الموصوف بالموت موصوف بالسماع وإنما ندعى ان السماع بعد الموت حاصل لحي ، وهو اما الروح وحدها حالة كون الجسد ميتا أو متصله بالبدن حالة عود الحياة اليه"-(1)

### قول (180)

علامہ قنوی سے جذب القلوب میں ہے کہ انہوں نے بہت احادیث ذکر کر کے فرمایا: جميع این احادیث دلالت دارد بر آنکہ اموات را ادراک و سماع حاصل ست و شک نیست کہ سمع از اعراضی است کہ مشروط است بحياة، پس همه حی اند ، ان تمام احادیث میں اس بات پر دلیل موجود ہے کہ مردوں کو ادراک و سماع حاصل ہے اور بلاشبہ سماعت ایسا وصف ہے جس کے لئے زندگی شرط ہے تو سب زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی حیات شہداء سے کم درجے کی ہے اور حیات انبیاء

ولیکن حیاتِ ایشان در  
مرتبه کمتر از حیاتِ شهدا  
است ، و حیاتِ انبیاء  
صلوات اللہ تعالیٰ علیہم  
کامل تر از حیاتِ شهدا  
است۔ (1)

### قول (181.182)

امام قرطبی پھر امام سیوطی قبر کے پاس قرآن شریف پڑھنے کے مسئلے میں فرماتے ہیں:  
"وَقَدْ قِيلَ إِنَّ ثَوَابَ الْقِرَاءَةِ  
لِلْقَارِئِ وَلِلْمِيتِ ثَوَابٌ  
الِاسْتِمَاعِ وَلِذَلِكَ تُلْحَقُهُ الرَّحْمَةُ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى {وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ  
فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ  
تَرْحَمُونَ} وَلَا يَبْعَدُ [فِي] مَنْ كَرَّمَ  
اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُلْحَقَهُ ثَوَابُ الْقِرَاءَةِ  
وَالِاسْتِمَاعِ مَعًا"۔ (2)

بتحقیق کہا گیا کہ پڑھنے کا ثواب قاری  
کو ہے اور میت کے لئے اس کا اجر ہے  
کہ اس نے کان لگا کر قرآن سنا اور اسی  
لئے اُس پر رحمت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
فرماتا ہے: جب قرآن پڑھا جائے تو  
کان لگا کر سنو اور چپ رہو شائد تم پر مہر  
ہو۔ اور کچھ یہ بھی خدا کے کرم سے دور  
نہیں کہ مردے کو قرأت و استماع  
دونوں کا ثواب پہنچائے۔

(1) (جذب القلوب، باب چہارم، 206.207)

(2) (تذکرۃ بأحوال الموتی، القراءة عند المیت 288، وشرح الصدور 312)

**اقول:**

ثواب قرأت پہنچنے پر جزم نہ کرنے کا باعث یہ کہ وہ شافعی المذہب ہیں اور سیدنا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک عباداتِ بدنہ کا ثواب نہیں پہنچتا، مگر جمہور اہلسنت قائل اطلاق عموم ہیں، اور یہی مذہب ہمارے امام رضی اللہ عنہ کا ہے یہاں تک کہ خود محققین شافعیہ نے اُس کی ترجیح و تصحیح کی منہم السیوطی فی انیس الغیرب۔ تو ہمارے نزدیک شک نہیں کہ میت کو تلاوت کا بھی ثواب پہنچتا ہے۔ (1)

**قول (183)**

علامہ حلبی سیرۃ انسان العیون میں امام ابوالفضل خاتم الحفاظ سے ناقل:

سَمَاعٌ مَوْتَى كَلَامِ الْخَلْقِ حَقٌّ قَدْ جَاءَتْ بِهِ عِنْدَنَا الْآثَارُ فِي الْكُتُبِ (2)

اموات کا کلامِ مخلوق کو سننا حق ہے بیشک اس باب میں ہمارے پاس کتابوں میں حدیثیں آئیں۔

**قول (184)**

ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی مرحوم ارکانِ اربعہ میں فرماتے ہیں:

"انکار التلقین بناء علی ما قیل اس بناء پر کہ بعض نے کہا کہ مردہ نہیں

(1) (تلاوت قرآن کا ثواب میت کو پہنچنے کے متعلق قبلہ مناظر اسلام حضرت علامہ مفتی محمد عباس رضی مدظلہ العالی کی تلاوت قرآن برائے ایصالِ ثواب۔ اور راقم الحروف کی جامع ایصالِ ثواب ملاحظہ فرمائیں، محمد ارشد مسعود عفی عنہ)

(2) (السيرة الحلبية۔ إنسان العیون فی سیرۃ المؤمن المأمون، 250\2، والحاوي

للفتاوی 16\2، و 211\2)

ان الميت لا يسمع مذهب سنتا، تلقين سے انکار مذہب باطل ہے۔  
باطل"۔ (1)

**قول (185)**

زہر الربی شرح سنن نسائی میں بعد تحقیق و تفصیل نقل فرمایا:

"فَثَبَّتَ بِهَذَا أَنَّهُ لَا مُنَافَاةَ بَيْنَ  
كَوْنِ الرُّوحِ فِي عِلِّيِّينَ أَوْ الْجَنَّةِ أَوْ  
السَّمَاءِ وَأَنَّ لَهَا بِالْبَدَنِ اتِّصَالًا  
بِحَيْثُ تُدْرِكُ وَتَسْمَعُ وَتُصَلِّي وَتَقْرَأُ  
وَأَمَّا يُسْتَعْرَبُ هَذَا لِكَوْنِ  
الشَّاهِدِ الدُّنْيَوِيِّ لَيْسَ فِيهِ مَا  
يُشَاهِدُ بِهِ هَذَا وَأُمُورُ الْبَرْزَخِ  
وَالْآخِرَةِ عَلَى نَمَطٍ غَيْرِ الْمَأْلُوفِ فِي  
الدُّنْيَا"۔ (2)

تو ثابت ہوا کہ کچھ منافات نہیں اس  
میں کہ روح علیین یا جنت یا آسمانوں  
میں ہو اور اُس کے ساتھ بدن سے ایسا  
اتصال رکھے کہ سمجھے، سنے، نماز پڑھے  
قرآن مجید کی تلاوت کرے، اس سے  
تعجب یوں ہوتا ہے کہ دُنیا میں کوئی بات  
اس کے مشابہ نہیں پاتے، حالانکہ برزخ  
و آخرت کے کام اُس روش پر نہیں جو دنیا  
میں دیکھی بھالی ہے۔

**قول (186 تا 189)**

علامہ عبدالرؤف تیسیر میں وائل اور مولانا علی قاری مرقاۃ میں قاضی سے ناقل:

واللفظ للمناوی: "النُّفُوسُ  
القدسية إذا تجردت عن العلائق  
الفاظ مناوی کے ہیں: پاک جانیں  
جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی

(1) (ارکان اربعہ....)

(2) (زہر الربی حاشیہ علی النسائی، کتاب الجنائز، 293\1)

الْبَدَنِيَّةُ اتَّصَلَتْ بِالْهَلَاءِ الْأَعْلَى      ہیں ملاء اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور اُن  
وَلَمْ يَبْقَ لَهَا حِجَابٌ فَتَرَى وَتَسْمَعُ      کے لئے کوئی پردہ نہیں رہتا سب کچھ ایسا  
الْكُلِّ كَالْمَشَاهِدِ"۔ (1)  
قول (190)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث: "لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جَنَّ وَلَا  
إِنْسٍ وَلَا شَيْءٍ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" محدث علامہ ابن مالک سے منقول:  
"تنكيرهما في سياق النفي؛ لتعظيم الأحياء والأموات"۔ (2)  
یعنی حدیث شریف کا یہ مطلب ہے کہ زندہ جن اور زندہ آدمی جتنے لوگوں کو  
مؤذن کی آواز پہنچتی ہے اور وہ اس کی آذان سنتے ہیں سب روز قیامت اس کے لئے  
گواہی دیں گے۔

(1) (تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة للقاضي البيضاوي، باب الصلاة على النبي  
ﷺ وفضائلها 307\1، والتيسير بشرح الجامع الصغير، حرف الحاء، 502\1،  
وفيض القدير شرح الجامع الصغير 400\3، و199\4، ومرقاۃ المفاتيح شرح  
مشكاة المصابيح، باب الصلاة على النبي ﷺ)۔ وشرح الطيبي على مشكاة  
المصابيح، باب الصلاة على النبي ﷺ)۔

(2) (شرح مصابيح السنة لابن الملك، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن 399\1،  
ومرقاۃ المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن۔۔  
ومرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح لمباركفوري، باب فضل الأذان وإجابة  
المؤذن 362\2)

یہاں تصریح ہوئی کہ بعد موت علم و سماع کا باقی رہنا بنی آدم سے خاص نہیں، جن کے لئے حاصل ہے اور واقعی ایسا ہی ہونا چاہیے، لانعدام المخصص، کیونکہ کوئی دلیل تخصیص نہیں۔

### قول (191 تا 198)

امام اسمعیل، پھر امام بیہقی، پھر امام سہیلی، پھر امام قسطلانی، پھر امام علامہ شامی، پھر علامہ زرقانی نے سماع موتی کا اثبات کیا اور دلیل انکار سے جواب دیے: کہا یظهر بالمراجعة الى الارشاد والموهوب وشرحها وغير ذلك من اسفار العلماء۔ (1) جیسا کہ ارشاد الساری شرح بخاری، مواہب لدنیہ، شرح مواہب اور ان کے علاوہ کتب علماء کے مطالعہ سے معلوم ہوگا۔

مواہب میں امام ابن جابر سے بھی اثبات سماع نقل کیا۔ (2)

امام کرمانی، امام عسقلانی، امام عینی، امام قسطلانی نے شرح صحیح بخاری اور امام سخاوی، امام سیوطی، علامہ حلبی، علی قاری، شیخ محقق وغیرہم نے اس کی تحقیق فرمائیں۔

از انجا کہ یہ اقوال ان کی مباحث سے متعلق جنہیں اس رسالہ دورِ آئندہ پر محمول رکھا ہے، لہذا ان کی نقل عبارات ملتوی رہی واللہ الموفق۔

### قول (199)

جذب القلوب شریف میں ہے:

(1) (انظر: ارشاد الساری شرح صحیح البخاری 255\6، والمواہب اللدنیۃ

392\2، وشرح الزرقانی علی المواہب 364.373\7 وغیرہم)

(2) (المواہب اللدنیۃ، مغازیہ و سرائیہ وبعوثہ صلی اللہ علیہ وسلم 224\1)



تمام اہل سنت و جماعت تمام اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے  
اعتقاد دارند بہ ثبوت کہ علم اور سماعت جیسے ادراکات تمام  
ادراکات مثل علم و سماع مردوں کے لئے ثابت ہیں۔  
سائر اموات را۔ (1)

### قول (200)

جامع البرکات میں فرمایا:

سمہودی می گوید کہ تمام امام سہمہودی فرماتے ہیں کہ تمام سنت  
اہل سنت و جماعت اعتقاد اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ عام  
دارند بہ ثبوت ادراک مثل افراد بشر میں سے تمام مردوں کے لئے  
علم و سمع و بصر مر سائر ادراک جیسے علم اور سننادیکھنا ثابت ہے  
اموات را از آحاد بشر انتہی۔ انتہی۔ (2)  
والحمد لله رب العلمین۔

(1) (جذب القلوب، باب چہار دہم، 201.202)

(2) (انظر: وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى ﷺ، 181/4، جامع البرکات۔۔۔۔)

محمد بن علی شوکانی نے نیل الأوطار 295/3 میں لکھا کہ:

"وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَيٌّ بَعْدَ  
وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ يُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ، وَأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يُبْلَوْنَ مَعَ أَنَّ مُطْلَقَ الْإِدْرَاكِ  
كَالْعِلْمِ وَالسَّمَاعِ ثَابِتٌ لِسَائِرِ الْمَوْتَى".

اسی بات کو عظیم آبادی غیر مقلد نے عون المعبود شرح سنن ابوداؤد 261/3 میں نقل کیا ہے۔ =

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے جن سو (100) ائمہ و علماء کے اسمائے طیبہ گنائے تھے بحمد اللہ اُن کے اور اُن سے علاوہ اوروں کے بھی اقوال عالیہ دو سو (200) شمار کر دیئے اور ایفاء وعدہ سے سبکدوش ہوا۔

### تنبیہ:

ناظر گمان نہ کرے کہ ہمارے تمام دلائل بس اسی قدر، بلکہ جو نقل نہ کیا وہ بیشتر و اکثر۔ پھر فقیر غفر لہ المولیٰ القدر نے اس رسالہ میں یہ التزام بھی رکھا کہ جو آثار و احادیث و اقوال علمائے قدیم و حدیث خاص حضور پر نور سید عالم حی باقی روح مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات عالی و علم عظیم و سمیع جلیل و بصر کریم میں وارد نہیں ذکر نہ کرے تین وجہ سے:

**اولاً:** مسلمانوں پر نیک گمان کہ خاص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کلمہ گو مثل سائر اموات نہ جانے گا، ارباب طائفہ کہ ارواح موتی کو جہاد سمجھتے ہیں شاید یہاں اس کلمہ مغضوبہ مغضوبہ سے انہیں بھی احتراز ہو، اور معاذ اللہ جسے نہ ہو تو استغفر اللہ، ایسا شقی لئیم قابل کلام و خطاب نہیں بلکہ اُس کا جواب اللہ کا عذاب، والعیاذ باللہ رب العالمین۔

== حسین بن محمد مغربی نے البدرا التمام شرح بلوغ المرام 407\5 میں لکھا کہ:

"قَالَ الْأُسْتَاذُ أَبُو مَنْصُورٍ الْبَغْدَادِيُّ: قَالَ الْمُتَكَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا: إِنَّ نَبِيَّنَا - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ وَإِنَّهُ بَشَرٌ بِطَاعَةِ أَمَّتِهِ، وَإِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَا يَبْلَوْنَ مَعَ أَتَانَا نَعْتَقِدُ ثُبُوتَ الْإِدْرَاكَاتِ كَالْعِلْمِ وَالسَّمَاعِ لِسَائِرِ الْمَوْتَى."

یہی بات احمد بن غنیم النفر اوی الماکی نے الفواکہ الدانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی 96\1 میں لکھی ہے۔

**ثانیاً:** واللہ! فقیر کو حیا آئی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک ایسی بحث "لا" و "نعم" میں بطور خود شامل کرے، ہاں دوسرے کی طرف سے ابتداء ہو تو اظہار حق میں مجبوری ہے۔

**ثالثاً:** وہاں دلائل کی وہ کثرت کی نطق بیان سے عاجز۔

پھر انہیں اقوال پر قناعت بس کہ جس سرکار کے غلام ایسے "العظیمة لله" اُس کا پوچھنا ہی کیا۔

آخر انہیں یہ مدارج و معارج کس نے عطا کئے، اسی سرکار ابد قرار نے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علی آلہ و صحبہ و ابنہ الا کرم سیدی و مولای الغوث الأعظم، والحمد لله رب العالمین۔

## نوع دوم

### اقوال کبراء و عمائد خاندان عزیز میں

یہاں اقوال مختلف مذکور ہوں گے ناظر اُن کے مطالب کو فصول نوع اول پر تقسیم کر لے  
سردست سو 100 مقال اُن کے بھی حاضر کرتا ہوں وباللہ التوفیق۔

## وصل اول

### مقال (1)

شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں:

"إذا انتقلوا إلى البرزخ كانت تلك الأوضاع والعادات والعلوم معهم لا تفارقهم - أن کے ساتھ ہوتے ہیں جدا نہیں ہوتے۔"

### مقال (2)

اسی میں ہے:

"إذ مات هذا البارع لا يفقد هو ولا براعته بل كل ذلك بحاله. (ملخصاً)۔ (2) جب یہ بندہ کامل انتقال فرماتا ہے نہ وہ گمنا ہے نہ اس کا کمال بلکہ سب بدستور اُسی حال پر رہتے ہیں۔"

(1) (فیوض الحرمین مترجم، مشہد عظیم و تحقیق شریف 42)

(2) (فیوض الحرمین مترجم، تحقیق شریف، 113)

**مقال (3)**

اسی میں ہے:

"کل من مات من الکمل یتخیل  
إلى العامة أنه فقد من العالم،  
ولا والله ما فقد بل تجوهر  
وقوی"۔ (1)

جس کامل کا انتقال ہوتا ہے عوام کے  
خیال میں گزرتا ہے کہ وہ عالم سے گم گیا  
حالانکہ خدا کی قسم! وہ گما نہیں بلکہ اور  
جوہر دار قوی ہو گیا۔

**مقال (4)**

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

چوں آدمی می میرد روح را  
اصلا تغیر نمیشود چنانچہ  
حامل قوی بود حالا ہم ست  
وشعور وادرا کرے کہ داشت  
حالا ہم دارد بلکه صاف ترو  
روشن تراہ ملخصاً (2)

جب آدمی مرتا ہے روح میں بالکل کوئی  
تغیر نہیں ہوتا، جس طرح پہلے حامل قوی  
تھی اور جو شعور و ادراک اسے پہلے تھا  
اب بھی بلکہ اب زیادہ صاف اور روشن  
ہے اہ ملخصاً۔

**مقال (5)**

تحفہ اثناء عشریہ میں فرماتے ہیں:

چوں روح از بدن جدا شد  
جب روح بدن سے جدا ہوتی ہے

(1) (فیوض الحرمین، تحقیق شریف، 111)

(2) (تفسیر عزیزی، آیت ولا تقولوا لمن لقیل الخ، 559\1)

قوائے نباتی از وجد امی شوند  
 نه قوائے نفسانی و حیوانی  
 واگر وجود قوائے نفسانی و  
 حیوانی فیضاناً یا بقاء  
 مشروط باشد بوجود قوائے  
 نباتی و مزاج لازم آید کہ  
 ملائکہ را شعور و ادراک  
 و حس و حرکت و غضب و  
 دفع منافر نباشد، پس حال  
 ارواح در عالم قبر مثل حال  
 ملائکہ است کہ بتوسط  
 شکلی و بدن کار می کنند  
 و مصدر افعال حیوانی  
 و نفسانی می گردند بے آنکہ  
 نفس نباتی همراه داشته  
 باشند۔ (1)

### مقال (6)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن سے مولوی اسحاق نے مائے مسائل و اربعین میں استناد کیا اور

جناب مرزا صاحب اُن کے پیرومرشد ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب 75 میں انھیں فضیلت و ولایت مآب، مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے، رسالہ تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:

اولیاء گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشان جسم ہے یعنی اُن کی رُوحیں جسموں کا کام کرتی ہیں اور کبھی اجسام انتہائی لطافت کی وجہ سے رُوحوں کے رنگ میں جلوہ نما ہوتے ہیں۔ اولیاء بتاتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ اُن کی رُوحیں زمین، آسمان اور جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے قبر میں اُن کے جسم کو مٹی نہیں کھاتی، بلکہ کفن بھی سلامت رہتا ہے۔ ابن ابی الدنیا امام مالک سے راوی ہیں کہ: مومنوں کی رُوحیں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں۔ مومنین سے مراد کاملین ہیں، حق تعالیٰ اُن کے اجسام کو رُوحوں کی قوت عطا فرماتا ہے

اولیاء گفتہ اند ارواحنا اجسادنا یعنی ارواح ایشان کار اجساد میکند و گاہی اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می بر آید، میگویند کہ رسول خدا را سایہ نبود ﷺ ارواح ایشان از زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند می روند و بسبب ہمیں حیات اجساد آنہا را در قبر خاک نمیخورد بلکہ کفن ہم میماند ابن ابی الدنیا از مالک روایت نمود، ارواح مومنین ہر جا کہ خواہد سیر کنند مراد از

مومنین کاملین اند حق تعالیٰ وہ قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں، ذکر  
اجساد ایشان راقوت ارواح مے کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔  
دھد در قبور نماز میخوانند  
و ذکر می کنند و قرآن میخوانند  
اہم ملخصاً۔ (1)

### مقال (7)

تفسیر عزیزی میں ارواح انبیاء و اولیاء و عام صلی علیہم و علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر  
کر کے کہ بعض علیین اور بعض آسمان اور بعض درمیان آسمان و زمین اور بعض چاہ  
زمزم میں ہیں، لکھتے ہیں:

تعلقے بقبر نیز این ارواح ان رُوحوں کی قبر سے بھی ایک تعلق رہتا  
رامے باشد کہ بحضور زیارت ہے جس کے سبب زائرین اور عزیزوں  
کنندگان و اقارب و دیگر دوستوں کی آمد کا انہیں علم ہوتا ہے اور  
دوستان بر قبر مطلع اُن سے انہیں اُنس حاصل ہوتا ہے اس  
و مستانس مے گردند وزیرا لئے مکان کی دوری و نزدیکی روح کے  
کہ رُوح راقرب و بُعد مکانی لئے اس ادراک سے مانع نہیں  
مانع این دریافت نمی شود ہوتی۔ انسان کے وجود میں اس کی  
و مثال آن در وجود انسان مثال رُوح بصر ہے جو ہفت آسمان کے  
روح بصری است کہ ستار ستارے کنویں کے اندر سے دیکھ سکتی



ہائے ہفت آسمان را درون ہے۔

چاہے تو اندید۔ (1)

## مقال (8)

مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ میں ہے:

"پانچویں قسم: مہربانی اور انس کے لئے ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ کوئی گزرے اوپر قبر مومن بھائی اپنے کے اور سلام کرے تو پہچانتا ہے وہ اُس کو، اور جواب

سلام کا دیتا ہے، وعزہ الامام النووی۔" (2)

## مقال (9)

(1) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ان کتاب الأبرار لفی علیین، 193)

(2) (مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح، باب زیارة القبور، فصل اول، 716.717\1 بحوالہ فتاویٰ

رضویہ جدید 805\9)

نوٹ: راقم الحروف کے پاس مظاہر حق جدید جس کی تزئین و ترتیب جدید عبد اللہ جاوید غازی پوری

فاضل دیوبند نے کی ہے اس میں زیارت قبور کی قسمیں ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: (۲)

دعا مغفرت اور ایصال ثواب وغیرہ کے لیے یہ ہر مسلمان کے لیے مسنون ہے۔ (۳) حصول

برکت و سعادت کی خاطر۔ اس مقصد کے تحت اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت

کی جاتی ہے کیونکہ برزخ میں بزرگان دین اور اولیاء اللہ کے تصرفات اور ان کی برکتیں بے شمار

ہیں۔۔ (۵) دینی اخوت و محبت اور انس و مہربانی کے تحت۔ جیسا کہ ایک حدیث میں منقول ہے کہ

: جب کوئی شخص اپنے کسی بھی مومن بھائی کی قبر پر گزرتا ہے اور وہاں سلام (و دعاء مغفرت وغیرہ)

پیش کرتا ہے تو مردہ اس شخص کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(مظاہر حق جدید 166.167\2، دارالاشاعت کراچی)

مولوی اسحاق صاحب نے اربعین میں عورتوں کے لئے زیارت قبر مطلقاً ممنوع ٹھہرانے کو نصاب الاحتساب سے نقل کیا کہ:

"جب وہ نکلنے کا ارادہ کرتی ہے ملعونہ ہوتی ہے جب نکلتی ہے چار طرف سے شیاطین اسے گھیر لیتے ہیں:" **"وَإِذَا أَتَتْ الْقَبْرَ يَلْعَنُهَا رُوحُ الْمَيِّتِ"** (1) اور جب قبر پر آتی ہے میت کی روح اُسے لعنت کرتی ہے۔

اپنا ادعائے اطلاق ثابت کرنے کو نقل تو کر گئے مگر نہ دیکھا کہ اُس نے جمادیت موتی کا خاتمہ کر دیا۔ کلام مذکور صاف دلیل واضح ہے کہ میت حضور زائر پر مطلع ہوتا اور یہ بھی پہچانتا ہے کہ یہ مرد ہے یا عورت، اور اُس کے بیجا فعل سے پریشان بھی ہوتا ہے یہاں تک کہ زن زائرہ پر لعنت کرتا ہے۔

### مقال (10)

مرزا مظہر جانجاناں اپنے ملفوظات میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہتے ہیں:

ایک باران کی مدح میں ایک قصیدہ	ایک بار قصیدہ در مدح
عرض کیا تھا، اس فقیر کے حال پر بہت	ایشان گفتہ بودم، عنایت
عنایت فرمائی اور تواضعاً فرمایا کہ ہم اس	بسیار بحال فقیر نمودہ از
ساری ستائش کے لائق نہیں۔	روئے تواضع فرمودند ما

(1) (مسائل اربعین، مسئلہ 39، ص 96)

نوٹ: مطبوع مطبوع اہل سنت بریلی شریف، حامد اینڈ کمپنی لاہور، الاعظمیہ میں مقال نمبر

(۹) کے حاشیہ میں ہے: مولوی اسحاق کا نادانستہ علم اموات پر ایمان لانا۔

لأنق اینہمہ ستائش نیستم۔ (1)

### مقال (11)

اسی میں حضرت مولیٰ علی وجہ الکریم کی نسبت کہا:

یک بار قصیدہ بجانب ایک باران کی بارگاہ میں ایک قصیدہ  
ایشان عرض نمودم۔ الخ (2) عرض کیا الخ۔

### مقال (12)

شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

"إذا مات الإنسان كان للنسبة  
نشأة أخرى فينشئ فيض  
الروح الالهي فيها قوة فيما بقي من  
الحس المشترك تكفي كفاية  
السمع والبصر والكلام"۔ (3)

جب آدمی مرتا ہے روح حیوانی کے  
لئے ایک اور اُٹھان ہوتی ہے تو روح  
الہی کا فیض اُس کے بقیہ حس مشترک  
میں ایک قوت ایجاد کرتا ہے جو سننے اور  
دیکھنے اور کلام کرنے کا کام دیتی ہے۔

### مقال (13)

مولانا شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں زیر کریمہ {وَمَا أَنْتَ بِمُتَّبِعٍ مَنْ فِي  
الْقُبُورِ} میں فرماتے ہیں: "حدیث میں آیا ہے کہ مردوں سے سلام علیک کرو وہ سنتے  
ہیں۔ اور بہت جگہ مردوں کو خطاب کیا ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ مردوں کی روح

(1) (ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں، از کلمات طیبات، 78)

(2) (ملفوظات مرزا مظہر جان جاناں، از کلمات طیبات، 78)

(3) (حجة الله البالغه، باب حقيقة الروح، 19، و مترجم، ص 28)

سنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑوہ نہیں سن سکتا۔ (1)

وصل دوم بقائے تصرفات و کرامات اولیاء بعد الوصال میں

### مقال (14)

شاہ ولی اللہ ہمعات میں لکھتے ہیں:

"در اولیائے امت واصحاب طرق اقوی کسیکہ بعد تمام راہ جذب باکدہ وجوہ باصل این نسبت میل کردہ است ودر آنجا بوجہ اتم قدم زدہ است حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اند۔ ولہذا گفته اند کہ ایشان درقبر [قبور] خود مثل احياء تصرف میکنند"۔ (1)

اولیائے امت واصحاب طریقت میں سب سے زیادہ قوی شخصیت۔ جس کے بعد تمام راہ عشق مؤکد ترین طور پر اسی نسبت کی اصل کی طرف مائل اور کامل ترین طور پر اسی مقام پر قائم ہو چکی ہے حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ اسی لئے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یہ اپنی قبروں میں رہ کر زندوں کی طرح تصرف کرتے ہیں۔

### مقال (15)

(1) (موضح القرآن، ص ۴۸۰)

نوٹ: مطبوع مطبع اہل سنت و جماعت بریلی شریف، حامد اینڈ کمپنی لاہور، الاعظمیہ وغیرہ میں مقال نمبر (۱۳) کے حاشیہ میں ہے کہ: شاہ عبدالقادر صاحب کی توفیق)

(2) (ہمعات، جمعہ ۱۱، ص 61) (حاشیہ: حضور غوث اعظم مزار مبارک سے تصرف فرمائیں)

حجة الله البالغة میں اہل برزخ کو چار قسم کر کے لکھا:

"إذا مات انقطعت العلاقات  
فلحق بالملئكة وصار منهم  
والهم كالهامهم وسعى فيما  
يسعون فيه وربما اشتغل هؤلاء  
بأعلاء كلمة الله ونصر حزب الله  
وربما كان لهم لمة خير بابن آدم  
". ملخصاً۔ (1)

جب مرتے ہیں علائق بدنی منقطع ہو کر  
ملائکہ سے ملتے اور انہیں میں سے ہو  
جاتے ہیں، جس طرح فرشتے آدمیوں  
کے دل میں نیک بات کا القاء کرتے  
ہیں، یہ بھی کرتے ہیں اور جن کاموں  
میں ملائکہ سعی کرتے ہیں یہ بھی کرتے  
ہیں اور کبھی یہ پاک رُوحیں خدا کا بول بالا  
کرنے اور اس کے لشکر کو مدد دینے یعنی  
جہاد و قتل کفار و امدادِ مسلمین میں مشغول  
ہوتی ہیں اور کبھی بنی آدم سے نزدیک و  
قریب ہوتی ہیں کہ ان پر افاضہ خیر  
فرمائیں۔

## مقال (16)

تفسیر عزیزی میں ہے:

بعض خواص اولیاء را کہ  
جارجہ تکمیل و ارشاد بنی  
نوع خود گردانند دریں  
بعض خواص اولیاء جنہیں اپنے  
دوسرے بنی نوع کی تکمیل و ارشاد کا  
ذریعہ بنایا ہے ان کو اس حالت میں

(1) (حجة الله البالغة، باب اختلاف احوال الناس فی البرزخ ص 34، مطبع بریلی)

حالت (یعنی بحالت عالم (یعنی عالم برزخ کی حالت میں) دنیا  
 برزخ) تصرف در دنیا دادہ کے اندر تصرف بخشا ہے اور مشاہدہ الہی  
 واستغراق آنہا بجہت کمال میں ان کا استغراق اس جانب توجہ سے  
 وسعت مدارک آنہا مانع مانع نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کے  
 توجہ بایں سمت نمیگرد (1) مدارک بہت زیادہ وسعت رکھتے ہیں  
 یہی وہ عبارت جس کے سبب مولوی منکر صاحب نے بھی بعض اموات کے لئے  
 زیادت ادراک گوارا کی تھی۔

### مقال (17)

مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:  
 بعض ارواح کاملاں را بعد جسموں سے ترک تعلق کے بعد بھی بعض  
 ترک تعلق اجساد آنہا را ارواح کاملین کا تصرف ان دُنیا میں باقی  
 دریں نشأۃ تصرفے باقی ہے۔ (الخ)  
 است۔ الخ (2)

### مقال (18)

میاں اسماعیل دہلوی صراط مستقیم میں حضرت جناب مولیٰ علی وجہہ الکریم کی نسبت خدا  
 جانے کس دل سے یوں ایمان لاتے ہیں:  
 در سلطنت سلاطین و امارت سلاطین کی سلطنت اور حکام کی حکومت

(1) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، والقمر اذا التسق، ص 206)

(2) (مکتوبات مرزا مظہر جان جاناں، معہ کلمات طیبات مکتوب 14 ص 27)

امراء ہمت ایشان را دخلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی  
است کہ برسیاحین عالم ہمت کو ایسا دخل ہے جو عالم ملکوت کی  
ملکوت مخفی نیست۔ (1) سیاحت کرنے والوں پر مخفی نہیں۔

### مقال (19)

اسی میں شوکت و عظمت جناب مرتضوی لکھ کر کہا:

شان جناب شیخین بس مذکورہ شوکت و جلال کی بہ نسبت  
بلند بہ نسبت آن ابہت حضرات شیخین کی شان بہت بلند ہے،  
وجلال مذکور است عالم ظاہر میں اس کی مثال اس امیر کبیر کا  
تمثیلش بظاہر مرتبہ امیر مرتبہ ہے جو امور سیاست سے فارغ ہو  
کبیر است کہ فارغ از امور کر بادشاہ کی خدمت میں رہتا ہے بہ  
سیاست گردیدہ ملازم نسبت دوسرے امیر کبیر کے جو امور  
بادشاہ گشتہ بہ نسبت مملکت سے وابستہ اور کارپردازی میں  
کسیکہ قائم بر خدمات مشغول بکارپردازی است  
ومشغول بکارپردازی است اگرچہ شوکت ظاہریہ  
وکثرت اتباع در حق این صاحب بہ نسبت آن امیر  
اعظم کہ قائم بخدمات اقل تابعداروں کی کثرت، امور مملکت سے  
وابستہ اس امیر اعظم کی بہ نسبت اس  
مصاحب کے حق میں کم سے کم تر ہے  
لیکن عزت و وجاہت میں یہ اُس سے  
بالا تر ہے۔ اس لئے کہ وہ امیر اپنی تمام

(1) (صراط مستقیم، ہدایت ثانیہ، در ذکر بدعاتیکہ الخ، ص 66، در مطبع ضیائی میرٹھ)

قلیل است لیکن در عزّت  
 ووجاہت فوق است چہ فی  
 الحقیقت آن امیر باہمگی  
 شوکت و حشمت و اتباع خود  
 گویا کہ از اتباع آن مصاحب  
 است زیرا کہ مشورت  
 و تدبیرش در ہمہ اتباع  
 بادشاہی جاری و ساری  
 است اہملاً (1)

## مقال (20)

مظاہر الحق میں ہے: تیسری قسم: زیارت کی برکت حاصل کرنے کے لئے، وہ زیارت  
 اچھے لوگوں کی قبروں کی ہے کہ ان کے لئے برزخ میں تصرفات و برکات بے شمار  
 ہیں۔ وعزاه للامام النووی (اسے امام نووی کے حوالے سے لکھا ہے۔) (2)

وصل سول بعد وصال اولیاء کے فیض و امداد میں

## مقال (21 تا 31)

شاہ ولی اللہ و مولوی خرم علی نے کہا:

(1) (صراط مستقیم، ہدایت ثانیہ، درذکر بدعاتیکہ الخ، ص 67، در مطبع ضیائی میرٹھ)

نوٹ: مقال (18.19) کے تحت حاشیہ مطبع بریلی، حامد اینڈ کمپنی میں: مولوی اسماعیل کانیا ایمان

(2) (مظاہر حق، باب زیارة القبور، ص 716\1، و مظاہر حق جدید 167\2. 166)



منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو۔ (1)

عزیزی میں فرمایا:

ارباب حاجات حل اہل حاجات اپنی مشکلوں کا حل ان سے مشکلات خود از انہامی یا پاتے ہیں۔

بند۔ (2)

دونوں شاہ صاحبوں پھر مولوی خرم علی نے کہا:

اویسیت کی نسبت قوی صحیح ہے روحی فیض ہے اور روحانیت سے تربیت ہے۔ ملخصاً۔ (3)

عزیزی میں لکھا ہے:

از اولیائے مدفونین انتفاع دفن شدہ اولیاء سے نفع یابی جاری ہے۔ جاری است۔ (4)

مرزا مظہر صاحب مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی نسبت مظہر، قصیدہ:

عرض نمودم نواز شہا میں نے ایک قصیدہ عرض کیا، بڑی فرمودند۔ (5)

(1) (شفاء العلیل ترجمۃ القول الجمیل، کشف قبور واستفاضہ بدان، 86، لاہور)

(2) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ص 206)

(3) (شفاء العلیل فصل 11، سلسلہ طریقت مصنف، 217)

(4) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ص 143)

(5) (ملفوظات، از کلمات طیبات ملفوظات حضرات ایشاں، 78)

شاہ ولی اللہ مولوی خرم علی نے کہا: شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا کی روح سے، (1) کہ یہ سب اقوال مقصد اول کی نوع اول میں گزرے۔

### مقال (32)

مرزا صاحب موصوف نے اپنے ملفوظات میں فرمایا:

از فرط محبت کہ فقیر را      اس فرط محبت کے سبب جو فقر کے لئے  
بجناب امیر المومنین      امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی  
حضرت ابوبکر صدیق رضی      اللہ عنہ کی بارگاہ میں ثابت ہے، اور بلند  
اللہ تعالیٰ عنہ ثابت است      نسبت نقشبندیہ کا سرمنشا وہی ہیں بہ  
وسر منشأ نسبت علیہ      تقاضائے بشری نسبت باطنی پر ایک  
نقشبندیہ ایشان اند      پردہ ساعارض ہو جاتا ہے، خود بخود اس  
بمقتضائے بشریت غشاوہ      بارگاہ کی طرف رجوع پیدا ہوتا ہے اور  
بر نسبت باطنی عارض      ان کی وجہ سے کدورت دور ہو جاتی ہے  
میشود خود بخود رجوع      (2)

بآنجناب پیدا گشتہ بالتفات

ایشان رفع کدورت میشود

### مقال (33 تا 36)

اسی میں ہے:

(1) (شفاء العلیل فصل 11، سلسلہ طریقت حضرت مصنف، ص 219)

(2) (ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں از کلمات طیبات، 78)

التفات غوث الثقلین بحال  
متوسلان طریقہ علیہ  
ایشان بسیار معلوم شد  
باہیچکس از ہل ایس طریقہ  
ملاقات نشدہ کہ توجہ  
مبارک آنحضرت بحالش  
مبذول نیست۔ (1)  
پھر کہا:

اپنے طریقہ عالیہ کے متوسلین پر حضرت  
غوث الثقلین کا زیادہ معلوم ہوا  
اس طریقہ والوں میں سے ایک شخص بھی  
ایسا نہ ملا جس کے حال پر حضرت کی توجہ  
مبارک مبذول نہ ہو۔

عنایت حضرت خواجہ  
نقشبند بحال معتقدان خود  
مصروف است مغلان در  
صحرا یا وقت خواب اسباب  
واسپان خود بحمایت  
حضرت خواجہ می سپارند و  
تائیدات از غیب ہمراہ  
ایشان می شود دریں باب  
حکایات بسیار است تحریر

اپنے معتقدین کے حال پر حضرت  
خواجہ نقشبند کی عنایت کا فرما ہے۔ مغل  
لوگ صحراؤں میں سونے کے وقت  
اپنے سامان اور گھوڑوں کو حضرت کی  
حفاظت کے سپرد کرتے ہیں اور غیبی  
تائیدات ان کے ہمراہ ہوتی ہیں، اس  
بات میں واقعات بہت ہیں جنہیں  
لکھنے سے طول ہوگا۔

آن باطالت میرساند۔ (2)

پھر کہا:

سلطان المشائخ نظام الدین سلطان المشائخ نظام الدین  
اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بحال اللہ علیہ اپنے مزار کی زیارت کرنے  
زائران مزار خود عنایت والوں کے حال پر بڑی عنایت فرماتے  
بسیار می فرمایند۔ (1) ہیں۔

پھر کہا:

ہمچنین شیخ جلال پانی اس طرح جلال پانی پتی بھی بہت  
پتی التفاتہا مینمایند۔ (2) التفات فرماتے ہیں۔

### مقال (37)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی جن کی مدح مقال (6) میں گزری تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:  
اولیاء اللہ دوستان و معتقدان اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت  
را در دنیا و آخرت مددگاری مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے  
میفرمایند و دشمنان را ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور  
ہلاک می نمایند و از ارواح روحوں اور اویسیت کے طریقے پر باطنی  
بطریق اویسیت فیض فیض پہنچتا ہے۔  
باطنی میرسد۔ (3)

(1) (ملفوظات، ملفوظات حضرت ایشاں، 83)

(2) (ملفوظات، ملفوظات حضرت ایشاں، 83)

(3) (تذکرۃ الموتی والقبور، مترجم 76)

## مقال (38 تا 45)

یہی قاضی صاحب سیف المسلول میں مرتبہ قطبیت ارشاد کو یوں بیان کر کے کہ :

فیوض و برکات کارخانہ      کارخانہ ولایت کے فیوض و برکات جو  
ولایت کہ از جناب الہی بر      خدا کی بارگاہ سے اولیاء اللہ پر نازل  
اولیاء اللہ نازل میشود اول بر      ہوتے ہیں، پہلے ایک شخص پر اترتے  
یک شخص نازل میشود      ہیں اور اس شخص سے تقسیم ہو کر اولیائے  
ازاں شخص قسمت شدہ      وقت میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ و  
بھر یک از اولیائے عصر      استعداد کے مطابق پہنچتے ہیں اور کسی ولی  
موافق متبہ و بحسب      کو بھی اس کی وساطت کے بغیر کوئی فیض  
استعداد میرسد، بھیج کس      نہیں پہنچتا، اور اہل اللہ میں سے کوئی  
از اولیاء اللہ بے توسط او      بھی اس کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت  
فیضی نمیرسد کسے از      نہیں پاتا۔ جزئی اقطاب، اوتاد، ابدال  
مردان خدا بے وسیلہ او درجہ      ، نجباء، نقباء اور تمام اقسام کے اولیاء اللہ  
ولایت نمی یابد اقطاب      اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس منصب  
جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء و      بلند والے کو امام، اور قطب الارشاد بالا  
نقباء و جمیع اقسام از اولیائے      صالح بھی کہتے ہیں۔ اور یہ منصب عالی  
خدا بوی محتاج می باشند      ظہور آدم علیہ السلام کے زمانے سے  
صاحب این منصب عالی را      حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی روح  
امام و قطب      پاک کے لئے مقرر تھا۔

الارشاد بالاصالة نیز خوانند  
واین منصب عالی از وقت  
ظهور آدم علیه السلام  
بروح پاک علی مرتضی کرم  
الله تعالی وجهه الکریم مقرر  
بود۔

پھر ائمہ اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو بترتیب اس منصب عظیم کا عطا ہونا لکھ کر کہتے ہیں  
بعد وفات عسکری علیہ السلام تا وقت ظهور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی کے زمانہ ظہور تک یہ منصب حضرت حسن عسکری کی روح سے متعلق رہے گا۔  
منصب بروح حسن عسکری علیہ السلام متعلق بود۔

’پھر کہا:

چوں حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے  
پیدا شد این منصب مبارک  
جب حضرت غوث الثقلین پیدا ہوئے  
یہ منصب مبارک ان سے متعلق ہوا اور  
امام محمد مہدی کے ظہور تک یہ منصب  
بوع متعلق شد و تا ظہور

محمد مہدی این منصب  
بروح مبارک غوث الثقلین  
متعلق رہے گا۔  
متعلق باشد۔

پھر کہا:

چوں امام محمد مہدی  
ظاہر شود این منصب عالی  
تا انقراض زمان بوے  
مفوض باشد۔  
خیر میں کہا:

استنباط این مدعا از کتاب  
اللہ و از حدیث می توانیم کرد  
ہم اس مدعا کے استنباط کتاب اللہ اور  
حدیث پاک سے کر سکتے ہیں اھ  
ملخصاً۔  
(1)۔

اصل ان سب اقوال ثلثہ کی جناب شیخ مجد الف ثانی سے ہے۔

جیسا کہ جلد سوم مکتوب 43/123 میں مفصلاً مذکور، ان کے کلام میں اس قدر امر اور  
زائد ہے کہ:

بعد از ایشان (یعنی حضرت  
مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ  
وجہہ الاسنی) بھر یکی از  
حضرت مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے  
بعد بارہ اماموں میں سے ہر ایک کے  
لئے ترتیب و تفصیل کے ساتھ قرار

یکے از ائمہ اثناء عشر علی  
الترتیب والتفصیل قرار  
گرفت و در اعصار این  
بزرگواران و ہمچنین بعد از  
ارتحال ایشان ہر کس را  
فیض و ہدایت میرسد  
بتوسط این بزرگواران بودہ  
ملاذ و ملجائے ہمہ ایشان  
بودہ اند تا آنکہ نوبت  
بحضرت شیخ عبدالقادر  
جیلانی قدس سرہ - ۱۵  
ملخصاً۔

اور انہوں نے جلد ثانی میں خود اپنے لئے بھی اس منصب کا حصول مانا اور اس اعتراض  
سے کہ پھر اس دورے میں منصب مذکور کا حضور پر نور غوث اعظم سے اختصاص کب  
رہا، جلد ثابت میں یوں جواب دیا کہ:

مجدد الف ثانی دریں مقام  
نائب مناب حضرت شیخ  
است و بنیابت حضرت  
مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ  
کا قائم مقام ہے اور حضرت شیخ کی  
نیابت سے یہ معاملہ اس سے وابستہ ہے

پزیر ہوا، ان بزرگوں کے زمانے میں،  
اسی طرح اُن کی رحلت کے بعد جسے بھی  
فیض و ہدایت پہنچتی اُنہی بزرگوں کے  
توسط سے تھی اور سب کا ملجا یہی حضرات  
تھے یہاں تک کہ حضرت شیخ عبدالقادر  
قد سرہ تک نوبت پہنچی الخ۔



شیخ این معاملہ باو مربوط جیسا کہ کہا گیا ہے کہ مہتاب کا نور  
است چنانکہ گفتہ اند نور آفتاب کے نور سے مستفاد ہے۔ تو کوئی  
القمر مستفاد من نور اعتراض نہ رہا۔

الشمس فلا محذور۔ (1)

### مقال (46 تا 58)

شاہ ولی اللہ انتباہ میں اور ان کے بارہ اساتذہ و مشائخ کہ عرب و ہند و غیر ہما بلاد کے  
علماء اولیاء ہیں، حضرت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کو وقت مصیبت مددگار مانتے اور  
"تجدہ عونالک فی النوائب" انہیں مصائب میں اپنا مددگار پاؤ گے۔

کو حق جانتے۔ و سیاتی نقلہ فی الوصل الآتی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

### مقال (59)

شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں لکھا:

از جملہ نسبت ہائے معتبرہ اہل طریقت کے نزدیک معتبر نسبتوں  
نزدیک قوم نسبت اویسیہ میں سے ایک نسبت اویسی بھی ہے خواہ  
است۔ خواہ این مناسبت بہ یہ مناسبت ارواح انبیاء کی نسبت سے  
نسبت ارواح انبیاء باشد، یا ہو یا اولیائے امت یا ملائکہ کی نسبت  
اولیائے امت، یا ملائکہ۔ سے ہو اور ایسا بھی بہت ہوتا ہے کہ کسی  
وبسا است کہ مناسبت بہ روح سے مناسبت پیدا ہو گئی اس لئے

روح خاص حاصل شود کہ اس کے فضائل سن کر اس سے ایک  
 بجہت آنکہ فضائل وے خاص محبت بہم پہنچائی، وہ محبت اس روح  
 استماع کردہ مجتبے خاص اور اس شخص کے درمیان ایک راہ کھلنے کا  
 بہم رسا نید و آن محبت سبب ہو جاتی ہے، یا اس وجہ سے کہ وہ  
 سبب کشادہ شدن راہے گر اس کے مرشد یا مرشد کے مرشد کی روح  
 دد میان آن روح و این کس یا ہے اس کے اندر اپنے منتسبین کی  
 بجہت آنکہ آن روح مرشد وے یا جد وے باشد در وے  
 ہمت ارشاد منتسبان خود متمکن شدہ ، الخ انتہی  
 ملتقطاً۔ (1)

### مقال (60)

اسی میں ہے:

از ثمرات این نسبت (یعنی اس نسبت اویسی کے ثمرات سے ہے  
 اویسیہ) رویت آن جماعت خواب میں اس جماعت کا دیدار ہونا،  
 است در منام وفائدہ ان سے نفع پانا، ہلاکت و مصیبت کی  
 ایشان یافتن و در مہالک جگہوں میں اس جماعت کی صورت کا  
 ومضائق صورت آن نمودار ہونا اور مشکلات کا حل اس

آن جماعت پدید آمدن۔ وحل  
مشکلات وے بآن صورت  
منسوب شدن۔ (1)

### مقال (61)

اسی میں ہے:

امروز اگر کسی را مناسبت  
بروح خاص پیدا شود واز  
انجا فیض بردارد ، غالباً  
بیرون نسبت از آنکہ این  
معنی بہ نسبت حضرت  
پیغمبر ﷺ باشد یا بہ  
نسبت حضرت امیر  
المومنین حضرت علی کرم  
اللہ تعالیٰ وجہہ، یا بہ نسبت  
حضرت غوث الثقلین  
جیلانی رضی اللہ عنہ  
وآنانکہ مناسبت بسائر  
ارواح دارند، باعث

آج اگر کسی خاص روح سے مناسبت  
پیدا ہو اور وہاں سے فیض یاب ہو تو غالباً  
اس سے باہر نہ ہوگا کہ یہ معنی حضرت  
رسول خدا ﷺ کی نسبت سے ہو یا  
حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ  
تعالیٰ وجہہ کی نسبت سے یا حضرت  
غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ کی نسبت  
سے ہو اور جو لوگ تمام ارواح سے  
مناسبت رکھتے ہیں ان کی خصوصیت کا  
باعث عارضی اسباب ہوتے ہیں مثلاً یہ  
کہ وہ اس بزرگ سے زیادہ محبت رکھتا  
ہے اور اس کی قبر پر زیادہ جاتا ہے، یہ  
معنی قابل کی جانب

خصوص آں اسباب طاریہ سے محرک بنا۔ اور اپنے منتسبین  
 شدہ اند مثل آنکہ وے کی تربیت میں اس کی بزرگ کی ہمت  
 محبت آں بزرگ بسیار دارد قوی تھی اور وہ ہمت روح میں اب بھی  
 ، وبر قبر وے بسیار میرود، باقی ہے۔ یہ معنی فاعل کی جانب سے  
 واین معنی سلسلہ جنبان از محرک ہوا۔

جہت قابل گشتہ است، و آں بزرگ را ہمت قویہ بودہ  
 است در تربیت منتسبان خود و آں ہمت ہنوز در روح  
 وے باقی است واین معنی سلسلہ جنبان از جہت  
 فاعل است۔ (1)

### مقال (62)

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:

قد استفاض من الشرع ان الله یعنی بے شک شرع سے بدرجہ شہرت  
 تعالیٰ عبادا ہم افاضل الملائکۃ ثبوت کو پہنچا کہ مقرب فرشتے خدا اور  
 وانہم یكونون سفراء بین الله اس کے بندوں میں واسطہ ہوتے اور  
 و بین عبادہ وانہم یلہون فی آدمیوں کے دلوں میں نیک بات کا

قلوب بنی آدم خیرا ، وان لهم اجتماعات کیف شاء الله و حیث شاء الله یعبر عنهم باعتبار ذلك بالملاء الاعلیٰ وان لارواح افاضل الادمیین دخولا فیهم ولحوقا بهم کما قال الله تعالیٰ : یا یتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ، والملاء الاعلیٰ ثلثة اقسام ، قسم هم نفوس انسانیة ما زالت تعمل اعمالا منجیة تفید اللہوق بهم حتی طرحت عنها جلابیب ابدانها فانسلکت فی سلکهم وعدت منهم ، اه ملخصا (1)

القاء کرتے ہیں اور ان کے لئے اجتماع ہیں جس طرح خدا چاہے اور جہاں چاہے اسی لحاظ سے انہیں ملاء اعلیٰ کہتے ہیں اور یہ بھی اُسی طرح شرع سے بشہرت ثابت کہ بزرگان دین کی روہیں بھی اُن میں داخل ہوتی اور اُن سے ملتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "اے اطمینان والی جان ! چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے سارخی اور وہ تجھ سے خوش ، پس داخل ہو میرے بندوں میں اور آمیری جنت میں "۔ اور ملاء اعلیٰ کی ایک قسم وہ ارواح انسانی ہیں کہ ہمیشہ رستگاری کے کام کرتے ہیں جن کے باعث اُن ملائکہ سے ملے یہاں تک کہ جب بدن کی نقابیں پھینکیں ملاء اعلیٰ میں داخل ہوئے اور انہیں سے شمار کئے گئے۔

(1) (حجة الله البالغه ، باب ذکر الماء الاعلیٰ ، 15\1 ، 14 ، مطبع

## مقال (63)

عزیزی میں فرمایا:

در دفن کردن چوں اجزائے بدن بتمامہ یکجا می باشند  
علاقہ روح بآبدن از راه نظر عنایت بحال میماند و توجه روح بزائرین و مستانسنین و مستفیدین بسہولت

دفن کرنے میں بدن کے تمام اجزاء ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور نظر عنایت سے روح کا تعلق بدن سے ہو جاتا ہے اور زائرین اور انس اور استفادہ کرنے والوں کی طرف توجہ آسان ہو جاتی ہے۔

میشود۔ (1)

## مقال (64)

میاں اسماعیل صراط مستقیم میں لکھ گئے:

حضرت مرتضیٰ را یک نوع تفضیل بر حضرات شیخین ہم ثابت و آن تفضیل بجهت کثرت اتباع ایشان و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت

حضرت مرتضیٰ کو یک گونہ فضیلت حضرات شیخین پر بھی ثابت ہے اور وہ فضیلت متبعین کی کثرت اور مقامات ولایت بلکہ تمام خدمات۔ جیسے قطبیت، غوثیت، ابدانیت، وغیرہا، میں وساطت کے لحاظ سے ہے۔ سب حضرت مرتضیٰ کے عہد کریم سے اختتام

و ابدالیت و غیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضیٰ تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان است۔ (1)

### مقال (65)

اسی میں ہے:

حق جل و علا بذات پاک خود یا بواسطہ ملائکہ عظام یا ارواح مقدسہ کے واسطہ سے، قرآن سے توسل کی برکت کے سبب طالب کی حفاظت فرمائے گا۔ (2)

### مقال (66)

مولوی اسحاق کی مائے مسائل میں ہے:

سوال : شخصیکہ منکر باشد فیض روح مبارک محمد رسول اللہ ﷺ را در عالم برزخ و شخصے کہ جو شخص عالم برزخ میں محمد رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک کے فیض کا اور جو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ارواح مقدسہ کے فیض کا اور عالم برزخ

(1) (صراط مستقیم، ہدایت ثانیہ در ذکر بدعاتیکہ الخ، 66)

(2) (صراط مستقیم، باب چہارم، 159)

منکر باشد از فیض ارواح مقدسہ انبیائے دیگر علیہم الصلوٰۃ والسلام و شخصے کہ منکر باشد از فیض ارواح اولیاء اللہ در عالم برزخ حکم او چیست؟

جواب:

ہر فیض شرعی کہ ثبوت باخبار متواترہ باشد منکر آن کافر است و ہر فیضیکہ ثبوت آن باخبار مشہورہ باشد منکر آن ضال است ہر فیضے کہ ثبوت آن بخبر واحد باشد منکر آن بسبب ترک قبول گنہگار خواہد شد بشرطیکہ ثبوت آن بطریق صحیح یا بطریق حسن ہو۔

جس فیض شرعی کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہو اس کا منکر کافر ہے اور جس فیض کا ثبوت احادیث مشہورہ سے ہو اس کا منکر گمراہ ہے اور جس فیض کا ثبوت خبر واحد سے ہو اس کا منکر ترک قبول کی وجہ سے گنہگار ہوگا بشرطیکہ اس کا ثبوت بطریق صحیح یا بطریق حسن ہو۔

حسن خواہد شد۔ اھ ملخصاً (1)



ہرچند یہ جواب سراپا عیاری پر مبنی ہے مگر سب نے دیکھا کہ سوال فیض برزخ سے تھا، واجب کہ جواب اُسے بھی شامل ہو، اس قدر امر نفی جنون کے لئے ضروری یا اُن کی دیانت و للہیت سے انکار اور اخفائے حق و تلبیس بالباطل کا اقرار کیا جائے۔

### مقال (67)

جناب شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں:

بعد از حلت ارشاد پناہی حضرت ارشاد پناہی قبلہ گاہی (خواجہ  
قبلہ گاہی ( یعنی خواجہ باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ )  
باقی باللہ علیہ رحمۃ اللہ ) بعد مزار شریف کی زیارت کی تقریب  
بتقریب زیارت مزار شریف سے شہر دہلی میں گزرنے کا اتفاق ہوا۔  
بہ بلدہ محروسہ دہلی اتفاق عید کے دن حضرت کے مزار پاک کی  
عبور افتاد روز عید بزیارت زیارت کے لئے گیا۔ مزار پاک کی  
مزار شریف ایشاں رفتہ بود جانب توجہ کے دوران حضرت کی  
در اثنائے توجہ بمزار متبرک مقدس روحانیت سے کامل التفات رونما  
التفاتے تمام از روحانیت ہوا اور کمال غریب نوازی سے اپنی  
مقدسہ ایشاں ظاہر گشت خاص نسبت جو حضرت خواجہ احرار کی  
واز کمال غریب نوازی جانب تھی مجھے مرحمت فرمائی۔

نسبت خاصہ خود را کہ بحضرت خواجہ احرار

منسوب بود مرحمت

فرمودند۔ (1)

**تنبيه:**

لفظ: "بتقريب زیارت مزار شریف الخ" ملحوظ رہے اور یوں ہی "غریب نواز" بھی کہ حضرت خواجہ جمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت کہے جس سے متعصبان طائفہ چڑھتے ہیں۔

**مقال (68)**

شاہ ولی اللہ انفاس العارفین اپنے استاذ الاستاذ محدث ابراہیم کردی علیہ الرحمۃ کا حال لکھتے ہیں:

دو سال کم و بیش در بغداد ساکن بود بر قبر سیدی عبدالقادر قدس سرہ ، کم و بیش دو سال تک آپ بغداد میں مقیم رہے، اس دوران آپ اکثر سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار متوجہ میشد و ذوق این راہ از مبارک کو مرکز توجہ بنایا کرتے تھے۔ اور یہیں سے آپ کو راہ معرفت کا ذوق

انجا پیدا کرد۔ (2)

پیدا ہوا۔

**مقال (69)**

اسی میں حضرت میر ابو العلی قدس سرہ، کے ذکر مبارک میں لکھا:

(1) (مکتوبات امام ربانی، مکتوب 297، ص 413\1)

(2) (انفاس العارفین مترجم، ص 386)

بمزار فیض الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار فیض الانوار کی طرف متوجہ ہوئے، اس بارگاہ سے خاص لطف و کرم پایا اور فیوض حاصل کئے۔

فیضہا گرفتند۔ (1)

**مقال (70.71)**

اسی میں اپنے نانا ابوالرضا محمد سے نقل کیا:

میرمودند یکبار حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ را در یقضہ دیدم اسرار عظیم دران محل تعلیم فرموداند۔ (2)

**مقال (72)**

اسی میں شیخ مذکور کے حالات میں لکھا:

عجوزہ را از مخلصان بعد وفات ایشان تپ لرزہ گرفت بغایت نزار گشت شبی مخلصین میں سے ایک بڑھیا حضرت کی وفات کے بعد تپ لرزہ میں گرفتار ہوئی انتہائی لاغر ہو گئی، ایک رات اسے پانی

(1) (انفاس العارفین، مترجم، 69)

(2) (انفاس العارفین مترجم، 194)

بنوشیدن آب و پوشیدن لحاف  
 محتاج شد و طاقت آن نداشت  
 و کسے حاضر نبود ایشان  
 متمثل شدند و آب دادند و  
 لحاف پوشانیدند آن گاه  
 غائب شدند۔ (1)

پینے اور لحاف اوڑھنے کی ضرورت تھی،  
 اس کے اندر طاقت نہ تھی اور دوسرا کوئی  
 موجود نہ تھا، حضرت متمثل ہوئے، پانی  
 دیا، لحاف اڑھایا، پھر اچانک غائب  
 ہو گئے۔

### مقال (73 تا 75) القول الجمیل میں ہے:

تأدب شیخنا عبدالرحیم من  
 روح الأئمة الشیخ أبی محمد  
 عبدالقادر الجیلانی والخواجہ بہاء  
 الدین محمد نقشبند والخواجہ  
 معین الدین بن الحسن الچشتی  
 وإنه رأهم واخذ منهم الإجازة  
 وعرف نسبة كل واحد منهم علی  
 حدتها مما فاض منهم علی قلبه  
 وكان یحكي لنا حکایتها رضی اللہ  
 تعالیٰ عنه وعنهم اجمعین۔ (2)

یعنی ہمارے مرشد شیخ عبدالرحیم نے  
 ائمہ کرام حضور غوث اعظم و خواجہ نقشبند و  
 خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی  
 ارواح طیبہ سے آداب طریقت سیکھے  
 اور ان سے اجازتیں لیں اور ہر ایک کی  
 نسبت جو ان سرکاروں سے اُن کے دل  
 پر فائز ہوئی جدا جدا پہچانی اور ہم سے  
 اس کی حکایت بیان کرتے تھے اللہ  
 تعالیٰ ان سب حضرات اور اُن سے  
 راضی ہوا۔

(1) (انفاس العارفین مترجم، 369)

(2) (القول الجمیل معہ شفاء العلیل، فصل 11، سند سلسلہ قادریہ، 223.222)

مولوی خرم علی صاحب نے اگرچہ راہم کے ترجمہ میں لفظ "خواب میں دیکھا" اپنی طرف سے بڑھا دیا جس پر کلام شاہ ولی اللہ میں اصلاً دال نہیں، مگر ارواح عالیہ کا فیض بخشنا، اجازتیں دینا، نسبتیں عطا فرمانا، مجبورانہ، مسلم رکھا۔

### مقال (76.77)

مرزا جانجناں صاحب فرماتے ہیں:

از حضرت شیخ عبدالاحد  
رحمة الله عليه دو کس طریقہ  
گرفتند یکے طریقہ قادری اخذ  
کرد و دیگرے طریقہ  
نقشبندیہ اختیار نمود ایشان  
فرمودند کہ روح مبارک  
حضرت غوث الاعظم  
تشریف آوردہ صورت مثالی  
مرید خاندان خود ہمراہ بروند  
و حضرت خواجہ نقشبند  
تشریف فرما شدم صورت  
مثالی معتقد خود را با خود  
بردند رحمة الله تعالى عليهم۔

حضرت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ  
سے دو آدمیوں نے طریقت حاصل  
کی، ایک نے طریقہ قادری لیا،  
دوسرے نے طریقہ نقشبندیہ اختیار کیا  
۔ حضرت فرماتے ہیں کہ حضرت  
غوث اعظم کی روح مبارک تشریف  
میر لائی اور اپنے خاندان کے مرید کی  
صورت مثالی کو ساتھ لے گئی اور  
حضرت خواجہ نقشبند تشریف فرما ہو کر  
اپنے عقیدہ تمند کی صورت مثالی کو اپنے  
ساتھ لے گئے، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم  
اجمعین۔ (1)

## مقال (78)

اسمعیل نے صراط مستقیم میں اپنے پیر کا حال لکھا:

روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی روحیں حضرت کے حال پر متوجہ ہوئیں اور قریب ایک ماہ تک دونوں مقدس روحوں کے درمیان حضرت کے حق میں تنازع رہا اس لئے دونوں اماموں میں سے ہر ایک حضرت کو پورے طور سے اپنی طرف کھینچنے کا تقاضا کر رہے تھے یہاں تک کہ زمانہ تنازع کے ختم ہونے اور شرکت پر مصالحت واقع ہو جانے کے بعد ایک دن دونوں مقدس روحوں حضرت پر جلوہ گر ہوئیں ایک پہر کے قریب دونوں امام حضرت کے نفس نفیس پر قوی توجہ اور پر زور تاثیر ڈالتے رہے یہاں تک کہ اسی ایک پہر کے اندر دونوں طریقوں کی نسبت حضرت کو نصیب ہو گئی۔

روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و جناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشاں گردیدہ تا قریب یکماہ فی الجملہ تنازع در مابین روحین مقدسین در حق حضرت ایشاں ماندہ زیرا کہ ہر واحد ازیں ہر دو امام تقاضائے جذب حضرت ایشاں بتمامہ بسوئے خود میفرمود تا آنیکہ بعد انتراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزے ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشاں جلوہ گر شدند و تا قریب

یکپاس هر دو امام بر نفس  
 نفیس حضرت ایشان توجه  
 قوی و تاثیر زور آور  
 میفرمودند تا آنیکه در همان  
 یک پاس حصول نسبت هر  
 دو طریقہ نصیبہ حضرت  
 ایشان گردید (1)

### مقال (79)

اُسی میں ہے:

روزے حضرت ایشان  
 بسوئے مرقد منور حضرت  
 خواجہ خواجگان ، خواجہ  
 قطب الاقطاب بختیار کاکی  
 قدس سرہ العزیز تشریف  
 فرماشدند و بر مرقد مبارک  
 ایشان مراقب نشستند دریں  
 اثناء بروح پر فتوح ایشان  
 علامات متحقق شد  
 ایک دن خواجہ خواجگان قطب  
 الاقطاب بختیار کاکی قدس سرہ العزیز  
 کے مرقد انور کی طرف حضرت تشریف  
 لے گئے، ان کے مرقد مبارک پر مراقبہ  
 میں بیٹھے، اس دوران حضرت کی روح  
 پر فتوح پر علامات متحقق ہوئیں اور آل  
 حضور نے حضرت پر بہت قوی توجہ  
 فرمائی جس کے سبب نسبت چشتیہ کے  
 حصول کی ابتداء متحقق ہوئی۔

وآنجناب بر حضرت ایشان  
توجہی بس قوی فرمودند  
کہ بسبب آن توجہ ابتدائی  
حصول نسیت چشتیہ  
متحقق شد۔ (1)

## وصل چہارم

اصل مسئلہ مسئلہ سائل یعنی اولیائے کرام سے استمداد و التجا اور اپنے مطالب میں  
طلب دعا اور حاجت کے وقت ان کی ندا میں۔

**مقال (80 تا 88)**

شاہ ولی اللہ نے ہمعات میں کہا:  
بزیارت قبر ایشان رود۔ و از ان کی قبروں کی زیارت کو جائے اور  
آنجا انجذاب در یوزہ کند (2) وہاں بھیک مانگے۔  
رباعی میں کہا:

فیض قدس از ہمت ایشان میجو۔ (3)

(ان کے ہمت سے فیض قدس کے خواستگار رہو)

(1) (صراط مستقیم، باب چہارم، 177)

(2) (ہمعات، جمعہ 8، ص 34)

(3) (ہمعات، مکتوبات شاہ ولی اللہ مع کلمات طیبات، مکتوب

بست و دوم، ص 194 بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید 820\2)



وہ پھر مولوی خرم علی کہتے ہیں: میت سے قریب ہو پھر کہے یا روح (1)  
عزیزی میں فرمایا:

اویسیان تحصیل مطلب      اویسی لوگ باطنی کمالات کا مقصد ان  
کمالات باطنی از آنہا می      سے حاصل کرتے ہیں۔  
نمایند۔ (2)

اور فرمایا:

ارباب حاجات حل      اہل حاجت اپنی مشکلوں کا حل ان سے  
مشکلات خود از آنہا می      طلب کرتے ہیں۔  
طلبند۔ (3)

اسی میں ہے:

از اولیائے مدفونین استفادہ      مدفون اولیاء سے استفادہ جاری ہے۔  
جاری است۔ (4)

مرزا صاحب نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت کہا:

در عارضہ جسمانی توجہ      عارضہ جسمانی میں آں حضرت کی  
بآنحضرت واقع میشود۔ (5)      طرف توجہ ہوتی ہے۔  
کہ یہ سب اقوال مقصد اول میں گزرے۔

(1) (شفاء العلیل ترجمۃ القول الجلیل، 86)

(2) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ص 102) (3) (ایضاً، 143)

(4) (ایضاً، 143) (5) (ملفوظات مرزا مظہر جانجاناں، 78)

شاہ عبدالعزیز نے سید احمد زروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت کہا:  
 مردے جلیل القدریست کہ ایک جلیل القدر شخصیت ہیں جن کا رتبہ  
 مرتبہ کمال او فوق الذکر کمال ذکر سے بالاتر ہے۔  
 است۔ (1)

پھر ان سے نقل کیا: "مصیبت میں یا زروق کہہ کر پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا۔  
 مقال (89)

مرزا صاحب کے وصایا میں ہے:  
 بزیارت مزارعات اولیاء مزارات اولیاء کی زیارت سے دل جمعی  
 دریوزہ فیض جمیعت کن کے فیض کی بھیک مانگو۔  
 الخ۔ (2)

مقال (90 تا 102)

شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں لکھتے ہیں:  
 ایس فقیر خرقہ ازدست شیخ اس فقیر نے شیخ ابوطاہر کردی سے خرقہ  
 ابو طاہر کردی پوشیدہ پہنا اور انہوں نے جواہر خمسه میں جو کچھ  
 وایشان بعمل آنچہ در جواہر ہے اس کے عمل کی اجازت دی۔۔ (3)  
 خمسه ہست اجازت دادند

(1) (بستان المحدثین، ص 321)

(2) (کلمات طیبات، نصاب و صایا یا مرزا صاحب، ص 89)

(3) (الانتباہ فی سلاسل اولیاء، طریقہء شطاریہ، ص 137، کراچی)

پھر کہا:

وایضاً فقیر در سفر حج چون فقیر سفر حج میں جب لاہور پہنچا شیخ محمد  
بلاہور رسید و دست بوس سعید لاہوری کی دست بوسی پائی انہوں  
شیخ محمد سعید لاہوری نے دعائے سیفی کی اجازت دی بلکہ  
دریافت ایشان اجازت خواہر خمسہ کے تمام عملیات کی اجازت  
دعائے سیدی دادند بل دی۔  
اجازت جمیع اعمال جواہر  
خمسہ۔ (1)

یہ شیخ ابوطاہر کردی مدنی شاہ ولی اللہ کے شیخ حدیث و پیر سلسلہ ہیں، مدینہ طیبہ میں  
مدتوں ان کی خدمت میں رہ کر سلاسل حدیث حاصل کئے کہ وہی اُن سے شاہ  
عبدالعزیز صاحب اور اُن سے مولوی اسحق کو پہنچے اور اُن شیخ محمد سعید کی نسبت انتباہ  
میں لکھا:

یکے از اعیان مشائخ طریقہ ممتاز مشائخ طریقت میں سے ایک عمر  
بودند شیخ معمر ثقہ۔ (2) رسیدہ شیخ ثقہ تھے۔

اسی میں دونوں مشائخ سے سلاسل اجازت بیان کئے جن سے ثابت کہ شیخ ابراہیم  
کردی والد شیخ ابوطاہر مدنی اور ان کے استاد شیخ احمد قشاشی اور ان کے استاد شیخ احمد  
شاوی اور شاہ ولی اللہ کے استاذ الاستاذ احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ ولی اللہ

(1) (الانتباہ فی سلاسل اولیاء، طریقہ شطاریہ، ص 138، کراچی)

(2) (الانتباہ فی سلاسل اولیاء، طریقہ شطاریہ، ص 138)

کے اکثر سلاسل حدیث میں داخل ہیں کہا یظهر من المسلسلات وغیرہا۔ اور ان شیخ معمر ثقہ کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالملک اور ان کے شیخ بایزید ثانی اور شیخ شادوی کے پیر حضرت سید صبغة اللہ بروجی اور ان دونوں صاحبوں کے پیر مولانا وجیہ الدین علوی ان سب علماء و مشائخ نے سیفی وغیرہ اعمال جواہر خمسہ کی اجازتیں اپنے اساتذہ سے لیں اور تلامذہ کو عطا کیں اور جناب شاہ محمد غوث گوالیاری تو ان سلاسل کے منتہی اور جواہر کے مؤلف ہیں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

اب ملاحظہ ہو کہ اسی دعائے سیفی کی ترکیب میں کیا لکھا ہے:

ناد علی ہفت باریا سہ باریا      سات بار، یا تین بار، یا ایک بار ناد علی  
یکبار بخواند و آن ایں است:      پڑھے اور وہ یہ ہے: حیرت زاد چیزوں  
ناد علیا مظهر العجائب تجده      کے مظهر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ندا کر  
عونالك فی النوائب کل ہم و غم      انہیں ناگہانی آفتوں مصیبتوں میں اپنا  
سینجلی بولا یتک یا علی یا علی      مددگار پائے گا، ہر رنج و غم دور ہو جائے  
علی۔ (1)      گا آپ کی ولایت سے اے علی، اے

علی، اے علی۔ (رضی اللہ عنہ)

اگر مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشکل کشا ماننا، مصیبت کے وقت مددگار جاننا، ہنگام غم و تکلیف اُس جناب کو ندا کرنا، یا علی یا علی کا دم بھرنا شرک ہو تو معاذ اللہ تمہارے نزدیک حضرات مذکورین سب کفار و مشرکین ٹھہریں اور سب سے بڑھ کر بھاری

مشرک کٹر کافر عیاذ باللہ شاہ ولی اللہ ہوں جو مشرکوں کو اولیاء اللہ جانتے اپنا شیخ و مرشد و مرجع سلسلہ مانتے، احادیث نبی ﷺ کی سندیں اُن سے لیتے مدتوں اُن کی خدمتگاری و کفش برداری کی داد دیتے، اُنہیں شیخ ثقہ و عادل بتاتے اُن کی ملاقات کو بلفظ دست بوس تعبیر فرماتے ہیں۔ محدثی کا تمغہ، حدیث کی سندیں یوں بر بار ہوئیں کہ اتنے مشرکین اُن میں داخل، پھر شاہ عبدالعزیز صاحب کو شاہ ولی اللہ صاحب سے یہی نسبت خدمت و ارادت و تلمذ و بیعت و مدح و عقیدت حاصل، اور اُن کی سب سندوں میں تمہارے طور پر یہ مشرک اعظم و کافر اکبر شامل، کہاں کی شاہی، کیسی محدثی، اصل ایمان کی سلامتی مشکل، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر مولوی اسحاق و میاں اسماعیل بیچارے کس گنتی میں کہ اُن کی تو ساری کرامات اسی شریستان کی بھٹی میں مشرکوں کی نسل، مشرکوں کی اولاد، مشرک ہی پیر، مشرک ہی استاد، آنکھ کھلتے ہی مشرک نظر پڑے، ہوش سنبھلتے ہی مشرکوں میں بگڑے، مشرکوں کی گود، مشرکوں کی بغل، مشرکوں کا دودھ، مشرکوں کا عمل، مشرکوں میں پلے، مشرکوں میں بڑھے، مشرکوں سے سیکھے، مشرکوں سے پڑھے، مشرک دادا، مشرک نانا، عمر بھر مشرکوں کو جانا۔ العیاذ باللہ رب العلمین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الحق المبین۔

مسلمان دیکھیں کہ یا علی یا علی کو شرک ٹھہرانے کی کیا سزا ملی، نہ ناحق مسلمانوں کو مشرک کہتے نہ اگلوں پچھلوں کو مشرک بننے کی مصیبت سہتے، اس سے یہی بہتر کہ راہ راست پر آئیں۔ سچے مسلمانوں کو مشرک نہ بنائیں ورنہ اپنوں کے ایمان کی فکر فرمائیں کہ کرد کہ نیافت کو بھول نہ جائیں۔

(1) (الانتباه في سلاسل الاولياء.....)

دادند و سکوت کرده می نشستند سند و هند و ترک و چین نیز مثل ایران و خراسان یا علی یا علی می گفتند۔ الخ (1)

### مقال (105)

رسالہ فیض عام مزارات اولیاء سے استعانت میں شاہ صاحب کا یہ ارشاد ہے:  
 طریق استمداد از ایشان ان حضرات سے استمداد کا طریقہ یہ ہے  
 آنست کہ بزبان گوید اے کہ زبان سے کہے: اے میرے حضور!  
 حضرت من برائے فلاں کار فلاں کام کے لئے میں بارگاہ الہی میں  
 در جناب الہی التجامیکنم التجا کر رہا ہوں آپ بھی دعا و شفاعت  
 شما نیز بدعا و شفاعت امداد سے میری امداد کیجئے۔ لیکن استمداد  
 من نماید لکن استمداد از مشہور حضرات سے کرنا چاہئے۔  
 مشہور ین باید کرد  
 (ملحظاً) (۱)

یہ خاص صورت مسئلہ کا جواب ہے، واللہ الہادی الی سبیل الصواب۔  
 الحمد للہ! کہ یہ نوع بھی اپنے منتہی کو پہنچی، سو مقال کا وعدہ تھا ایک سو پانچ گئے، اس کی

(1) (تحفہ اثنا عشریہ، مطاعن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ الخ، 314)

(2) (فتاویٰ عزیزی، رسالہ فیض عام، 177/1)

وجہ یہ ہے کہ مقصد اول میں پینتیس سوال تھے، مقصد دوم میں ساٹھ حدیثیں، ادھر نوع اول میں دو سو قول، اب یہ ایک سو پانچ مقال مل کر چار سو کا عدد کامل اور فقیر کا وہ مدعا حاصل ہو گیا کہ مولوی صاحب سددہ اللہ تعالیٰ کے اصل مذہب اور اس چند سطری تحریر پر چار سو وجہ سے اعتراض ہے، والحمد للہ رب العالمین۔

خاتمہ رسالہ میں دوبارہ سماع موتی علمائے عرب کا فتویٰ

اس رسالہ کے زمانہ تالیف میں فقیر کو معتبر طور پر خبر پہنچی کہ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر وہ مسئلہ کا رد لکھے گا ہم دونوں تحریریں مولویان بھوپال کو بھیج دیں گے کہ وہ حکم ہو جائیں۔

اقول تحکیم بے قبول طرفین معقول نہیں، مولوی صاحب ماشاء اللہ فاضل ہیں، یہیں کیوں نہ تصفیہ ہو جائے، طالبان تحقیق کو اظہار حق سے کیوں باک آئے، رسالہ فقیر کو ملاحظہ فرمائیں، اگر حق واضح ہو جائے تسلیم واجب، ورنہ جواب مناسب، ہاں تحریر جواب میں استعداد و استعانت کا اختیار ہے بھوپالیوں سے ہو یا بنگالیوں سے، اور اگر اوروں ہی پر رکھنا صلاح وقت ہے تو اہل ہند میں جسے دیکھئے گا بلا مرجع خود احد الفریقین ہے۔ بھوپالیوں کو مثلاً مصطفیٰ آبادیوں پر کیا وجہ ترجیح ہے، لہذا سب سے قطع نظر کر کے علمائے عرب کو حکم کیجئے کہ دین وہیں سے نکلا اور وہیں کو پلٹ جائے گا اور وہاں کے جمہور علماء پر ان شاء اللہ تعالیٰ شیطان ہرگز قابو نہ پائے گا۔ جناب مولانا اگر اس رائے کو پسند فرمائیں تو ان اکابر کرام کا مہری دستخطی فتویٰ بالفعل فقیر کے پاس اصل موجود، جس میں اکثر مسائل و ہابیت کا رد واضح فرمایا اور طائفہ جدیدہ کو ضال، مضل، مبتدع، مبطل ٹھہرایا۔



فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس میں سے چند سطریں متعلق مسئلہ سماع مع شرح و دستخط علماء بتلخیص والتقاط حاضر کرتا ہے۔ واللہ الہادی اس سوال کے جواب میں کہ وہابیہ عدم علم وعدم سماع موتی کا ادعاء واعتقاد رکھتے ہیں، فرمایا:

هذا الادعاء افتراء قبيح وهذا  
الإعتقاد اعتداء صريح فإن  
العلماء المحققين من الحنفية  
والشافعية وغيرهم قد اثبتوا  
اطلاع الانسان في البرزخ  
وسمعه لسلام الزائر وكلامه  
معرفته والانس به بالا حاديث  
الصحيحية والآثار الصريحة  
وتلك المسئلة مع دلائلها  
مصرحة في المرقاة شرح المشكوة  
لعلی القاری الحنفی وشرح  
الصدور للحافظ السيوطي وشفاء  
السقام للامام السبكي وغيرها  
من الكتب المشهورة لجمهور  
المحققين حتى اشارو اليه في  
كتب العقائد المشهورة

یعنی وہابیہ کا یہ ادعاء افتراء قبیح اور یہ  
اعتقاد ظلم صریح ہے، حنفیہ و شافعیہ وغیر  
ہم علمائے محققین نے صحیح حدیثوں صریح  
خبروں سے ثابت کیا ہے کہ آدمی برزخ  
میں علم رکھتا اور زائر کا سلام و کلام سنتا اور  
اسے پہچانتا اور اُس سے انس حاصل  
کرتا ہے۔ مرقاة شرح مشکوة علی قاری  
حنفی و شرح الصدور حافظ سیوطی شافعی و  
شفاء السقام امام سبکی وغیرہا جمہور محققین  
کی کتب مشہورہ میں اس مسئلہ اور اس  
کے دلائل کی تصریح ہے یہاں تک کہ  
علماء نے عقائد کی مشہور کتابوں میں اُس  
کی طرف اشارہ کیا، مقاصد و شرح  
مقاصد میں تصریح فرمائی کہ معتزلہ وغیر  
ہم کے نزدیک یہ بدن شرط ادراک ہے  
تو اُن کے مذہب میں جب آلات

فقد صرح فی المقاصد و شرحه انه عند المعتزلة و غیرهم البدنية المخصوصة شرط فی الادراك فعندهم لا یبقی ادراك الجزئیات عند فقد الالات ، و عندنا یبقی ، وهو ظاهر من قواعد السلام ، ولهذا ینتفع بزیارة قبور الابرار والاستغاثه من نفوس الاخیار الخ (1) وبالجمله فالنفس الانسانية تبقی لها الادراکات ولها تعلقات کثیرة بموضع دفن جسدها ، والا حادیث والآثار شاهدة لذلك لا ینکرها لعد العلم بها الا مکابر معاند الخ .

اس کے بعد شبہات منکرین کا نصوص علماء سے رد کیا اور عمائد علمائے حرمین طیبین نے اس پر مہر و دستخط ثبت فرمائے۔

بدنی نہ رہے ادراک جزئیات بھی نہ رہا، اور ہم اہلسنت کے نزدیک ادراک باقی رہتا ہے، قواعد اسلام اسی کی تائید کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ قبور ابرار کی زیارت اور ارواح اولیاء سے استعانت نفع دیتی ہے۔ غرض روح انسانی کے ادراکات باقی اور اُسے موضع دفن سے بہت تعلقات ہیں۔ احادیث و آثار اس پر گواہ ہیں جنہیں جان بوجھ کر انکار نہ کریگا مگر باطل کوشش دشمن حق۔

شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن حسین کتبی حنفی مفتی مکہ معظمہ

لا کلام فیہ ولا شک یعتریہ اس میں نہ کلام کی گنجائش نہ شک کی خلش۔

امر برقمہ محمد بن حسین الکتبی الحنفی مفتی مکہ المکرمۃ عفی عنہ

بمنہ، امین۔ فان لی ذمۃ منہ بتسبیتی محمد او هو او فی الخلق بالذمم۔

شرح دستخط حضرت مولانا شیخ مشائخنا رئیس المدرسین بالمسجد الحرام مولانا

جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

لا یلتفت المفید الا الیہ ولا مفید التفات نہ کرے مگر اسی طرف، اور

یعول المستفید الا علیہ۔ مستفید اعتماد نہ کرے مگر اسی پر۔

امر برقمہ رئیس المدرسین الکرام بالمسجد الہکی الحرام الراجی لطف

ربہ الخفی جمال بن عبد اللہ شیخ عمر الحنفی لطف اللہ تعالیٰ بہما۔

شرح دستخط حضرت مولانا حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ مبارکہ

لا ریب فیہ ولا شک یعتریہ المالکیہ بمکۃ

کتبہ الفقیر حسین بن ابراہیم مفتی المشرقیہ المحبیۃ۔

شرح دستخط حضرت مولانا شیخنا وبرکتنا زین الحرم عین الکرم مولانا احمد زین

دحلان شافعی مفتی مکہ مکرمہ قدس سرہ العزیز

رأیت هذا المؤلف الشریف میں نے یہ شریف تالیف جامع ہر دلیل

الحاوی لكل برہان لطیف لطیف دیکھی تو میں نے اُسے پایا کہ اہل

فرأیتہ قد نص علی عقائد اہل حق وارباب تائید کے عقیدے صاف

الحق المؤیدین وابطل عقائد واضح لکھے ہیں اور باطل پرست  
أهل الضلال المبطلین۔ گمراہوں کے مذہب باطل کیے ہیں۔

رقمہ بقلبه المرتجی من ربه الغفران احمد بن زین دحلان۔

شرح دستخط حضرت مولانا محمد بن محمد غرب شافعی مدنی مدرس مسجد مدینہ طیبہ

تأملت فی هذا المؤلف فرأيت مؤلفه قد اجاد ولكل نص سني  
میں نے یہ رسالہ بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے مصنف نے جید کلام لکھا اور  
صریح افادہ۔ ہر نص روشن کا افادہ کیا۔

كتبه الفقير الى الله تعالى محمد بن محمد الغرب الشافعي خادم العلم  
بالمسجد النبوي ﷺ

شرح دستخط مولانا عبد الکریم حنفی از علمائے مدینہ منورہ

لما تأملت فی هذه الرسالة وجدتها كالسيف الصارم  
جب میں نے یہ رسالہ غور سے دیکھا اسے معاند گمراہ کے حق میں مثل تیغ  
للمعاند الضال لا يطعن فيها الا بزايا - نه طعنه كرهى گا اس میں مگر  
من اختل عقله وقبحت سيرته وہ جس کہ مت کٹی اور عادت بد ہوئی ہر  
فی جميع الآجال۔ زمانہ میں۔

من خدام طلبة العلم بالمسجد النبوي ﷺ

المتوكل على الله العظيم عبد الکریم بن عبد الحکیم

شرح دستخط مولانا عبد الجبار حنبلی بصری نزیل مدینہ سکینہ

وقفتم علی هذا المجموع فالفیته میں اس تالیف پر واقف ہوا تو اسے  
 مہندا سل علی شق عصا الجماعة ایک تیغ ہندی پایا، کھینچی گئی اُس پر جس  
 معز الاعن السنة۔ نے جماعت کا خلاف کیا اور سنت سے  
 کنارہ کش ہوا۔

اشار برقمہ الی الشیخ الاجل الورع الفقیہ الزاہد مولنا عبد الجبار  
 الحنبلی البصری نزیل المدینة المنورة متع الله المسلمین ببقائه امین  
 شرح دستخط حضرت مولانا السید ابراہیم بن النخیار شافعی مفتی مدینہ امینہ  
 کم طالعت بعد ما اطلعت ردود میں نے جب سے اطلاع پائی اس فرقہ  
 العلما ء الاجلة علی الفرقة گمراہ و گمراہ گر پر علمائے جلیل کے بہت  
 الضالة المضلة فما رأیت مثل رد دیکھے مگر اس رسالہ کا مثل نظر سے نہ  
 هذه الرسالة۔ گزرا۔

قال بقمہ ورقمہ بقلبه خادم العلم بالحرم النبوی ابراہیم ابن  
 المرحوم محمد نخیار الحسنى الحرمی۔

الحمد لله علی حصول المسئول وبلوغ الکلام نہایة المامول  
 فقیر و بد المصطفیٰ احمد رضا سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی نے اس رسالہ کا مسودہ اوائل  
 رجب ۱۳۰۵ھ میں کیا پھر بوجہ عروض بعض اعراض و اہتمام دیگر اغراض مثل تحریر  
 مسائل و تصنیف بعض دیگر رسائل جن کی ضرورت اہم نظر آئی اس کی تبییض نے تاخیر  
 پائی۔ اب بحمد اللہ بعنایت الہی و اعانت حضرت رسالت پناہی علیہ افضل الصلوٰۃ

والسلام علی آلہ وصحبہ الکرام سلخ شعبان سنہ مذکورہ کو وقت عصریہ مسودہ مبیضہ ہوا اور  
اثنائے تسمیض میں سرکار مفیض سے فیوض تازہ کا افاضہ ہوا۔

والحمد لله اولا و آخر و باطنا و ظاهرا و صلى الله تعالى على سيدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبه و ابنه و حزبہ و علينا بهم و بارک و سلم تسليما كثيرا كثيرا۔  
نسئل الله تعالى ان يتقبل سعينا و يغفر لنا ذنوبنا و يرحمنا و يحمينا و يحمينا مسلمين و يحمينا مومنين و يحشرنا في زمرة الصالحين و ان ينفع بهذا التاليف و سائر تصانيفي جميع اخواني في الدين۔ انه سميع قريب قدیر مجيب و الحمد لله رب العلمين۔

اور اول و آخر، باطن و ظاہر میں خدا ہی کے لئے حمد ہے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کی آل و اصحاب، اُن کے فرزند، اُن کی جماعت پر اور اُن کے طفیل ہم پر بھی خدا کا درود، برکت اور بکثرت سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دُعا ہے کہ ہماری کوشش قبول فرمائے، ہمارے گناہ بخشے، ہماری محتاجی پر رحم فرمائے، ہمیں اسلام کے ساتھ زندگی اور ایمان کے ساتھ موت نصیب کرے، صالحین کی جماعت میں ہمارا حشر فرمائے اور اس تالیف سے اور میری دوسری تصانیف سے میرے تمام دینی بھائیوں کو فائدہ پہنچائے۔ بیشک وہ سننے والا قریب، قدرت والا مجیب ہے، اور سب خوبیاں خدا کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

رسالہ تمام ہوا اور خیر کے ساتھ عام ہوا۔

تمت وبالخير عمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
تکمیل جمیل و تسجیل جلیل چند فوائد عالیہ کی یاد دہانی میں

حامدا و مصلیٰ و مسلما

ہر چند یہ فوائد وہی ہیں جن کا ثبوت مباحث رسالہ میں گزرا مگر کتاب میں اُن کے لئے کوئی فصل معین نہ تھی متفرق مواقع پر واقع ہوئے لہذا اُن کے مہتم بالشان ہونے نے چاہا کہ یہاں اُن کے مواقع پر مطلع کر دیا جائے۔

### فائدہ اولیٰ

اس میں خلاف کرنے والا بدعتی گمراہ ہیں۔ دیکھو (قول 1\15) کہ ادراکات موتی کا انکار مذہب معتزلہ ہے۔ قول (2\18) کہ بعض معتزلی رافضی جمادیت موتی سے سند لائے۔ قول (3\19) کہ میت کا جماد ہونا، مذہب اعتزال ہے۔ قول (4\25) کہ علم موتی کا منکر نہ ہوگا، مگر جو حدیثوں سے جاہل ہے اور دین سے منکر۔ قول (5\199، 6\200) کہ علم و سمع بصر موتی پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے۔ پر ظاہر کہ اُن کے اجماع کا مخالف نہ ہوگا مگر بد مذہب گمراہ۔

### فائدہ ثانیہ

اہل قبور کہ زائرؤں کو دیکھتے پہچانتے، اُن کا کلام سنتے، سلام لیتے، جواب دیتے ہیں۔ یہ بات ہمیشہ ہے اس میں کسی دن کی تخصیص نہیں، جمعہ وغیرہ جمعہ سب یکساں، نہ کسی وقت کی خصوصیت، ہاں جمعہ کے دن خصوصاً صبح کو معرفت ترقی پر ہوتی ہے۔

دیکھو (قول: 1\66، 2\69، 3\80، 4\81، 5\82، وحاشیہ قول 6\81)

اور خود وہ تمام احادیث اور صدہا اقوال کہ فصول مقاصد دوم سوم میں اس مطلب پر منقول ہوئے اپنے اطلاق و ارسال سے اس عموم و اطلاق کی دلیل کافی ہیں۔ کہا مرت الاشارة البه فی الكتاب۔ جیسا کہ کتاب میں اس کی طرف اشارہ گزرا۔

### فائدہ ثالثہ

ارواح مومنین کو اختیار ہوتا ہے کہ زمین و آسمان میں جہاں چاہیں جائیں، سیر کریں، جولان فرمائیں، دیکھو (حدیث 1\1، و 2\9، و قول 3\13، و مقال 4\6) یہاں تک کہ بیداری میں اپنے مخلصین سے ملتے فیض بخشتے ہیں (مقال 5\70، و 6\71) ناتوان بیماروں کو پانی پلاتے، کپڑا اڑھاتے ہیں (مقال 7\72) جہادوں میں شرکت فرماتے ہیں (مقال 5\15) دوستوں کی مدد دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں (مقال 9\37) یہاں تک کہ شرح سنن نسائی شریف میں تصریح فرمائی کہ روح کا حال جسم کا سا نہیں وہ ایک وقت میں چند جگہ ہو سکتی ہے۔ (قول 79)۔

میں کہتا ہوں اولیائے احیاء کی حکایات منقول کہ ایک وقت میں ستر جگہ تشریف فرما تھے، پھر بعد وصال کہ روح اپنی آزادی و ترقی کامل پر ہوتی ہے اُس وقت کے افعال کا کہنا ہی کیا ہے۔ زہر الربی میں یہ بھی نقل فرمایا کہ ایمان والوں کے دل اسے بے تکلف قبول کر سکتے ہیں کہ جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام جب خدمت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے سدرۃ المنتہی سے جدا نہ ہوتے ہوں بلکہ اسی آن میں یہاں بھی ہوں اور وہاں بھی العبارة علی الحاشیة (☆)

(☆) (هَذَا جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَهُ سِتْرٌ بَائِتٌ جَنَاحٌ مِنْهَا جَنَاحَانِ سَدَّ الْأُفُقَ وَكَانَ يَذْنُو مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى =



پھر سفہائے غافلین کا خود حضور پر نور روح القسط روح القدس روح الارواح صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ جاہلانہ وسوسہ کہ اگر وہ کسی مجلس خیر میں تشریف لائیں تو پیش از قیامت مرقد اطہر سے خروج لازم ہو اور چاہیے کہ اس وقت روضہ انور خالی رہ جائے، محض حماقت ہے۔

**اولا:** وہی روح کا جسم پر طفلانہ قیاس اور زندان وہم میں سلطان عقل کا احتباس۔

**ثانیاً:** ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ روحیں تو عوام مومنین کی بھی قبور میں محبوس نہیں رہتیں بلکہ اپنے اپنے مراتب کے لائق علیین یا جنت یا آسمان یا چاہ زمزم وغیرہ

== يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيَدِيهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقُلُوبُ الْمُخْلِصِينَ تَتَسَّعُ لِلْإِيمَانِ بِأَنَّهُ مِنَ الْمُمْكِنِ أَنَّهُ كَانَ هَذَا الدُّنُوُّ وَهُوَ فِي مُسْتَقَرِّهِ مِنَ السَّمَاوَاتِ وَفِي الْحَدِيثِ فِي رُؤْيَا جِبْرِيلَ فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا جِبْرِيلُ صَافٍ قَدَمَيْهِ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ يَقُولُ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَأَنَا جِبْرِيلُ فَجَعَلْتُ لَا أَصْرِفُ بَصَرِي إِلَى نَاحِيَةٍ إِلَّا رَأَيْتُهُ كَذَلِكَ (زهر الربى على سنن النسائي، كتاب الجنائز ارواح المومنين، 2921)

یہ جبریل علیہ السلام ہیں جنہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں دیکھا کہ ان کے چہ سو پر ہیں جن میں دو پروں نے سارا فلق بھر دیا ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آتے یہاں تک کہ اپنے زانو حضور کے زانوؤں سے ملا کر اور اپنے ہاتھ حضور کی رانوں پر رکھتے اور مخلصین کے دل اس بات پر ایمان کی وسعت رکھتے ہیں کہ یہ ممکن ہے کہ یہ قرب اسی حال میں ہو جب وہ آسمانوں کے اندر اپنے مستقر میں موجود ہوں۔ اور حدیث میں حضرت جبرائیل کو دیکھنے کے بارے میں ہے: میں نے اپنا سراٹھایا تو دیکھا کہ جبریل آسمان وزمین کے درمیان اپنے قدموں پر صف بستہ کہہ رہے ہیں۔ اے محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں جبریل ہوں۔ پھر جس طرف بھی نگاہ پھیرتا نہیں اس کیفیت میں دیکھتا۔

میں ہوتی ہیں جسے علمائے کرام یہاں تک کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر عزیزی (☆) میں مفصلاً ذکر کیا۔

**ثالثاً:** یہ اعتراض بعینہ اُن احادیث کثیرہ پر بھی وارد جن میں صریح تصریح کہ ارواح مومنین بعد انتقال جہاں چاہیں سیر کرتی ہیں، لازم کہ جب وہ سیر کو جائیں قبریں خالی رہ جائیں اور قیامت سے پہلے حشر ہو جائے مگر جہل و تعصب جو نہ کرائیں وہی غنیمت ہے۔

چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک سوال آیا زید کہتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روضہ انور

(☆) (مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و پائین آن متصل بہ سدرۃ المنتہی و بالائے آن متصل بپایہ راست عرش مجید است و ارواح نیکان بعد از قبض در آن جا میرسند، و مقربان یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر می مانند و عوام صلحاء را بعد از نویسانیدن نام و رسانیدن نامہائے اعمال بر حسب مراتب در آسمان دنیا یا در میان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار می دهند و تعلقے بقبر نیز این ارواح رامی باشند۔ (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ص 193)، آخر عبارت تک کہ مقال 7 میں گزری ۱۲ منہ۔

علیین ساتوں آسمان کے اوپر ہے اس کا زیریں حصہ سدرۃ المنتہی سے متصل ہے اور بالائی حصہ عرش مجید کے دائیں پائے سے متصل ہے۔ نیکوں کی روہیں قبض ہونے کے بعد وہاں پہنچتی ہیں اور مقربین یعنی انبیاء و اولیاء اس مستقر میں رہتے ہیں۔ اور عام صالحین کو درج کرانے اور اعمال نامے پہنچ جانے کے بعد حسب مراتب آسمان دنیا، یا در میان آسمان و زمین، یا چاہ زمزم میں جگہ دیتے ہیں۔ اور ان ارواح کو قبر سے بھی ایک تعلق رہتا ہے۔

سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ عمرو منکر ہے،

انا لله وانا اليه راجعون۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں مفصل فتویٰ لکھا اور وہاں اس سیر و اختیار کو شہداء وغیر شہداء عام مومنین کی ارواح کے لئے بہت حدیثوں سے ثابت کیا اور کلمات علمائے دین سے اس کے وقائع نقل کئے۔ یہ فتویٰ فقیر کی مجلد ششم فتاویٰ مسمی بہ العطا یا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں منسلک والحمد للہ رب العلمین۔

### فائدہ رابعہ بغایت نافعہ

ارواح طیبہ کے نزدیک دیکھنے سننے میں دور نزدیک سب یکساں ہے۔ یہ ایک مطلب نفیس و جلیل و عظیم الفائدہ ہے جس کی طرف توجہ خاص لازم۔ دیکھو (قول 1\65) کہ اولیائے احیاء نور خدا سے دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کوئی چیز حاجب نہیں، پھر اموات کا کیا کہنا (قول 2\69) کہ قبر سے نزدیکی تو جمعہ کو ہوتی ہے اور ادراک و شناخت دائمی (قول 3\87، و 4\86) کہ روح جنت یا آسمان یا علیین میں رفیق اعلیٰ میں ہوتی ہے اور وہیں سے زائر کی آواز کی آواز سنتی، جواب دیتی ہے، ادراک کرتی ہے، اپنے بدن سے کام لیتی ہے، پھر کون بتا سکتا ہے کہ زمین سے جنت تک کئی لاکھ کئی کروڑ منزل کا فاصلہ نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فاصلہ نہ کہ بریلی سے بغداد یا ہند سے مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (قول 5\113، و 6\114) کہ ارواح کے آگے کچھ پردہ نہیں اور انہیں سارا جہان یکساں ہے (قول 7\187، و 8\188، و 9\189) کہ ارواح قدسیہ سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے سامنے حاضر ہے (مقال 10\7) شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول کہ روح کو قرب و بعد مکانی اس دریافت کا حاجب نہیں اس کا حال نگاہ کا سا ہے

کہ کنویں کے اندر سے ساتوں آسمان کے ستارے دیکھ سکتی ہے۔ یہی معنی ہیں ارشاد عالی دو امام اہلبیت طہارت، دو فرزند ریحانین رسالت حضرت امام اجل زین العابدین علی بن حسین شہید کربلا و حضرت امام حسن ثنی ابن امام اکبر سیدنا حسن مجتبیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیٰ انہم الکریم وعلیہم کے کہ زائران مزار اقدس سے فرمایا:

انتہ ومن فی الاندلس سواء۔ تم اور جو اندلس میں بیٹھے ہیں برابر ہیں۔

حکاہ فی جذب القلوب وغیرہ۔

سوال ۶ میں حدیث گزری کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روضہ اقدس پر کھڑا تمام جہان کی آوازیں سنتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ خاصہ ملزومہ الوہیت نہیں بلکہ بندے کو اُس کا حصول ممکن اور زیر قدرت الہی داخل، پھر کسی کے لئے اس کا اثبات شرک ہونا عجب تماشا ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تحقیق تمام اپنے رسالہ سلطنتہ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ میں ذکر کی، وبالله التوفیق۔

### فائدہ خامسہ

ولہذا اُن کی امداد ہر جگہ جاری، کچھ نزدیکوں پر منحصر نہیں، اور اسی لئے اُن سے استمداد اور اُن کی ندا میں بھی حضور مزار غیر مشروط، بلکہ جہاں سے چاہو صحیح و درست ہے اگرچہ حضور مزارات میں نفع اتم و زائد ہے دیکھو (قول 1\113، و 2\114) غور کرو ائمہ مجتہدین کے پیر و تمام ملک خدا میں کہاں سے کہاں تک پھیلے ہیں پھر وہ کیونکر ہر شخص کی ہر مشکل و آفت میں مدد فرماتے ہیں اور دائماً خبر گیراں رہتے ہیں۔

اسی طرح حضرات اولیائے کرام اپنے مریدان سلاسل کے ساتھ، دیکھو (قول 3\97) خود سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

جب کوئی مصیبت آئے یا زروق (☆) کہہ کر پکار میں فوراً مدد کو آؤں گا دیکھو (قول 4\163)۔ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا قول، دیکھو (مقال 5\88) شاہ ولی اللہ کہتے ہیں گھر بیٹھے ارواح طیبہ کی طرف توجہ کرو، دیکھو (سوال 6\12) مرزا مظہر صاحب عارضہ جسمانی میں حضرت علی مولیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی طرف اور مشکل باطنی

(☆) فائدہ جلیلہ: علامہ زیادی پھر علامہ اجہوری پھر علامہ داؤدی پھر علامہ شامی فرماتے ہیں: جس کی کوئی چیز گم جائے مکان بلند پر رو بقبلہ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ہدیہ کرے اس کے بعد یوں عرض رسا ہو کہ: یاسیدی احمد یا ابن علوان! میری گمی ہوئی چیز مجھے مل جائے الخ۔ رد المحتار حاشیہ در مختار کے منہیہ میں ہے:

قرر الزیادی ان الانسان اذا ضاع له شیء واراد ان یرد الله سبحانه علیه فلیقف علی مکان عال مستقبل القبلة ویقرء الفاتحة ویهدی ثوابها للنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ثم یهدی ثواب ذلک لسیدی احمد بن علوان ویقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم ترد علی ضالتي والانزعک من دیوان الاولیاء فان الله تعالیٰ یرد علی من قال ذلک ضالہ ببرکتہ، اجمہوری مع زیادة کذا فی حاشیة شرح المنہج للداؤدی رحمہ الله تعالیٰ انتہی ۱۲ (م)

زیادی نے بیان کیا کہ جب کسی کی کوئی چیز گم جائے یو کسی اونچی جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو جائے، فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب سیدی احمد، یا ابن علوان کو ہدیہ کرے اور عرض گزار ہو کہ سیدی احمد یا ابن علوان! اگر آپ نے میری گم شدہ چیز واپس نہ کرائی تو دفتر اولیاء سے آپ کا نام نکلوا دوں گا۔ اللہ تعالیٰ یہ کہنے والے کو اس کی گم شدہ چیز ان کی برکت سے واپس دلا دے گا۔ اجہوری باضابطہ، اسی طرح داؤدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی شرح منہج میں ہے (۱۲)۔

میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب تو جہیں کرتے اُدھر سے امداد فرمائی جاتی، دیکھو (سوال 7\17، مقال 8\32) گھر بیٹھے قصائد سناتے ارواح عالیہ سے نوازشیں پاتے، دیکھو (سوال 9\18، مقال 10\10) حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت کہا حضور کے جس متوسل سے ملاقات ہوئی توجہ والا اُس کے حال پر مبذول پائی، دیکھو (مقال 11\33) مغلوں کا بیان کہ جنگل میں یا سوتے وقت اپنا مال حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ العزیز کی حمایت میں سوچتے ہیں اس پر غیب سے مدد پاتے ہیں دیکھو (مقال 12\34) ہر شہر میں بندگان خدا ولایت و قطبیت کے مراتب پاتے ہیں پھر کیونکر اُن سب کو وہ فیض حضرات ائمہ اطہار و حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہم عطا فرماتے ہیں، دیکھو (مقال 13\37، و 14\39، 15\40، 16\41، 17\42، 18\43، 19\44، 20\45، و 11\64) سلطنتیں اور امارتیں کس ملک و شہر میں نہیں ہوتیں، پھر اُن سب میں حضرت مولیٰ مشکل کشا کا توسط کیونکر ہوتا ہے۔ دیکھو (مقال 22\18) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ ابوالرضا کو اسرار تعلیم فرمائے، دیکھو (مقال 23\70، و 24\71) یہ ایک عجوزہ کو پانی پلا کر لحاف اڑھا کر غائب ہو گئے، دیکھو (مقال 25\72) حضور غوث اعظم و حضرت نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے مریدان سلسلہ کی تربیت فرمائی، دیکھو (مقال 22\76، و 27\77) اسمعیل دہلوی مدعی کہ دونوں ارواح طیبہ نے اُن کے پیر پر جلوہ فرمایا اور پھر محصر تک توجہ بخشی، دیکھو (مقال 28\78) ولہذا یا رسول اللہ ﷺ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی کہنا بے تخصیص مکان و قید زمان جائز ہوا اور شاہ ولی اللہ

اور اُن کے اکابر نے یا علی یا علی کا وظیفہ کیا، (دیکھو قول 29\160، و 30\161، و 31\162، و مقال 32\90، و 33\91، و 34\92، و 35\93، و 36\94، و 37\95، و 38\96، و 39\97، و 40\98، و 41\99، و 42\100، و 43\101، و 44\102، و 45\103، و 46\104، مسلمان ان فوائد سے غفلت نہ کرے کہ بہت نافع ہیں اور ضلالت سے مانع، واللہ الہادی الی صراط مستقیم۔

### تنبیہ

یہ مواضع بعیدہ سے استمداد و ندا کا مسئلہ بجائے خود ایک مستقل تالیف کے قابل ہے جس کی تائید میں خود حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت احادیث اور خاص تصریح میں حضرت عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر و عثمان بن حنیف و غیر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے آثار اور علاوہ اُن چھیالیس (46) مصرحوں، تیرہ (13) مؤیدوں کے جن کی طرف فائدہ خامسہ و رابعہ میں ایما ہوا، بہت ائمہ دین و علمائے معتمدین و کبرائے خاندان عزیزی کے اقوال اس وقت میرے پیش نظر جلوہ کر رہے ہیں، عجب نہیں کہ حضرت جل و علا کا ارادہ ہو تو فقیر اپنے رسائل کثیرہ کی تنمیم و تبییض سے فارغ ہو کر خاص اسباب میں ایک جامع رسالہ ترتیب دے اور ان سب احادیث و اقوال ماضیہ و آیت کو فراہم کر کے تحقیقات سلطنت المصطفیٰ و غیر ہا افاضات تازہ کا اضافہ کرے،

واللہ الموفق وبہ نستعین والحمد للہ رب العلمین

اور خدا ہی توفیق دینے والا ہے، اور اسی سے ہم مدد مانگتے ہیں اور تمام تعریف اللہ کے

لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار۔



## تذیل

نواب صدیق حسن خان بہادر شوہر ریاست بھوپال رسالہ تقصیر جیود الاحرار میں تصریح کرتے ہیں کہ غوث الثقلین و غوث اعظم و قطب الاقطاب کہنا شرک سے خالی نہیں۔

میں کہتا ہوں نواب بہادر نے یہاں خدا جانے کس خیال سے ایسا گرا ہوا لفظ لکھا ورنہ بیشک تمام وہابیہ پر فرض قطعی کہ صرف لفظ غوث کہنے پر خالص شرک جلی کا حکم لگائیں، غوث اعظم و غوث الثقلین تو بہت اجل و اعظم ہے، آخر غوث کے کیا معنی، فریاد کو پہنچنے والا۔ جب ان کے نزدیک استمداد فریاد شرک، تو فریاد رس کہنا کیونکر شرک صریح نہ ہوگا! اب دیکھئے کہ ان حضرات کے طور پر کون کون مشرک ہو گیا، قاضی ثناء اللہ پانی پتی و میان اسماعیل دہلوی نے حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کو غوث الثقلین لکھا، دیکھو (مقال 38، و 78) شاہ ولی اللہ امام معتمد اور شیخ ابوالرضا اُن کے جدا مجید، اور مرزا جانجانا اُن کے ممدوح اوحد، اور اُن کے پیر سلسلہ شیخ عبدالاحد نے غیارث الدارین حضور غوث الثقلین کو غوث اعظم کہا، دیکھو (مقال 61، و 70، و 71، و 76، و 77) شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں فرمایا:

برخے از اولیاء مسجود	کچھ اولیاء خلائق کے مسجود اور دلوں کے
خلائق و محبوب دلہا گشتہ	محبوب ہو گئے ہیں جیسے حضرت غوث
اند مثل حضرت غوث	اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلطان
الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	المشاخ حضرت نظام الدین اولیاء



وسلطان المشائخ حضرت قدس اللہ تعالیٰ سرّ ہما۔  
نظام الدین اولیاء قدس اللہ  
تعالیٰ سرہما۔ (1)

### تنبیہ

ذرا یہ "مسجد خلافت" کا لفظ بھی پیش نظر رہے جس نے شرک کا پانی سر سے گزار دیا۔  
میاں اسماعیل نے صراط مستقیم میں کہا:

طالبان نا فہم میدانند کہ نا فہم طالب یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی حضرت  
مانیزہم پایہ حضرت غوث غوث الاعظم کے ہم پایہ ہو گئے۔  
الاعظم شدیم۔ (2)

انہیں بزرگوار نے حضرت خواجہ قطب الحق والدین بختیار کا کی قدس سرہ العزیز کو قطب  
الاقطاب لکھا، دیکھو (مقالہ 79) اور وہاں مولوی اسحق صاحب تور ہے ہی جاتے ہیں  
جنہوں نے مائتہ مسائل کے جواب سوال دہم میں کہا:

ولایت و کرامت حضرت غوث اعظم قدس سرہ۔ (3)  
غرض مذہب طائفہ عجب مہذب مذہب ہے جس کی بناء پر تمام ائمہ و عمائد طائفہ بھی سَو  
سَو مشرک کافر بنتے ہیں، لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

(1) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، سورہ الم نشرح، ص 322)

(2) (صراط مستقیم، تکملہ در بیان سلوک ثانی راہ ولایت، 132)

(3) (مائتہ مسائل، جواب سوال دہم، مسئلہ 9، ص 20.21)

## تنبیہ مهم واجب الملاحظہ ہر مسلم

الحمد للہ! کلام نے ذرہ منتہی لیا اور بیان نے مسئلے کو اُس کا حق دیا

ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولكن اکثر الناس لا یشکرون  
یہ ہم پر اور لوگوں پر خدا کا ایک فضل ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اب حضرات وہابیہ سے اتنا پوچھ لینا چاہیے کہ اس مختصر رسالہ کے مقصد سوم نے علماء  
کے تین سو پانچ (305) قول آپ کے گوش گزار کئے جن میں ایک سو انچاس  
(149) علم و سمع و بصر موتی کے متعلق خاص، اور پانچ (5) میں یہ کہ اولیاء کی کرامتیں  
بعد وصال بھی باقی ہیں، ان ایک سو چون (154) پر تو آپ کی سرکار سے شاید صرف  
حکم بدعت و ضلالت ہو، اگرچہ وہ بھی بتصریح امام الطائفہ مثل شرک محل اصل ایمان  
ہے، باقی کتنے رہے ایک سو کا ون (151)، اور تین قول ابھی ابھی اسی تکرار کے  
فائدہ رابعہ میں تازہ مذکور ہوئے، یہ پھر ایک سو چون (154) ہو گئے، جن کے  
مفاد و مقاصد کی تفصیل اس جدول سے ظاہر ہے:

اس باب میں کہ	اقوال ائمہ و علماء سلف	مقالات خاندان عزیزی	کل	مجموعہ
اولیاء بعد وصال بھی تصرف فرماتے ہیں۔ وہ بعد رحلت بھی بدستور نزدیک و دور مدد کرتے ہیں	8	7	15	154
	25	59	84	

وقت حاجت ان سے استعانت اور	16	26	42
ان کو نذر نزدیک و دور ہر جگہ روا۔			
ارواح طیبہ کو بعد انتقال دیکھنے			
سننے میں دور و نزدیک سب یکساں	12	1	13

اب ان کی نسبت ارشاد ہو وہ ایک سو چون (154) بدعت تھے، یہ ایک سو چون (154) آپ کے مذہب میں خالص شرک، اور ان کے قائل ائمہ و افاضل عیاذ اللہ بکے مشرک ٹھہریں گے یا نہیں؟

اگر کہیے نہ (اور خدا کرے ایسا نہ ہو) تو الحمد للہ کہ ہدایت پائی اور کفر و شرک کی تیز و تند کہ مدتوں سے بیرنگ چڑھی تھی اُتار پر آئی، رب قدیر کو ہدایت فرماتے کیا دیر لگتی ہے آخر کلمہ پڑھتے ہو، شاید پاس اسلام کچھ جھلک دکھا جائے، اور محبوبانِ خدا و ائمہ ہدی کو معاذ اللہ کافر و مشرک کہتے جگر تھرائے،

"إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ"۔

بیشک وہ خدا پر آسان ہے، یقیناً اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اور اگر شاید اصرار مذہب و تعصب مشرب آڑے آئے، اور بے دھڑک آپ کے منہ سے ہاں نکل جائے، تو آپ صاحبوں سے تو اتنا عرض کروں گا کہ حضرات! جنہیں آپ نے مشرک کہہ دیا ذرا نگاہ رو برو، ان میں شاہ ولی اللہ شاہ عبدالعزیز صاحبان اور ان کے اسلاف و اخلاف یہاں تک کہ خود بانی مذہب امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی بھی ہیں، اب ان کی نسبت تصریحاً استفسار، اگر یہاں جھپکے تو کہوں گا کیوں صاحب! اُسی بات پر ائمہ ہدی تو پناہم بخدا چین و چٹان ٹھہریں اور یہ حضرات مطلق

العنان کیا اُن کے لئے کوئی وحی آگئی ہے کہ احکام الہی سے مستثنیٰ رہیں یا انہوں نے رحمان سے عہد لے لیا ہے کہ اُن کی امامت میں بال نہ آئے اگرچہ شرک کے بول کہیں

"مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ (1) . اَللّٰهُ اٰذِنَ لَكُمْ (2) اَمْ عَلٰى اللّٰهِ تَفْتَرُونَ (3) . اَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيْهِ تَدْرُسُونَ . اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَبَآءًا تَخَيَّرُونَ (4)"

تمہیں کیا ہوا تم کیسا حکم لگاتے ہو؟ کیا خدا نے تم کو اذن دیا ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو؟۔ یا تمہارے لئے کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو کہ اس میں تمہارے لئے وہ ہے جو تم پسند کرتے ہو۔

اور اگر شاید بات کی تیج ایسی ہی آپڑی کہ یہاں بھی کھل کر شرک کی جڑی شادام کہ ازرقیبوں دامن کشاں گزشتی

گومشت خاک ماہم برباد رفتہ باشد  
میں خوش ہوں کہ تم رقیبوں سے دامن کھینچ کر نکل گئے، گو اس میں ہماری خاک بھی برباد گئی۔

غرض اس تقدیر پر آپ سے زیادہ عرض کا کیا محل ہوگا جزا میں کہ

(1) (الصافات: 154)

(2) (فی: ب، ح، ر، فر: اذن لکم بهذا أم على الله تفترون، وهو تصحيف۔ وفي: الف،

بدون: بهذا، وهو الصواب)

(3) (یونس: 59)

(4) (القلم: 37.38)

"سَلَامٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی سِوَاَیْهِ اس کے کہ تم پر سلام ہم نادانوں  
الْجَاهِلِیْنَ" (1) کو نہیں چاہئے۔

ہاں عوام اہلسنت کو بیدار کروں گا کہ بھائیو! اب بھی وضوح حق میں کچھ باقی ہے جس نا  
مہذب مذہب ناپاک مشرب کی رو سے صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین و اولیائے  
کالمین قرونِ ثلاثہ سے لے کر آج تک سب کے سب معاذ اللہ مشرک کافر بدعتی خاسر ٹھہریں  
مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

ظاہر ہے کہ وہ طائفہ تالفہ کیسا ہوگا اور اسے سنت و جماعت سے کتنا علاقہ، سبحان اللہ!  
سنت جماعت کو شرک بتائیں، جماعت سنت کو مشرک ٹھہرائیں، پھر سستی ہونے کا دعویٰ  
بجاکلا ورب العرش الاعلیٰ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان  
زهوقا۔ والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین  
محمد وآله وصحبه اجمعین۔ سبحانک اللہم وبحمدک اشهد ان لا اله الا  
انت استغفرک واتوب الیک والحمد لله رب العلمین۔

عرش اعلیٰ کے رب کی قسم، ہرگز نہیں! فرما دو حق آیا اور باطل مٹا، بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا  
ساری تعریف خدا کیلئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے اور درود و سلام رسولوں کے  
سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سب آل و اصحاب پر، اے اللہ! تیری حمد کے  
ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں  
تجھ سے مغفرت کا طالب اور تیری بارگاہ میں تائب ہوں۔ اور سب خوبیاں سارے  
جہانوں کے مالک اللہ کے لئے ہیں۔

تذیل اہم اجل واعظم

رسالہ

الوفاق المتین بین

سماع الدفین

وجواب الیمین

مدفون کے سننے اور مسئلہ قسم کے درمیان محکم مطابقت

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم لك الحمد وبك استعين صل و سلم وبارك على الامان  
الامين المبارك اليمين جيبك وآله وصحبه اجمعين۔  
ما بر بار او جنٹ حانٹ فی یمین ۔

اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے اور میں تجھی سے مدد کا طالب ہوں۔ امانت دار امان،  
یمین و برکت والے اپنے حبیب اور اُن کی تمام آل و اصحاب پر درود و سلام نازل فرما  
جب تک کوئی قسم پوری کرنے والا قسم پوری کرے یا قسم توڑنے والا قسم توڑے۔

## عائدہ جزیلہ تحقیق مسئلہ یمین میں

حضرات منکرین کی غایت سعی و تمام مایہ ناز اس باب میں جو کچھ ہے وہ یہی مسئلہ یمین  
ہے جسے دکھا کر عوام بلکہ کم علموں کو متزلزل کر دیتے یا کیا چاہتے ہیں۔  
مائے مسائل میں کافی شرح وافی و فتح القدیر و کفایہ حواشی ہدایہ و مستخلص و عینی شروع کنز  
سے طولانی عبارتیں کچھ قطع و برید کچھ بیگانہ مزید پر مشتمل نقل کیں کہ عوام بڑی بڑی  
عبارات عربیہ دیکھ کر ڈر جائیں اور اگر سماع موتی سے منکر نہ ہوں تو لا اقل تردد تو کر  
جائیں، مگر بحمد اللہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب نری ملمع کاری ہے، ورنہ وہ عبارات اور  
اُن جیسی سو یا ہزار جنتی اور ہوں نہ ہمیں مہضر نہ منکرین کو مفید، نہ اہلسنت و جماعت کا  
اجماعی مسئلہ جو نصوص صریحہ، احادیث صحیحہ و سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کسی  
مشکل کی تشکیکات بے معنی سے متزلزل ہو سکے۔

فقیر غفر اللہ المولیٰ القدیر اُس کی تحقیق و تنقیح میں بھی کلمات چند نافع و سودمند گزارش

کرے کہ باذنہ تعالیٰ موافق کوشبات واستقامت، مخالف منصف کو ارشاد و ندامت،  
مکابر متعسف کو وبال و غرامت دیں،

وبالله التوفیق و به الوصول الی اور خدا ہی سے توفیق ہے اور اسی کی مدد  
ذری التحقیق سے بلندی تحقیق تک رسائی۔

مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے زید سے نہ بولوں گا، تو یہ قسم زید کی حالت حیات پر  
مقصود رہتی ہے۔ اگر بعد انتقال زید سے کلام کرے حانث نہ ہوگا۔

اصل مسئلہ ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ عنہم سے صرف اس قدر ہے اور اُس کی وجہ یہ کہ  
ہمارے نزدیک بنائے یمن عرف پر ہے، لفظ سے جو معنی عرفاً مراد و مفہوم ہوتے ہیں  
اُن پر قسم وارد ہوتی ہے نہ معنی لغوی یا شرعی پر، تمام کتب مذہب اور خود ان کتب مذکورہ  
میں (جن کی عبارات کو منکرین براہِ جہل یا تجاہل اپنی سند سمجھے) اس امر کی تصریحات  
جلیہ ہیں، مثلاً قسم کھائی بچھونے پر نہ بیٹھے گا یا چراغ سے روشنی نہ لے گا یا چھت کے  
نیچے نہ آئے گا تو زمین پر یا دھوپ میں یا زیر آسمان بیٹھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی اگرچہ  
قرآن عظیم میں زمین کو فرش اور آفتاب کو سراج اور آسمان کو سقف فرمایا،

قال الله تعالى: "جَعَلَ لَكُمْ  
الْأَرْضَ فِرَاشًا"۔ (1) وَقَالَ اللهُ کو بچھونا بنایا۔

تَعَالَى: "وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا  
مُنِيرًا"۔ (2) وَقَالَ اللهُ تَعَالَى: اور روشن چاند بنایا۔ اور فرماتا ہے:

(1) (البقرة: 22)

(2) (الفرقان: 61)



"وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔  
مَحْفُوظًا"۔ (1)

یوں ہی قسم کھائی کسی گھر میں نہ جائے گا، تو مسجد وغیرہ معابد میں جانے سے حانت نہ ہو گا اگرچہ لغت ان پر بھی گھر کا لفظ صادق وجہ وہی ہے کہ اگرچہ شرعاً یا لغتاً یہ اشیاء ان الفاظ میں داخل مگر ایمان میں عرفاً شمول درکار ہے۔ وہ یہاں غیر حاصل، بعینہ اسی وجہ سے مسئلہ مذکورہ میں بعد موت بولنے سے حنت زائل کہ کسی سے نہ بولنا عرفاً اُس کی موت کے بعد سلام و کلام کو غیر شامل، اس سے یہ تراش لینا کہ ہمارے اصل ائمہ مذہب کے نزدیک میت سے کلام حقیقتاً یا شرعاً کلام نہیں محض باطل اور ایسا گمان کرنے والا اصل بنائے مسئلہ سے جاہل یا ذاہل۔

ہمارے ائمہ رضی اللہ عنہم نے جس طرح یہ تصریح فرمائی یوں ہی یہ بھی کہ صورت مذکورہ میں اگر یہ قسم کھانے والا اور زید دونوں نماز میں تھے اور زید نے سلام پھیرنے میں ہمراہیوں پر سلام کی نیت کی حانت نہ ہوگا، اور بیرون نماز اگر زید کسی مجمع میں ہو اور قسم کھانے والا السلام علیکم کہے حانت ہو جائے گا۔ یونہی اگر زید امام تھا اور یہ مقتدی زید نماز میں کچھ بھولا اس نے بتایا قسم نہ ٹوٹے گی اور نماز سے باہر بتایا ٹوٹ جائے گی۔ بحر الرائق ورد المحتار وغیرہ کتب کثیرہ میں ہے:

"لَوْ سَلَّمَ عَلَى قَوْمٍ هُوَ فِيهِمْ  
حَنْثٌ إِلَّا أَنْ لَا يَقْصِدَهُ فَيَدِينُ .  
وَلَوْ سَلَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ لَا يَحْنُثُ .  
اگر کسی جماعت کو سلام کیا جس میں وہ  
بھی موجود ہے (جس سے کلام نہ کرنے  
کی قسم کھائی تھی) تو حانت ہو

وَإِنْ كَانَ الْمَحْلُوفُ عَلَيْهِ عَنِ  
يَسَارِهِ الصَّحِيحُ لِأَنَّ  
السَّلَامِينَ فِي الصَّلَاةِ مِنْ وَجْهِ وَلَوْ  
سَبَّحَ لَهُ لِهَوهٍ أَوْ فَتَحَ عَلَيْهِ  
الْقِرَاءَةَ وَهُوَ مُقْتَدٍ لَمْ يَحْنُثْ  
وَحَارِجَ الصَّلَاةِ يَحْنُثْ". (1)

جائے گا لیکن اگر سلام میں اس کا قصد  
نہ کیا تو دیانتہ اس کا بیان مانا جائے  
گا اور اگر نماز کا سلام پھیرا اور وہ جس  
سے متعلق قسم کھائی تھی اس کے بائیں  
موجود ہے تو بھی قسم نہ ٹوٹی۔ یہی صحیح ہے  
اس لئے کہ دونوں سلام بھی ایک طرح  
داخل نماز ہیں اور اگر وہ امام تھا یہ مقتدی  
سہو پر اس کیلئے سبحان اللہ کہا یا قرأت  
میں غلطی پر لقمہ دیا تو حانث نہ ہوگا اور  
بیرون نماز ایسا ہو تو حانث ہو جائے گا

اب اس سے یہ قرار دے لینا کہ نمازی پتھر ہیں، نمازی کچھ نہیں سنتے، نمازیوں سے  
کلام حقیقتاً کلام ہی نہیں۔ اس جہالت کی کچھ بھی حد ہے، خود انہیں کی کتب مستندہ کی  
عبارتیں سنئے کافی میں ہی:

"الْأَصْلُ أَنَّ الْأَلْفَاظَ الْمُسْتَعْمَلَةَ  
فِي الْأَيْمَانِ مَبْنِيَّةٌ عَلَى الْعُرْفِ  
عِنْدَنَا (إِلَى أَنْ قَالَ) قُلْنَا إِنَّ غَرَضَ  
أَصْلٍ يَهِيَ كَهَامَرِ نَزْدِيكَ قِسْمٍ مِثْلِ  
اسْتِمَالِ هُونِ وَالْأَلْفَاظِ كِي بِنَاءِ  
عَرَفٍ پَرِ هِيَ (آگے فرمایا) ہم یہ کہتے

(1) (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، باب اليمين، 361\4، رد المحتار على الدر  
المختار، مَطْلَبُ حَلْفٍ لَا يَكْلِمُهُ، 791\3، وانظر: الاختيار لتعليل المختار، فصل  
الْحَنْثِ فِي الْيَمِينِ، 60\4، ومجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر 303.304\2)

الحَالِفِ مَا هُوَ الْمُتَعَارَفُ فَيَتَقِيدُ  
بِمَا هُوَ غَرَضُهُ إِلَّا تَرَىٰ أَن مِّنْ حَلْفٍ  
أَن لَا يَسْتَضِيَّ بِالسَّرَاجِ أَوَّلًا  
يَجْلِسُ عَلَى الْبَسَاطِ فَاسْتِضَاءُ  
بِالشَّمْسِ أَوْ جَلْسُ عَلَى الْأَرْضِ لَا  
يَحْنُثُ وَأَن سَمِيَ فِي الْقُرْآنِ  
السَّهْشِ سَرَا جَا وَالْأَرْضُ بَسَاطًا  
رَجُلٌ حَلَفَ أَن لَا يَدْخُلَ بَيْتًا وَلَا  
يَحْنُثُ بِدَاخِلِ الْكَعْبَةِ وَالْمَسْجِدِ  
وَالْبَيْعَةِ وَالْكَنِيسَةِ (1)

ہیں قسم کھانے والے کا مقصد وہی ہوتا  
ہے جو عرف میں جاری ہے تو اس کی قسم  
اس کے مقصود سے مقید رہے گی۔  
دیکھئے اگر کسی نے قسم کھائی کہ چراغ  
سے روشنی نہ لے گا یا بچھونے پر نہ بیٹھے گا  
اور سورج سے روشنی لی یا زمین پر بیٹھا تو  
حادث نہ ہوگا۔ اگرچہ قرآن میں سورج  
کو چراغ اور زمین کو بچھونا فرمایا ہے۔  
کسی نے قسم کھائی گھر میں نہ جائے گا تو  
کعبہ و مسجد با کلیسا اور گرجا میں جانے  
سے حادث نہ ہوگا۔ الخ۔

اسی فتح القدیر میں ہے:

"الْأَصْلُ أَنَّ الْأَيْمَانَ مَبْنِيَّةٌ عَلَى  
الْعُرْفِ عِنْدَنَا لَا عَلَى الْحَقِيقَةِ  
الْغَوِيَّةِ كَمَا نُقِلَ عَنِ الشَّافِعِيِّ وَلَا  
عَلَى الْإِسْتِعْمَالِ الْقُرْآنِيِّ كَمَا عَنِ  
مَالِكٍ وَلَا عَلَى النَّبِيِّ مُطْلَقًا كَمَا

اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک قسم کی  
بناء عرف پر ہے حقیقت لغویہ پر نہیں۔  
جیسا کہ امام شافعی سے منقول ہے.....  
نہ ہی قرآن کے استعمال پر..... جیسا کہ  
امام مالک کے یہاں ہے.....

(1) (کافی شرح وافی۔۔۔ وانظر: الوافی علی مذهب الامام، (ق) ص 146، ذکر

آخره، والفتاوى الهندية 68\2، ذکر اوله نقلا عن الكافي، وتبيين الحقائق 117\3)

عند [عن] أحمَد " (1)

نہ ہی مطلقاً نیت پر..... جیسا کہ امام احمد کے یہاں ہے۔

اسی کفایہ میں ہے:

الأصل أَنَّ الألفاظ المُستعمَلة في الأيمان مَبْنِيَّةٌ عَلَى العُرفِ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ عَلَى الحَقِيقَةِ لِأَنَّ الحَقِيقَةَ حَقِيقٌ بَانَ يرادُ وَعِنْدَ مَالِكٍ عَلَى مَعَانِي كَلَامِ القرآنِ لِأَنَّهُ عَلَى أصحِّ اللغاتِ وأفصحها، ولنا أن غرضَ الحالف ما هو المتعارف فينَعقدُ بغرضه - (2)

اصل یہ ہے کہ قسم میں جو الفاظ استعمال ہوتے ہیں ہمارے نزدیک ان کی بناء عرف پر ہے اور امام شافعی کے یہاں حقیقت پر ہے اس لئے کہ حقیقت اس قابل ہے کہ مراد ہو۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں الفاظ قرآن کے معانی پر بناء ہے اس لئے کہ قرآن سب سے زیادہ صحیح اور فصیح زبان پر وارد ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ قسم کھانے والے کی غرض وہی ہوتی ہے جو عرف میں ہے تو اسکی غرض سے منعقد ہوگی۔

اُسی میں ہے:

(1) (فتح القدیر، باب اليمين في الدخول والسكنى 96\5، وانظر: البحر الرائق

323\4، ومجمع الأنهر 277\2)

(2) (الكفاية مع فتح القدیر باب اليمين في الدخول والسكنى 377\4، پشاور)

"رجعنا العرف على الحقيقة لان هم نے عرف کو حقیقت پر ترجیح دی اس مبنی الايمان على العرف"۔ (1) لئے کہ قسم کی بناء عرف ہی پر ہوتی ہے اسی مستخلص شرح کنز میں کفایہ کا پہلا کلام بعنہ نقل کر کے لکھا:

"كذا في الكفاية، وقد ذكر فخر الاسلام في اصوله ان من جملة ما ترك به الحقيقة خمسة انواع وعد من جملتها استعمال العرف الغالب"۔ (2) اسی یعنی شرح کنز میں ہے:

اسی طرح کفایہ میں ہے اور فخر الاسلام نے اصول میں بیان فرمایا ہے کہ جن امور سے حقیقت متروک ہو جاتی ہے وہ پانچ قسم کے ہیں، ان میں اکثری عرف کے استعمال کو بھی شمار کیا۔

"الايمان عندنا مبنية على العرف وعند الشافعي واحمد على الحقيقة وعند مالك على معاني كلام القرآن"۔ (3) ہمارے نزدیک قسم عرف پر مبنی ہوتی ہے اور امام شافعی و امام احمد کے نزدیک حقیقت پر اور امام مالک کے نزدیک کلمات قرآن کے معانی پر۔

(1) (الكفاية مع فتح القدير باب اليمين مسائل متفرقة 473\4)

(2) (مستخلص الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول والسكنى 337\2، وانظر: كنز الوصول الى معرفة الاصول (اصول البزدوى) باب جملة ما ترك به الحقيقة 86.90)

(3) (رمز الحقائق شرح كنز الدقائق، كتاب الايمان، باب اليمين في الدخول والسكنى 207\1)

بلکہ اسی فتح القدیر میں خاص ہمارے مسئلہ دائرہ کے مبنی علی العرف ہونے کی تصریح کی فرماتے ہیں:

"يَمِينُهُ لَا تَنْعَقِدُ إِلَّا عَلَى الْحَيِّ لِأَنَّ  
الْمُتَعَارَفَ هُوَ الْكَلَامُ مَعَهُ" (1)  
یعنی یہ قسم خاص حالت زندگی ہی پر  
منعقد ہوگی کہ عرف میں کسی سے بولنا  
اُس کی زندگی ہی میں بات کرنے کو  
کہتے ہیں۔

علامہ علی قاری مکی حنفی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں اسی مسئلہ کو ذکر کر کے فرماتے ہیں:  
" هذا منهم مبني على ان مبني  
الايمان على العرف فلا يلزم منه  
نفي حقيقة السماع كما قالوا  
فَيَمَنُ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ اللَّحْمَ فَأَكَلَ  
السَّكَّ مَعَ أَنَّهُ تَعَالَى سَمَّاهُ لَحْمًا  
ظَرِيًّا" (2)  
یعنی ہمارے علماء کا یہ ارشاد کہ بعد موت  
کلام سے قسم نہ ٹوٹے گی اس پر مبنی ہے  
کہ قسم کی بناء عرف پر ہے تو اس سے یہ  
لازم نہیں آتا کہ مردے حقیقتاً نہیں  
سنتے، جس طرح ہمارے علماء نے فرمایا  
کہ جو گوشت نہ کھانے کی قسم کھائے  
مچھلی کھانے سے حانث نہ ہوگا حالانکہ  
اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اُسے ترو  
تازہ گوشت فرمایا۔

اسی طرح شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث حنفی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بعد ذکر

(1) (فتح القدیر، باب اليمين في الكلام 143/5)

(2) (مرقاۃ المفاتیح، باب حکم الاسراء، تحت الرقم (3967)، (475/7)

مسئلہ کہ:

اگر یکے سو گند خورد کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے بات  
کلام نہ کنم پس کلام کرد او نہ کروں گا، پھر اس کے مرنے کے بعد  
را بعد مردن او حانث اس سے کلام کیا حانث نہ ہوگا۔

نمیگردد۔ (1)

اُس کی وجہ ارشاد فرماتے ہیں:

مبنائے ایمان بر عرف قسم کی بنیاد عرف و عادت پر ہے  
وعادات است نہ بر حقیقت۔ حقیقت پر نہیں۔ (2)

اصل بات تو اتنی ہے جسے انکارِ سماع موتی سے نام کو مس بھی نہیں مگر بعض شروع مثل  
کتب خمسہ مذکورہ وغیرہ میں اس مسئلہ کی توجیہ و تاویل و وجہ و دلیل کچھ ایسے طور پر واقع  
ہوئی جس سے بنظر ظاہر بے فکر غائر کچھ وہم خلاف پیدا ہو، حضرات منکرین اور یہ ایک  
منکرین کیا اہلسنت کے تمام مخالفین ہمیشہ: "الغریق یتشبث بکل حشیش" کے  
مصدق ہوتے ہیں۔ ڈوبتا سوار (سہارا) پکڑتا ہے۔ اپنے صریح مضمر سے بھی تو  
استدلال کر لاتے ہیں، پھر جس میں بظاہر کچھ نفع کا وہم نکلتا ہو اُس کا کہنا ہی کیا ہے،  
اب احادیث صحیحہ صریحہ جلیلہ جزیلہ کے تمام قاہر، باہر، ظاہر تصریحات سب اٹھا کر  
طاق نسیاں پر رکھ دیں، صحابہ و تابعین و ائمہ دین، سلف صالحین و خلف کا ملین سب کے  
ارشادات جلیلہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں، احادیث اور وہ ارشادات ائمہ کیوں دیکھے

(1) (اشعة اللمعات، باب حکم الاسراء، 299\3)

(2) (اشعة اللمعات، باب حکم الاسراء، 400\3)

جاتے وہاں تو انکار کی قلعی کھلتی ہے، نبی مطلع علی الغیب کے ارشاد سے اس برزخی حالِ پینہاں کی خبر اپنی خواہش کے خلاف ملتی ہے، اقوالِ علماء میں اجماعِ اہلسنت کے بادل گرج رہے ہیں جنہیں سن کر اختراعِ انکار کی چھاتی دہلتی ہے۔ چارنا چار انہیں چند عباراتِ موہمہ کے معانی موہومہ پر ایمان لانا فرض ٹھہرا، خدا را انصاف! اگر معاذ اللہ صورتِ برعکس ہوتی کہ حضرات کی طرف وہ دلائلِ قاہرہ، احادیثِ متواترہ و نقولِ اجماعِ اہل سنت ہوتیں اور دوسرا ان کے خلاف ایسی چند عبارات سے استناد کرتا کچھ نہ بکھرتے پھرتے، طعن و تشنیع کے رنگ نکھرتے، مگر اپنے لئے سب کچھ حلال ہے، کیا کریں اس میں گنجائش یہیں تک مجال ہے۔

"ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ"۔ (1) یہی ان کا مبلغِ علم ہے۔

طُرہ یہ کہ ان میں مدعیانِ حنفیت درکنار، حضراتِ غیر مقلدین بھی انکارِ سماعِ موتی پر مرتے جان دیتے ہیں اور نصوصِ صریحہ، احادیثِ صحیحہ چھوڑ کر ایسے ہی بعض عباراتِ موہمہ کی آڑ لیتے ہیں۔ اب نہ عمل بالحدیث کی آن، نہ

"اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ" اپنے عالموں اور اہبوں کو خدا کو چھوڑ کر  
 (أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ)۔ (2) رب بنالیا ہے۔

پر ایمان۔

بات یہ ہے کہ منکر صاحبوں کے یہاں دین و شریعت اپنی ہوا و ہوس کا نام ہے، جہاں جیسا موقع دیکھا اسی سے کام ہے۔



ان حضرات کے عمل بالحدیث کی وہی حالت ہے جو قرآن عظیم میں اصل اصول مذہب والخواصہ تہی کے دربارہ صدقات ارشاد فرمائے کہ:

"وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ"۔  
 ان میں کوئی وہ ہے جو صدقات کے بارے میں تم پر عیب لگاتا ہے۔ اگر انہیں ان میں سے کچھ دے دیا جائے تو راضی ہو جائیں اور نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائیں۔

ارشادات حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے زعم میں ان کے ہوسات کو جگہ دی تو خوش ہیں بڑے متبع حدیث ہیں، ورنہ خفا، حدیث کی طرف سے رو درقفا، اب لاکھ پکارا کیجئے "تَعَالَوْا إِلَى الرَّسُولِ" (رسول کی طرف آؤ) کون سنتا ہے کسے قبول، خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا اُن کے کلمات میں بھی دع ما کدر (گدلے کو چھوڑ دو) پر عمل رہا، طرفہ تریہ کہ خود اُن کی عبارتوں میں عقل و انصاف کو غورو نظر کی رخصت نہ دی، نہ احتمال و استدلال میں تمیز کی۔ ہاں طالب تحقیق و صاحب توفیق براہ انصاف و ترک اعتساف ادھر آئے کہ بعونہ تعالیٰ رفع حجاب و دفع اضطراب و تنقیح جواب و توضیح صواب کے دریا رہا کرتے پائے۔

فاقول و بحول اللہ تعالیٰ اصول تقریر جوابات سے پہلے چند مقدمات مفید لائق تمہید و التوفیق من اللہ العزیز الحمید۔

## مقدمہ اولیٰ (☆)

فصول سابقہ میں ثابت ہو لیا کہ اہلسنت کے نزدیک روح کیلئے فنا نہیں، موت سے روحوں کا مرجانا بد مذہبوں کا قول ہے، کتب عقائد مثل مقاصد و مواقف و طوابع اور ان کی شروع وغیرہ اس کی تصریحات سے مالا مال ہیں۔ یہ مسئلہ بلکہ خود روح کا جسم کے علاوہ ایک شے ہونا ہی اگرچہ بنظر بعض الناس منجملہ نظریات تھا، جس کے سبب امام اجل فخر الدین رازی کو تفسیر کبیر (1) میں زیر کریمہ: "يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ"۔ (2) اس پر سترہ حج قاہرہ (☆) کا قائم کرنا پڑا مگر قرآن و حدیث ان پر اتنے نصوص واضحہ قاطعہ عطا نہیں فرماتے جن کا حصر و شمار ہو سکے۔ اور اب تو بحمد اللہ تعالیٰ یہ باتیں اہل اسلام میں بدیہیات سے ہیں جان کا جاننا ہر ایک کی جان نہیں مگر انجان سا انجان جان کا جانا، جسم سے نکلنا ضرور ہے، اور ساتھ ہی فاتحہ و خیرات و ایصال ثواب حسانات و صدقات سے بتا دیتا ہے کہ وہ روح کو باقی و برقرار مانتا ہے تو موت حقیقتاً صفت بدن ہے نہ وصف روح، ولہذا علامۃ الوجود مفتی ابوالسعود محمد عمادی نے تفسیر ارشاد العقل السلیم میں زیر قولہ تعالیٰ:

"بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ" (3) بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں۔

(1) (انظر: تفسیر کبیر، سورۃ الاسراء، 21/397-394)

(2) (الاسراء: 85) (3) (البقرة: 169)

(☆) (موت بدن کی صفت ہے نہ روح کی مگر اطلاق اس پر بھی آتا ہے [حاشیہ مطبوع بریلی])

(☆) (ان میں بعض دلائل کا خلاصہ عن قریب آتا ہے جن سے بعد موت بدن حیات روح بھی

فرمایا:

"فیه دلالة علی أن روح الإنسان جسم لطیف لا یفنی بخراب البدن ولا یتوقف علیہ ادراکُہ وتألُّمُہ والتذاذُہ"۔ (1)

اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کی روح ایک جسم لطیف ہے جو بدن کے ہلاک ہونے سے فنا نہیں ہوتی اور اس کا ادراک اور لذت والہم پانا بدن پر موقوف نہیں۔

پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اُس کا اطلاق آتا ہے۔ حدیث میں ہے:

"اللَّهُمَّ رَبَّ الْأَرْوَاحِ الْفَانِيَةِ، اے اللہ! فانی ارواح اور بوسیدہ اجسام والأجسادِ البالية"۔۔۔ الحدیث۔ کے رب، الحدیث۔ (2)

(1) (ارشاد العقل السليم، [تفسير أبي السعود] 112\2، ونقل عنه القاسمي في محاسن التأويل 475\2)

(2) (أخرجه ابن أبي الدنيا في مجابي الدعوة (105)، والآجري في أخلاق حملة القرآن (95)، والديلمي في فردوس الأخبار 448\1 (1825)، من طريق يحيى بن زياد ومحمد بن زياد عن عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عَمْرِو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا مَرُفُوعًا۔ وقال ابن عراق في تنزيه الشريعة المرفوعة 328\2: لم يبين علته وهو في الأفراد للدارقطني ومن طريقه أخرجه الديلمي؛ وفيه الفضل بن يحيى عن أبيه، ولم أعرفهما، والله تعالى أعلم. وذكره السيوطي في الزيادات على الموضوعات (736) قلت: عبد العزيز: صدوق عابد ربما وهم ورمي بالإرجاء، قاله في التقريب۔ ويحيى بن زياد صدوق لكن روى عنه ابنه الفضل بن يحيى وهو مجهول، وعنه إبراهيم بن محمد العمري، وهو ضعيف، وعنه عبد الله بن أحمد النحاس، وهو مجهول۔ = =

ولفظه عن ابن السني عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: ابن السني کے یہاں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں وہ فرماتے ہیں:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْجَبَّانَةَ يَقُولُ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جب قبرستان میں داخل ہوتے تو فرماتے: تم پر سلام ہو اے فانی ارواح اور بوسیدہ اجسام الْفَانِيَّةُ، وَالْأَبْدَانُ الْبَالِيَّةُ، وَالْعِظَامُ النَّخِرَةُ، الَّتِي خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْيَا وَهِيَ بِاللَّهِ مُؤْمِنَةٌ، اللَّهُمَّ أَدْخِلْ عَلَيْهِمْ رَوْحًا مِنْكَ، سے سلام پہنچا۔

وَسَلَامًا مِّنَّا" (1)

علامہ عزیزی اس حدیث کے نیچے سراج المنیر میں فرماتے ہیں:

"(الارواح الفانية) ای الفانی ارواح فانی کا مطلب یہ ہے کہ جن کے اجسادھا" (2)

جسم فانی ہیں۔

== والثانی: محمد بن زیاد الجزری روى عن عبد العزيز المذكور، وابن زیاد الجزری متروک الحدیث وضاع۔

(1) (أخرج ابن السني في عمل اليوم والليلة 198 (598) - قلت: في سنده جبان بن

علي العنزي، ضعيف؛ كما في "التقريب". وعبد الوهاب بن حامد التيمي لم أعرفه.

والحديث ضعفه الزبيدي في اتحاف السادة المتقين 377\10

(2) (السراج المنير شرح الجامع الصغير، تحت حديث مذكوره 125\3، بحواله فتاوى

رضوية جديد 844\9)

علامہ زین العابدین مناوی تیسیر میں فرماتے ہیں:

"يَعْنِي الْأَرْوَاحَ الَّتِي أَجْسَادُهَا  
فَانِيَةٌ وَإِلَّا فَالْأَرْوَاحُ لَا تَفْنَى"۔  
یعنی ہو ارواح جن کے جسم فانی ہیں  
ورنہ ارواح تو فنا نہیں ہوتیں۔ (1)

علامہ حنفی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:

قوله الفانية اي الفانية  
اجسادها اذا الارواح لا تَفْنَى  
ولذا اتى بالجملة بعدها مفسرة  
لذلك، اعنى والابدان البالية اي  
في غير نحو الشهداء۔ (2)  
اس کا قول "الفانية" یعنی جن روحوں  
کے جسم فانی ہیں کیونکہ روحيں فنا نہیں  
ہوتیں، اسی لئے اس کی تفسیر کرنے والا  
جملہ بعد میں لائے۔ میری مراد،  
الابدان البالية (بوسیدہ اجسام) یعنی

شہداء کے ماسوا اجسام بوسیدہ ہیں۔

ان سب عبارات کا محصل یہ کہ رُوح پر اطلاق فانی باعتبار جسم واقع ہوا، یعنی اے وہ  
روحو! جن کے بدن فنا ہو گئے تم پر سلام ہو۔ ورنہ خود رُوح کیلئے ہرگز فنا نہیں۔ ولہذا  
دوسرے فقرے میں اس کی تفسیر فرمادی کہ گلے ہوئے بدن یعنی عام لوگوں کیلئے کہ  
شہداء اور ان کے مثل خواص کے جسم بھی سلامت رہتے ہیں۔

اس کے بعد تیسیر وسراج المنیر دونوں میں ہے:

"فيه ان الاموات بمسعون اذا لا  
یعنی اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا

(1) (التيسير شرح الجامع الصغير، تحت حديث مذکورہ 248\2)

(2) (حواشی الحنفی علی هامش السراج المنیر، 125\3، بحوالہ فتاوی رضویہ

مخاطب الامن یسمع"۔ (1) کہ مُردے سنتے ہیں کہ خطاب اسی سے کیا جاتا ہے جو سنتا ہو۔

احادیثِ نوعِ اوّل مقصدِ اوّل پر نظر تازہ کیجئے تو وہ ایک ساتھ ان مطالب کو ادا کر رہی ہیں کہ بدن و روح دونوں پر میت کا اطلاق ہوتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتاتی ہیں کہ حقیقتِ موت بدن کیلئے ہے روح اس سے پاک و مبرا ہے۔

مثلاً حدیث پنجم میں ارشاد ہوا کہ جو شخص مُردے کو نہلاتا کفّنتا اُٹھاتا دفناتا ہے مُردہ اُسے پہچانتا ہے، پُر ظاہر کہ یہ افعال بدن پر وارد ہیں نہ کہ روح پر اور پہچاننا کامِ روح کا ہے اور جب اپنے علم و ادراک پر باقی ہے تو اُسے موت کہاں! موت کی چھوٹی بہن نیند میں تو پہچان رہتی نہیں، موت میں کیونکر رہتی! یونہی حدیث 6، 7 و احادیث 1 تا 15 وغیرہا سب اسی طرح ان جملہ مطالب کی معاؤدی ہیں کمالاً بخفی۔

لاجرم شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیرِ عزیزی میں فرمایا:

موت بمعنی عدم حس موت کا یہ معنی کہ حس و حرکت ختم ہو  
و حرکت و عدم ادراک جائے اور ادراک و شعور مفقود ہو جائے،  
و شعور جسد را رومی دھد و صرف جسم کیلئے ہوتا ہے اور روح میں  
روح را اصلاً تغیر نمیشود بالکل کوئی تغیر نہیں ہوتا، وہ جیسے پہلے  
چنانچہ حامل قوی بود حامل قوی تھی اب بھی ہے۔ پہلے جو شعور  
حالاہم هست و شعورے و ادراک اس کے پاس تھا وہ اب بھی  
و ادراکے کہ داشت حالاہم ہے بلکہ اب زیادہ صاف

(1) (السراج المنیر شرح الجامع الصغیر، تحت آیہ مذکورہ 125/3)

دارد بلکه صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید باشد یا روح عامہ مومنین یا روح کافر و فاسق باین معنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعور و ادراک و حرکات و تصرفات بدن سے ظاہر ہوتے تھے۔ اب نہیں ہوتے..... ہاں روح کو دو معنی میں موت لاحق ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ بدن سے جدا ہو جانے کے بعد اس کی ترقی رک جاتی ہے، دوسرے یہ کہ کھانے پینے جیسی لذتیں اس کے قبضے سے نکل جاتی ہیں۔ اسی لئے شریعت میں اس کیلئے بھی موت کا حکم دے دیتے ہیں، لیکن وہ بھی صرف ان باتوں میں..... مگر خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کیلئے حقیقت میں یہ دونوں معنی بھی نہیں، بلکہ یہ حضرات زندہ ہیں اور ان کی ترقی ہمیشہ جاری ہے، اور جسمانی لذتیں بھی ان سے

دارد بلکه صاف تر و روشن تر پس ارواح را مطلقاً خواہ روح شہید باشد یا روح عامہ مومنین یا روح کافر و فاسق باین معنی مردہ نتوان گفت مردگی صفت بدن است کہ شعور و ادراک و حرکات و تصرفات کہ بسبب تعلق روح باوے ازوے ظاہر میشدند حالانمی شونہ آری روح را بدو معنی موت لاحق میشود اول آنکہ از مفارقت بدن از ترقی باز میماند، دوم بعضی تمتعات مثل اکل و شرب از دست اومی روند لہذا او را نیز در شرع حکم بموت میفرمایند اما دریں امور فقط اما شہیدان راہ خدا را در حقیقت این دو

معنیہم نیست بلکه ایشان  
زندگانند دائما در ترقی  
و تمتعات جسدانیہ نیز از  
ایشان موقوف نہ شدہ۔ ا ہ  
مختصراً۔ (1)  
اسی میں ہے:

جانِ آدمی ہر چند در شدائد و  
مصائب گرفتار شود بحفظ  
الہی محفوظ است شکستہ  
شدن و فنا پذیر فتن آں از  
محالات است و لہذا در  
حدیث شریف وارد است انما  
خلقتم للابد یعنی جانِ آدمی  
کہ در حقیقت آدمی عبارت  
از آنست ابدی است ہرگز فنا  
پذیر نیست، و آنچه در عرف  
مشہور است کہ موت  
ہلاک جان می کند

آدمی جس قدر بھی سختیوں اور مصیبتوں  
میں گرفتار ہو مگر اس کی روح خدا کی  
حفاظت کے باعث محفوظ ہے، اس کا  
ٹوٹنا پھوٹنا اور فنا ہونا محال ہے۔ اسی  
لئے حدیث شریف میں آیا ہے تم ہمیشہ  
کیلئے پیدا کئے گئے ہو..... یعنی تمہاری  
جان اور روح..... کہ حقیقت میں  
انسان اسی سے عبارت ہے..... ابدی  
اور جاودانی ہے وہ کبھی بھی فنا ہونے والی  
نہیں اور وہ جو عرف میں مشہور ہے کہ  
موت جان کو ہلاک کر دیتی ہے محض مجاز  
ہے۔ موت کا زیادہ سے زیادہ اثر یہ



محض مجاز است نہایت ہے کہ جان بدن سے جدا ہوتی ہے اور  
کار موت آن ست کہ جان از بدن جدا شود و بدن بسبب  
نایافت مربی و محافظ از ہم بدن اپنے مربی و محافظ کو کھودینے کی وجہ  
باشد والا جان را فنا متصور سے بکھر کر رہ جاتا ہے، ورنہ جان کیلئے  
نیست و اثبات عالم برزخ و فنا متصور نہیں۔ عالم برزخ اور امکان  
امکان حشر و نشر مبنی حشر و نشر کے اثبات کی بنیاد اسی مسئلہ پر  
برہمیں مسئلہ است۔ (1)

بالجملہ موت بہ معنی حقیقی کہ بدن ہی کو عارض ہوتی ہے۔ وہی ایسی چیز ہے کہ جسے لاحق  
ہو مہمل و معطل و معرض فساد و ملحق بالجما و کر دے۔ موت مجازی کہ روح کیلئے ہے۔ ان  
سب آفات سے پاک و مبرا ہے، واللہ الحمد والحجۃ السامیۃ۔

### مقدمہ ثانیہ (☆)

ہر عاقل جانتا ہے کہ علم و ادراک صفت جان پاک ہے نہ وصف مشیت خاک،  
قال اللہ عزوجل: "مَا كَذَبَ اللہ عزوجل نے فرمایا: دل نے غلط نہ کہا  
الْفُؤَادُ مَا رَأَى" (2) علی القول اُسے جو آنکھ نے دیکھا، یہ معنی قول مختار  
البختار أن المراد: الرؤية بحاسة البصر (3) کی بنیاد پر ہے کہ یہاں رویت سے  
مراد حاسہ نگاہ سے دیکھنا ہے۔

(1) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، سورۃ الطارق، 226) (2) (النجم: 11)

(3) (المصباح المنیر، کتاب الباء 247\1، بحوالہ فتاوی رضویہ جدید 847\9)

تفسیر کبیر میں ہے:

"أَنَّ الْإِنْسَانَ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَذَلِكَ الشَّيْءُ هُوَ الْمُبْتَلَى بِالتَّكْلِيفِ الْإِلَهِيَّةِ وَالْأُمُورِ الرَّبَّانِيَّةِ وَهُوَ الْمَوْصُوفُ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَمَجْمُوعُ الْبَدَنِ لَيْسَ كَذَلِكَ وَلَيْسَ عُضْوًا مِنْ أَعْضَاءِ الْبَدَنِ كَذَلِكَ فَالنَّفْسُ شَيْءٌ مُغَايِرٌ لِجُمْلَةِ الْبَدَنِ وَمُغَايِرٌ لِأَجْزَاءِ الْبَدَنِ وَهُوَ مَوْصُوفٌ بِكُلِّ هَذِهِ الصِّفَاتِ" (1)

اسی میں بعد اقامت حج کے لکھتے ہیں:

"فَثَبَتَ بِمَا ذَكَرْنَا أَنَّ النَّفْسَ الْإِنْسَانِيَّةَ شَيْءٌ وَاحِدٌ وَثَبَتَ أَنَّ ذَلِكَ الشَّيْءَ هُوَ الْمُبْصِرُ وَالسَّامِعُ وَالشَّامُ وَالذَّائِقُ وَاللَّامِسُ وَالْمُتَخَيِّلُ وَالْمُتَفَكِّرُ وَالْمُتَذَكِّرُ وَالْمُشْتَهِي وَالْغَاضِبُ وَهُوَ

انسان ایک شئی واحد ہے، اسی شئی کا تکلیفات شرعیہ اور احکام ربانیہ سے ابتلا ہے۔ وہی سننے دیکھنے سے متصف ہے اور پورا بدن یہ صفت نہیں رکھتا نہ ہی اعضائے بدن میں سے کوئی عضو اس وصف کا ہے تو روح پورے بدن کے مغائر اور ہر جزو بدن کے مغایر ایک شے ہے۔ وہی ان تمام صفات سے متصف ہے۔

یہاں مذکور سے ثابت ہوا کہ روح انسانی ایک شئی واحد ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وہی شئی دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے، چھونے، خیال کرنے، سوچنے، یاد کرنے، خواہش کرنے، غصہ کرنے والی ہے، وہی تمام ادراکات سے

الْمَوْصُوفُ بِجَمِيعِ الْإِدْرَاكَاتِ وَهُوَ  
الْمَوْصُوفُ بِجَمِيعِ الْأَفْعَالِ  
الْإِخْتِيَارِيَّةِ وَالْحَرَكَاتِ الْإِرَادِيَّةِ"  
پھر فرمایا:

لَمَّا كَانَتِ النَّفْسُ شَيْئًا وَاحِدًا،  
امْتَنَعَ كَوْنُ النَّفْسِ عِبَارَةً عَنِ  
الْبَدَنِ وَكَذَا الْقُوَّةُ السَّامِعَةُ  
وَسَائِرُ الْقُوَى، فَإِنَّا نَعْلَمُ  
بِالضَّرُورَةِ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْبَدَنِ جُزْءٌ  
وَاحِدٌ هُوَ بِعَيْنِهِ مَوْصُوفٌ  
بِالْإِبْصَارِ وَالسَّمْعِ وَالْفِكْرِ فَثَبَّتْ  
أَنَّ النَّفْسَ الْإِنْسَانِيَّةَ شَيْءٌ وَاحِدٌ  
مَوْصُوفٌ بِجُمْلَةِ هَذِهِ الْإِدْرَاكَاتِ،  
وَتَبَتَّ بِالْبَدَاهَةِ أَنَّ الْبَدَنَ وَشَيْئًا  
مِنْ أَجْزَاءِ الْبَدَنِ لَيْسَ كَذَلِكَ،  
وَلِنَقَرِّرَ هَذَا الْبُزْهَانَ بِعِبَارَةٍ  
أُخْرَى فَنَقُولُ: نَعْلَمُ بِالضَّرُورَةِ أَنَّ  
إِذَا

جب روح شئی واحد ہے تو محال ہے کہ  
روح بدن سے یا قوت سامعہ یا دیگر  
قوی سے عبارت ہو، اس لئے کہ ہمیں  
بدیہی طور پر معلوم ہے کہ بدن میں کوئی  
ایک خاص جز ایسا نہیں کہ وہی دیکھنے،  
سننے اور فکر کرنے سے متصف ہو تو  
ثابت ہوا کہ روح انسانی وہ شئی واحد  
ہے جو ان تمام ادراکات سے متصف  
ہے اور بدیہی طور پر یہ بھی ثابت ہے کہ  
بدن اور اجزائے بدن میں کوئی جز ایسا  
نہیں ..... اسی دلیل کی تقریر ہم  
دوسرے الفاظ میں یوں کرتے ہیں کہ  
بدیہی طور پر ہم جانتے ہیں کہ جب ہم  
کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اس کو پہچان

أَبْصَرْنَا شَيْئًا عَرَفْنَاهُ وَإِذَا عَرَفْنَاهُ  
 اشْتَهَيْنَاهُ وَإِذَا اشْتَهَيْنَاهُ حَرَكْنَا  
 أَبْدَانَنَا إِلَى الْقُرْبِ مِنْهُ فَوَجَبَ  
 الْقَطْعُ بِأَنَّ الَّذِي أَبْصَرَ هُوَ الَّذِي  
 عَرَفَ هُوَ الَّذِي اشْتَهَى هُوَ الَّذِي  
 حَرَكَ إِلَى آخِرِ مَا أَطَالَ وَأَطَابَ  
 هَذَا مُخْتَصَرٌ مُلْتَقَطٌ (1)

لیتے ہیں اور جب اسے پہچان لیتے ہیں  
 تو ہم اس کی خواہش کرتے ہیں اور  
 جب اس کی خواہش کرتے ہیں تو اپنے  
 بدن کو اس سے قریب ہونے کیلئے  
 حرکت دیتے ہیں تو اس بات کا قطعی طور  
 پر حکم کرنا ضروری ہے کہ جس نے دیکھا  
 اسی نے پہچانا، اسی نے خواہش کی، اسی  
 نے حرکت دی۔

امام رازی نے اس کی مزید تفصیل اور عمدہ تقریر فرمائی ہے۔ یہاں اختصار کے ساتھ  
 جگہ جگہ کی عبارتوں کا انتخاب نقل کیا۔  
 تفسیر عزیزی میں ہے:

جزو اعظم جان است وشعور جزو اعظم جان ہے اور شعور و ادراک اور  
 وادراک وتلذذ وتالم خاصہ احساس لذت و التم اس کا خاصہ ہے اھ۔  
 اوست۔ اھ ملخصاً (2)

**اقول:**

اس معنی پر شرع سے بھی دلائل قاطعہ قائم، قرآن عظیم و اجماع عقلاء و دو شاہد عدل ہیں  
 کہ انسان سمیع و بصیر ہے۔

(1) (التفسیر الکبیر، تحت ویسئلونک عن الروح، ایضاً)

(2) (تفسیر عزیزی، پارہ 30، ص 226)

قال الله تعالى: "إِنَّا خَلَقْنَا  
الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ  
نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا"  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ہم نے  
آدمی کو ملے ہوئے نطفے سے پیدا کیا تا  
کہ اُسے جانچیں، پھر ہم نے اسے سننے  
دیکھنے والا بنا دیا۔ (1)

اور عقلاً و نقلاً بدیہیات سے ہے کہ انسان کی آنکھ، کان انسان نہیں تو یقیناً ثابت کہ یہ  
جسے سمیع و بصیر فرمایا چشم و گوش نہیں اور باقی اعضا کا سمع و بصر سے بے علاقہ ہونا واضح تر  
تو وہ نہیں مگر روح۔ لہذا قرآن مجید فرماتا ہے:

"أَلْهَمُّ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ  
أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ  
يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ  
يَسْمَعُونَ بِهَا" (2)  
کیا ان کے پاس پاؤں ہیں جن سے وہ  
چلتے ہیں یا ہاتھ میں ہیں جن سے وہ  
پکڑتے ہیں یا آنکھیں ہیں جن سے وہ  
دیکھتے ہیں یا کان ہیں جن سے وہ سنتے  
ہیں۔

افعال و سمع و بصر کی اضافت صاحب جوارح کی طرف فرمائی اور جوارح پر بائے  
استعانت آئی، ثابت ہوا کہ فاعل و سامع و بصیر روح ہے اور بدن صرف آلہ۔ اسی  
طرح تمام نصوص احوال برزخ کہ بعد فنائے بدن بقائے ادراکات پر شاہد ہیں جن  
سے جملہ کثیرہ فصول سابقہ میں گزار، سب سے ثابت کہ مدرک غیر بدن ہے، ہاں کبھی  
مجازاً بدن کی طرف بھی بوجہ آلیت نسبت ادراکات ہوتی ہے۔

قال الله تعالى: "وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ" (1)  
اللہ تعالیٰ کا فرمان: اور کبھی سمجھ والا کان  
اُسے سمجھے۔

معالم میں ہے:  
قَالَ قَتَادَةُ: أُذُنٌ سَمِعَتْ وَعَقَلَتْ  
حضرت قتادہ نے فرمایا کوئی کان جو سنے  
اور سنی ہوئی بات کو سمجھے۔ (2)  
مدارک میں ہے:

قال قتادة وهي أذن عقلت عن  
حضرت قتادہ نے فرمایا کوئی کان جس  
اللہ وانتفعت بما سمعت (3)  
نے خدا تعالیٰ سے کلام کو سمجھا اور سنی  
ہوئی بات سے فائدہ اٹھایا۔

یہ بر تقدیر مجاز عقلی ہے اور محتمل کہ مجاز فی الطرف ہو یعنی روح پر اطلاق اذن،  
كما في قوله تعالى: "قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ  
جیسا کہ اس ارشاد باری میں: فرماؤ  
لَكُمْ" (4)  
تمہارے لئے وہ بھلائی کے کان ہیں۔  
نعمائے جنت کی حدیث میں ہے:

"مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ  
جونہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے  
سَمِعَتْ" (5)۔ سنا۔

(1) (الحاقة: 12)

(2) (معالم التنزيل، سورة الحاقة، 145\5، وانظر: تفسير ابن جرير 222\23)

(3) (تفسير النسفي، مدارك التنزيل، الحاقة، 286\4) (4) (التوبة: 61)

(5) (أخرجه مسلم في الصحيح كتاب الجنة وصفتها.. الخ (2824)، والبخاري

صحابہ رضی اللہ عنہم جب تاکید تو ثیق روایت چاہتے فرماتے:

"أَبْصَرَ عَيْنَايَ وَ سَمِعْتُ أُذُنَايَ وَ وَعَاةُ مِيرَى آنْكَهَوْنَ نِي دِيكْهَا اَوْر مِيرِي قَلْبِي" (1)  
 کانوں نے سنا اور میرے دل نے  
 اسے سمجھا۔

= في الصحيح باب ما جاء في صفة الجنة (3072)، وكتاب التفسير تفسير سورة  
 تنزيل السجدة (4501)، وأحمد في مسنده 438\2 (9647)، وابن حبان في  
 الصحيح 91\2 (369)، والترمذي في الجامع في التفسير باب من سورة السجدة  
 (3197)، والنسائي في السنن الكبرى 317\6 (11085)، والحميدي في مسنده  
 480\2 (1133)، والدارمي في السنن، باب من يدخل الجنة 428\2 (2819)،  
 وأبو يعلى في مسنده 159\11 (6272)، والطبراني في مسند الشاميين 93\1  
 (135) كلهم عن أبي هريرة رضي الله عنه۔

وفي الباب عن سهل بن سعد كما في المستدرک (3549) وغيره،  
 وعن المغيرة بن شعبة كما في المصنف لابن أبي شيبة 37\7 وغيره،  
 وعن ابن عباس كما في المعجم الأوسط للطبراني (737) وغيره،  
 وعن أبي سعيد الخدري كما في المعجم الأوسط (5510) وغيره،  
 وعن أنس بن مالك كما في المعجم الأوسط (9443) وغيره۔

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح في الربا (1584) وفيه: أَبْصَرْتُ عَيْنَايَ، وَسَمِعْتُ  
 أُذُنَايَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ... الخ، عن أبي سعيد رضي الله عنه۔  
 ومن رواية شريح الخزاعي، يَقُولُ: سَمِعْتُ أُذُنَايَ، وَبَصُرْتُ عَيْنِي، وَوَعَاةُ قَلْبِي حِينَ  
 تَكَلَّمَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ كتاب اللقطة باب الضيافة (1726)۔  
 وذكره ابن كثير في تفسيره، سورة البقرة (مختصر تفسير ابن كثير) 251\1، من =

تفسیر کبیر میں ہے:

"التَّحْقِيقُ أَنَّ الْإِنْسَانَ جَوْهَرٌ  
وَهُوَ الْفَعَالُ وَهُوَ الدَّرَكُ وَهُوَ  
الْمُؤْمِنُ وَهُوَ الْبُطِيعُ وَهُوَ الْعَاصِي.  
وَهَذِهِ الْأَعْضَاءُ آلَاتٌ وَأَدَوَاتٌ لَهُ  
فِي الْفِعْلِ فَأُضِيفَ الْفِعْلُ فِي  
الظَّاهِرِ إِلَى الْآلَةِ، وَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ  
مُضَافٌ إِلَى جَوْهَرِ ذَاتِ الْإِنْسَانِ"  
[بتصرف] (1)

تحقیق یہ ہے کہ انسان ایک جوہر ہے  
وہی کام کرنے والا ہے وہی سمجھنے والا  
ہے وہی ایمان لانے والا ہے وہی  
اطاعت کرنے والا ہے وہی نافرمانی  
کرنے والا ہے اور یہ اعضاء کام میں  
اس کے آلات و اسباب ہیں تو ظاہر میں  
کام کی نسبت آلہ کی طرف کی گئی اور  
حقیقت میں وہ اسی جوہر ذات انسان  
کی طرف منسوب ہے۔

### مقدمہ ثالثہ (☆)

جب باجماع اہل حق روح کیلئے موت نہیں اور تمام کتب عقائد میں تصریح اور شرح  
مقاصد کی عبارت فصل دوم نوع اول مقصد سوم میں گزری کہ اہلسنت کے نزدیک جسم  
شرط حیات نہیں۔

== حدیث عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ: وفيه: أَبْصَرَ عَيْنَايَ هَاتَانِ - وَوَضَعَ أَصْبَعِيهِ عَلَى  
عَيْنَيْهِ - وَسَمِعَ أَذْنَآيَ هَاتَانِ وَوَعَاةَ قَلْبِي، وَعَزَاةَ إِلَى مُسْلِمٍ - وَأَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ  
، بَابُ حَدِيثِ جَابِرِ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسْرِ، (3006)، بَلَفَظَ: بَصَّرَ عَيْنَيَّ هَاتَيْنِ - وَوَضَعَ  
إِصْبَعِيهِ عَلَى عَيْنَيْهِ - وَسَمِعُ أَذْنَيَّ هَاتَيْنِ، وَوَعَاةَ قَلْبِي -

(1) (التفسير الكبير، سورة انفعل، تحت الآية: 51، ج 15\495)

(☆) (روح لکھی حیات مستمرہ ہے قبر میں اعادہ حیات بدن کے لیے ہوتا ہے پھر بھی استمرار ضروری نہیں)



معتزلہ اس میں خلاف کرتے ہیں اور ظاہر کہ ادراکات تابع حیات ہیں،

کما نص علیہ فی شرح طوابع الانوار للعلامة التفتازانی وللاصفهانی وشرح المواقف للسید الجرجانی۔ (جیسا کہ علامہ تفتازانی و اصفہانی کی شرح طوابع الانوار اور سید شریف جرجانی کی شرح مواقف میں اس کی تصریح ہے)۔

ولہذا ہمارے نزدیک روح موت سے متغیر نہیں ہوتی۔ اس کے علوم و ادراکات بدستور رہتے ہیں جس کا بیان شافی بروجہ کافی فصل مذکور میں مسطور، تو روح بعد دفن فتنہ و سوال، یا نعیم و نکال، کسی امر میں ہرگز اعادہ حیات کی محتاج نہیں کہ حیات و ادراکات اس سے جدا ہی کب ہوئے تھے، ہاں بدن ضرور محتاج ہے، وجہ یہ کہ اہلسنت کے نزدیک قبر کی تنعیم یا معاذ اللہ عذاب جو کچھ ہے روح و جسم دونوں پر ہے۔ امام جلیل جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں:

"عَذَابُ الْقَبْرِ مَحَلُّهُ الرُّوحُ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْبَدَنُ جَمِيعًا بِاتِّفَاقِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَكَذَا الْقَوْلُ فِي التَّنْعِيمِ" (1) ہیں۔ [بتصرف]

اور اس پر شرع مطہر سے نصوص کثیرہ و شبیرہ متواترہ دال ہیں جن کے استقصا کی طرف راہ نہیں۔

اسی کتاب کی احادیث مذکورہ میں بکثرت اس کے دلائل ہیں۔ کما تری۔ اسی طرح سوال نکیرین بھی روح و بدن دونوں سے ہے۔

شرح فقہ اکبر میں ہے:

(1) (شرح الصدور، باب عذاب القبر، 247، دار ابن کثیر دمشق بیروت)

"ليس السؤال في البرزخ للروح      برزخ میں تنہا روح سے سوال نہیں جیسے  
 وحدها کہا قال ابن حزم وغيره      ابن حزم وغیرہ کا قول ہے اور اس سے  
 وافسد منه قول من قال انه      زیادہ فاسد اُس کا قول ہے جو کہتا ہے کہ  
 للبدن بلا روح والا حادیث      سوال صرف بدن بے روح سے ہے۔  
 الصحيحة ترد القولین" (1)      صحیح احادیث دونوں قولوں کی تردید  
 فرماتی ہیں۔

اور جماد من حیث ہو جماد سے سوال یا اُسے لذت، خواہ الم کا ایصال، بدہشتہ محال، لا  
 جرم وقت سوال وغیرہ بدن کو ایک نوع حیات کی عود سے چارہ نہیں۔  
 اگرچہ ہم اس کی کیفیت جزاً نہ جانیں، امام اجل ابوالبرکات نسفی عمدۃ الکلام میں  
 فرماتے ہیں:

"عذاب القبر للكفار ولبعض      کفار اور بعض گنہگار مومنین کیلئے عذاب  
 العصاة من المومنین والانعام      قبر اور اہل طاعت کیلئے آسائش و انعام  
 لا اهل الطاعة، باعادة الحياة في      حق ہے۔ اس طرح کہ جسم میں زندگی  
 الجسد وان توقفنا في اعادة الروح      لوٹا دی جائے اگرچہ روح کے لوٹانے  
 حق"۔ (2)      میں ہمیں توقف ہو۔

امام الائمہ مالک الازمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

"سؤال مُنكر وَنَكير في القبر      قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے اور قبر میں

(1) (شرح فقہ الاکبر، تعلق الروح بالبدن علی خمسة انواع، ص 154، کانپور)

(2) (عمدة الکلام للنسفی۔۔۔۔۔)

وَإِعَادَةُ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ فِي قَبْرِهِ      بندے کی طرف روح کا اعادہ حق ہے۔  
حق"۔ [بتصرف] (1)

اس کی شرح منہج الروض میں ہے:

(اعادة الروح) ای ردھا او تعلقھا  
(الی العبد) ای جسده بجميع  
اجزائه او ببعضها مجتمعة او  
متفرقة (فی قبره حق) والوا  
ولمجرد الجمعية فلا ینافی ان  
السوال بعد اعادة الروح و کمال  
الحال (2)

(روح کا اعادہ) یعنی اسے لوٹانا اور اس  
کا تعلق ہونا (بندے کی طرف) یعنی  
اس کے بدن کی طرف، جو اپنے تمام  
اجزاء کے ساتھ ہو یا بعض کے ساتھ ہو  
یہ مجتمع ہوں یا منتشر ہوں (اس کی قبر کے  
اندر حق ہے) اور ”واو“ محض جمعیت  
کیلئے ہوتا ہے تو اس کے منافی نہیں کہ  
سوال روح لوٹانے اور حالت کامل ہو  
جانے کے بعد ہوگا۔

اسی میں ہے:

"اعلم ان اهل الحق اتفقوا على  
ان الله تعالى يخلق في البیت نوع  
حياة في القبر قد يتالم و  
يتلذذ ولكن اختلفوا في انه هل  
جان لو کہ اہل حق کا اس پر اتفاق ہے کہ  
اللہ تعالیٰ میت کے اندر قبر میں ایک  
طرح کی زندگی پیدا کر دیتا ہے اتنی کہ وہ  
لذت و الم کا احساس کرے، مگر اس

(1) (فقہ اکبر، 18، وفي نسخة: 65، بیان عذاب القبر)

(2) (شرح فقہ اکبر، تحت عبارت مذکورہ، ص 121، کانپور)

یعاد الروح الیه والمنقول عن  
 ابی حنیفة رضی اللہ عنہ التوقف  
 الا ان کلامه هنا يدل على اعادة  
 الروح اذ جواب الملکین فعل  
 اختیاری فلا يتصور بدون  
 الروح وقيل قد يتصور (1)  
 میں ان کا اختلاف ہے کہ اس کی جانب  
 روح لوٹائی جاتی ہے یا نہیں اور امام  
 ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ ہے کہ  
 توقف کیا جائے، مگر یہاں پر ان کا کلام  
 اعادة روح پر دال ہے۔ اس لئے کہ  
 نکیرین کا جواب ایک فعل اختیاری ہے  
 تو وہ بغیر روح کے متصور نہیں اور کہا گیا  
 کہ متصور ہے۔

امام ابن الہمام اسی فتح القدر میں فرماتے ہیں:  
 "الحق أن الميت المعذب في قبره  
 توضع فيه الحياة بقدر ما يحس  
 بالألم والبنية ليست بشرط  
 عند أهل السنة حتى لو كان  
 متفرق الأجزاء بحيث لا تتميز  
 الأجزاء بل هي مختلطة بالتراب  
 فعذب جعلت الحياة في تلك  
 الأجزاء التي لا يأخذها البصر وإن  
 الله على ذلك لقدير والخلاف فيه  
 حق یہ ہے کہ قبر میں عذاب دیئے جانے  
 والے مردے کے اندر اتنی زندگی رکھی  
 جائے گی کہ وہ الم کا احساس کرے اور  
 یہ بدن اس کیلئے شرط نہیں یہاں تک کہ  
 اگر اس کے اجزاء اس طرح بکھر چکے  
 ہوں کہ امتیاز ہو سکے بلکہ مٹی سے خلط  
 ملط ہو گئے ہوں۔ پھر عذاب دیا جائے  
 تو حیات ان ہی اجزاء میں کر دی جائے  
 گی جو نظر نہیں آتے اور بلاشبہ اللہ

إن كان بناء على إنكار عذاب القبر أمكن وإلا فلا يتصور من عاقل القول بالعذاب مع عدم الإحساس"۔ (1)

اس پر قادر ہے۔ اس سے اختلاف اگر عذاب قبر سے انکار کی بناء پر ہو تو ہو سکتا ہے ورنہ کسی عاقل سے متصور نہیں کہ وہ اس کا قائل ہو کہ بغیر احساس کے عذاب ہوگا۔

پھر روح کی نسبت تو اوپر واضح ہو چکا کہ اس کی حیات مستمرہ غیر منقطعہ ہے، مگر بدن کیلئے بعد عود بھی استمرار ضرور نہیں کہ وہ ایک تعلق خاص بمقصد خاص ہوتا ہے جس کے انصرام پر اُس کا انقطاع بجا ہے۔

امام بدر عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں بجواب معتزلہ دلائل اثبات عذاب قبر میں فرماتے ہیں:

"لَنَا آيَات: إِحْدَاهَا: قَوْلُهُ تَعَالَى: {النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا} (غَافِر: 64). فَهُوَ صَرِيحٌ فِي التَّعْذِيبِ بَعْدَ الْمَوْتِ. الثَّانِيَّة: قَوْلُهُ تَعَالَى: {رَبَّنَا أَمِثْنَا اثْنَتَيْنِ وَأُحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ} (غَافِر: 11). دوسری آیت: ارشاد باری تعالیٰ:

ہماری دلیل میں متعدد آیتیں ہیں۔ ایک باری تعالیٰ کا ارشاد وہ (فرعون اور اس کے ساتھی) صبح و شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ بعد موت عذاب دیئے جانے کے بارے میں صریح ہے

(1) (فتح القدیر مع شرح السیراسی، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، 179\5، گجرات الہند، وانظر: حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق 156\3، القاہرۃ)

فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَكَرَ الْمَوْتِ مَرَّتَيْنِ،  
وَهُمَا لَا تَتَحَقَّقَانِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ فِي  
الْقَبْرِ حَيَاةٌ وَمَوْتُ، حَتَّى تَكُونَ  
إِحْدَى الْمَوْتَيْنِ مَا يَتَحَصَّلُ  
عَقِيبَ الْحَيَاةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَى  
مَا يَتَحَصَّلُ عَقِيبَ الْحَيَاةِ الَّتِي فِي  
الْقَبْرِ" (1)

اے ہمارے رب! تو نے دوبارہ ہمیں  
موت دی اور دوبارہ حیات دی۔ اللہ  
تعالیٰ نے دوبارہ موت کا ذکر فرمایا ہے۔  
یہ اُسی وقت ہوگا جب قبر میں بھی موت و  
حیات ہو کہ ایک موت تو وہ ہے جو دنیا  
کی زندگی کے بعد ہوتی ہے اور دوسری  
وہ جو قبر والی زندگی کے بعد ہوتی ہے۔

شرح الصدور میں بدائع سے ہے:

"نقلت من خط القاضي أبي يعلى  
في تعاليقه لا بد من إنقطاع  
عذاب القبر لأنه من عذاب  
الدنيا والدنيا وما فيها منقطع  
فلا بد أن يلحقهم الفناء والبلاء  
ولا يعرف مقدار مدة ذلك" (2)

قاضی ابویعلیٰ کی قلمی تحریر جو ان کی  
تعلیقات میں ہے، اُس سے میں نے  
نقل کیا ہے کہ عذاب قبر کا منقطع ہونا  
ضروری ہے اس لئے کہ وہ عذاب دنیا  
کی جنس سے ہے۔ اور دنیا اور دنیا کے  
اندر جو کچھ ہے سب منقطع ہے تو انہیں فنا  
اور بوسیدگی لاحق ہونا ضروری ہے اور  
اس مدت کی مقدار معلوم نہیں۔

(1) (عمدة القاری شرح البخاری، باب المیت یسمع خفق النعال، 145\146\8)

(2) (شرح الصدور، باب عذاب القبر، 248، بیروت، وانظر: بدائع الفوائد لابن

القیم، فائدة هل يجوز للجماعة أن يقوموا قبل رؤية الإمام، 105\3، بیروت)

پھر فرمایا:

"قلت: ودلیل [ویؤید] هذا ما أخرجه هناد بن السري في الزهد عن مجاهد قال للكفار هجعة يجدون فيها طعم النوم حتى يوم القيامة فإذا صبح بأهل القبور يقول الكافر { يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا } ايس : 52 فيقول المؤمن إلى جنبه { هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَانُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ } ايس : 52" (1)

میں نے کہا اس کی مؤید وہ ہے جو ہناد بن سری نے زہد میں امام مجاہد سے روایت کیا، فرمایا کفار کیلئے ایک خوابیدگی ہوگی جس میں نیند کا مزہ پائیں گے۔ قیامت تک جب قبر والوں کو پکارا جائے گا کافر بولے گا ہائے ہماری خرابی! کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھایا تو اس کے پہلو سے مومن بولے گا یہی وہ جس کا رحمان نے وعدہ دیا اور رسولوں نے سچ فرمایا۔

### مقدمہ رابعہ (☆)

سمع وبصر لغۃ وعرفاً ادراک واضواء اصوات بحاسہ چشم و گوش کا نام ہے۔  
قاموس میں ہے: "السَّمْعُ حِسُّ الْأُذُنِ" (2) (سماعت کان کی حس کا نام ہے۔)

(1) (شرح الصدور، آخر باب عذاب القبر، 248، بیروت)

(☆) (سمع وبصر کے تین معنی ہیں، حاشیہ طبع بریلی شریف)

(2) (القاموس المحيط، باب العين، فصل السین، 730، مؤسسة الرسالة بیروت،

وانظر: المحکم والمحیط الأعظم 511\1، والمختص 90\1، ولسان العرب

162\8، وتاج العروس 223\21، والکلیات 495\1)

اُسی میں ہے: "البَصَرُ، مُحَرَّكَةً: جِسُّ الْعَيْنِ"۔ (1)  
 (بصر..... صاد کی حرکت کے ساتھ..... آنکھ کے احساس کا نام ہے) اسی طرح تاج  
 العروس میں محکم سے ہے۔

صحاح جوہری ومختار رازی میں ہے:

"البَصَرُ حَاسَّةُ الرُّوْيَةِ"۔ (2) (بصر حاسہ رؤیت ہے۔)  
 مصباح المنیر میں ہے: "البَصَرُ النُّورُ الَّذِي تُدْرِكُ بِهِ الْجَارِحَةُ"۔ (3)  
 (بصر وہ نور ہے جس سے عضو کو ادراک ہوتا ہے۔)  
 اسی میں ہے:

"رَأَيْتُ الشَّيْءَ رُؤْيَةً أَبْصَرْتُهٖ بِحَاسَّةِ الْبَصَرِ"۔ (4)  
 (میں نے شے کو دیکھا یعنی میں نے اُسے حاسہ بصر سے دیکھا۔)  
 اسی معنی پر مواقف وشرح مواقف میں فرمایا:

"إِنَّمَا يَحْصِلُ الْإِدْرَاكُ السَّمْعِيُّ سَمْعِي ادْرَاكُ كَانِ كَ السُّورَاخِ تَكْ هُوَا

(1) (القاموس المحيط، باب الرءاء، فصل الباء، 351۔ وانظر: المحكم المحيط  
 الأعظم 315\8، والمخصص 108\1، ولسان العرب 64\4، وتاج العروس  
 196\10)

(2) (الصحاح للجوهري، تحت لفظ "بصر" 591\2، بيروت۔ وانظر: مختار  
 الصحاح 35، ولسان العرب 64\4، وتاج العروس 196\10)

(3) (المصباح المنير في غريب الشرح الكبير للحموي 50، وانظر: تاج العروس  
 196\10)

(4) (المصباح المنير في غريب الشرح الكبير 246، المكتبة العلمية، بيروت)



بوصول الهواء الى الصباح" (1) ہوا پہنچنے سے ہی ہوتا ہے۔ [بتصرف]  
اور شارح نے مباحث نظر میں ذکر کیا:

"الإدراك بالبصر يتوقف على نكاه سے ادراک تین امور پر موقوف  
أمر ثلاثة مواجئة (☆) المبصر ہے: نظر کارو برو ہونا، آنکھ کی پتلی کو اس

(1) (المواقف، المرصد الثاني في عوارض الأجسام، القسم الثاني في النفس  
الحيوانية، النوع الأول 571/2، دار الجيل بيروت)

(☆) (أي للمبصر نفسه أو شبهه المنطبع في نحو امرأة على القول بالانطباع أما على  
القول بخروج الشعاع فمقابلة المبصر حاصلة في الوجهين، لأجل الانعكاس۔ أقول  
وميل ائمتنا الفقهاء۔ إلى القول بالانطباع هو أن يقولوا كون الأبصار به وذلك لأنهم  
صرحوا أن الرجل إذا رأى فرج امرأة وهي في الماء تثبت حرمة المصاهرة، ولورأى  
فرجها في الماء لا منه وهي خارجة لم تثبت لأنه على الأول رأى فرجها وعلى الثاني  
إنما رأى شبهه لا نفسه كما في الخانية وغيرها، فلو قالوا بالانعكاس لكان رأى نفس  
الفرج في الصورتين "فليحفظ" فإني لم أر من نبه عليه ثم رايت المحقق نبه عليه في  
فتح القدير والله الحمد ۱۲ منه (م)

یعنی نگاہ کا خود مرئی کے سامنے ہونا یا اس کی مثال کے جو آئینہ وغیرہ میں منطبع ہو یہ اس قول پر کہ  
آئینہ میں شی کی صورت منطبع ہوتی ہے اور شعاع بصری نکلنے والے قول پر تو مرئی کا سامنا انعکاس  
کی وجہ سے دونوں صورتوں میں حاصل ہے۔ اقول: ہمارے ائمہ فقہاء کا میلان قول انطباع کی  
طرف ہے کہ رویت انطباع سے واقع ہوتی ہے۔ وہ میلان یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات نے  
تصریح فرمائی ہے کہ جب عورت پانی کے اندر ہو اور کوئی مرد اس کی شرمگاہ دیکھے تو حرمت مصاہرت  
ثابت ہو جاتی ہے اور جب عورت پانی کے باہر ہے اور مرد نے پانی سے نہیں بلکہ پانی میں اس کی  
شرمگاہ دیکھی تو حرمت نہ ثابت ہوگی۔ اس لئے کہ پہلی صورت میں اس نے خود شرمگاہ دیکھی اور =

وتقلب الحدة نحوه طلباً کی جانب اسے دیکھنے کی طلب میں  
لرؤيته (☆) وإزالة الغشاوة گردش دینا۔ دیکھنے سے مانع پردہ کا  
المانعة من الإبصار" (1) ازالہ۔

اور اس کا اطلاق بے واسطہ جوارح و آلات ادراک تام جزئیات مذکورہ خواہ  
وغیر مذکورہ بروجہ جزئی مخصوص پر بھی کیا جاتا ہے۔ یہاں نہ مدرک بالفتح میں صوت  
ولون وضو کی تخصیص ہے نہ مدرک بالکسر میں آلات جسمانیہ کی قید۔ روز قیامت مومنین  
اپنے رب عزوجل کو دیکھیں گے اور اس کا کلام سنیں گے اور وہ اور اس کی صفات  
اعراض سے پاک ہیں اور مولیٰ عزوجل سمیع وبصیر علی الاطلاق ہے اور آلات و جوارح  
سے منزہ۔

== دوسری صورت میں خود شرمگاہ نہیں بلکہ اس کی مثال دیکھی جیسا کہ خانیہ وغیرہا میں ہے۔ تو یہ  
فقہاء اگر انعکاس کے قائل ہوتے تو خود شرمگاہ کی رویت دونوں صورت میں قرار پاتی۔ اسے یاد  
رکھنا چاہیے اس لئے کہ اس پر تنبیہ میں نے کہیں نہ دیکھی پھر حضرت محقق کو دیکھا کہ انہوں نے فتح  
القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے اور حمد اللہ ہی کیلئے ہے۔ ۱۲ منہ۔

(☆) أقول: قيد الطلب خرج وفاقاً فليس من شرط الرؤية طلبها والمراد بالازالة  
العدم أصلياً أو طارياً بفعل الرائي أو غير ۱۲ منہ (م)

اقول طلب کی قید اتفاقی ہے اس لئے کہ دیکھنے کیلئے دیکھنے کی طلب شرط نہیں۔ اور  
ازالہ سے مراد یہ ہے کہ پردہ نہ ہو خواہ سرے سے نہ رہا ہو یا بعد میں دیکھنے والے یا کسی اور کے عمل  
سے زائل ہو گیا ہو۔ ۱۲ منہ۔

(1) (شرح المواقف، المرصد الخامس في النظر 201\1، ایران، وفي نسخة:

مصباح میں ہے:

"سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَكَ عَلَيْهِ"۔ (1) (خدا نے تیری بات سنی یعنی اسے جانا۔)

مجمع البحار میں ہے:

"البصير" تعالى يشاهد الأشياء  
ظاهرها وخافيتها من غير جارحة.  
والبصر في حقه عبارة عن صفة  
ينكشف بها كمال نعوت  
البصيرات. (2)  
خدا نے بصیر بغیر کسی عضو کے اشیاء کا  
مشاہدہ فرماتا ہے۔ ان کے ظاہر کا بھی  
اور باطن کا بھی اور باری تعالیٰ کے حق  
میں بصیر ایک ایسی صفت سے عبارت  
ہے جس سے مرئیات کی صفات کامل  
طور پر منکشف ہو جاتی ہے۔

منح الروض میں ہے:

"السمع صفة تتعلق  
بالمسموعات والبصر صفة  
تتعلق بالمبصرات فيدرك  
ادراكا تاما لا على سبيل التخيل  
والتوهم ولا على طريق تأثير  
حاسة ووصول هواء". (3)  
سمع ایک صفت ہے جس کا تعلق  
مسموعات سے ہے اور بصیر ایک صفت  
ہے جس کا تعلق مبصرات سے ہے تو  
اسے ادراک تام ہوتا ہے مگر خیال و دہم  
کے طور پر نہیں، نہ ہی حاسہ کی تاثیر اور  
ہوا پہنچنے کے طور پر۔

(1) (المصباح المنير، كتاب السين مع الميم، سمع، 289\1)

(2) (مجمع البحار الأنوار، باب الباء مع الصاد، 178\1۔ وتاج العروس 209\10)

(3) (شرح فقه الاكبر، شرح الصفات الذاتية، 18.19، بحوالہ فتاویٰ رضویہ)

اسی اطلاق پر مواقف و شرح میں فرمایا:

"الثانية : شبهة المقابلة وهي أن شرط الرؤية كما علم بالضرورة من التجربة المقابلة أو ما في حكمها نحو البرئ في المرأة وأنها مستحيلة في حق الله تعالى لتنزهه عن المكان والجهة والجواب منع الاشتراط" (1)

دوسرا شبہ مقالہ کا ہے وہ یہ کہ رویت کی شرط یہ ہے کہ مرئی مقابل ہو جیسا کہ بداهت تجربہ سے معلوم ہے، یا مقابلہ کے حکم میں ہو۔ جیسے وہ جو آئینے میں نظر آتا ہے اور مقابل ہونا اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے۔ اسی لئے کہ وہ جہت اور مکان سے پاک ہے۔ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مقابلہ کا شرط رویت ہونا ہم نہیں مانتے۔

امام نسفی مصنف کافی مذکور نے عمدة الکلام میں فرمایا:

"ما قالوا من اشتراط المقابلة وغيره يبطل بروية الله تعالى ايانا" (2)

یہ جو کہا گیا کہ رویت کیلئے مقابلہ وغیرہ شرط ہے۔ اس دلیل سے باطل ہے کہ خدائے تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے اور مقابلہ وغیرہ بالکل نہیں۔

روح ملاصق بالبدن کا سمع و بصر بروجہ اول ہے اور مفارق کا از قبیل دوم:

(1) (شرح المواقع ، المرصد الخامس فيما يجوز عليه تعالى ، المقصد الاول ،

کل ذلك على الأغلب وإلا فر بما  
 يحص الملائق بنوره كما في  
 كشوف الأولياء والمفارق  
 بالآلات الباقية الدائمة كما في  
 الأنبياء عليهم الصلوة والسلام  
 . ومعنى المفارقة فيهم طريان  
 لفراق آنى تحقيقاً للموعود الربانى۔

یہ سب حکم اکثری ہے ورنہ بارہا بار ایسا  
 بھی ہوتا ہے کہ بدن سے متعلق روح  
 اپنے نور کے ذریعہ احساس کرتی ہے  
 جیسا کہ اولیاء کرام کے کشف میں ہوتا  
 ہے اور بدن سے مفارق روح ان  
 آلات کے ذریعہ احساس کرتی ہے جو  
 باقی و دائم ہوتے ہیں۔ جیسے حضرات  
 انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے  
 احساسات میں ہوتا ہے۔ اور ان کے  
 حق میں بدن سے روح کی مفارقت کا  
 معنی، بس ایک آن کیلئے جدائی کا طاری  
 ہونا تا کہ وعدہ الہیہ (ہر نفس کیلئے  
 موت) کا تحقق ہو جائے۔

اور اس معنی سے انکار کی منکران سماع موتی کو بھی گنجائش نہیں کہ آخر رؤیت جنت و نار و  
 نعیم و عذاب و سماع و کلام ملائکہ ماننے سے چارہ کہاں اور جب جسم معطل اور آلات  
 مختل تو یہی معنی ظاہر و عیاں، و سیأتی تفصیلہ عن قریب ان شاء القریب۔

اور یہاں ایک تیسرے معنی مجازی اور ہیں:

یعنی رائی و مرئی و سماع و مسموع میں بروجہ آلیت واسطہ ہونا اور صور جزئیہ کا مدرک تک  
 پہنچانا یہ اُس وقت مراد ہوتے ہیں جب سمع و بصر بدن کی طرف مضاف ہوں، کما

بیناھ فی المقدمة الثانية۔ خواہ بروجہ اثبات اور یہ ظاہر ہے خواہ بضمن سلب جہاں سلب مقتصر نامستمر ہے۔ لتضمنہ الاثبات کما لا یخفی۔ (اس لئے کہ وہ اثبات کو متضمن ہے جیسا کہ واضح ہے)

### مقدمہ خامسہ

قرآن و احادیث نصوص شرعیہ و محاورات عرفیہ سب میں انسان کی طرف صفات روح و جسم دونوں نسبت کی جاتی ہیں۔

قال الله تعالى: "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ اِلَى قَوْلِهِ سُبْحَانَ: فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ". (المؤمنون: 12: 14)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا فرمایا۔ پھر اے ایک عزت والی قرار گاہ میں ٹھہرایا۔ ارشاد باری تعالیٰ تو بڑی برکت والا ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا۔ اور فرماتا ہے یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا بے شک میں بدبودار گارے کی بجٹی ہوئی مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں تو جب میں اُسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی معزز روح پھونک دوں تو تم اس کیلئے سجدے میں گر جانا۔ اور فرماتا ہے بے شک ہم نے ان کو چپکتی

وقال عز وجل: "وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَإٍ مَسْنُونٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ". (الحجر: 28-29)

وقال تبارك اسمه: "إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ". (الصافات: 11)

وقال جل جلاله:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ  
مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّن  
تُّرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ  
ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ  
لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا  
نَشَاءُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى" [الحج: 5]

ہوئی مٹی سے بنایا۔  
اور فرماتا ہے اگر تمہیں بعث سے متعلق  
کچھ شک ہے تو بے شک ہم نے تم کو مٹی  
سے بنایا پھر پانی کی بوند سے پھر خون  
بستہ سے پھر پارہ گوشت سے، مکمل اور  
ناکمل تاکہ تم پر ہم روشن کر دیں اور جسے  
چاہیں ایک مقررہ میعاد تک رحموں میں  
ٹھہرائیں۔ الآیہ۔

پر ظاہر کہ کھنکھاتی چپکتی خمیر کی ہوئی مٹی، پھر پانی کے قطرے، پھر خون کی بوند، پھر  
گوشت کے لوتھڑے سے بننا رحم میں ایک مدت معین تک ٹھہرنا، ٹھیک ہونے کے بعد  
اس میں روح کا پھونکا جانا یہ سب احوال (☆) واطوار بدن کے ہیں اور انسان کی  
طرف نسبت فرمائی۔

وقال عز مجده: "وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ  
إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا" [الاحزاب:  
72] وقال تعالى شانه: أَيَحْسَبُ  
الْإِنْسَانُ أَلَّنْ نَجْمَعَ عِظَامَهُ (3) بَلَى  
قَادِرِينَ عَلَى أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ (4)  
بَلْ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ .

خدائے عزوجل فرماتا ہے: اور انسان  
نے اس امانت کو اٹھالیا۔ بے شک وہ  
اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا  
نادان ہے۔ اور فرماتا ہے: کیا انسان  
گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ  
کریں گے، کیوں نہیں، ہم قادر ہیں

(☆) (خصوصاً اخیر کہ غیر بدن کیلئے کسی طرح محتمل نہیں ۱۲ منہ (م))

يَسْأَلُ أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ (6) الی  
 قوله جل ذكره: يَقُولُ الْإِنْسَانُ  
 يَوْمَئِذٍ أَتَيْنَ الْمَفْرُ الْقِيَامَةَ: 3.10 الی  
 قوله جلت عظمتہ: يُنَبِّأُ الْإِنْسَانُ  
 يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ (13) بَلِ  
 الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ (14)  
 وَلَوْ أَلْقَى مَعَاذِيرَهُ (15) [القيامة]

کہ اس کے پور برابر کر دیں، بلکہ  
 انسان چاہتا ہے کہ اس کے آگے بے  
 حکمی کرے، پوچھتا ہے کب ہے  
 قیامت کا دن (تا ارشاد) انسان کہتا  
 ہے اس دن مفر کہاں (تا ارشاد ربانی)  
 اس دن انسان کو بتا دیا جائے گا جو اس  
 نے آگے کیا اور پیچھے کیا بلکہ انسان اپنے  
 نفس کو خوب دیکھنے والا ہے، اگرچہ اپنے  
 عذر سامنے لائے۔

واضح ہے کہ تکالیف شرعیہ سے مخاطب ہونا اور ظلم و جہل و حسابان و ارادہ و سوال و کلام و  
 اعلام و معرفت و معذرت یہ سب صفات و افعال روح سے ہیں، یونہی فجور بھی۔

قال عز مجده: وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا  
 فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا  
 [الشس: 7.8]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قسم ہے نفس کی اور  
 اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اس  
 کے دل میں اس کی نافرمانی اور پرہیز  
 گاری ڈالی۔

انہیں بھی انسان کی جانب اضافت فرمایا بلکہ ایک ہی آیت میں دونوں قسم کے امور  
 اس کیلئے مذکور۔

قال عز شأنه: "إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ  
 باری تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک ہم نے



مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ  
 سَمِيعًا بَصِيرًا" (الإنسان: 2)  
 انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے بنایا کہ  
 اسے آزمائیں، پھر ہم نے اسے سننے  
 والا دیکھنے والا بنایا۔

مردوزن کے ملے ہوئے نطفے سے بدن بنا اور تکلیف و آزمائش روح کی ہے اور وہی  
 شنوا و بینا۔

قال تعالى ذكره: "أَوَلَمْ يَرِ  
 الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا  
 هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا  
 وَنَسِيَ خَلْقَهُ" (الآية 77، 78)  
 ارشاد باری تعالیٰ ہے: اور کیا انسان نے  
 نہ دیکھا کہ ہم نے اسے نطفے سے پیدا  
 کیا پھر وہ کھلا جھگڑنے والا ہے اور اس  
 نے ہمارے لئے مثل بنائی اور اپنی  
 تخلیق کو بھول گیا۔

رویت و علم، شان روح ہے اور نطفے سے پیدائش بدن کی، پھر خصومت و مثل زنی و  
 نسیان احوال روح اور ضمیر اخیر نے پھر تخلیق نطفہ سے جانب بدن مراجعت کی۔ یہی  
 سب محاورات عرف عام میں شائع۔ اب چار حال سے خالی نہیں، یا تو انسان محض  
 بدن ہے یا مجرد روح یا ہر ایک یا مجموع۔

احتمال ثالث تو بدایہ مدفوع، ہر عاقل جانتا ہے کہ اس کے بنی نوع کا ہر فرد اور وہ خود  
 ایک ہی انسان ہے نہ یہ کہ ہر شخص میں دو انسان ہوں ایک روح ایک بدن، ولہذا اس  
 کی طرف کسی کا ذہاب معلوم نہیں، ثلثہ باقیہ مذاہب معروفہ ہیں، اول اکثر متکلمین کا  
 خیال ہے اور ثانی امام رازی وغیرہ کا مفاد مقال، اور ثالث خود انہیں امام جلیل و دیگر  
 اجلہ اکابر کا ارشاد جمیل۔ تفسیر کبیر میں ہے:

أَمَّا الْقَائِلُونَ بِأَنَّ الْإِنْسَانَ عِبَارَةٌ  
عَنْ هَذِهِ الْبُنْيَةِ الْمَخْصُوصَةِ وَعَنْ  
هَذَا الْجِسْمِ الْمَحْشُوسِ فَهُمْ  
جُمْهُورُ الْمُتَكَلِّمِينَ. وَهَذَا الْقَوْلُ  
عِنْدَنَا بَاطِلٌ (وذكر عليه حججا إلى  
أَن قَالَ) الْحُجَّةُ الْخَامِسَةُ: أَنَّ  
الْإِنْسَانَ قَدْ يَكُونُ حَيًّا حَالَمَا  
يَكُونُ الْبَدَنُ مَيِّتًا وَاللَّيْلُ قَوْلُهُ  
تَعَالَى: "وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ" (ال  
عِزْرَان: 169) فَهَذَا النَّصُّ صَرِيحٌ فِي أَنَّ  
أَوَّلِيكَ الْمُقْتُولِينَ أَحْيَاءٌ وَالْحُجُسُ  
يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذَا الْجَسَدَ مَيِّتٌ.

الْحُجَّةُ السَّادِسَةُ: قَوْلُهُ تَعَالَى: "النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا" (غَايِر: 46)  
وَقَوْلُهُ: أُغْرِقُوا فَأَدْخِلُوا نَارًا اُنُوج:  
25 وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "الْقَبْرِ  
رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ أَوْ حُفْرَةٌ

اس مخصوص ساخت اور اس محسوس جسم کو  
انسان بتانے والے جمہور متکلمین ہیں  
اور یہ قول ہمارے نزدیک باطل ہے  
(اس پر دلائل ذکر کئے یہاں تک کہ  
فرمایا) پانچویں دلیل یہ ہے کہ انسان  
کبھی زندہ ہوتا ہے جبکہ بدن مردہ ہوتا  
ہے اور اس کی دلیل یہ ارشاد باری ہے  
کہ: انہیں جو اللہ کی راہ میں مارے گئے  
ہرگز مردہ نہ سمجھنا بلکہ وہ زندہ ہیں۔ یہ  
صریح نص ہے کہ وہ شہید زندہ ہیں۔  
اور احساس یہ بتاتا ہے کہ بدن مردہ  
ہے۔

چھٹی دلیل باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
فرعون اور اسکے ساتھی آگ پر پیش  
کئے جاتے ہیں۔ اور یہ ارشاد: وہ غرق  
کئے گئے پھر آگ میں ڈالے گئے اور  
رسول اکرم ﷺ کا فرمان: قبر جنت

مِنْ حُفْرِ النَّارِ كُلُّ هَذِهِ  
النُّصُوصِ تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ  
يَبْقَى بَعْدَ مَوْتِ الْجَسَدِ۔

الْحُجَّةُ السَّابِعَةُ: قَوْلُهُ ﷺ: إِذَا حُمِلَ  
الْبَيْتُ عَلَى نَعْشِهِ رَفَرَفَ رُوحُهُ  
فَوْقَ النَّعْشِ، وَيَقُولُ يَا أَهْلِي وَيَا  
وَلَدِي (الحديث) النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرَّحَ بِأَنَّ حَالَ مَا  
يَكُونُ الْجَسَدُ عَلَى النَّعْشِ بَقِيَ  
هُنَاكَ شَيْءٌ يُنَادِي وَيَقُولُ جَمَعْتُ  
الْمَالَ مِنْ حِلِّهِ وَغَيْرِ حِلِّهِ وَمَعْلُومٌ  
أَنَّ الَّذِي كَانَ الْأَهْلُ أَهْلًا لَهُ وَكَانَ  
جَامِعًا لِلْمَالِ وَبَقِيَ فِي رَقَبَتِهِ  
الْوَبَالُ لَيْسَ إِلَّا ذَلِكَ الْإِنْسَانُ  
فَهَذَا تَصْرِيحٌ بِأَنَّ فِي الْوَقْتِ الَّذِي  
كَانَ الْجَسَدُ مَيِّتًا كَانَ الْإِنْسَانُ  
حَيًّا بَاقِيًا فَاهْمًا۔

الْحُجَّةُ الثَّامِنَةُ: قَوْلُهُ تَعَالَى: يَا  
أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى

کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا  
دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا  
ہے۔ یہ تمام نصوص اس پر دلیل ہیں کہ  
انسان بدن کی موت کے بعد بھی باقی  
رہتا ہے۔ ساتویں دلیل: رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: جب میت کو اس کی  
چارپائی پر اٹھایا جاتا ہے اس کی روح  
جنازے کے اوپر پھڑپھڑاتی ہے اور  
کہتی ہے اے میرے لوگو! اے میری  
اولاد! (الحديث) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
صراحت فرمادی کہ: جس وقت بدن  
چارپائی پر ہوتا ہے اس وقت ایک شے  
باقی رہتی ہے جو ندادیتی ہے اور کہتی ہے  
میں نے مال جائز و ناجائز طریقوں سے  
جمع کیا اور معلوم ہے کہ اہل جس کے اہل  
تھے اور جو مال جمع کرنے والا تھا اور  
جس کی گردن پر وبال رہ گیا وہ نہیں مگر  
وہی انسان۔ تو یہ اس بات کی تصریح ہے  
کہ جس وقت بدن مردہ ہے

رَبِّكَ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً ۖ فَكُلُوا مِنْهُ حَيْثُ شِئْتُمْ وَلَا تُسَافِكُوا إِلَهُكُمْ ۚ إِنَّكُمْ إِعِندَ اللَّهِ خَافِقُونَ ۝ 27، 28

وَإِلْحَاطُ الْخَطَابِ إِثْمًا هُوَ حَالُ الْمَوْتِ  
فَدَلَّ أَنَّ الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى اللَّهِ بَعْدَ  
مَوْتِ الْجَسَدِ يَكُونُ حَيًّا رَاضِيًا  
وَلَيْسَ إِلَّا الْإِنْسَانُ فَدَلَّ أَنَّ  
الْإِنْسَانَ بَقِيَ حَيًّا بَعْدَ مَوْتِ  
الْجَسَدِ الْحُجَّةُ الْعَاشِرَةُ: جَمِيعَ فِرْقِ  
الدُّنْيَا مِنَ الْهِنْدِ وَالرُّومِ وَالْعَرَبِ  
وَالْعَجَمِ وَجَمِيعِ أَرْبَابِ الْبَلَلِ  
وَالنَّحْلِ مِنَ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى  
وَالْمَجُوسِ  
يَتَصَدَّقُونَ عَنْ مَوْتَاهُمْ وَيَدْعُونَ  
لَهُمْ بِالْخَيْرِ وَيَذْهَبُونَ إِلَى  
زِيَارَتِهِمْ، وَلَوْ لَا أَنَّهُمْ بَعْدَ مَوْتِ  
الْجَسَدِ بَقُوا أَحْيَاءَ لَكَانَ التَّصَدُّقُ  
وَالدُّعَاءُ وَالزِّيَارَةُ عَبَثًا فَيَدُلُّ أَنَّ  
فِطْرَتَهُمْ الْأَصْلِيَّةَ شَاهِدَةٌ بِأَنَّ  
الْإِنْسَانَ لَا يَمُوتُ، بَلْ يَمُوتُ  
الْجَسَدُ.

اسی وقت انسان زندہ باقی اور سمجھنے والا  
ہے۔ آٹھویں دلیل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد:  
اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی  
طرف لوٹ، اس حالت میں کہ تو اس  
سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ یہ خطاب  
بعد موت ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ بدن  
کی موت کے بعد جو اللہ کی طرف لوٹنے  
والا ہے وہ زندہ راضی ہوتا ہے۔ اور وہ  
انسان ہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ انسان  
جسم کی موت کے بعد بھی زندہ رہا۔  
دسویں دلیل: ہندوستان، روم، عرب، عجم  
کے رہنے والے تمام اہل عالم اور یہود  
ونصاری، مجوس، مسلمان، تمام ادیان و  
مذہب والے اپنے مردوں کی طرف  
سے صدقہ کرتے ہیں، اُن کے لئے  
دعائے خیر کرتے ہیں اور اُن کی  
زیارت کے لئے جاتے ہیں، اگر وہ جسم  
کی موت کے بعد زندہ نہ رہتے تو صدقہ  
دعا اور زیارت ایک عبث اور

الْحُجَّةُ السَّابِعَةُ عَشْرَةَ: أَنَّ الْإِنْسَانَ  
يَجِبُ أَنْ يَكُونَ عَالِمًا، وَالْعِلْمُ لَا  
يَحْصُلُ إِلَّا فِي الْقَلْبِ، فَيَلْزَمُ أَنْ  
يَكُونَ الْإِنْسَانُ عِبَارَةً عَنِ الشَّيْءِ  
الْمَوْجُودِ فِي الْقَلْبِ أَوْ شَيْءٍ لَهُ  
تَعَلُّقٌ بِالْقَلْبِ. اهـ ملتقتا ملخصا  
(1).

بے فائدہ کام ہوتا۔ اس میں دلیل ہے  
کہ ان کی اصل فطرت اس پر شاہد ہے  
کہ انسان نہیں مرتا بلکہ جسم مرتا ہے۔  
سترھویں دلیل: ضروری ہے کہ انسان  
علم رکھنے والا ہو اور علم کا حصول قلب ہی  
میں ہوتا ہے، تو لازم ہے کہ انسان اس  
شے سے عبارت ہو جو قلب میں موجود  
ہے یا اس شے سے جو قلب سے متعلق  
ہے۔

امام الطريقة بحر الحقیقہ سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتوحات مکیہ  
شریف میں فرماتے ہیں:

"ليس في العلوم اصعب تصور  
امن هذه المسئلة فان الارواح  
طاهرة بحكم الاصل والاجسام  
وقواها كذلك طاهرة بما فطرت  
عليه من تسبيح خالقها  
وتوحيدة ثم باجتماع الجسم  
والروح حدث اسم الانسان و

علوم میں اس مسئلہ سے زیادہ عمیر الفہم  
کوئی نہیں، اس لئے کہ ارواح بحکم اصل  
پاک ہیں، اسی طرح اجسام اور ان کے  
قوی اپنے خالق کی تسبیح و توحید کی جس  
فطرت پر پیدا ہوئے ہیں، پاک ہیں۔  
پھر جسم اور روح کے ملاپ سے نام  
انسان رونما ہوا۔ اس سے تکلیفات و

تعلق به التكالیف و ظهر منه احكام وابسته ہوئے اور اس سے الطاعات والمخالفات"۔ (1) فرمانبرداری و خلاف ورزی ظہور پذیر ہوئی۔

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب الیواقیت والجواہر میں امام ابو طاہر رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں:

الانسان عند اهل البصائر هذا ارباب بصیرت کے نزدیک انسان جسم المجموع من الجسد والروح وروح کا یہ مجموع ہے ان تمام معانی کے بمافیہ من المعانی۔ (2) ساتھ جو اس میں ہیں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں زیر قولہ تعالیٰ فی سورة النحل (الآیة: 4): "خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ" فرماتے ہیں:

اعْلَمْ أَنَّ الْإِنْسَانَ مُرَكَّبٌ مِنْ بَدَنِ وَنَفْسٍ، فَقَوْلُهُ تَعَالَى: "خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ" إِشَارَةٌ إِلَى الْإِسْتِدْلَالِ بِبَدَنِهِ عَلَى وُجُودِ الصَّانِعِ الْحَكِيمِ، وَقَوْلُهُ تَعَالَى: "فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ" إِشَارَةٌ إِلَى الْإِسْتِدْلَالِ بِأَحْوَالِ نَفْسِهِ عَلَى معلوم ہوا کہ انسان بدن اور روح سے مرکب ہے تو ارشاد باری: (انسان کو نطفے سے پیدا کیا) بدن انسان سے صانع حکیم کے وجود پر استدلال کی جانب اشارہ ہے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ: (پھر جیہی وہ کھلا جھگڑنے والا ہے) روح انسان کے احوال سے

(1) (الیواقیت والجواہر المبحث السادس والستون، 150/2)

(2) (الیواقیت والجواہر، المبحث السادس والستون، 154/2)

وُجُودِ الصَّانِعِ الْحَكِيمِ (1) صانع حکیم کے وجود پر استدلال کی

جانب اشارہ ہے۔

**اقول وبالله توفیق** آیات کریمہ قرآن اعظم ومحاورات عامہ شائعہ تمام عالم کے ملاحظہ سے بہ نگاہ اولین ذہن میں مختش ہوتا ہے کہ جسے انسان کہتے اور زید و عمرو اعلام یا من و تو ضما، یا این و آن اسمائے اشارہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس میں روح و بدن دونوں ملحوظ ہیں۔ ایک یکسر معزول ہو ایسا ہرگز نہیں، اب خواہ یوں ہو کہ ہر ایک نسخ حقیقت انسانی میں داخل و جز و حقیقی ہو یا یوں کہ ایک سے تجوہر حقیقت اور دوسرے کو معیت شرطیت مگر ساتھ ہی عقل و نقل کی طرف نظر کیجیے تو ان کا اجماع و اطباق دیکھتے ہیں کہ انسان ایک شئی مدرک عاقل فاہم مرید مکلف مخاطب من اللہ تعالیٰ ہے، اور یہ صفات اس کے لئے حقیقیہ ثابت ہیں نہ کہ موصوف بالذات کوئی شئی غیر ہو اور اس کی طرف سے بالتبع بالعرض نسبت کئے جاتے ہوں، اس میں واضح امر کی طرف التفات کرتے ہی منجلی ہو گیا کہ جس طرح قولین اولین میں تجرد و تخص بمعنی بشر لاشئی مراد لینا کسی عاقل سے معقول نہیں۔ اگر ہے تو لا بشرط شئی، اور یہ بھی منقول نہیں کہ روح و بدن میں کوئی لحاظ سے بالکل معزول نہیں اور قول اول تو اصلاً قابل قبول نہیں کہ انسان عاقل ہے اور ابدان ذوی العقول نہیں، انسان مالک و متصرف ہے بدن کی طرح آلہ و معمول نہیں، یوں ہی یہ بھی روشن ہو گیا کہ قول اخیر میں مجموع سے مراد بشرط شئی ہے نہ ترکیب نفس حقیقت، ورنہ انسان عاقل و مدرک نہ رہے کہ مجموع مدرک و نامدرک نامدرک ہے اور لازم آئے کہ آیات ومحاورات عامہ خواہ بدنہات ہوں جن میں



موصوف بصفات جسم کو انسان کہا گیا یا روحیات جن میں صفات نفس سے انسان کو متصف کیا، خواہ جامعات جن میں دونوں کو اجتماع دیا سب یکسر حقیقت سے معزول اور مجاز پر محمول ہوں کہ اب انسان نہ روح ہے نہ بدن بلکہ شئی ثالث ہے، لاجرم مجموع کا محمل اول مراد نہیں ہو سکتا۔

ومن الدلیل علیہ قول الإمام  
أبی طاهر بما فیہ من المعانی فما  
كان لعاقل أن یتوهم دخول  
الإعراض فی قوام جوهر وإنما  
المراد الدخول فی المحاظ وکذا  
تنصيص الإمام الرازی علی  
الترکیب مع اعطائه مرارا کثیرة  
أن الإنسان هو الروح۔  
اس کی ایک دلیل امام ابو طاهر کے یہ  
الفاظ ہیں (ان تمام معانی کے ساتھ جو  
اس میں ہیں) کہ اس سے کوئی عاقل یہ  
وہم نہیں کر سکتا کہ اعراض ایک جوہر کی  
حقیقت میں داخل ہیں مراد صرف لحاظ  
میں داخل ہونا ہے۔ اسی طرح مرکب  
ہونے پر امام رازی کی تصریح، جب کہ  
ان کے کلام سے بہت سی جگہ مستفاد ہے  
کہ انسان وہی روح ہے۔

رہا محمل دوم اس میں بھی دو احتمال ہیں قوام روح سے ہوا اور بدن شرط یعنی انسان روح متعلق بالبدن کا نام ہو یا بالعکس یعنی بدن متعلق بالروح کا ثانی بھی اُس مقدمہ مذکورہ واضح سے مدفوع کہ انسان عاقل مخاطب بالاصالة ہے نہ بالتبع، تو بفضل اللہ تعالیٰ عرش تحقیق مستقر ہو گیا کہ مختار و منصور وہی قول اخیر بایں معنی و تفسیر ہے اور قول ثانی بھی اُس سے بعید نہیں کہ جب قوام جوہر میں صرف روح ہے تو انسان روح ہی کا نام ہوا ملحوظ بلحاظ تعلق ہونا اُسے روح ہونے سے خارج نہیں کرتا۔ نہ اُن عبارات میں لحاظ



سے تعلق سے قطع نظر مذکور تو اُس کا اُسی قول منصور کی طرف ارجاع میسور و لہذا امام اجل فخر الدین رازی نے با آنکہ بارہا روح ہی کے انسان ہونے پر تسبیل و تنقیح فرمائی، خود ہی انسان کے روح و بدن سے مرکب ہونے کی تصریح فرمائی۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب نے تفسیر عزیزی میں جہاں وہ عبارت لکھی کہ:

جان آدمی کہ در حقیقت آدمی کی جان کہ حقیقت میں آدمی اس آدمی عبارت از آں است۔ سے عبارت ہے۔

وہیں اس کی شرح یوں ارشاد کی:

تفصیل این اجمال آنکہ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ آدمی دو آدمی مرکب از دو چیز است چیزوں سے مرکب ہے، جان اور جان و بدن، جزو اعظم جان بدن۔ جزو اعظم جان ہے جس میں است کہ تبدل و تغیر در اں راہ تبدل و تغیر کو راہ نہیں۔ اور بدن بمنزلہ نمی باید و بدون بمنزلہ لباس است کہ اختلاف لباس ہے کہ اس میں بہت تبدیلی ہوا کرتی ہے۔

بسیار دروے راہ می یابداہ

مختصراً۔ (1)

پھر روح کا بدن سے تعلق چار قسم ہے:

ایک تعلق دُنیوی بحال بیداری، دوسری بحال خواب کہ من وجہ متعلق من وجہ مفارق، تیسرا برزخی، چوتھا اخروی

وجعلها في شرح الصدور عن ابن القيم خمسة حيث قال: للروح بِالْبَدَنِ خُمْسَةُ أَنْوَاعٍ مِنَ التَّعَلُّقِ مُتَغَايِرَةٌ الْأُولَى فِي بطن الْأُمِّ ، الثَّانِي بَعْدَ الْوِلَادَةِ ، الثَّالِثُ فِي حَالِ النَّوْمِ فَلَهَا بِهِ تَعَلُّقٌ مِنْ وَجْهِ وَمِفَارِقَةٌ مِنْ وَجْهِ ، الرَّابِعُ فِي الْبَرْزَخِ فَإِنَّهَا وَإِنْ كَانَتْ قَدْ فَارَقَتْهُ بِالْمَوْتِ فَإِنَّهَا لَمْ تُفَارِقْ فِرَاقًا كَلِيًّا بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ لَهَا إِلَيْهِ الْتِفَاتٌ ، الْخَامِسُ تَعَلُّقُهَا بِهِ يَوْمَ الْبَعْثِ وَهُوَ أَكْمَلُ أَنْوَاعِ التَّعَلُّقَاتِ وَلَا نِسْبَةَ لَهَا قَبْلَهُ إِلَيْهِ إِذْ لَا يَقْبَلُ الْبَدَنُ مَعَهُ مَوْتًا وَلَا نَوْمًا وَلَا فَسَادًا ۝ (1)

اور شرح الصدور میں ابن قیم کے حوالے سے پانچ قسم قرار دی۔ عبارت یہ ہے: بدن سے روح کے پانچ الگ الگ قسم کے تعلق ہیں۔ پہلا: شکم مادر میں؛ دوسرا: ولادت کے بعد۔ تیسرا: حالت خواب میں کہ ایک طرح سے روح بدن سے متعلق ہے اور دوسری طرح سے جدا ہے۔ چوتھا: برزخ میں کہ روح موت کے باعث اگرچہ بدن سے جدا ہو چکی ہے مگر بالکل جدا نہیں ہوئی کہ بدن کی طرف اسے کوئی التفات نہ رہ گیا ہو۔ پانچواں: روز بعث کا تعلق۔ وہ سب سے زیادہ کامل تعلق ہے جس سے ماقبل کے تعلقات کو کوئی نسبت نہیں۔ اس لئے کہ اس تعلق کے ساتھ بدن موت خواب اور فساد و تغیر قبول نہیں کرتا۔

(1) (شرح الصدور، باب مقرر الارواح، 317، وانظر: كتاب الروح لابن القيم و

أقول: الكلام في الأنواع المتغايرة ولا يظهر للتعليق الرحمي تغاير مع الذي بعد الولادة فإن كليهما تعلق الإتصال المحض والتدبير والتصرف الناقص بخاف النومي فلا يتمحض للإتصال والبرزخي فليس مع ذلك تعلق التدبير والأخروي فلا نقص فيه أصلاً فيتحصل التقسيم هكذا التعلق أمامتمحض للإتصال أولاً الأول إن كمل بحيث لا يقبل الفراق فأخروي وإلا فدنوي يقضى، والثاني إن كان تعلق تدبير فنومي أولاً فبرزخي فإن قيل ليس يستعمل الجنين آلاته وجوارحه في الأعمال والإدراك مثل المولود قلت: لا يستعملها المولود من

أقول: گفتگو الگ الگ، اور جداگانہ تعلقات کے بارے میں ہے جب کہ شکم مادر والے تعلق کی، بعد ولادت والے تعلق سے کوئی مغایرت ظاہر نہیں۔ اس لیے کہ دونوں صورتوں میں خالص اتصال اور تدبیر و تصرف کا ناقص تعلق ہے۔ اس کے برخلاف حالت خواب کے تعلق میں خالص اتصال نہیں، من وجہ فراق بھی ہے اور برزخ والے تعلق میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ تدبیر کا تعلق نہیں اور آخرت والے تعلق میں بالکل کوئی نقص نہیں۔ تو تقسیم اس طرح حاصل ہوگی: تعلق یا تو خالص اتصال رکھتا ہے یا نہیں۔

اول: اگر ایسا کامل ہے کہ جدائی قبول نہ کرے تو اخروی، ورنہ دُنوی جو بیداری میں ہو۔ اور ثانی: اگر تدبیر کا تعلق ہے تو خواب والا ہے اور تدبیر والا نہیں تو برزخی ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو

ساعته كالعظيم ولا العظيم  
 كاليافع ولا اليافع كمن بلغ أشده  
 ولا كمثل الشيخ الهرم ثم  
 الفاني، فليعجل عامة ذلك  
 تعلقات متغائرة فافهم۔

کہ شکم کا بچہ افعال اور ادراک میں اپنے  
 آلات و جوارح کو پیدا شدہ بچے کی  
 طرح استعمال نہیں کرتا (اس فرق کی  
 وجہ سے دونوں کو دو شمار کیا گیا) ہمارا  
 جواب یہ ہوگا کہ اس وقت مولود بچہ بھی  
 اپنے اعضاء و جوارح کو اس بچے کی طرح  
 استعمال نہیں کرتا جو دودھ چھوڑ چکا ہو۔  
 اور دودھ چھوڑنے والا نوجوان یا قریب  
 البلوغ کی طرح، اور یہ بھرپور جوانی  
 والے کی طرح استعمال نہیں کرتا۔ نہ ہی  
 اس کی طرح بہت بوڑھا، پھر مزید  
 بڑھاپے سے فنا کو پہنچ جانے والا شخص  
 استعمال کرتا ہے۔ تو چاہیے کہ ان سب کو  
 جداگانہ متغائر تعلقات قرار دیا جائے۔  
 تو اسے سمجھو۔

ان میں جس طرح اعلیٰ و اکمل تعلق اخروی ہے جس کے بعد فراق کا احتمال ہی نہیں۔  
 یوں ہی ادون و اقل تعلق برزخی ہے کہ باوصف فراق ایک اتصال معنوی ہے مگر قرآن  
 عظیم و حدیث کریم کے نصوص قاطعہ شاہد عدل ہیں کہ اس قدر تعلق بھی بقائے انسانیت  
 کے لئے بس ہے۔

بداہتہ معلوم کہ قبر میں تنعیم یا معاذ اللہ تعذیب جو کچھ ہے اُسی انسان ہی کے واسطے ہے جو اپنی حیات دُنیاوی میں مومن و مطیع یا معاذ اللہ کافر و عاصی تھا، نہ یہ کے طاعت و ایمان تو انسان نے کئے اور نعمت مل رہی ہے کسی غیر انسان کو، یا کفر و عصیان انسان سے ہوئے اور عذاب ہوتا ہو کسی غیر انسان پر، اسی طرح وہ تمام حج واضحہ ہے جو ابھی تفسیر کبیر سے بعد موت بقا و حیات انسان پر گزریں مع اپنے نظائر کثیرہ کے اس مدعا کی کفیل ہیں تو ثابت ہوا کہ حقیقت انسانیہ میں جو تعلق ملحوظ ہے مطلق و مرسل ہے کسی طرح کا ہو۔

أما ما قال الإمام أبو طاهر بعد ما أسلفنا نقله من انه إذا بطلت صورة جسده بالموت وزالت عنه المعاني بقبض روحه لا يسمى إنساناً، فإذا جمعت هذه الأشياء إليه بالإعادة. ثانياً: كان هو ذلك الإنسان بعينه ألا تری ان الجسد الفارغ من الروح والمعاني يسمى شعباً و جثة ولا يسمى إنساناً و كذلك الروح المجرد لا يسمى إنساناً، الخ. (1)

رہا وہ جو امام طاہر نے سابقاً نقل شدہ عادت کے بعد فرمایا کہ جب موت سے آدمی کے جسم کی صورت باطل ہو جاتی ہے اور روح قبض ہو جانے کی وجہ سے معانی اس سے زائل ہو جاتے ہیں تو اسے انسان نہیں کہا جاتا۔ پھر جب دوبارہ یہ چیزیں اس کے ساتھ جمع کر دی جاتی ہیں تو بعینہ وہی انسان ہو جاتا ہے۔ دیکھو کہ روح اور معانی سے خالی جسم کو شیخ اور جثہ ڈھانچہ اور لاشہ کہا جاتا ہے انسان نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح

مجرد روح کو انسان نہیں کہا جاتا۔

تو میں کہتا ہوں: امام موصوف رحمہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ نہیں کہ انسان موت سے نیست و نابود ہو جاتا ہے اور عالم برزخ میں از دم موت تا وقت بعثت جو ہوتا ہے وہ انسان نہیں۔ اللہ کی پناہ کہ یہ اُن کی مراد ہو۔ جب کہ یہ بد مذہبوں کا قول ہے اور قطعی دلائل سے متصادم ہے اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ روح برزخی انسان نہ ہو جو بدن سے فراق کے ساتھ ایک اتصال بھی رکھتی ہے اور یہ قطعاً معلوم ہے کہ انسان وہی ہے جس سے ایمان و کفر اور نیکی و بدی کا صدور ہوا اور بد یہی ہے کہ غیر انسان، غیر انسان ہے تو کیا انعام اسے ہوتا ہے جس نے عمل نہ کیا۔ اور عذاب اسے ہوتا ہے جس نے معصیت نہ کی، حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن کے متعلق بیان فرماتا ہے کہ

فأقول: ليس يرید رحمہ اللہ تعالیٰ ان الانسان يبطل بالموت وان الذی فی البرزخ من لدن الموت الى حين البعث ليس بانسان، ومعاذ اللہ ان یریدہ وهو قول اهل البدع ومصادم للقواطع وكيف يجوز ان لا يكون الروح البرزخی المتصل بالبدن اتصالاً فی فراق انسان، ومعلوم قطعاً ان الانسان هو الذی کان امن وکفر واحسن وفجر وبدیہی ان غیر الانسان غیر الانسان افینعم من لم يعمل ويعذب من لم یعص، واللہ تعالیٰ یقول عنهم: "يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثْنَا مِنْ مَرْقِدِنَا" (یس: 52) فافادان المبعوثین فی الحشر هم الراقدون فی القبر

ومعلوم ان الكائنون في الدنيا  
 فالاسان هو هو في الدور الثالث  
 لم يزل عن انسانية ولم ينسلخ  
 عن حقيقة وقال تعالى: "النَّارُ  
 يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا" (غافر: 46) وانما  
 اعاد الضمير الى الناس  
 المذكورين فهم المعروفون على  
 النار لا غيرهم. وقال  
 تعالى: "قَتَلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ" (عبس: 17)  
 الى قوله عز وجل: "ثُمَّ  
 أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ" (عبس: 21)  
 فالأقبار بعد الاماتة وقد ارجع  
 الكناية فيه الى الانسان فثبت  
 ان الميت المقبور ليس الا  
 انسانا، وبالجمله ففي الدلائل على  
 هذا كثرة لا مطمع في احاطتها.  
 وانما اراد التنبيه على ان  
 الانسان ليس بمعزول اللحاظ  
 عن شئ من الروح والبدن

وہ کہیں گے: ہائے ہماری خرابی کس نے  
 ہماری خواب گاہ سے ہمیں اُٹھایا، اس  
 سے افادہ ہوا کہ حشر میں جو اُٹھائے  
 جانے والے ہیں وہی قبر میں سونے  
 والے ہیں اور معلوم ہے کہ آخرت میں  
 جو اُٹھائے جائیں گے وہ وہی ہیں جو دنیا  
 میں تھے۔ تو انسان تینوں مقامات پر  
 وہی انسان ہے۔ کسی وقت وہ انسانیت  
 سے جدا اور اپنی حقیقت سے خارج نہ  
 ہوا۔ اور باری تعالیٰ فرماتا ہے وہ آگ  
 پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ضمیر ان ہی  
 لوگوں کی طرف لوٹائی جو مذکور ہوئے تو  
 آگ پر پیش کئے جانے والے وہی  
 ہیں، غیر نہیں، اور ارشاد باری ہے انسان  
 مارا جائے کتنا بڑا ناشکرا ہے (تا ارشاد  
 باری) پھر اسے موت دی، پھر اسے قبر  
 میں رکھا۔ تو قبر میں رکھنا موت دینے  
 کے بعد ہوا اور ضمیر اس میں بھی انسان  
 ہی کی طرف لوٹائی تو ثابت ہوا

فالجسد اذا بطلت صورته بالهوت  
وزالت عنه المعانی لخروج الروح  
عنه لا يسمى ذاك الجسد الفارغ  
انسانا وقد كان يسمى قبله عرفا  
لمكان الاتصال كما سيأتي  
وكذا الروح المجرد من حيث هو  
مجرد لا يسمى انسانا وانما  
الانسان المجموع اعني الروح  
الملحوظ بلحاظ الاتصال اعم  
ان يكون دنيويا او اخرويا او  
برزخيا، هكذا ينبغي ان يفهم  
هذا المقام والله سبحانه ولى  
الانعام۔

کہ میت جو قبر میں ہوتا ہے وہ انسان ہی  
ہے۔ بالجملہ دلائل اس بارے میں  
بہت ہیں جن کا احاطہ کرنے کی طمع  
نہیں۔ امام موصوف نے بس اس بات  
پر تنبیہ فرمانا چاہا ہے کہ روح اور بدن  
دونوں میں کسی سے بھی انسان لحاظ میں  
جدا نہیں۔ تو جسم کی صورت جب موت  
کی وجہ سے باطل ہو جائے اور اس سے  
روح نکل جانے کے باعث معانی اُس  
سے زائد ہو جائیں تو اُس خالی جسم کو  
انسان نہیں کہا جاتا، جبکہ اس سے پہلے  
عرفاً کہا جاتا تھا کیونکہ اتصال تھا جیسا  
کہ آگے آ رہا ہے۔ اسی طرح روح  
مجرد کو، اس حیثیت سے کہ وہ مجرد ہے  
انسان نہیں کہا جاتا۔ انسان تو مجموعہ ہے  
روح و بدن کا یعنی وہ روح جس کے  
ساتھ بدن سے اتصال کا لحاظ ملحوظ ہے  
خواہ وہ اتصال دنیوی ہو یا اخروی یا  
برزخی۔



اسی طرح اس مقام کو سمجھنا چاہیے اور  
خدائے پاک ہی مالکِ انعام ہے۔

یہ تحقیق حقیقت و مصداق انسان میں کلام تھا، اب آیات و محاورات مذکورہ کی طرف  
چلے جب انسان و روح ہر ایک کا انسان جداگانہ ہونا بدایتہً باطل ہو چکا، تو اب اقوال  
ثلاثہ سے کوئی قول لیجئے آیات و محاورات بدنہ و روحیہ سے ایک میں تجوز اور جامعہ میں  
استخدام ماننے سے گریز نہ ہوگی کمالاً تخفی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ مفسرین ان میں کہیں  
استخدام (☆) مانتے ہیں نہ اہل عرف ان میں کسی کلام کو حقیقت سے جدا جانتے ہیں،

(☆) (بل قال بعض العلماء ان الاستخدام بهذا المعنى لم يقع فى القرآن العظيم اصلا  
نقله الامام السيوطى فى الاتقان (فى النزغ الثامن والخمسون: فى بدائع القرآن) قال  
: وَقَدْ اسْتَخَرْتُ بِفِكْرِى آيَاتٍ وَذَكَرْتُ ثَلَاثًا اَوَّلَى : "أَتَى أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ  
" امر الله محمد ﷺ كما اخرج ابن مردويه من طريقه الضحاك عن ابن عباس  
رضى الله تعالى عنهما - والضمير له مراد به قيام الساعة او العذاب - والثانيه : "وَلَقَدْ  
خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ" المراد به آدم ثم اعاد الضمير عليه مراد به ولده  
فقال : "ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً" قال : وهى اظهرها ، والثالثة : "لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ  
تَسْأَلُكُمْ" ثم قال : "قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِنْ قَبْلِكُمْ" اى اشياء آخر هذا ملخص كلام  
السيوطى - اقول : وقد استخرجت مثالين آخرين الاول قوله عز وجل : "أَخْضَنْتُ  
فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ" الفرج فرج المرأة والضمير للفرج بمعنى فرج الجيب على ما  
عليه المحققون ، والاخر ذكرته فى رسالتى الزلال الانقى من بحر سبقة الاتقى التى  
ذكرت فيها تفسير قوله عز وجل : "وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى" ، ١٢ منه

بلکہ بعض علماء نے کہا کہ : اصلاح بلاغت میں استخدام یہ ہے کہ کسی لفظ کے متعدد معنی ہوں اور =

تو وجہ یہ ہے کہ بوجہ شدت اختلاط گویا روح و بدن شے واحد ہیں بلکہ روح خفی و نظری ہے اور بدن محسوس مرئی اور اشراق شمس روح نے بدن پر حیات کی شعائیں ڈال کر اسے اپنے رنگ میں رنگ لیا، جس طرح دھکتے کوئلے کو کہ اس کے ہر ذرے میں آگ کی سرایت نے "انا النار" کہنے کا مستحق کر دیا اب اسے آگ ہی کہا جاتا ہے، یونہی جسم کو "انا الانسان" کا دعویٰ پہنچتا ہے۔ ہم سنتا، دیکھتا، بولتا، چلتا پھرتا، کام

== ایک جگہ لفظ یا اس کی ضمیر سے ایک معنی مراد لیا جائے اور وہی دوسری جگہ ضمیر سے دوسرا معنی مراد لیا جائے، بلکہ بعض علماء نے فرمایا استعمال اس معنی میں قرآن عظیم میں بالکل کہیں وارد نہیں، اسے امام سیوطی نے اتقان میں نقل فرمایا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنی فکر سے چند آیات میں استعمال نکالا ہے۔ تین آیتیں ذکر فرمائیں، ایک: "اللہ کا امر آیا تو اس کی جلدی نہ مچاؤ" اللہ کا امر محمد ﷺ جیسا کہ ابن مردویہ نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔ اور اس کی ضمیر سے: "جو اس کی جلدی نہ مچاؤ" میں ہے۔ قیام قیامت یا عذاب مراد ہے۔ دوسری: "ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا"۔ انسان سے مراد حضرت آدم ہیں۔ "پھر ہم نے اسے نطفہ کیا"۔ یہاں انسان کی طرف راجع ضمیر "اسے" سے مراد اولاد آدم ہے۔ فرمایا یہ سب سے زیادہ ظاہر ہے۔ تیسری: "ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بری لگیں"۔ پھر ارشاد ہوا: "تم سے پہلے کچھ لوگوں نے انہیں پوچھا"۔ یعنی کچھ دوسری چیزوں کو پوچھا۔ یہ امام سیوطی کے کلام کی تلخیص ہے۔ اقوال: میں نے دو مثالیں اور نکالی ہیں، اول ارشاد باری عزوجل: "مریم نے اپنی شرمگاہ محفوظ رکھی تو ہم نے اس میں پھونک ماری" شرمگاہ سے مراد شرمگاہ زن اور اس کی ضمیر سے مراد چاک گریبان، اس قول کی بنیاد پر جو محققین کا مختار ہے۔ دوسری مثال میں نے اپنے رسالہ "الزلزال الانفس من بحر سبقة الانفس" (۱۳۱۴ھ) میں ذکر کی ہے جس میں میں نے ارشاد باری عزوجل: "وَسَيَجَنَّبُهَا الْأَتَقَى" کی تفسیر بیان کی ہے۔

کرتا بدن ہی دیکھتے ہیں حالانکہ مدرک و فاعل روح ہے اور بدن آلہ۔ لہذا بدن پر اطلاق انسان حقیقت عرفیہ قرار پایا اور وہی تمام صفات و افعال کا منسوب الیہ ٹھہرا، اور قرآن عظیم بھی مطابقت عرف پر اُترا،

قال تعالیٰ: "إِنَّهُ لَحَقُّ مِثْلٍ مَّا بَارِئُ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِ: بے شک وہ حق اَنْكُمْ تَنْطِقُونَ"۔ [الذاریات: 23] ہے اسی کے مثل جو تم بولتے ہو۔

اب نہ تجوز ہے نہ استخدامِ نظیر اس کی 'رأیت زیداً' ہے، زید را دیدم، زید کو دیکھا، حالانکہ زید اگرچہ اُس سے بدن ہی مراد لیجئے ہرگز ہمیں مرئی نہیں، مرئی صرف رنگ و سطح بالائی ہے اور وہ قطعاً نہ روح زید ہے نہ بدن، مگر شدت اتصال کے باعث اسے رؤیت زید کہتے ہیں اور ہرگز اس میں تجوز و مخالفت حقیقت کا تو ہم بھی نہیں کرتے، یہاں تک کہ اگر کوئی زید کے رنگ و سطح کو یونہی دیکھے اور قسم کھائے میں نے زید کو نہ دیکھا قطعاً کاذب سمجھا جائے گا لاجرم تفسیر کبیر میں روح کے غیر جسم ہونے پر کلام واسع و مشبع لکھ کر فرماتے ہیں:

اعْلَمُ أَنَّ أَكْثَرَ الْعَارِفِينَ الْمُكَاشِفِينَ مِنَ أَصْحَابِ الرِّيَاضِيَّاتِ وَأَرْبَابِ الْمُكَاشَفَاتِ وَالْمُشَاهَدَاتِ مُصِرُّونَ عَلَى هَذَا الْقَوْلِ جَازِمُونَ بِهَذَا الْمَذْهَبِ وَاحْتَجَّ الْمُنْكَرُونَ بِقَوْلِهِ تَعَالَى: "مَعْلُومُ هُوَا كِه اہل ریاضت اور ارباب کشف و مشاہدہ میں سے اکثر عرفاء مکاشفین اس قول پر اصرار اور اس مذہب پر جزم رکھتے ہیں، اور منکرین نے باری تعالیٰ کے اس ارشاد سے استدلال کیا ہے: "اے کس چیز سے

مِنْ أَمِّي شَيْءٍ خَلَقَهُ مِنْ نُطْفَةٍ خَلَقَهُ" عَبَسَ: 17. 18 هَذَا تَصْرِيحٌ بِأَنَّ الْإِنْسَانَ مَخْلُوقٌ مِنَ النُّطْفَةِ، وَأَنَّهُ يَمُوتُ وَيَدْخُلُ الْقَبْرَ، لَوْلَمْ يَكُنْ عِبَارَةً عَنْ هَذِهِ الْجُثَّةِ لَمْ تَكُنِ الْأَحْوَالُ الْمَذْكُورَةُ صَحِيحَةً. وَالْجَوَابُ: أَنَّهُ لَمَّا كَانَ الْإِنْسَانُ فِي الْعُرْفِ وَالظَّاهِرِ عِبَارَةً عَنْ هَذِهِ الْجُثَّةِ أُطْلِقَ عَلَيْهِ اسْمُ الْإِنْسَانِ فِي الْعُرْفِ (☆) اهـ

پیدا کیا۔ نطفہ سے " یہ اس بات کی تصریح ہے کہ انسان نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے اور وہی مرنے والا اور قبر میں جانے والا ہے اگر انسان جسم و جثہ سے عبارت نہ ہو تو مذکورہ احوال صحیح نہ ہونگے۔ جواب یہ ہے کہ: عرف اور ظاہر میں انسان اس بدن سے عبارت تھا تو عرفاً اس پر لفظ انسان کا اطلاق ہوا۔

اقول: یہ جواب اُس سے بہتر ہے جو اس سے پہلے ذکر فرمایا ہے کہ: اگر وہ کہیں کہ یہ آیت تمہارے خلاف حجت ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ایک

اقول: وهذا الجواب احسن مما قدم قبله حيث قال، فَإِنْ قَالُوا هَذِهِ الْآيَةُ حُجَّةٌ عَلَيْكُمْ لِأَنَّهُ تَعَالَى

(☆) (عرف تو عرف اس شدت اختلاط و عدم تمایز، بعد اتحاد نے سفہائے فلاسفہ کو دھوکا دیا جو ہمیشہ تدقیق کے نام پر جان دیتے اور فضول تعمقات کو تحقیق جانتے ہیں، وہ بھی کہاں، خاص مقام تحدید میں انسان کی تعریف کر بیٹھے حیوان ناطق، حالانکہ حیوانیت بدن کے لئے ہے کہ وہی جسم نامی ہے اور ناطق و مدبرک روح، بلکہ خود حیوان ہی کی تعریف میں خلط ہے، جسم نامی متحرک بدن ہے اور

قَالَ: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ  
سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ الْمُؤْمِنُونَ: 12  
وَكَلِمَةً مِنْ لِبْتَعِيضٍ وَهَذَا يَدُلُّ  
عَلَى أَنَّ الْإِنْسَانَ بَعْضٌ مِنْ  
أَبْعَاضِ الطِّينِ قُلْنَا كَلِمَةً مِنْ  
أَصْلُهَا لِابْتِدَاءِ الْغَايَةِ كَقَوْلِكَ  
خَرَجْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ إِلَى الْكُوفَةِ  
فَقَوْلُهُ تَعَالَى: وَلَقَدْ خَلَقْنَا  
الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ  
يَقْتَضِي أَنْ يَكُونَ ابْتِدَاءُ تَخْلِيْقِ  
الْإِنْسَانِ حَاصِلًا مِنْ هَذِهِ السُّلَالَةِ  
وَنَحْنُ نَقُولُ بِمُوجِبِهِ لِأَنَّهُ تَعَالَى  
يُسَوِّي الْمِزَاجَ أَوَّلًا ثُمَّ يَنْفُخُ فِيهِ  
الرُّوحَ فَيَكُونُ ابْتِدَاءُ تَخْلِيْقِهِ مِنَ  
السُّلَالَةِ، اهـ۔ (1)

خلاصہ سے، جو مٹی سے ہے۔ کلمہ من  
(سے) تبعیض کے لئے ہے اور یہ بتاتا  
ہے کہ انسان مٹی کا ایک جز اور بعض  
ہے۔ ہم جواب دیں گے کہ: کلمہ من کی  
اصل ابتدائے غایت کے لئے ہے،  
جیسے تم کہتے ہو میں بصرہ سے کوفہ گیا۔ تو  
ارشاد باری: (ہم نے انسان کو پیدا کیا  
ایک خلاصہ سے جو مٹی سے ہے) اس کا  
مقتضی ہے کہ تخلیق انسان کی ابتداء اس  
خلاصے سے ہو اور ہم اس کے مقتضی کے  
قائل ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پہلے  
مزاج استوار فرماتا ہے، پھر اس میں  
روح پھونکتا ہے تو تخلیق انسان کی ابتداء  
خلاصہ سے ہوتی ہے، اه۔

قلت: اس جواب کیلئے اس ارشاد سے  
استیناس ہوتا ہے اور انسان کی تخلیق مٹی  
سے شروع کی۔ تو اسے سمجھو۔

قلت: وقد يستأنس له بقوله  
تعالى: "وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ  
طِينٍ" (السجدة: 7) فافهم۔

بالجملہ خلاصہ بحث یہ ہوا کہ اطلاق انسان کے لئے دو حقیقتیں ہیں ایک: حقیقتِ اصلہ  
دقیقہ یعنی روح متعلق بالبدن اگرچہ متعلق برزخی، دوم: حقیقت مشہورہ عرفیہ یعنی بدن،  
اور اکثر متکلمین کے زعم میں یہی حقیقتِ اصلہ ہے، اور اگر غرابتِ فن سے قطع نظر  
کر کے ان کا کلام انسانِ عرفی پر محمول کریں تو وہ بھی صحیح۔

### مقدمہ سادسہ

**اقول:** صفاتِ بدن دو قسم ہیں۔

اصلیہ کہ خود بدن کے لئے حاصل، اور تبعیہ کہ حقیقتہً صفاتِ روح ہیں، اور بوجہ اتحاد  
و مذکورِ بدن کی طرف منسوب، جیسے علم و سمع و بصر و ارادہ و فاعلیتِ افعالِ اختیار یہ وغیرہا،  
عرف میں اگرچہ انسان نام بدن ٹھہرا مگر صفاتِ تبعیہ کی اس کی طرف اضافتِ مشروط  
بشرطِ حیات ہے، بعد موت بے عودِ حیاتِ بدن خالی کو عرفاً لغتہً کسی طرح سمیع و بصیر مرید  
فاعلِ عامل نہیں کہتے کہ یہ نسبتیں اسی اتصالِ سریانی پر مبنی تھیں جس نے روح و بدن کو  
عرفاً امر و وحدانی کر دیا تھا، جب وہ مسلوب ہوا کشفِ محبوب ہوا، صفاتِ تبعیہ حق بہ  
حقدار رسید ہو کر اپنے مرکز کو گئیں اور اس تو وہ خاک کو اپنی اصلی حالتیں ظاہر ہوئیں۔

نظیر اس کی وہی صحبتِ آتش و انگشت ہے، کوئلہ کا لاٹھنڈا تار یک تھا اور نارِ دھانی گرم و  
سرخ و روشن، جب تک آگ کی سرایت سے دھک رہا تھا اس کے اپنے عیوب چھپے  
ہوئے تھے آگ ہی کے اوصاف سے موصوف ہوتا جب آگ جدا و بر کران ہوئی  
وہی اصل حقیقتِ عیاں ہوئی تو ایمان اگرچہ عرف پر مبنی ہیں اور عرفاً انسان خواہ بلفظ  
انسان و بشر و آدمی تعبیر کیا جائے یا اعلام و ضمائر و اسمائے اشارہ سے اُس کا معبر عنہ یہی  
بدن ہوتا ہے مگر بنظر تقسیم مذکور امور مخلوف علیہا کی طرف نظر ضرور، اگر صفاتِ اصلیہ پر

مقصود ہو، جیسے اٹھانا، بٹھانا، نہلانا وغیرہا تو کچھ حالتِ حیات کی تخصیص نہ ہوگی کہ نفسِ بدن ان کا صالح ہے، اور اگر صفاتی تبعیہ پر موقوف ہو جیسے خطاب و اعلام و افہام و کلام، تو ضرورہ مستقید بحالِ حیات رہے گا کہ بغیر اُس کے بدن اُن کا صالح نہیں۔

بالجملہ انسان کا عرفاً بدن میں حقیقت ہونا اور معنی حقیقی عرفی میں استعمال کیا جانا زہار اسے مقتضی نہیں کہ وہ کلامِ بدن کی ہر حالت کو مشتمل رہے یا بعض احوال پر اقتصار کے باعث حقیقتِ عرفیہ سے منسلخ ہو کر کسی اور معنی پر محمول بنے بلکہ وہی مراد ہو کر بات جس حال کے قابل ہوگی اسی قدر کو شامل ہوگی، مثلاً اگر کہیے زید نے کونکے سے بدن جلا لیا تو قطعاً اس سے وہی دہکتا ہوا کونکہ مراد ہوگا کہ جلانے کی صلاحیت اسی میں ہے، اس سے نہ یہ لازم کہ مطلق کونکہ اس سے مفہوم ہو، نہ یہ کہ کونکہ اپنی معنی حقیقی سے محروم ہو، وھذا کله ظاہر جدا۔

بحمد اللہ تعالیٰ یہ معنی ہیں اُس ضابطے کے جو علماء نے یہاں ارشاد فرمایا، اور تنویر الابصار و درمختار و شروح کنز و غیرہا میں مذکور ہوا کہ:

"مَا شَارَكَ الْمَيِّتُ فِيهِ الْحَيُّ يَقَعُ  
الْيَبِينُ فِيهِ عَلَى الْحَالَتَيْنِ، وَمَا  
اخْتَصَّ بِحَالَةِ الْحَيَاةِ تَقَيَّدَ بِهَا"  
(1)

جس امر میں میت زندہ کا شریک ہو اس  
میں قسم دونوں حالتوں پر واقع ہوگی اور  
جو حالتِ حیات سے خاص ہو اُس میں  
قسم حالتِ زیست سے مقید رہے گی۔

(1) (الدر المختار شرح تنویر الابصار، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک،



### مقدسہ سابعہ

**اقول:** مناظرات میں وقت و اطالت کہ راہ پاتی ہے بیشتر اصل مقصد و مورد نزاع سے غفلت کے باعث منہ دکھاتی ہے، فریقین اس کے پابند رہیں، یہ تو معلوم کہ اہل باطل کو اکثر اصل مطلب سے فرار ہی میں مفر، مگر اہل حق پر اس کا خیال لازم، ہر وقت پیش نظر رکھیں کہ بحث کیا تھی اور چلے کدھر، اس میں باذن اللہ تعالیٰ تخفیف مونت اور مخالف کے عجز و سکوت جلد ظاہر ہونے پر معونت ہوتی ہے، اس مسئلہ دائرہ سماع موتی میں مقصود اہلسنت کچھ اس پر موقوف نہیں کہ تمام اموات کے بدن ہی قبر میں ہمیشہ زندہ رہیں، زائروں کے سلام و کلام وہ انہی کانوں کے ذریعہ سے سنیں، ہوائے متموج متکلف بالصوت انہی کے پھوں کو قزع کرے، اسی طریقے پر سماع ہو۔

یونہی روایت عامہ اموات میں، ہماری اس سے کوئی غرض متعلق نہیں کہ وہ انہیں آنکھوں سے دیکھے، انہیں سے خروج شعاع یا انہیں کے لوح میں صورت کا انطباق ہو، یہ نہ واقع ہے نہ ہمارا دعویٰ کو اس پر توقف۔

آخر اہلسنت کے نزدیک جس طرح ابھی کا مردہ سنتا، دیکھتا ہے یونہی برسوں کا، جبکہ کان، آنکھ، جسم کا کوئی ذرہ سلامت نہ رہا سب خاک و غبار ہو کر مٹی میں مل گیا، جس طرح مسلمان قبر میں سنتا ہے یونہی ہندو و کافر مرگھٹ میں جس وقت اس کے کان، آنکھ کو آگ دیتے ہیں وہ ان آگ دینے والوں کو دیکھتا ان کی باتیں سنتا اس آگ کی اذیت کا احساس کرتا ہے، آنکھ کان اعضا کو جلتا دیکھتا ان پر آگ بھڑکنے کی آواز سنتا ہے اور جب جل بجھ کر راکھ ہو جاتے ہیں جب بھی دیکھتا سنتا ہے، جو سلام و کلام مدفون امروزہ کے لئے شرح مطہر میں ہے وہی مدفون ہزار سالہ کے واسطے، دونوں



سے وہی کہا جائے گا کہ: سلام تم پر اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ تمہیں اور ہمیں بخشے، تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمہارے پچھلے، خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ نے اُن صحابی اعرابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب یہ حکم دیا ہے کہ: "جہاں کسی کافر کی قبر پر گزرو اسے دوزخ جانے کا مزدہ دو"۔

تو ارشادِ اقدس میں تخصیص تازہ مرے ہوئے کی نہ تھی بلکہ صاف تعیم تھی اور تعیم ہی پر اُن صحابی نے کاربندی کی، غرض دلائل مطلق ہیں اور عقیدہ مطلق اور آلاتِ جسمانیہ کی تخصیص ناحق، ہمیں اتنی بات سے کام ہے کہ مردے زندوں کی طرح صورتِ صوت کا ادراک کرتے ہیں، اور اوپر روشن ہو چکا کہ ادراکِ کارروح ہے اور روح نہ موت سے مرتی ہے نہ متغیر ہوتی ہے، مگر اس پر بھی لفظِ میت کا اطلاق آتا ہے، ہم انہیں ارواحِ موتی کے سماع و ابصار کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسی کو اموات کا دیکھنا سنتا کہتے ہیں، اس سے کچھ غرض نہیں کہ وہاں بھی ذرائع و آلات یہی ہوں یا غیر۔

فصل پانزدہم میں امام شیخ الاسلام خاتمة المجتہدین تقی الملة والدین ابوالحسن علی سبکی قدس سرہ الملکی کا ارشاد گزرا کہ ہم نہیں کہتے کہ مردہ بدن سنتا ہے بلکہ روح سنتی ہے خواہ تنہا جبکہ بدن مردہ رہے یا جسم سے مل کر جبکہ حیاتِ جانبِ جسم عود کرے، آخر اس قدر سے حضراتِ منکرین بھی منکر نہیں کہ اموات جنت و نار و ملائکہ ثواب و عذاب کو دیکھتے، اُن کی بات سنتے سمجھتے، قیامت کے آنے نہ آنے کی دُعائیں کرتے ہیں، تو اس کی تسلیم انہیں بھی ضرور کہ دیکھنا سنتا بولنا انہیں آلاتِ جسمانیہ پر غیر مقصور۔

قال المولیٰ تبارک و تعالیٰ: مولیٰ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ صبح و  
النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا شام آگ پر پیش کئے جاتے ہیں اور

وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ قِيَامَتِ كَے دن فرعون والوں کو زیادہ  
أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ سَخْتِ عَذَابٍ میں ڈالیں گے۔  
الْعَذَابِ"۔ (1)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ أَرْوَاحَ آلِ فِرْعَوْنَ فِي أَجْوَابِ فرعونوں کی روہیں سیاہ پرندوں کے  
طَبْرِ سُودٍ يُعْرَضُونَ عَلَى النَّارِ كُلَّ پیٹ میں ڈال کر انہیں روزانہ دوبارہ نار  
يَوْمَ مَرَّتَيْنِ تَغْدُو وَتَرُوحُ إِلَى پر پیش کیا جاتا ہے۔ صبح کو اور شام کو نار  
النَّارِ. وَيُقَالُ: يَا آلَ فِرْعَوْنَ هَذِهِ کی طرف جاتی ہیں تو کہا جاتا ہے اے  
مَأْوَاكُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ (2) فرعون والو! یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں  
تک کہ قیامت قائم ہو۔

فرعون اور فرعونوں کو ڈوبے ہوئے کئی ہزار برس ہوئے ہر روز صبح و شام دو وقت آگ  
پر پیش کئے جاتے ہیں، جہنم جھنکا کر ان سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے یہاں تک  
کہ قیامت آئے، اور ایک انہیں پر کیا موقوف ہر مومن و کافر کو یونہی صبح و شام جنت  
و نار دکھاتے اور یہی کلام سناتے ہیں۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم و موطائے امام مالک و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت  
عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلَيْهِ جب تم میں سے کوئی مرتا ہے اس پر

(1) (غافر: 46)

(2) (تفسیر عبدالرزاق 147/3، و تفسیر بغوی 99/4)

مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ . إِنْ كَانَ  
 مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ . وَإِنْ  
 كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ  
 وَيُقَالُ لَهُ: هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى  
 يَبْعَثَكَ اللَّهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔  
 اس کا ٹھکانا صبح و شام پیش کیا جاتا ہے،  
 اگر اہل جنت سے تھا تو اہل جنت کا  
 مقام اور اہل نار سے تھا تو اہل نار کا  
 مقام دکھایا جاتا ہے، اس سے کہا جاتا  
 ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ خدا  
 تجھ کو روز قیامت اس کی طرف بھیجے۔ (1)

(1) (( أخرجه مالك في الموطأ جامع الجنائز 221\1، وفي رواية أبي مصعب  
 391\1، وعبد بن حميد في مسنده (730)، والطيالسي في مسنده 370\3  
 (1941)، وعبد الرزاق في المصنف 586\3 (6745)، وابن أبي شيبة في المصنف  
 83\7 (34370)، وأحمد في مسنده (5926)، و (6059)، والبخاري في  
 الصحيح، باب الْمَيِّتِ يَغْرُضُ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ 99\2 (1379)،  
 و (6515)، ومسلم في الصحيح، باب غَرَضُ مَقْعَدِ الْمَيِّتِ مِنَ الْجَنَّةِ أَوْ النَّارِ عَلَيْهِ  
 (2866)، والترمذي في السنن، باب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (1072)، والنسائي في  
 السنن (2070)، وابن ماجه في السنن، باب ذِكْرِ الْقَبْرِ وَالْبَلَى (4270)، وأبو يعلى  
 في مسنده 198\10 (5830)، والسراج في حديثه 197\3 (2458)، والطبراني  
 في الأوسط 255\2 (1907)، و (8190) 133\8، والخطيب في تاريخ بغداد  
 48\8، والبيهقي في البعث والنشور (165)، وفي اثبات عذاب القبر (49)،  
 واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة (2124)، و (2242)، والبغوي في  
 شرح السنة 422\5 (1524)، وابن عساكر في تاريخه 165\11، و 160\32،  
 والذهبي في معجم الشيوخ 342\1، والآخرون من حديث ابن عمر رضي الله عنهما۔

یونہی اموات کی باہم ملاقات، آپس کی گفتگو، قبر کا اُن سے باتیں کرنا، اُن کی حدنگاہ تک کشادہ ہونا، احیاء کے اعمال انہیں سنائے جانا، اپنے حسنات و سیئات اور گامِ ماہی کا تماشا دیکھنا وغیرہ وغیرہ امور کثیرہ جن کی طرف صدر مقصد دوم میں اشارہ گزرا، جن کے بیان میں دس بیس نہیں صد ہا حدیثیں وارد ہوئیں ان مطالب پر شاہد ہیں جس طریقہ سے وہ ان چیزوں اور آوازوں کو دیکھتے سنتے ہیں اور قیامت تک جسموں کے گلنے، خاک میں ملنے کے بعد بھی دیکھیں سنیں گے، یونہی زائرِ قبروں، قبروں کے سامنے گزرنے والوں اور ان کے کلام کو۔

طرفہ یہ کہ مولوی اسحاق صاحب نے بھی جواب و سوال (19) میں تسلیم کیا مردے زندوں کا سلام سنتے ہیں۔ حضرت! جن کانوں سے سلام سنتے ہیں انہیں سے کلام، یہ تو ہماری طرف سے کلام تھا، اب جانبِ منکرین نظر کیجئے، اُن کا انکار بھی قطعاً عام ہے، صرف آلاتِ جسمانیہ سے خاص نہیں۔

کاش! وہ ایمان لے آئیں کہ اموات اصوات کا ادراکِ تام کرتے ہیں مگر نہ گوشِ بدن تو جھگڑا ہی کیا ہے۔ ابھی اتفاق ہو گیا۔ اہل سنت بھی تو اسی قدر فرماتے ہیں، گوشِ گوشت کی تخصیص کب بتاتے ہیں۔ مگر حاشا وہ کب اس راہ آتے ہیں، انہیں تو اولیائے مدفونین کی ندامتِ حرام کرنی ہے، ان محبانِ خدا سے طلبِ دُعا حرام کرنی ہے، وہ کس دل سے سننا مان لیں، اگرچہ بے ذریعہ گوش دیکھنا تسلیم کر لیں گے گو بے واسطہ چشم۔ انہیں تو مولوی مجیب صاحب کی طرح یہ کہنا ہے کہ جب درمیانِ زائر و مقبور کے جب عدیدہ سمع و بصر حائل تو سماعِ اصوات اور بصارتِ صور محال، یہ تحریرِ محلِ نزاع ہے جس کا سمجھ لینا مزیل اشکال،

والحمد لله المہین المتعال اور تمام تعریف خدائے نگہبان برتر کے  
 وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد لئے ہے، اور اللہ تعالیٰ ہمارے آقا  
 والہ و صحبہ خیر صحب وال۔ حضرت محمد اور ان کی آل و اصحاب پر جو  
 بہترین آل و اصحاب ہیں درود نازل  
 فرمائے۔

بجملہ تقدیر مقدمات سے فراغ پایا، تحریر جوابات کا وقت آیا جو امر جس  
 مقدمہ میں ثابت کیا گیا جواب میں اس پر علامت مق لکھ کر شمار مقدمہ کا ہندسہ بغرض  
 یاد دہانی ثبت ہوگا کہ ہر جگہ بحکم مقدمہ فلان یادیکھو مقدمہ فلان لکھنے کی حاجت نہ ہو۔  
 فاقول: وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقيق۔  
 اللہ تعالیٰ کی توفیق و مدد سے، ذریعہ تحقیق تک پہنچا جاسکتا ہے۔

### جواب اول

ائمہ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردے سنتے ہیں قطعاً حق  
 ہے، اور کیوں نہ حق ہو کہ وہ اہل سنت ہیں، حق انہیں میں منحصر ہے، اور اس کے معنی  
 (مق 7) یہ کہ مردگان (کہ ان پر بھی اطلاق (مق 1) مردہ و میت کیا جاتا ہے اور خود  
 وہ اور ان کے ادراکات باقی و مستمر و بحال و نا متغیر ہیں) بعد فراق بھی بدستور ادراک  
 اصوات و کلام کرتے ہیں اور ان مشائخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان  
 کہ "مردے نہیں سنتے" بے شک صحیح ہے، اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقہات ہیں،  
 ان کا فضل و کمال ظاہر و باہر ہے۔

اور اس کے معنی یہ کہ جو چیز مرگئی یعنی بدن کہ حقیقتہً (مق 1) وہی مردہ ہے سمع سے

معزول ہے آلیت (مق 2) و توسط و تادیہ صور کے لائق نہیں، دونوں کلام صراحۃً سچ ہیں اور آپس میں اصلاً متخالف، نہ کوئی حرف مفید مخالف۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس معنی نفیس کا بروجہ احتمال ہی بیان کرنا ہمیں بس تھا، مخالف عبارات علماء سے مستدل، اور ان کے منکر سامع ہونے کا مدعی ہے اور احتمال قاطع استدلال، پھر سند کے لئے نظر انصاف میں متعدد دلیلیں موجود (☆)، مثلاً:

### دلیل (1)

جب ائمہ دین و علمائے معتمدین سے ہزار در ہزار قاہر تصریحیں سماع موتی کے باب میں موجود اور تصریح علماء حتی الامکان کلمات ائمہ میں توفیق و تطبیق محمود و مقصود، اور بے ضرورت داعیہ ابقائے خلاف و نزاع جس کے باعث خواہی نخواہی ایک گروہ ائمہ کا کلام غلط و باطل ٹھہرے مطرود و مردود۔

اور یہ توفیق کہ بتوفیق الہی ہم نے ذکر کی واضح و صریح اور مخالف مفقود، تو لاجرم اسی کی طرف مصیر لازم، اور راہ خلاف بند و مسدود۔

### دلیل (2)

خلاف و تطبیق در کنار ثقات علماء، اثبات سماع موتی پر اجماع اہلسنت نقل فرما چکے، کیا معاذ اللہ انہیں جزاف و کذب کی طرف نسبت کر سکتے ہیں یا اکثر مشائخ حنفیہ عیاذاً باللہ ایسے بے مقدار و ناقابل شمار کہ اُن کے خلاف کو لاشی ٹھہرا کر علماء ادعائے اجماع رکھتے ہیں، لاجرم سبیل یہی ہے کہ باہم خلاف ہی نہیں اجماع نسبت ارواح ہے اور قول مشائخ نسبت اشباح۔

### دلیل (3)

جب احادیث کثیرہ وافرہ صریح متوافرہ سماع موتی پر بے تخصیص و تقیید وقت ایسی ناطق جن میں ذی انصاف و دین کو مجال تاویل و تبدیل نہیں تو کیا مقتضائے حق شناسی حضرات مشائخ ہے کہ اپنی بات بنانے کے لئے خواہ مخواہ اُن کا کلام مخالف احادیث سید الانام علیہ علی آلہ الصلوٰۃ والسلام ٹھرائے اور وہ بھی کس جرات کے ساتھ کہ خاص اخبار متعلقہ بغیب و برزخ کا مقام اور خود ارشادات صریحہ نبی لاریب امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف کلام

وان هذا الا بلاء لا یحتمل وعناء یہ ایسی بلاء ہے جو اٹھنے والی نہیں اور لایرم ایسی تکلیف جو ٹلنے والی نہیں۔

رہا وہابی قنوج رفو خواہ ماۃ مسائل صاحب تفہیم المسائل کا تعصب کہ:

آنچه از ملا علی قاری و شیخ جو کچھ ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق سے عبدالحق آوردہ ہم ہا از شرح نقل کیا ہے سب شرح صدور سے ناقل صدور نقل می کنند و ماہہ ہیں اور شیخ جلال الدین سیوطی کی تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی کتب احادیث طبقہ رابعہ است و این احادیث قابل اعتماد نیستند۔ (1)

## اقول اولاً:

شدتِ تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیثِ جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا، اُن پر بھی طبقہ رابعہ کا حکم ہو گیا۔

کیا علی قاری و شیخ محقق نے اُن سے استناد نہ کیا، یا آپ نے اُن کے کلاموں کا جواب دے لیا، شرم شرم شرم! ہاں مجھی کو سہو ہوا جواب کیوں نہ دیا، وہ دیا کہ عقل و حیا دیانت سب کو جواب دیا۔ آخر کلام میں اسے بھی سن لیجئے۔

## ثانیاً:

یہاں اُن کے علاوہ اور حدیثیں بھی تھیں کہ ائمہ فن نے جن کی تصحیحیں کیں، زیادہ علم نہ تھا تو اپنے خصم ہی کا کلام دیکھا ہوتا، مولانا علی قاری کی عبارت نقل کی تھی:

"هَذِهِ الْمَسَائِلُ كُلُّهَا ذَكَرَهَا  
السُّيُوطِيُّ فِي كِتَابِ شَرْحِ الصُّدُورِ  
فِي أَحْوَالِ الْقُبُورِ، بِالْأَخْبَارِ  
الصَّحِيحَةِ، وَالْآثَارِ الصَّرِيحَةِ" (1)  
شیخ محقق کی عبارت منقول تھی:

بالجمله کتاب وسنت مملو  
و مشحون اند باخبار و  
بالجمله کتاب وسنت ایسی اخبار  
واحادیث سے لبریز ہیں جن میں دلیل  
ہے کہ مردوں کو دنیا و اہل دنیا سے متعلق



بروجود علم مرموتی را بدنیا علم ہوتا ہے، تو اس کا منکر وہی ہوگا جو  
واہل آں پس منکر نہ شود آن احادیث سے جاہل اور دین کا منکر ہو۔  
را مگر جاہل باخبار و منکر  
دین۔ (1)

### ثالثاً:

کیا مولانا قاری و شیخ محقق نے احادیثِ سلام و حدیثِ ترمذی عن ام المومنین در بارہ  
خطاب بہ میت وغیرہا سے استدلال نہ کیا تھا، یا یہ سب بھی طبقہ رابعہ میں داخل اور اُن  
پر اعتماد مردود و باطل۔

### رابعاً:

کتب سیوطی میں جو کچھ ہے کیا سب طبقہ رابعہ سے ہوتا ہے یا یہاں خاص ایسا ہے؟ اور  
جب دونوں باتیں بدہمتہ باطل، تو طبقہ رابعہ کا ذکر مہمل و لا طائل۔

### خامساً:

احادیث طبقہ رابعہ جس طرح تصانیفِ امامِ ممدوح میں مذکور ہوئی ہیں یونہی عامہ ائمہ کی  
تالیف میں۔ اور خود یہ بلکہ اُن سے نازل ترکی احادیث و روایات حجتہ اللہ البالغہ و قرۃ  
العینین و ازالۃ الخفاء و تفسیر عزیزی و تحفہ اثنا عشریہ وغیرہا تصانیفِ ہر دو شاہ صاحب  
میں کہ یہی اس تقسیم طبقات کے موجب و قائل ہیں تو وہ تو وہ بھری ہیں۔

### سادساً:

لطف یہ کہ خود انہی شاہ عبدالعزیز صاحب نے خود اسی مسئلہ سماع موتی میں خود انہیں

احادیث سے استناد کیا، اسی طرح شرح الصدور شریف کا حوالہ دیا کہ:

تفصیل آن دفتر طویل مرے اس کی تفصیل ایک طویل دفتر کی طالب  
خواہد در کتاب شرح ہے۔ شیخ جلال الدین سیوطی کی تصنیف  
الصدور فی احوال الموتی و شرح الصدور فی احوال الموتی والقبور  
القبور کہ تصنیف شیخ اور دوسری کتب حدیث دیکھنا چاہیے۔  
جلال الدین سیوطی است و (1)

دیگر کتب حدیث باید دید۔

### سابعا:

یہ سب تمہارے فہم کے لائق کلام تھا، اگر طبقات کے بارے میں تحقیق حق ناصح درکار  
ہو تو فقیر کا رسالہ مدارج طبقات الحدیث دیکھئے کہ بعونہ تعالیٰ آنکھیں کھلیں اور حق کے  
دریا لہراتے ملیں، مکابرہ قنوجی اب وہ جواب سنیے جو ملا تفسہی صاحب نے صحیح حدیثوں  
اور ائمہ علماء کی تمام تحقیقوں کا دو حرف میں دے دیا۔

یہی شگوفہ طبقہ رابعہ چھوڑ کر فرماتے ہیں:

علاوہ بریں از تفسیر ابن عباس کہ شیخ جلال الدین سیوطی نے در منشور  
سیوطی ذکر آن در ذر منشور میں کیا ہے مردوں کا نہ سنا صاف طور پر  
کردہ صریح عدم سماع موتی مستفاد ہے۔

(تفہیم المسائل، 83)

(1) (فتاویٰ عزیزی مکتوب در حال ہمراہیان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ 88/1)

پھر وہ تفسیر بحوالہ ابو جہل سدی بن سل الجنید النیشاپوری (☆) بطریق عبدالقادر عن ابی صالح عن ابن عباس یہ نقل کی کہ جب سید عالم صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قلیب بدر پر اُن کافروں کی لاشوں سے کلام کیا اور فرمایا: تم کچھ اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔

فانزل الله تعالى: إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَى - "وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ" اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیتیں اتاریں، پھر خود اس روایت کی نسبت کہا: نص است بر آنکہ موتی را سماع نیست۔ یہ اس پر نص ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

### اقول اولاً:

صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواذ غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے شرم نہ آئی، اور ایک کتاب میں رطب و یابس، مقبول و مردور جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو، دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو، ان میں فرق کی تمیز بنائی۔

### ثانياً:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو، مؤکد بقسم کر کے فرمائیں  
 "وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعٍ لِّمَا أَقُولُ مِنْهُمْ" (1)

(☆) (در نسخه مطبوعه تفهيم المسائل همچنين است صحيح الجنيد نيشاپوري فليتنبه ۱۲ منہ)

(1) (أخرجه أحمد في مسنده (12471)، و (16359)، والبخاري في الصحيح، باب قَتْل أَبِي جَهْلٍ، جزء 76\5 (3976)، والطبراني في الكبير 96\5 (4701)، وفي مسند الشاميين 2\2\4، والرويانبي في مسنده 1\5\6\2، والبغوي في شرح السنة، 383.384\13، والآخرون من حديث أنس، وأنس عن أبي طلحة رضي الله عنهما)

قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے میں جو فرما رہا ہوں اُسے تم اُن سے کچھ زیادہ نہیں سنتے۔

اور تُو ان آیتوں کو اُس کے خلاف پر اُترنا مانے۔ کیا معاذ اللہ قرآنِ عظیم اپنے رسول کی قسم کی تکذیب کے لئے اُترا؟ ایسا لکھتے اللہ و رسول سے کچھ حیا نہ آئی؟

ام المؤمنین نے جب حدیث کو مخالف آیت گمان کیا راوی کی طرف وہم و سہو نسبت فرمایا تو نے تو اس ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا یوں فرمانا اور قرآنِ عظیم کا معاذ اللہ اُس خبر کی تغلیط میں آنا مانا۔

### ثالثاً:

لطف یہ کہ یہ آیتیں تین سورتوں میں وارد ہوئیں، نمل، ملائکہ، روم۔ تینوں مکہ ہیں کہ قبل ہجرت نازل ہوئیں اور واقعہ بدر ہجرت کے بعد ہے، کیا آیتیں پیشگی اُتر آئیں تھیں؟ علماء نے ان آیات کو نہ مستثنیات من المکیات میں شمار فرمایا نہ مستثنیات فی النزول میں۔

### رابعاً:

سباق و سیاق آیات دیکھیے صراحةً کلام کفار احياء میں ہے کہ سخن حق نہیں سنتے نہیں مانتے نہ کافروں کی لاشوں میں۔

سورہ روم میں فرماتا ہے:

وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا  
لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمَعُ الصُّمَّ  
اگر ہم ہوا بھیجیں جس سے وہ کھیتی کو زرد  
دیکھیں تو ضرور اس کے بعد ناشکری  
کرنے لگیں، بیشک تم مردوں کو نہ سناؤ

الدُّعَاءِ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ. وَمَا أَنْتَ  
بِهَادِ الْعُمَى عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعَ  
إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ  
(1)

اور نہ بہروں کو پکار سناؤ گے جب وہ پیٹھ  
دے کر پھریں، اور نہ تم اندھوں کو ان کی  
گمراہی سے راہ پر لانے والے ہو، تم  
ان ہی کو سناؤ گے جو ہماری آیتوں  
پر ایمان لائیں پھر وہ فرمانبردار ہوں۔

بعینہ اسی طرح "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى" سے آخر تک سورہ نمل (2) میں ہے۔  
سورہ فاطر میں ہے:

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ  
بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ  
تَزَكَّى فَإِنَّمَا يَتَزَكَّى لِنَفْسِهِ وَإِلَى اللَّهِ  
الْمَصِيرُ . وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى  
وَالْبَصِيرُ . وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ  
وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ . وَمَا  
يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ  
اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ  
بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ . إِنْ أَنْتَ إِلَّا  
نَذِيرٌ . (3)

بے شک تمہارا ڈر سنانا ان ہی کو کام دیتا  
ہے جو اپنے رب سے بے دیکھے ڈریں  
اور نماز قائم کریں، اور جو سستہ رہے تو وہ  
اپنے نفع ہی کے لئے سستہ رہوگا اور اللہ ہی  
کی طرف پلٹنا ہے، اور برابر نہیں نابینا  
اور بینا، نہ ہی تاریکیاں اور روشنی، نہ ہی  
سایہ اور تیز دھوپ، اور برابر نہیں  
زندے اور مردے، بیشک اللہ جسے  
چاہتا ہے سناتا ہے، اور تم انہیں سنانے  
والے نہیں جو قبروں میں پڑے

ہیں، تم تو صرف ڈر سنانے والے ہو۔

ایمان سے کہنا ان آیتوں میں یہی بیان ہے کہ کافروں کی لاشوں پر کیوں پکار رہے ہو وہ مرنے کے بعد کیا سنیں گے۔

### خامساً:

قطع نظر اس سے کہ اگر اس واقعہ میں اس افادے کیلئے یہ کلام پاک اُترتا تو فاطر والی آیت یا نمل و روم میں کی ایک کافی تھی۔ "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ" جدا اور "مَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ" الگ اُترنے کی کیا حاجت تھی؟

نمل و روم کی دونوں آیتیں تو حرف بحرف ایک ہی ہیں صرف زیادت کا فرق ہے، اس کے کیا معنی تھے کہ جبریل اس واقعہ پر انکار کیلئے ایک بار "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ" آخر تک سناتے پھر اسی وقت "فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ" آخر تک سناتے۔

لاجرم ان میں کی ایک کسی دلیل سے اپنے محل سورت سے جدا نہیں ہو سکتی اور جب مکہ معظمہ میں پیش ہجرت انکار اُتر چکا تھا تو اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر بقسم اصرار کیا احتمال رکھتا تھا؟۔

### سادساً:

ظاہر حس و عقل بالبداہتہ جسم میت کے معطل و بے حس ہونے پر شاہد ہے، اگر کسی وقت اس کا مدرک ہونا ثابت ہو تو یہ قطعاً امور غیبیہ سے ہے۔ اب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قسم کھا کر اس غیب پر حکم فرمانا پھر قرآن عظیم کا معاذ اللہ اُس کے خلاف پر آنا دو صورتوں کے سوا ممکن نہیں، یا تو اولاً عیاذاً باللہ حضور پُر نور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے رجماً بالغیب کلام فرما دیا، یا اپنی طرف سے غیب پر حکم لگا دیا تھا، یا یوں کہ اول

اُسی طرف سے خبر غیب معاذ اللہ خلاف واقع آئی، پھر اس کا رد اُترا، تمہارا ایمان ان دونوں میں سے جسے قبول کرے مانو۔

### سابعا:

اگر بفرض غلط یہ روایت غریبہ خاملہ صحیح بھی ہو تو قطعاً یقیناً حتماً جزماً آیات مذکورہ آیت کریمہ

"فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا رَمَيْتْ إِذْ رَمَيْتْ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ" (1)۔  
تو انہیں تم نے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اُن کو قتل کیا۔ اور تم نے کنکریاں نہ پھینکیں جب پھینکیں لیکن اللہ نے پھینکیں۔

کے باب سے ہیں جن میں معاذ اللہ ہرگز اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی قسم پر رد و انکار نہیں بلکہ یوں ارشاد ہوتا ہے کہ یہ جو اجسام مردہ تمہارا کلام سن رہے ہیں یہ تم نے انہیں نہ سنایا بلکہ خدا نے سنایا:

"إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ"۔  
یہ اسی کی قدرت سے ہوا کہ اُن خالی بدنوں میں روح نے عود کیا جس کے آتے ہی گئے ہوئے ہوش و حواس بدن کے پھر درست ہو گئے۔ اب یہ روایت بھی ہماری دلیل ہے، اور تفہیمی ملا کے فہم خوار و ذلیل، والحمد لله الہادی الی سواء السبیل۔

خیر بات دور پہنچی اور اب صاحب تفہیم داخل من فی القبور تو سماع قبول سے قطعاً مجبور، لہذا اصل سخن کی جانب عنان گردانی کیجئے۔ کلام مشائخ دربارہ اجسام موتی ہونے پر شواہد و اسانید میں یہ تین امور بالائی کافی و وافی تھے مگر خود نفس مسئلہ میں انہیں علماء کرام

کے کلام و دیگر ابحاث مقام اور ان کے رد و احکام و نقض و ابرام یک زبان اس معنی پر شہود عدول تو قبول واجب اور عدول منخول۔ مثلاً:

#### دلیل (4)

بحث دیکھئے کا ہے کی ہے؟ ایمان کی۔ اور باجماع حنفیہ و تصریحات علمائے مذکورین وغیرہم اُن کا مبنی عرف اور عرف (مق 5) میں انسان وزید و آن و تو سب کا مورد بدن تو قسم اُسی پر صادق اور یہ تمام داوری و چالشگری اُسی سے متعلق۔

#### دلیل (5)

پر ظاہر کہ اول تا آخر اُن کا کلام موت میں ہے، اور میت نہیں مگر بدن، خود اسی کافی شرح وافی میں اسی بحث ایمان میں فرمایا:

"الروح لا يموت لكنه زال عن  
قالب فلان والله تعالى قادر على  
إعادته"۔ (1)  
یعنی روح میت نہیں وہ تو صرف بدن سے جدا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اسے دوبارہ بدن میں لے آئے۔

#### دلیل (6)

ساتھ ہی دلائل میں صاف تصریح فرماتے ہیں کہ جس میت میں اُن کا کلام ہے وہ وہی ہے جسے ادراک نہیں، جسے فہم نہیں، جسے درد نہیں پہنچتا، جو بے حس ہے۔ کتب خمسہ مستندہ مائے مسائل میں ہے:

واللفظ للرمز، الكلام للافهام فلا يتحقق في الميت۔ (2)

(1) (کافی شرح وافی۔۔۔۔۔)

(2) (رمز الحقائق شرح كنز الدقائق، باب اليمين في الضرب والقتل الخ، 220\1)



اور الفاظ رمز الحقائق شرح کنز الدقائق کے ہیں: کلام سمجھانے کیلئے ہوتا ہے تو میت کے حق میں ثابت نہ ہوگا۔

فتح القدیر میں ہے:

"وَالْمَوْتُ يُنَافِيهِ" (1) اور موت اس کے منافی ہے۔

اسی مستخلص الحقائق میں بتبعیت ہدایہ ہے:

"من قال ان ضربتك فعبدى حرفه على الضرب فى الحياة ، فلو مات ثم ضرب لا يحنث لان الضرب اسم لفعل مؤلم يتصل بالبدن و الايلام لا يتحقق فى الميت"۔

کسی نے کہا کہ اگر میں نے تجھے مارتا تو میرا غلام آزاد ہے، یہ قسم زندگی کے اندر مارنے پر محمول ہوگی، اگر اس کے مرجانے کے بعد مارتا تو حادثہ نہ ہوگا، اس لئے کہ مارنا بدن سے متعلق الم رساں کام کا نام ہے اور الم رسائی میت کے حق میں متحقق نہیں۔

اسی فتح القدیر (3) میں ہے:

لا يتحقق فى الميت لأنه لا يحس " میت کے حق میں متحقق نہیں، اس لیے

(1) (فتح القدیر، باب اليمين فى الضرب والقتل وغير ذلك، 195\5، وفي نسخة: (461\4:

(1) (مستخلص الحقائق، باب اليمين فى الضرب والقتل وغيره ذلك 388\2، بحوالہ فتاوی رضویہ جدیدہ 881\9)

(3) (فتح القدیر، باب اليمين فى الضرب والقتل 193\5، وفي نسخة: (460\4)

کہ وہ احساس نہیں رکھتا۔

اسی مائے مسائل میں عینی شرح کنز سے ہے:

"الضرب ایقاع الالم و بعد ضرب کا معنی تکلیف پہنچانا اور بعد موت الموت لا يتصور"۔ (1)

یہ متصور نہیں۔

تو قطعاً ثابت وہ بدن ہی میں کلام کر رہے ہیں کہ وہی (مق 1) ایسا میت ہے جسے نہ حس رہتا ہے نہ ادراک، بخلاف روح کہ اس کے ادراکات قطعاً باقی ہیں، خود یہی امام نسفی عمدة الکلام میں فرما چکے:

"الروح لا يتغير بالموت"۔ (2) روح موت سے متغیر نہیں ہوتی۔

**دلیل (7)**

پھر جب اس تقریر پر شبہ وارد ہوا کہ جب حس نہیں ادراک نہیں، تا لم نہیں، تو عذاب قبر کیسا! تو ان سب حضرات نے یہی جواب دیا کہ معاذ اللہ جس پر عذاب کرنا ہوتا ہے اُسے قبر میں ایک گونہ حیات دی جاتی ہے جس سے الم پہنچنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اسی مائے مسائل میں عینی سے بعد عبارت مذکورہ ہے:

"ومن يعذب في القبر يوضع فيه جسے قبر میں عذاب دیا جاتا ہے صحیح قول الحیاءة علی الصحیح"۔ (3)

یہ ہے کہ اُس میں زندگی پیدا کر دی جاتی

ہے۔

(1) (مائة المسائل، مسئلہ 26، ص 56)

(2) (عمدة الکلام۔۔۔۔)

(3) (مائة مسائل، مسئلہ 26، ص 52)

اُسی میں کافی (☆) سے ہے:

"عند العامة يوضع فيه الحياة  
بقدر ما يتألم لا الحيات المطلقة  
وقيل يوضع فيه الحياة من كل  
وجه"۔  
جمہور کے نزدیک اس میں اس قدر  
زندگی رکھ دی جاتی ہے کہ اسے الم کا  
احساس ہو، حیات مطلقہ نہیں رکھی جاتی  
اور کہا گیا کہ اس میں پورے طور پر  
زندگی رکھ دی جاتی ہے۔

مستخلص میں بعد عبارت مسطورہ ہے:

وعذاب القبر يوضع حياة جديدة  
فيه وهو قول عامة العلماء خلافا  
سے ہوتا ہے۔ اسی پر عامہ علماء

(☆) (لطیفہ:، مائے مسائل میں یہ کافی کی عبارت اسی طرح نقل کی جس سے وہم ہو کہ جمہور علماء  
کے نزدیک قبر میں بدن کی طرف عودِ حیات صرف ایک خفیف طور پر ہوتا ہے، حیات کامل ملنا قول  
بعض و مرجوع ہے کہ اسے عامہ کی طرف نسبت کر کے اسے بلفظ قیل نقل کیا۔ حالانکہ فقیر کے نسخہ  
کافی میں جمہور کے نزدیک اعادۂ حیات اور اُس کی دلیل لکھ کر انہیں سے وہ دونوں قول حیات  
خفیفہ و حیاتِ کاملہ کے یکساں طور پر نقل کئے کہ:

ثم اختلفوا فقليل توضع فيه الحياة بقدر ما يتألم لا الحياة المطلقة، وقيل توضع  
فيه الحياة من كل وجه (کافی شرح دائی۔۔۔)

پھر علماء مختلف ہوئے، بعض نے کہا اس میں اس قدر زندگی رکھ دی جاتی ہے کہ اسے الم کا احساس ہو  
حیات مطلقہ نہیں رکھی جاتی، اور بعض نے کہا کہ اس میں پورے طور پر زندگی رکھ دی جاتی ہے۔ اھ

اسی طرح علامہ عینی نے بنایہ شرح ہدایہ میں فرمایا فلیتنبہ ۱۲ منہ

لابی الحسن الصالحی (☆) فان ہیں بخلاف ابوالحسن صالحی کے، اس  
عندہ یعذب المیت من غیر کے نزدیک بغیر زندگی کے میت کو  
حیاتہ (1) عذاب ہوتا ہے۔

اور بالیقین یہ شان (مق 3) بدن ہی کی ہے کہ اُسے موت عارض ہوتی اور اُس کا حس و  
ادراک باطل کرتی، پھر معاذ اللہ تعذیب کیلئے ایک گونہ حیات دی جاتی ہے اور وہ بھی  
کاملہ نہیں ہوتی بخلاف روح کہ اس کی حیات مستمرہ ہے، امام ابن الہمام نے اس  
مضمون کو خوب صاف فرما دیا بعد عبارت مزبورہ لکھتے ہیں:

لَآئِنَّهُ لَا يُحْسُ وَلَٰذَا كَانَ الْحَقُّ أَنَّ اس لئے کہ اس میں احساس نہیں۔ اسی  
الْمَيِّتِ الْمُعَذَّبِ فِي قَبْرِهِ تَوْضَعُ لئے حق یہ ہے کہ جس مرُ دے کو قبر میں  
فِيهِ الْحَيَاةُ بِقَدْرِ مَا يُحْسُ بِالْأَلَمِ عذاب دیا جاتا ہے اُس کے اندر اتنی  
حَتَّىٰ لَوْ كَانَ مُتَفَرِّقَ الْأَجْزَاءِ بِحَيْثُ زندگی رکھ دی جاتی ہے کہ وہ الم کا  
لَا تَتَمَيَّزُ الْأَجْزَاءُ بَلْ هِيَ مُخْتَلِطَةٌ احساس کرے، یہاں تک کہ اگر اس  
بِالْتُّرَابِ فَعُذِّبَ جُعِلَتْ الْحَيَاةُ فِي کے اجزاء اس طرح بکھر گئے باہم  
تِلْكَ الْأَجْزَاءِ الَّتِي لَا يَأْخُذُهَا امتیاز نہ رہا بلکہ مٹی سے خلط ملط ہو گئے  
الْبَصَرُ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَقَدِيرٌ پھر اُسے عذاب دیا گیا تو ان ہی اجزاء  
الْح. قد تقدم تاما في المقدمة میں زندگی رکھ دی جاتی ہے جو نظر نہیں

(1) (مستخلص الحقائق، باب اليمين في الضرب والقتل، 388/2)

(☆) (رجل من المعتزله اليه تنسب الفرقة الصالحية ۱۲ منه (م)

(یہ معتزلہ میں سے ایک شخص ہے جس کی طرف فرقہ صالحیہ منسوب ہے۔)

الثالثة۔ آتے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس پر ضرور

قادر ہے الخ۔ (1) یہ عبارت مقدمہ  
سوم میں مکمل گزری۔

اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھئے وہ کسے میت کہہ رہے تھے، کس کی طرف اعادۂ حیات  
بقدر احساس الم مانا، کس کے اجزاء متفرق ہو گئے، کس کے اجزاء اتنے باریک ہوئے  
کہ نظر کام نہیں کرتی، ہاں وہ کیا ہے جس کے اجزاء مٹی میں مل گئے، کیا وہ روح پاک  
ہے، حاشا یہی بدن تو دہ خاک ہے۔ تو آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ اسی مردہ حقیقی  
میں علماء کا کلام ہے، اسی کی نسبت انکار سماع وافہام ہے۔ واللہ الحجة السامیة۔

**دلیل (8)**

انہیں کتب میں (آیت) کریمہ "وَمَا أَنْتَ بِمُشِيرٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ"  
سے استدلال کیا اور پر ظاہر کہ "مَنْ فِي الْقُبُورِ" نہیں مگر بدن، خود صاحب تفہیم  
المسائل نے اسی بحث میں براہ بد قسمتی (☆) خود انہیں امام عینی شارح کنز کی عمدۃ  
القاری شرح صحیح بخاری سے نقل کیا:

"فَإِنْ قُلْتَ: بَعْدَ فَرَاغِ الْمَلَائِكِينَ  
مَنْ السُّؤَالُ مَا يَكُونُ الْمَيِّتُ؟  
یعنی بعد سوال نکیرین سعید کی روح  
جنت میں رہتی ہے اور شقی کی سجن میں

(1) (فتح القدیر، باب الیمین فی الضرب و القتل 194\5، 193، وانظر: حاشیة

الشلبی علی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، باب الیمین فی الضرب و القتل و غیر  
ذَٰلِکَ، 156\3)

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں حاشیہ پر فائدہ: بد قسمتی تفہیم المسائل۔ موجود ہے)

قلت: إِنْ كَانَ سَعِيدًا كَانَ رُوحُهُ فِي  
الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ شَقِيًّا فَفِي سَجِّين  
عَلَى صَخْرَةٍ فِي الْأَرْضِ السَّابِغَةِ (1)  
ساتویں زمین کی ایک چٹان پر -  
تو قبر میں نہیں مگر بدن، اسی سے آیت  
نفی اسماع فرماتی ہے اور اسی سے یہ علماء  
نفی اسماع۔

### دلیل (9)

نیز یہ سب علماء قول ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دلیل لائے اور ان  
شاء اللہ القریب المجیب عنقریب روشن ہوتا ہے کہ ام المومنین صرف سماع  
جسمانی کی منکر ہیں اور ادراکِ روحانی کی مثبت و مقرر۔

### دلیل (10)

انہیں کتب میں اسی بحث میں مسائل دو قسم کے ذکر فرمائے: ایک متعقید  
بحیات، دوسرے شامل حیات و ممات۔  
فرماتے ہیں اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے ماروں یا تجھ سے بولوں، یا عورت سے کہا اگر تجھ  
سے صحبت لروں یا تیرا بوسہ لوں تو یہ قسمیں اس مخاطب مرد و زن کی زندگی پر مقتصر  
رہیں گی اور اگر قسم کھائی کہ اگر تجھے نہلاؤں یا اٹھاؤں یا چھوؤں یا بٹھاؤں تو موت و  
حیات دونوں کو شامل ہوں گے۔ یہاں تک کہ اگر وہ شخص مر گیا اور اس نے اُسے غسل  
میت دیا اُس کا جنازہ اٹھایا، اُسے ہاتھ لگایا، کفن پہنایا تو حانت ہوگا۔  
کافی میں عبارت منقولہ مائتہ مسائل کے چند سطر بعد ہے:

"بخلاف ان غسلتك او حملتك اس کے برخلاف اگر کہا: اگر میں نے

(1) (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، باب الْمَيِّتِ يَسْمَعُ خَفَقَ النِّعَالِ 147\8)

تجھے نہلایا، یا اٹھایا یا مس کیا یا پہنایا تو یہ قسمیں حالت حیات سے مقید نہ رہیں گی۔ اس لئے کہ نہلانے سے پاک صاف کرنا مقصود ہوتا ہے اور وہ میت کے حق میں بھی ثابت ہے۔ دیکھو کہ میت کو پاک کرنے کیلئے اُسے غسل دینا واجب ہے تو وہ قسم اس کے منافی کیسے ہوگی؟ اور اگر غسل سے پہلے میت کا جنازہ پڑھ لیا تو جائز نہیں اور بعد غسل جائز ہے اور جس نے ایسے مُردے کو لئے ہوئے نماز پڑھی جسے غسل نہ دیا گیا تھا تو جائز نہیں اور اگر غسل دیا ہوا تھا تو جائز ہے اور اٹھانا بعد موت بھی متحقق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ”جس نے کسی میت کو اٹھایا تو چاہیے کہ وضو کرے“۔ مس کرنا تعظیم یا شفقت کیلئے ہوتا ہے تو وہ بعد موت بھی متحقق ہوگا۔ پہنانا تعظیم کیلئے ہوتا ہے اور میت اس کا محل ہے۔

او مستك او البستك فانها لا تتقيد بالحياة لان الغسل يراد به التنظيف و تطهير و ذا يتحقق في الميت الا ترى انه يجب غسل الميت تطهيرا له فكيف ينافيه ولو صلى على الميت قبل الغسل لم يجوز بعده يجوز ومن صلى حامل ميت لم يغسل لم يجوز ولو كان غسلا جاز والحمل يتحقق بعد الموت قال صلى الله تعالى عليه وسلم من حمل ميتا فليتوضا والمس للتعظيم أو الشفقة فيتحقق بعد الموت واللباس للتعظيم والميت محل لها" (1)

دیکھئے وہی کاف ہے وہی خطاب ہے اور اگر اس سے بدن مراد نہ ہوتا تو ان حلقوں میں واجب تھا کہ کبھی حائث نہ ہو کہ مسائل قسم ثانی مطلقاً وہی ہوں گے جنہیں محض بدن سے تعلق ہے، جب بدن مقصود نہیں تو اُسے نہلانا، اٹھانا، چھونا، پہنانا کیوں موجب حائث ہونے لگا۔ اور ایک اسی قسم پر کیا ہے قسم اوّل میں ضرب و جماع و بوسہ کیا غیر بدن سے متعلق ہیں، نسق واحد کے ذکر کئے ہوئے تمام مسائل میں بدن مراد لینا اور صرف ایک کو اس سے الگ کر دینا کس قدر دور از کار ہے کاف خطاب سے جو ان سب میں مراد ہے وہی کلمتک میں، تو لا جرم یقیناً قطعاً یہ سب خطاب محاورہ عرف حلف سب متعلق بدن ہی ہیں اور فارق وہی جلیل و جمیل جو بتوفیق اللہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ ضرب میں درد، کلام میں فہم، بوسے میں لذت، جماع میں قضائے شہوت درکار ہے اور یہ امور بدن کے ان صفات پر مقصور کہ بہ تبعیت روح اسے حاصل ہوتے ہیں لہذا بعد موت جسم خالی انہیں کافی نہیں بخلاف غسل و حمل و مس والباس کہ صرف صفات اصلیہ بدن کے طالب ہیں تو ان میں حیات و موت یکساں۔

### دلیل (11)

ان ائمہ کرام و علمائے اعلام کا یہ کلام ارواح موتی پر حمل کرنا صراحۃً باطل و توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل ہے۔ اُن کے کلمات عالیات بہر ارزبان اس سے تحاشی فرما رہے ہیں، شواہد سنئے:

### شاہد (1)

امام اجل ابوالبرکات نسفی قدس سرہ کا ارشاد اسی کافی شرح وافی سے ابھی گزرا کہ رو حیں نہیں مرتیں۔



**شاہد (2)**

خود عقائد کی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ رُوح میں مرگ سے کچھ تغیر نہیں آتا  
کیا وہ اسی رُوح کو کہیں گے کہ مر گئی، فہم و ادراک کے قابل نہ رہی، یہ کچھ ہوا اور تغیر نہ  
آیا، وائے جہالت!

**شاہد (3)**

یہی امام ابن الہمام اور ایک یہی کیا تمام علمائے اعلام زیارتِ قبور میں  
اموات پر سلام اور اُن سے خطاب و کلام تسلیم فرماتے اور اسے سنت بتاتے ہیں، فتح  
القدیر میں ہے:

"یکرہ النوم عند القبر وقضاء  
الحاجة بل أولى وكل ما لم يعهد  
من السنة والمعهود منها ليس  
إلا زیارتها والدعاء عندها قائما  
كما كان يفعل رسول الله صلى  
الله تعالى عليه وسلم في الخروج  
إلى البقيع ويقول السلام  
عليكم دار قوم مؤمنين وإنا إن  
شاء الله بكم لا حقون أسأل الله  
لي ولكم العافية"۔ (1)

قبر کے پاس سونا مکروہ ہے اور قضائے  
حاجت بھی بلکہ بدرجہ اولیٰ یہ مکروہ ہے  
اور ہر وہ کام جو سنت سے معہود نہ ہو۔  
اور سنت سے معہود یہی زیارت اور  
وہاں کھڑے ہو کر دعا ہے جیسا کہ رسول  
اللہ ﷺ بقیع تشریف ارزانی میں کیا  
کرتے تھے اور کہتے تم پر سلام ہوا ہے  
اہل ایمان لوگو! اور ہم بلاشبہ تم سے ملنے  
والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔ میں اپنے  
لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتا ہوں

فصل یازدہم میں گزرا کہ یہ سلام و کلام ضرور دلیل سماع و افہام ہیں، مگر یہ اکابر اعلام معاذ اللہ اتنی تمیز نہ رکھتے تھے کہ اینٹوں پتھروں سے سلام و کلام کیا معنی؟

#### شاہد (4)

یوں ہی جس نے زیارت حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما ذکر کی بالاتفاق اُن سے علاوہ سلام خطاب و کلام تعلیم بھی کیا اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ مواجہہ اقدس حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا ہٹے کہ صدیق (رضی اللہ عنہ) کے مواجہے میں آجائے اُس وقت ان سے یوں عرض کرے پھر ان کے مواجہے سے اتنا ہٹے کہ فاروق (رضی اللہ عنہ) کے مواجہے میں آجائے اُس وقت اُن سے یوں گزارش کرے اگر معاذ اللہ یہ سلام و کلام محض از قبیل

اے باد صبا ایسے ہمہ آوردہ اے باد صبا! یہ سب کچھ تو نے اڑایا  
تست ا

تھا تو ہٹ ہٹ کر مواجہوں میں آنے کی کیا حاجت تھی! ہٹ دھرم بے انصاف کی کہتے نہیں، مگر ذی عقل منصف تو قطعاً ان تعلیمات سے یہی سمجھتا ہے کہ یہ سلام و کلام ضرور حقیقی ہے اور مواجہے سے مقصود پیش نظر آنا، اسی فتح القدر میں ہے:

ثُمَّ يَتَأَخَّرُ عَنْ يَمِينِهِ قَدَّ ذِرَاعٍ  
فَيُسَلِّمُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُ فَإِنْ رَأَسَهُ حِيَالِ  
منكب النبي صلى الله تعالى عليه  
پھر اپنے داہنے ہاتھ بھر ہٹ کر حضور  
ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سلام عرض  
کرے اس لئے کہ ان کا سر مبارک نبی  
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دوش انور

وسلم فيقول السلام عليك يا خليفة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وثانية في الغار أبا بكر الصديق جزاك الله عن أمة محمد صلى الله تعالى عليه وسلم خيرا ثم يتأخر كذلك قدر ذراع فيسلم على عمر رضي الله تعالى عنه لأن رأسه من الصديق كراس الصديق من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فيقول السلام عليك يا أمير المؤمنين عمر الفاروق الذي أعز الله به الإسلام جزاك الله عن أمة محمد صلى الله عليه تعالى وسلم خيرا۔

(1)۔

### شاهد (5)

چلے کہاں کو، انہیں امام ابن الہمام کا وہ ارشاد ہدایت بنیاد جگر شکاف توہب والحاد سنئے کہ سارے انکاری مذہب پر مُردنی چھا جائے، اموات کو پتھر سمجھنے پر

حجارة من سجيل کا پتھر او آئے۔

اسی فتح القدير کے آخر کتاب الحج میں فرماتے ہیں:

يَأْتِي الْقَبْرَ الشَّرِيفَ وَيَسْتَقْبِلُ  
جِدَارَهُ وَيَسْتَدْبِرُ الْقِبْلَةَ، وَمَا عَنْ  
أَبِي الْلَيْثِ أَنَّهُ يَقِفُ مُسْتَقْبِلَ  
الْقِبْلَةِ مُرْدُودٌ بِمَا رَوَى أَبِي حَنِيفَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي مُسْنَدِهِ عَنْ ابْنِ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ مِنْ  
السَّنَةِ أَنْ تَأْتِيَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ  
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَبْلِ  
الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ إِلَى الْقِبْلَةِ  
وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ ثُمَّ  
تَقُولُ السَّلَامَ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ  
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ إِلَّا أَنْ يَحْمِلَ  
عَلَى نَوْعٍ مَا مِنْ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ  
وَذَلِكَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ الشَّرِيفِ الْمَكْرَمِ  
عَلَى شِقْهِ الْأَيْمَنِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ  
وَقَالُوا فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ مُطْلَقًا

یعنی مزار انور حضور سید اطہر صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم کی زیارت کو حاضر ہو روضہ  
اقدس کی طرف منہ اور قبلے کو پیٹھ کرے  
اور وہ جو فقیہ ابوللیث سے نقل کیا گیا کہ  
قبلہ رو کھڑا ہو مردود ہے اُس حدیث  
سے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی  
اللہ عنہما سے روایت کی کہ سنت یوں ہے  
کہ مزار اقدس کے حضور قبلہ کی طرف  
سے آئے قبلے کو پشت اور قبر انور کی  
طرف منہ کرے، پھر عرض رسا ہو سلام  
حضور پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور  
اُس کی برکتیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ  
ایک گونہ قبلے کی طرف ہونا مراد لیں  
اس لئے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم قبر منور میں دہنی کروٹ پر قبلہ رو  
تشریف فرما ہیں اور علمائے کرام نے

الأولى أن يأتي الزائر من قبل رجل المتوفى لا من قبل رأسه فإنه أتعب لبصر الميت بخلاف الأول لأنه يكون مقابلاً بصره لأن بصره ناظر إلى جهة قدميه إذا كان على جنبه فعلى هذا تكون القبلة عن يسار الواقف من جهة قدميه صلى الله تعالى عليه وسلم بخلاف ما إذا كان من جهة وجهه الكريم فإذا أكثر الاستقبال إليه صلى الله تعالى عليه وسلم لا كل الاستقبال يكون استدبار القبلة أكثر من أخذه إلى جهتها فيصدق الاستدبار ونوع من الاستقبال الخ۔ (1)

عام قبروں کی زیارت میں حکم دیا ہے کہ زائر کو چاہئے میت کی پائنتی کی طرف سے آئے نہ کہ سرہانے کی جانب سے کہ اس میں مُردے کی نگاہ کو تکلیف ہوتی ہے بخلاف پہلی صورت کے کہ یوں آنے والا میت کی نگاہ کے سامنے ہوگا اس لئے کہ میت جب کروٹ سے ہو تو اس کی نظر اپنے پاؤں کی طرف ہے تو اس تقدیر پر جب یہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاؤں کی طرف سے حاضر ہوگا قبلہ اس کے بائیں ہاتھ کو ہوگا، زیادہ رخ جانب قبر انور ہوگا اور ایک گوشہ جانب قبلہ تو پشت بقبلہ بھی ہو اور گونہ قبلہ کی طرف جھکا ہونا بھی صلوٰۃ آ یا۔ الخ۔

اللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد۔ ایمان سے کہنا یہی وہ علماء ہیں جو میت کو پتھر، بے حس، بے ادراک بتا رہے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر امام ممدوح یہ صرف اپنا ارشاد نہیں فرماتے بلکہ ہمارے علمائے کرام سے نقل فرما رہے ہیں، خدا کی شان یہی وہ مشائخ حنفیہ ہیں کہ سماع روح کا انکار جن کے سر باندھے، اللہ تعالیٰ توفیق انصاف بخشے۔ آمین!

### شاهد (6)

یہی امام عینی شارح کنز عمدة القاری شرح صحیح بخاری کتاب موافقت الصلوة باب الاذان بعد ذهاب الوقت میں فرماتے ہیں:

الروح جَوْهَرٌ لَطِيفٌ نُّورَانِيٌّ مَدْرَكٌ      روح ایک جوہر لطیف نورانی ہے کہ علم و  
لِلجَزْئِيَّاتِ وَالْكُلِّيَّاتِ، غَنِيٌّ عَنِ      سمع و بصر وغیرہا تمام ادراکات رکھتی  
الْاِغْتِذَاءِ، بَرِيٌّ عَنِ التَّحَلُّلِ      ہے۔ کھانے پینے سے بے نیاز، گھٹنے  
وَالنَّمَاءِ، وَلِهَذَا يَبْقَى بَعْدَ فَنَاءِ      بڑھنے سے بری ہے، اسی لئے فناء  
الْبَدَنِ إِذْ لَيْسَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى      بدن کے بعد باقی رہتی ہے کہ اُسے بدن  
الْبَدَنِ، وَمِثْلُ هَذَا الْجَوْهَرِ لَا يَكُونُ      کی طرف اصلاً احتیاج نہیں۔ ایسا جوہر  
مِنْ عَالَمِ الْعَنْصَرِ بَلْ مِنْ عَالَمِ      عالم آب و گل سے نہیں ہوتا بلکہ عالم  
الْمَلَكُوتِ، فَمَنْ شَأْنُهُ أَنْ لَا يَضُرَّهُ      ملکوت سے، تو اس کی شان یہ ہے کہ  
خَلَلَ الْبَدَنَ وَيَلْتَذِي بِمَا يَلَامُهُ      بدن کا خلل پذیر ہونا اُسے کچھ نقصان  
وَيَتَأَلَّمُ بِمَا يُنَافِيهِ، وَالِدَّلِيلُ عَلَى      نہ پہنچائے، جو بات موافق ہو اُس سے  
ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى: "وَلَا تَحْسِبَنَّ      لذت پائے جو مخالف ہو اس سے درود  
الَّذِينَ قَتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا      پہنچے اور اس پر دلیل اللہ عز و جل کا ارشاد  
بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ"      ہے کہ : جو راہِ خدا میں

(ال عمران: 169). الْآيَةُ. وَقَوْلُهُ: صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِذَا وَضَعَ  
 الْمَيِّتَ عَلَى نَعْشِهِ رَفَرَفَ رُوحُهُ  
 فَوْقَ نَعْشِهِ، وَيَقُولُ: يَا أَهْلِي وَيَا  
 وَلَدِي" (1)

مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ جانیو بلکہ  
 وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس  
 (الآیہ) اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی  
 حدیث کہ جب مردہ نعش پر رکھا جاتا  
 ہے اُس کی روح بالائے نعش پرافشاں  
 رہتی ہے اور کہتی ہے کہ اے میرے گھر

والو! اے میرے بچو!

لِللَّهِ انصاف! اگر روح بعد موت معطل اور اس کا فہم و ادراک مختل ہو تو یہ کیونکر صحیح ہوتا کہ  
 اسے بدن کی حاجت نہیں، خلل بدن سے کچھ مضرت نہیں، بھلا روح تو بیکار و جماد ہوئی  
 یہ رب کے پاس زندہ کون ہے؟ یہ نعش پر جلوہ افگن و نوازن کون ہے؟

### شاهد (7)

یہی امام محمود اسی عمدہ میں اس حدیث کے نیچے کہ میت کو اپنے اہل کے رونے سے  
 عذاب ہوتا ہے۔ امام اجل ابوزکریا نووی سے نقل فرماتے ہیں:

حِكْمَةٌ عَنْ طَائِفَةٍ أَنَّ مَعْنَاهُ أَنَّهُ  
 يَعْذَبُ بِسَبَاحِ بَكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ  
 وَيَرِقُّ لَهُمْ. قَالَ: وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ  
 مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبْرِيُّ وَغَيْرُهُ.  
 قَالَ الْقَاضِي عِيَّاضُ: وَهُوَ أَوَّلِي

یعنی امام مدوح نے ایک جماعت علماء  
 سے نقل فرمایا کہ معنی حدیث یہ ہیں کہ  
 لوگ مردے پر جو روتے ہیں مردے  
 کو اُن کا روناسن کر صدمہ ہوتا، اور اُن  
 کیلئے اُس کا دل کڑھتا ہے۔ امام نے

الْأَقْوَالِ، وَاحْتَجُّوا بِحَدِيثٍ فِيهِ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَجَرَ امْرَأَةً مِنَ الْبُكَاءِ عَلَى ابْنِهَا، وَقَالَ: إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا بَكَى اسْتَعْبَرَ لَهُ صَوِيحْبَهُ، فَيَا عِبَادَ اللَّهِ لَا تَعَذِّبُوا إِخْوَانَكُمْ". (1)

فرمایا محمد بن جریر طبری وغیرہا اسی طرف گئے، امام قاضی عیاض نے فرمایا: یہ سب قولوں سے بہتر ہے، اور اس پر ایک حدیث سے دلیل لائے کہ ایک بی بی اپنے بیٹے پر رورہی تھیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں منع کیا اور فرمایا:

”جب تم میں کوئی روتا ہے تو اُس کے رونے پر مُردے کے بھی آنسو نکل آتے ہیں تو اے خدا کے بندو! اپنے بھائیوں کو تکلیف نہ دو۔“

یہ تو ان ائمہ سے نقل تھی اور اس سے پہلے خود امام عینی فرما چکے ہیں:

أَمَّا تَصَوُّرُ الْبُكَاءِ مِنَ الْمَيِّتِ فَقَدْ وَرَدَ فِي حَدِيثٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنْ أَحَدُكُمْ إِذَا بَكَى اسْتَعْبَرَ لَهُ صَوِيحْبَةً"، وَالْمُرَادُ بِصَوِيحْبَةِ الْمَيِّتِ (2)

یعنی میت کا رونا متصور ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کوئی روتا ہے تو اس کا ساتھی وہ مردہ بھی رونے لگتا ہے۔ اور صوِیحْب سے مراد میت ہے۔

لِللَّهِ انصاف! یہی علماء ہیں جو ارواحِ موتی کے سماع و فہم سے انکار رکھتے ہیں۔

(1) (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، 79\8)

(2) (عمدة القاری شرح صحيح البخاری، 78\8)



## فائدہ

یہ بی بی حضرت قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور یہ حدیث ابو بکر بن ابی شیبہ و طبرانی نے اُن سے روایت کی وہ خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھیں اپنے ایک بیٹے کو یاد کر کے روئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ کیا طریقہ ہے کہ دُنیا میں زندگی تک تو اپنے ساتھی سے اچھا سلوک اور مرے پیچھے ایذا دو۔“

"فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَبْكِي فَيَسْتَعِيرُ (☆) لَهُ صَوِيحْبُهُ، فَيَا عِبَادَ اللَّهِ لَا تُعَذِّبُوا مَوْتَاكُمْ" (1)

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جان پاک ہے کہ تمہارے رونے پر تمہارا مُردہ رونے لگتا ہے، تو اے خدا کے بندو! اپنی

اموات کو عذاب نہ کرو۔

(☆) (فتاویٰ رضویہ میں: أَحَدَاكُمْ لَيَبْكِي، فَتَسْتَعِيرُ لَهُ۔ ہے مثل معجم الکبیر للطبرانی (1) (أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ 10\25، وَذَكَرَهُ الْهَيْثَمِيُّ فِي الْمَجْمَعِ 12\6 وَقَالَ: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرَجَالَهُ ثِقَاتٌ۔ وَذَكَرَهُ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ 3\155، بِلَفْظِهِ۔

قال الحافظ: هذا طرف من حديث طويل حسن الإسناد أخرجه ابن أبي خيثمة وابن أبي شيبة والطبراني وغيرهم وأخرج أبو داود والترمذي أطرافاً منه "هو قطعة من حديث طويل أخرجه أبو عبيد في الأموال (730)، والبخاري في الأدب المفرد (1178)، وأبو داود (3070 و4847)، والترمذي (2814) وفي الشئان (64 و120)، والحربي في الغريب (2/392 و3/930)، وابن أبي عاصم في الآحاد (3492) والطبراني في الأحاديث الطوال (25/7-11)

**شاهد (8)**

علامہ شرنبلالی نے غنیۃ ذوی الاحکام میں قول درد:

"إِلَيْلَامٌ لَا يَتَحَقَّقُ فِي الْمَيِّتِ      الم رسائی میت کے اندر متحقق نہیں، اسی  
وَكَذَا الْكَلَامُ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ بِهَذَا      طرح گفتگو بھی، کیونکہ اس کا مقصود  
الْإِفْهَامُ وَالْمَوْتُ يُنَافِيهِ" (1)      افہام اور سمجھانا ہوتا ہے، موت اس کے  
منافی ہے۔

پر تقریر کی اور خود فرمایا:

"الْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ كُلَّ فَعْلٍ يُلْدُ      اس بارے میں اصل یہ ہے کہ ہر وہ فعل  
وَيُؤْلَمُ وَيَعْمُ وَيُسِرُّ يَقَعُ عَلَى الْحَيَاةِ      جس سے لذت و الم اور غم و سرور ہو وہ  
دُونَ الْمَبَاتِ" (2)      حیات ہی پر واقع ہوگا موت پر نہیں۔  
اور قول 32 میں ان کا ارشاد بحوالہ حضرت استاذ سن چکے کہ مردوں کو جو توں کی پھیل  
سے اذیت ہوتی ہے۔

**شاهد (9)**

قول 51 دیکھو کہ گھاس اور پیڑ کی تسبیح سے مردہ کا جی بہلتا ہے۔

**تنبيه**

فتاویٰ قاضی خاں و امداد الفتاح و مراقی الفلاح علامہ شرنبلالی وغیرہا میں مقبروں سے

(1) (الدرر الحکام شرح غرر الاحکام مع غنیۃ، باب حلف الفعل، 53\2)

(2) (غنیۃ ذوی الأخکام فی بغیۃ دُرر الأخکام، باب حلف الفعل، 53\2، وانظر:

تبیین الحقائق 157\3، والبحر الرائق 394\4، وبداية المبتدي 103. 104)

درخت و گیاه سبز کاٹنے کی کراہت پر دلیل مذکور قائم فرمائی اور جس عاقل غیر ماؤف الدماغ کے سامنے ان الفاظ کو بیان کیجئے کہ فلاں کی تسبیح سے فلاں کا جی بہلا، اُس کا ذہن قطعاً اس طرف جائے گا کہ اس نے اُس کی تسبیح سنی اور اس سے انس ملا، بداہت عقل شاہد ہے کہ کسی شے سے انس پانے کو اس پر اطلاع ضرور، اور تسبیح جنس کلام سے ہے جس پر اطلاع بطور سماع تو یہ کلام علما صراحتہ سماع موتی کی دلیل صاف ہے۔ بلکہ اس درجہ قوت قویہ سمع کی جو عامہ احواء کو حاصل نہیں کما نبھنا علیہ سالفا۔  
تو صاحب تفہیم المسائل کا خطبہ (☆) کہ اس کلام کو ہرگز مطلب سے آشنائی نہیں۔  
پھر کہا:

باید دید کہ این عبارت را از دیکھنا چاہیے کہ اس عبارت کو مردوں سماعت موتی چہ مناسبت کے سننے سے کیا مناسبت ہے؟۔ (1)  
محض نا فہمی و جہالت ہے، ہاں بحمد اللہ تعالیٰ اس تذلیل جلیل نے شمس و امس کی طرح روشن کر دیا کہ اُس کے مقتداء صاحب مائتہ مسائل کا اُن عبارات خمس سے استدلال کرنا اور اس کی تائید میں اس وہابی جدید کا اُسی طرح کی اور عبارات نقل کر کے اوراق بھرنا سب مطلب سے نا آشنا اور مورد نزاع سے محض بیگانہ تھا۔ واللہ الحمد

**شاہد (10.12)**

یونہی سید علامہ ابوالسعود ازہری صاحب فتح اللہ المعین و سید علامہ طحاوی و سید علامہ شامی محشیان در نے دربارہ یمین وہی تقریرات ذکر کیں اور سب حضرات نے تسبیح

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں فائدہ کے تحت ہے: "خطبہ تفہیم المسائل"۔)

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ، ص 84)

گیاہ سے میت کو انس ملنا ذکر فرمایا۔ کما تقدم۔

**شاہد (13.14)**

سیدین اخیرین نے تصریح فرمائی کہ انسان جو قبر کے پاس ذکر الہی کرے اُس سے میت کا جی بہلتا ہے (دیکھو قول 47.49)

**شاہد (15.16)**

یونہی دونوں حضرات نے فرمایا کہ مقابر میں پیشاب کرنے سے زندوں کی طرح مُردے کو بھی ایذا ہوتی ہے۔ (دیکھو قول 38.39)

**شاہد (17)**

علامہ طحاوی نے تقریر فرمائی کہ اموات کو جوتوں کی پھچل سے اذیت ہوتی ہے۔ (دیکھو قول 34)

**شاہد (18.20)**

سید علامہ حلبی محشی دُرر بھی اس تقریر یمین میں شریک ہیں اور احراق حیوانات بعد ذبح پر وہ شبہ فرمایا کہ میت کو ایذائے خارج سے درد پہنچنا ثابت ہے۔ سیدین اخیرین نے جواب دیا کہ یہ بنی آدم میں ہے۔ (دیکھو تذیل زیر قول 40)

**شاہد (21)**

قول 27 میں علامہ شامی کا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نقل فرمانا دیکھو کہ قبر حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور نماز میں بسم اللہ شریف آواز نہ پڑھی۔

**شاہد (22)**

قول 64 میت کے سرہانے سے نہ آئے کہ اس کی نگاہ کو تکلیف ہوگی۔ پابنتی سے آئے

کہ میت کے پیش نظر ہوگا۔

### شاهد (23)

تکمیل جمیل میں علامہ زیادی و داؤدی واجہوری سے علامہ شامی کا وہ نقل کرنا دیکھو کہ کسی چیز کے ملنے کیلئے بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان کوندا کرے۔

### شاهد (24)

علامہ طحاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں قبور پر سلام ذکر کر کے فرمایا: حدیث صحیح سے ثابت ہوتا ہے کہ جو شناسا قبر پر گزرتا اور سلام کرتا ہے مُردہ اسے پہچانتا اور جواب دیتا ہے:

حيث قال: وأخرج ابن عبد البر في الاستذكار والتمهيد بسند صحيح عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: "ما من أحد يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام." (1)

ان کی عبارت یہ ہے: ابن عبد البر نے استذکار اور تمہید میں بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی اپنے کسی ایسے مومن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جو اُسے دنیا میں پہچانتا تھا اور اسے سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اسے پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

(حدیث نمبر 33 کے تحت اس کی تخریج گزر چکی)

**شاهد (25)**

انہیں کا قول 82 دیکھو کہ اموات زائروں کا سلام سنتے، جواب دیتے، اُن سے اُنس پاتے ہیں۔ پھر فرمایا: اس میں نہ شہیدوں کی خصوصیت، نہ کسی وقت کی قید، خدا را انصاف! یہ علماء سماع روح کے منکر ہونگے، حاشا للہ حاشا للہ، ولكن الوهابية قوم يعتدون (مگر وہابیہ ایسے لوگ ہیں جو حد سے تجاوز کرتے ہیں۔) پچیس شاہد ہیں اور پچیس سو ممکن مگر علماء اپنا لکھا خود نہ سمجھتے تھے۔ لاجرم قطعاً یقیناً وہ ارواح موتی کیلئے سمع و بصر و علم و فہم مانتے اور بدن مردہ کو جب تک مردہ رہے ان صفات سے معزول جانتے ہیں۔

یہی بعینہ ہمارا مذہب اور یہی عبارات علماء کا مطلب۔ والحمد للہ رب العالمین۔

**دلیل (12)**

اگر یہ کلام مشائخ کرام روح پر محمول ہو تو وہ اعتراضات قاہرہ وارد ہوں، جن سے رہائی ناممکن الحصول ہو۔ مثلاً:

**اولاً:** حدیث 40 سے 51 تک انہیں بارہ احادیث عظیمہ صحیحہ خفق نعال و قلب بدر سے ایراد جلیل اور ادعائے تخصیص وقت سوال قبر یا خصوصیت کفار مقتولین بدر باطل و بے دلیل کما سمعت۔

مرقاۃ شریح مشکوٰۃ میں فرمایا:

"يُرَدُّهُ أَنَّ الْإِخْتِصَاصَ لَا يَصِحُّ إِلَّا بِدَلِيلٍ وَهُوَ مَفْقُودٌ هُنَا بَلِ السُّؤَالُ وَالْجَوَابُ يُنَافِيَانِهِ"۔  
اس کی تردید اس سے ہوتی ہے کہ خصوصیت بغیر کسی دلیل کے صحیح نہیں اور دلیل یہاں مفقود ہے بلکہ سوال و

جواب تو اس کے منافی ہیں۔ (1)

**ثانیاً:** یہاں خصوصیت سہی اور جو احادیث کثیرہ عموماً و مطلقاً اموات کے علم و سمع و بصر و ادراک و معرفت میں وارد ہیں اُن سے کیا جواب ہوگا۔

مرقاۃ میں ہے:

"مَعَ أَنَّ مَا وَرَدَ مِنَ السَّلَامِ عَلَى الْمَوْتَى يُرَدُّ عَلَى التَّخْصِصِ بِأَوَّلِ أَحْوَالِ الدَّفْنِ" (2)

باوجودیکہ مَرُدوں پر سلام کے جواب میں جو احادیث وارد ہیں وہ اوّل وقت دفن سے تخصیص کی تردید کرتی ہیں۔

**ثالثاً:** بہت اچھا، جب ابتدائے دفن میں تم خود سماع کے قائل، یہاں تک کہ کلام یعقل متکلم لا یعقل اعنی تفہیم المسائل بھی معترف و قائل،

حيث قال در وقت سوال و اس کے الفاظ یہ ہیں: سوال و جواب کے جواب ہمہ قائل سماع اند (3) وقت سبھی سماعت کے قائل ہیں۔

اُس وقت کلام کرنے سے کیوں حنت نہیں ہوتا کہ اب تو سمع و فہم سب کچھ حاصل، جس طرح انہیں امام ابن الہمام نے دربارہ تلقین منکرین پر اعتراض کیا کہ:

"إِلَّا أَنَّهُ عَلَى هَذَا يَنْبَغِي التَّلْقِينُ  
بعد الموت لأنه يكون حين  
إرجاع الروح" (4)

امر اس بنیاد پر تو بعد موت تلقین ہونی چاہیے اس لئے کہ وہ اعادۂ روح کے وقت ہوتی ہے۔

(1-2) (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، باب حکم الاسراء، 475/7)

(3) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ ص 81)

(4) (فتح القدیر، باب الجنائر، 106/2)

یہ اعتراضات اس تقدیر باطل یعنی انکار سماع ارواح پر اصل سے اس کلام مشائخ کو باطل و ازینج کندہ کرتے ہیں بخلاف اُس تقدیر حق کے کہ صرف سماع جسم سے انکار مراد ہے اب ان میں اصلاً کچھ وارد نہیں ہوتا۔

### فاقول وباللہ التوفیق:

تقریر کلام مشائخ اعلام یہ ہے کہ بنائے ایمان عرف پر ہے اور خطابات (مق 5) عرفیہ متعلق بدن مگر کلام بے سمع و فہم نامتصور، لاجرم (مق 6) یہ قسم حالت حیات پر مقصور اور جسم خالی معزول و مہجور کہ بعد فراق روح بدن مردہ ہے اور اُس کے حواس و مشاعر باطل و افسردہ، عذاب قبر (مق 3) اگرچہ روح و بدن دونوں پر ہے مگر اُس کیلئے بدن کو ایک نوع حیات تازہ بقدر ادراک الم دی جاتی ہے ورنہ موت تو اس قدر احساس و ادراک کے منافی ہے پھر اس حیات کا استمرار بھی ضرور نہیں، احادیث کثیرہ کہ سمع و بصر و فہم و ادراک و معرفت اموات پر ناطق ہیں ضرور صادق ہیں، اُن میں مراد ارواح موتی ہیں کہ ادراک حقیقتاً (مق 2) روح ہی کا کام ہے اور اُسے (مق 1) موت نہیں، نہ موت بدن سے اُس میں تغیر آئے، البتہ احیث خفق نعال ضرور سمع جسمانی بتاتی ہیں، قطع نظر اس سے کہ لفظ میت بدن میں حقیقت، اُن میں صراحتہ

"اذا وضع فی قبرہ"۔ جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے۔

ارشاد ہوا: اور قبر میں رکھا جانا بدن ہی کی شان ہے مگر یہ بھی بوجہ مذکور ہم پر وارد نہیں کہ اس وقت بغرض سوال (مق 3) بدن کی طرف اعادہ حیات ہوتا ہے تو سماع حی کیلئے ثابت ہوا نہ کہ میت کے، اور احادیث قلیب اگرچہ حیات معادہ للسوال سے جدا ہیں کہ اول تو کافر مجاہر سے سوال ہونے میں کلام ہے۔



امام ابو عمر ابن عبد البر نے فرمایا: سوال یا مومن سے ہوگا یا منافق سے کہ بظاہر مسلمان بنتا تھا بخلاف کافر ظاہر کہ اس سے سوال نہیں۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی نے فرمایا:

هُوَ الْأَرْجَحُ وَلَا أَقُولُ سِوَاهُ. ۱۵۔ یہی ارجح ہے اور میں اس کے سوا کا نقل نہیں ادا اسے رد المختار میں نقل کیا۔  
نقلہ فی رد المختار۔ (1)

شرح الصدور میں اس کی تائید کر کے فرماتے ہیں:

"وَفِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
تَعَالَى عَنْهُ عِنْدَ الطَّبْرَانِيِّ مِنْ قَوْلِ  
حَمَّادٍ وَأَبِي عَمْرِو الضَّرِيرِ مَا يُصْرَحُ  
بِذَلِكَ". (2)

اور اگر سوال مانئے بھی تو اُس کا وقت ابتدائے وضع و دفن ہے یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن ناپاک لاشوں سے وہ گندہ کنواں پت جانے کے تین دن بعد وہاں تشریف لے جا کر مخاطب ہوئے تھے۔

صحیح مسلم کی روایت حدیث 48 میں گزری۔

اور صحیح بخاری شریف میں ہے:

(1) (رد المختار علی الدر المختار، صلوۃ الجنائز، مَطْلَبٌ فِي سَوَالِ الْمَلَائِكِينَ۔۔۔۔)

191\2۔ وانظر: شرح الصدور، باب: فتنة القبر، وهي سؤال الملكين، فصل فيه

فوائد، (199)

(2) (شرح الصدور، فصل فيه فوائد، (199)

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةِ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَقَذَفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٌ مُخْبِثٌ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلَى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرَصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، فَلَبَّأَ كَانَ يَبْدُو الْيَوْمَ الثَّلَاثَ أَمَرَ بِرَاجِلَيْهِ فَشَدَّ عَلَيْهَا رَحْلَهَا، ثُمَّ مَشَى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ، وَقَالُوا: مَا نُرَى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَيَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، أَيْسَرُكُمْ أَنْتُمْ أَطْعَمُكُمْ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدْنَا رَبَّنَا حَقًّا، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ،

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روزِ بدر قریش کے چوبیس سربراہ آوردہ اشخاص کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے پلید کنویں میں پھنکوا دیا، حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب کسی قوم پر فتح یاب ہوتے تو میدان میں تین دن قیام فرماتے، جب بدر کا تیسرا دن تھا تو سواری مبارک پر کجاوہ کسوا یا، پھر چلے، صحابہ نے ہمر کا بی کی، اور کہا ہمارا یہی خیال ہے کہ اپنے کسی کام سے تشریف لے جا رہے ہیں یہاں تک کہ کنویں کے سرے پر ٹھہر کر اُن کا اور اُن کے آباء کا نام لے لے کر اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کہہ کر پکارنے لگے، فرمایا کیا اس سے تمہیں خوشی ہوتی کہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم تم نے مانا ہوتا، ہم نے تو حق پایا وہ جس کا ہمارے رب نے ہم نے

مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا؛ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ، قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمْ اللَّهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ، قَوْلُهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنَقِيصَةً (☆) وَحَسْرَةً وَنَدَمًا.

وعدہ فرمایا تھا، کیا تم نے اس کو ثابت پایا جو تمہارے رب نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ ان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں جان نہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے میری بات تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبیخ، تذلیل، کلفت، حسرت اور ندامت کیلئے انہیں حیات دے کر حضور کا کلام سنوایا۔

(☆) (فی رواية: وَنَقِيصَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا)

(1) (أخرجه البخاري في الصحيح، باب قَتْلِ أَبِي جَهْلٍ، جزء 76\5 (3976)، وأحمد في مسنده 29\4 (16356-16359)، وابن أبي عاصم في الأحاد والمثاني 445\3 (1891)، والرويان في مسنده 156.157\2 (979)، وأبو يعلى في مسنده 21\3 (1431)، والشاشي في مسنده 18.19\3 (1065)، والطبراني في الكبير 96\5 (4701)، وفي مسند الشاميين 22.23\4 (2625)، والآخرين.

اور حدیث مذکور نص صریح ہے کہ اُن کافروں نے گوش بدن ہی سے سنا کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: حضور کیا کلام فرماتے ہیں ان بدنوں سے جن میں روح نہیں۔ اسی کے جواب میں ارشاد ہوا کہ خدا کی قسم! تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ سماع جسمانی ہی واقع ہوا مگر جبکہ روح کا جسم سے فراق یقیناً معلوم اور بے عود حیات سماع جسم خالی قطعاً معدوم، تو اُن کافروں کیلئے تین دن بعد پھر عودِ زندگی ماننے سے چارہ نہیں اور پر ظاہر کہ یہ امر عموماً نہیں ہوتا، ناچار بالخصوص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعجاز سے ان ملاعنہ کو زیادتِ حسرت و ندامت و عذاب و اذیت ہونے کیلئے واقع ہوا کہ روح و بدن دونوں کا اشتراک تنہا روح کے ادراک سے اشد و سخت تر ہے۔ لہذا قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اُن کی حسرت و توبیخ و تذلیل کیلئے اعادہ حیات فرما کر سنوایا۔

بالجملہ جو احادیث سماع جسمانی میں نص ہیں اُن میں تخصیصِ وقت یا بعض اموات خود سبیل واضح ہے اور جو ایسی نہیں وہ راساً غیر وارد کہ سماع روح تو آپ ہی خود ثابت و لائح ہے۔ بحمد اللہ یہاں سے روشن ہوا کہ صاحب تفہیم المسائل کا خطبے ربط (☆) کہ:

هر چند مبنی ایمان بر عرف	هر چند کہ قسم کی بنیاد عرف پر ہے مگر یہاں
است مگر مقصود فقہاء از	سماع کی نفی سے فقہاء کا مقصود عرفی و حقیقی
نفی سماع دریں مقام نفی	دونوں سماع کی نفی ہے، اس لئے کہ فقہاء
سماع عرفی و حقیقی هر دو	نے سماع کی نفی مطلق کی ہے

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں یہاں فائدہ: جہالت (صاحب) تفہیم المسائل لکھا ہوا ہے)

ست زیرا کہ فقہانفی سماع عرف کی قید لگا کر نہیں، اگر حقیقی نہیں  
مطلق کردہ اند نہ بتقید صرف صرف سماع کی نفی مقصود ہوتی تو  
عرف و اگر نفی صرف سماع مسئلہ عذاب قبر کا جواب دینے اور سماع  
عرفی نہ حقیقی متصود مے ہوتی پر دلالت کرنے والے دوسرے  
بود حاجت جواب دادن از حالات و واقعات کی توجیہ کرنے کی  
مسئلہ عذاب قبر و توجیہ ضرورت نہ تھی۔ (1)  
کردن دیگر وقائع کہ بر سماع موتی دال ست نبود۔

فہل هذا الا توجیہ بما لا یرضی بہ یہ کیا ہے؟ کلام قائل کی ایسی توجیہ جس  
قائلہ سے قائل راضی نہیں۔  
محض ناہمی و جہل واضح ہے۔

### فاقول:

اولاً: یہاں عرفی و حقیقی متغائر نہیں ہے اوپر (مق 4) واضح ہو چکا کہ یہی ادراک  
اصوات بالآلات جسمانیہ ہی حقیقت لغویہ اور یہی متعارف ہے اور وہ معنی جو وقت  
اضافت سمع بروح مجرد یا محضرت عزت مراد ہوتے ہیں محل یمین میں اُن کا احتمال ہی  
کیا تھا کہ اطلاق نفی انہیں بھی شامل ہو۔

ثانیاً: مشائخ کرام نے جن وقائع کی توجیہ فرمائی وہ سماع جسمانی پر دال تھے، ان  
کی توجیہ کی ضرورت حاجت تھی اس سے سماع روح کا انکار سمجھ لینا تمہاری خوش فہمی ہے۔

**ثالثاً:** توجیہ عذاب قبر کی بھی ایک ہی کہی، ذی ہوش کو نافع و مضر میں تمیز تک کی لیاقت نہیں مگر تصحیح المسائل کے مقابل آنا ضروری

ماذا خاضك يا مغرور في الخطر

حتى هلكت فليت النمل لم نظر

اے فریب خوردہ! کس چیز نے تجھے خطرے میں ڈالا کہ تو ہلاکت کو پہنچا، کاش! چیونٹی پرواز ہی نہ کرتی۔

عقلمند، یہ بھی دیکھا کہ وہ توجیہ کیا کی ہے اور اُس سے روح میں کلام نکلتا ہے یا صاف بدن میں گفتگو ہونا منجلی ہے، دلیل ہفتم کو گزرے ابھی دیر نہ ہوئی اُسے ملاحظہ کیجئے اور صاحب تفہیم کی فہم سقیم کی داد دیجئے۔

**رابعاً:** کاش اس بطور خویش جماد شونده نابینا و ناشنوندہ یعنی اس تحریر سے پہلے مر جانے والے تفہیم نگارندہ کو زمانہ مہلت دیتا کہ ہمارے کلام میں دلیل یا زدہم اور اُس کے پچیس شواہد کو آنکھوں دیکھتا کانوں سنتا اُس وقت کھلتا کہ:

توجیہ القول بما لا یرضی بہ قائلہ کلام قائل کی ایسی توجیہ جس سے قائل راضی نہیں۔ کا ارتکاب کس نے کیا، خیر، یہ تو جملہ معترضہ تھا، اب رہا یہ کہ جب ابتدائے دفن میں سماع مسلم تو اُس وقت حنث کیوں نہیں۔

**اقول:** ہاں یوں نہیں کہ (مق 6) یہ یمین مقتضی حیات مخاطب ہے، اور نفس روح سے متعلق نہ تھی، اگر اُس سے تعلق ہوتا تو اُس کی حیات و ادراکات تو مستمرہ (مق 1) ہیں ضرور حنث ہوتا۔

فان العرض وان كان لا يبقى کیونکہ عرض اگرچہ دوزمانوں تک باقی

زمانین لکنہ ما دام مستمرا نہ رہے لیکن وہ تجدداً مثال کی وجہ سے  
بتجدد الامثال یعد شیئاً واحداً مستمر ہو تو باتفاق لغت و عرف و شرع شی  
باطفاق اللغة والعرف والشرع۔ واحد ہی شمار ہوتا ہے۔

بخلاف بدن کہ اُس کی حیات زائل ہو کر اب حیاتِ جدیدہ اس وقت ملی ہے اور وہ  
حیاتِ اولیٰ کی غیر ہے، تو جس حیات سے یمن متعلق تھی منقطع ہو چکی اور حنث کی  
گنجائش نہ رہی

یہی امام ابن الہمام اسی فتح القدر میں فرماتے ہیں:

"الْحَيَاةُ الْبُعَادَةُ غَيْرُ الْحَيَاةِ دوبارہ دی جانے والی زندگی اس زندگی  
الْمَحْلُوفِ عَلَى إِذْنِهِ فِيهَا وَقُدُومِهِ کے علاوہ ہے جس کے اندر اجازت اور  
وَهِيَ الْحَيَاةُ الْقَائِمَةُ حَالَةَ الْحَلْفِ آمد کی قسم کھائی تھی اور وہ زندگی وہ ہے  
لَأَنَّ تِلْكَ عَرَضٌ تَلَاوُحٌ لَا يُمَكِّنُ جو قسم کھانے کے وقت اس شخص کے  
إِعَادَتُهَا بِعَيْنِهَا، وَإِنْ أُعِيدَتْ ساتھ قائم تھی، کیونکہ وہ تو ایک عرض ہے  
الرُّوحُ فَإِنَّ الْحَيَاةَ غَيْرُ الرُّوحِ لِأَنَّهُ جو ختم ہو گیا۔ بعینہ اس کا اعادہ ممکن نہیں،  
أَمْرٌ لَا زِمَ لِلرُّوحِ فِيمَا لَهُ رُوحٌ اگرچہ روح کا اعادہ ہو، اس لئے کہ حیات

روح کے علاوہ ایک شی ہے، وہ ایک ایسا  
امر ہے جو روح کیلئے لازم ہے اُس شی  
میں جس کیلئے روح ہوتی ہے۔



## تنبیہ جلیل

الحمد للہ جس طرح اس تقریر سے یہ واضح ہوا کہ ہمارے مشائخ کرام باتباع احادیث صحیحہ اُن عامیانہ اوہام حجاب و حائل خشت و گل قبر کو مہمل و ناقابل التفات جانتے ہیں کہ میت مدفون کیلئے وقت اعادہ روح ایسی خفی آواز ہائے بیرونی کا سماع ثابت مانتے ہیں۔

یونہی یہ بھی لائح ہوا کہ یہاں سماع جسمانی سے مانع یہی موت تھی، ولہذا جس وقت جسم کو ایک نوع حیات ملی سماع اصوات کی راہ کھلی، تو ظاہر کہ روح کہ بالا جماع ہمیشہ زندہ و مستمر و بحال و نامتغیر ہے اُس کا سماع عادۃً دائم رہے کہ مصحح موجود اور مانع مفقود، اب کھلا کہ مشائخ کرام کی یہ بحث و کلام، فقط مذہب منکرین سے بیگانہ ہی نہ تھی بلکہ الحمد للہ تعالیٰ صراحۃً اُن کا رد ہیں، اس تحقیق انیق کے بعد صاحب تفہیم المسائل کا مزاج پوچھئے کہ آپ کی اس خوش فہمی و قوت وہی نے کہ:

درفتح القدير نوشته که بنائے	فتح القدير میں مرقوم ہے کہ ہمارے
منع تلقين نزد اکثر مشائخ نا	اکثر مشائخ کے نزدیک منع تلقین کی بنیاد
بر عدم سماع موتی است و در	عدم سماع موتی پر ہے اور آخر میں کہا کہ
آخر گفته که طائفه مشائخ در	ایک جماعت مشائخ حدیث تلقین میں
حدیث تلقین قائل بحقیقت	حقیقت کی قائل اس وجہ سے ہوئی کہ
بدین وجه شده اند کہ وقت	وقت تلقین، سوال و جواب کیلئے روح
تلقین مقام ارجاع روح است	لوٹائے جانے کا موقع ہے اور اس وقت
برائے سوال	روح کے عود کرنے کے باعث



وجواب وایں وقت موتی مُردوں کو سماع حاصل ہے۔ تو یہ راجحہت عود روح سماع جماعت بھی سماع موتی کی منکر ہے اور حاصل است پس ایں طائفہ سوال و جواب کے وقت بھی سماع کے ہم منکر سماع موتی است قائل ہیں، اس طرح فتح القدیر کی ودر وقت سوال و جواب ہمہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ سماع قائل سماع انددریں صورت موتی سے انکار تمام فقہاء کا مذہب از عبارت فتح القدیر معلوم ہے۔

مے شود کہ مذہب ہمہ فقہا

انکار سماع موتی است۔ (1)

کیسا حکم تیر بازگشت پیدا کیا یہ تو اسی عقلمند کے کلام سے واضح ہوا کہ وہ میت جس کیلئے فقہاء سماع نہیں مانتے بدن ہی ہے، ذرا ہوش میں آ کر بتانا کہ عود روح کس میں ہوتا ہے؟ پھر یہ پوچھئے کہ اے ذی ہوش! وہ روح جس کے ادنیٰ عود سے یہ مشمت خاک اتنے حجابوں حائلوں میں بالاتفاق سمیع ہو جاتا ہے، وہ خود کہ حجاب و حائل سے منزہ اور ہمیشہ زندہ ہے، کیوں نہ بالاتفاق دائماً شنوا و بنیا ہوگی!

اب یاد کیجئے امام ابن الحاج کا ارشاد مذکور قول (65) کہ اولیائے احياء نور خدا سے دیکھتے ہیں اور نور خدا کو کچھ حاجب نہیں، پھر اموات کا کیا کہنا اور شاہ عبدالعزیز صاحب کا مقال (7) کہ روح کے آگے مکان دور و نزدیک یکساں ہے جس طرح نظر کنویں میں آسمان برین کے ستارے دیکھتی ہے وغیر ذلک اقول کثیرہ مذکورہ۔

دیکھ ظالم! حجت الہی یوں قائم ہوتی ہے۔ ہاں یہ باقی رہا کہ ادراکِ روح کیلئے جسم شرط مانئے۔ یہ اوپر واضح ہو چکا کہ اُس کے کون قائل ہیں، معتزلہ وغیرہم لیا م۔ آگے تم جانو اور تمہارا کام۔

یہی بحمد اللہ تقریر و تفسیر و تحریر و تنویر اُس کلام حضراتِ مشائخِ کرام کی، جسے مخالف اپنا کمال موافق جان کر اہل حق سے اُلجھتے اور موافق بگمان متخالف مشکل و معضل سمجھتے، اہل بدعت اپنی سپرو پناہ ٹھہرا کر آسمان ناز پر ٹوپیاں اُچھاٹتے اور اصحابِ سنت بظاہر مخالف عقیدہ صادقہ پا کر سلاحِ معارضہ و مناقضہ سنبھالتے، اب بعونِ عزیز مقتدر عز جلالہ روشن ہو گیا کہ امر بالکل بالعکس ہے۔ وہ کلام ہدایت نظام سراپا عقیدہ اہلسنت کے مطابق اور مذہب مخالف کا رد و نکس ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اب مخالف دیکھے کہ اُس کے شوشے قعرِ عدم کے کس گوشے میں گئے، موافق نہ صرف موافق، ہر ذی عقل منصف دیکھے کہ بفضلہ تعالیٰ اس تقریرِ منیر سے کیا کیا فائدے حاصل ہوئے۔

### فائدہ (1)

کلامِ مشائخِ بحمد اللہ تعالیٰ ہرگز عقیدہ اہلسنت کے مخالف نہیں۔

### فائدہ (2)

نہ عیاذ باللہ کسی حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف۔

### فائدہ (3)

نہ تصریحاتِ ائمہ میں اصلاً تعارض۔

### فائدہ (4)

نہ خود ان علماء کے کلام میں کہیں بوئے تناقض۔

### فائدہ (5)

نہ وہ اس مسئلہ یحین میں اپنی ہی مقرر یعنی بنا علی العرف سے جدا چلے بلکہ اُسی جڑ سے یہ پودے کھلے۔

### فائدہ (6)

نہ وہ ہرگز کسی تخصیص بے دلیل کے مرتکب ہوئے۔

### فائدہ (7)

نہ اُن کی اس دلیل پر زہار کوئی نقص وارد، نہ تفریع و تاویل پر کچھ الزام عائد، غرض یہ سب اور دیگر مقامات میں اُن کے کلمات اور باقی ائمہ کے نصوص و تصریحات اور احادیث و آثار کے عالی ارشادات بحمد اللہ تعالیٰ سب متفق و منتظم ہیں اور ایک دوسرے سے متناسب و ملئتم۔ اور اس تقریر معقول، مستنیر و مصقول، واجب القبول کو نہ مانے تو یہ تمام فوائد منقلب ہو کر ان کے مقابل اتنے ہی ضرر حاصل، اور نتیجہ کچھ نہیں کہ انجام یہ ٹھہرے گا کہ کلامِ مشائخ طرح طرح سے منقوض و باطل اور انواع انواع زلزلوں سے متزلزل اور آپ ہی اپنی تلوار سے گھائل، پھر کیا کسی استناد کے قابل، و هذا مما لا یرضاه عاقل (اور اسے کوئی عاقل پسند نہ کرے گا)

اب بحمد اللہ تعالیٰ مہر نیمروز و ماہ نیم ماہ سے زیادہ رخشاں و درخشاں ہوا کہ بعض کبرائے متاخرین شراح محدثین نے اس باب میں جو تقریریں فرمائیں اصل مرامِ مشائخ کرام پر وارد نہیں، وہ گویا برسبیل ارخائے عنانِ رائحہ مخالفت مان کر جواب مخالف کی تعلیمیں تھیں اور واقعی ہمارے ائمہ کرام و مشائخ اعلام کی انظارِ غامضہ دقیقہ ایسی ہی

عالیہ واقع ہوئیں کہ بعض اوقات انظارِ ناظرین متاخرین ماہرین اُس کے مرقاۃ مدارج و معالی معارج تک وصول میں متساہل رہیں جیسا کہ خادم ابواب و فصول فقہ و اصول پر آشکار و مبین، یہ بحمد اللہ تعالیٰ حق تحقیق و تحقیق حق ہے جس سے حق حقیق بقبول و تصدیق یک سر مو متجاوز نہیں۔ ہکذا ینبغی التحقیق واللہ سبحانہ ولی التوفیق۔

الحمد للہ! اگر اس تمام کتاب میں اُن مقدماتِ سبعہ کی تمہید و تزئین اور اس جواب عین الصواب کی تحریر و تبیین کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تو بفضلِ عظیم حضرت کریم نوالہ اسی قدر شافی و کافی و مغنی و وافی تھا۔

ذلك من فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي و على والدي وان اعمل صلحا ترضاه واصلح لي في ذريتي اني تبنت اليك واني من المسلمين والحمد لله رب العالمين

یہ (انعام) اللہ کے فضل سے ہے ہم پر اور لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے میرے رب! مجھے یہ عطا کر کہ میں شکر ادا کروں اُس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کیا، اور یہ کہ میں نیک کام کروں جس سے تو راضی ہو، اور میری اولاد کو میرے فائدے کیلئے نیکی دے، بے شک میں تیری طرف رجوع لایا اور یقیناً میں اسلام والوں سے ہوں اور سب خوبیاں اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا پروردگار

الحمد للہ اس جواب جلیل و جمیل کے بعد اصلاً حاجت نہیں کہ اور جوابوں کی طرف توجہ کروں، دلائل نے بفضلہ تعالیٰ یقین قطعی دے دیا ہے کہ بلاشبہ مراد مشائخ کرام یہی ہے تو اب کیا ضرورت ہے کہ تنزلات کیجئے، ارخائے عنان سے ملہتیں دیجئے، مگر مخالف کو شکایت و حسرت نہ رہے، لہذا چالشگری کو کچھ اور بھی امتداد سہی، اسی جواب کے متعلق بعض تنبیہات مفیدہ لکھ کر دیگر اجوبہ کی طرف عطف عنان کروں، وباللہ التوفیق۔

### تنبیہ اول (☆)

**اقول:** بعض مسائل میں اہل بدعت اور بعض یا کل اہلسنت متفق ہوتے ہیں اور اُن کے ماخذ حسب اختلاف مذہب مختلف مثلاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام پاک لے کر ندا کرنی ہمارے نزدیک بھی ناجائز ہے اور وہابیہ تو قاطبۂ شرک کہتے ہیں اُن کا ماخذ ملوم وہی شرک موہوم اور ہمارے منع کی وجہ آئیہ کریمہ

"لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا" (1) جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

تو نام پاک لے کر ندا ناجائز ہے بلکہ یا رسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا خلیفۃ اللہ وغیرہ اوصاف کریمہ کے ساتھ ندا چاہیے۔

یوں ہی مسئلہ تلقین بعد دفن کو جمہور معتزلہ تو منع کیا ہی چاہیں کہ اُن سنگ ساروں کے نزدیک اموات کی روح و بدن سب اینٹ پتھر ہیں، ولہذا وہ سُفہاء عذاب قبر و سوال

(1) (النور: 63)

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں یہاں فائدہ: تنبیہات نافعہ مفیدہ، لکھا ہوا ہے)

نکیرین کے منکر ہیں اور حنفیہ میں جمہور مانعین وہی ہیں، قول (131) میں ایام زاہد صفار کا ارشاد سن چکے کہ منع تلقین معتزلہ پر ہے، قول (134.135) میں جو ہرہ نیرہ و در مختار سے گزرا کہ تلقین اہلسنت کے نزدیک مشروع ہے۔ قول (154)

ہر کہ تلقین نمی کند و نمی جو تلقین کا عامل و قائل نہیں وہ مذہب گوید بآں او بر مذہب اعتزال معتزلہ پر ہے جو کہتے ہیں کہ میت جماد است کہ گویند میت جماد محض ہے۔

محض است۔ (1)

ولہذا امام ابن الہمام نے اپنا عندیہ بیان فرمایا کہ میرے گمان میں منع تلقین انکار سماع پر مبنی ہے، یہ اُن جمہور مانعین کے لحاظ سے ضرور صحیح ہے مگر بعض علمائے اہلسنت کو منع میں شریک ہوئے اُن کا ماخذ یہ ہرگز نہیں بلکہ بعض کے نزدیک بدعت ہونا کما مر عن سلطان العلماء۔ جیسا کہ سلطان العلماء سے گزرا۔

یا اُن کے خیال میں بے فائدہ ٹھہرنا کہ ایمان پر گیا تو کیا حاجت ورنہ کیا منفعت! ولہذا امام نسفی نے مسئلہ یمین میں وہ تصریحات فرمائیں مگر انکار تلقین میں ہرگز اُس کا نام نہ لیا بلکہ اُسے عدم فائدہ سے استناد کیا، جیسا کہ قول (154) و نکتہ جلیلہ میں گزرا ولہذا ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد نے جب انکار تلقین اختیار کیا اُس پر اسی انعدام نفع سے استظہار اور ساتھ ہی بر بنائے انکار سماع انکار ماننے پر صریح انکار کیا۔ ارکان اربعہ میں فرماتے ہیں:

"المیت لا فائدة فی تلقینہ اصلاً تلقین میت میں اصلاً کوئی فائدہ نہیں

لانه ان مات مسلما فهو ثابت  
 على الشهادة بالتوحيد والرسالة  
 فالتلقين لغو وان مات كافرا فلا  
 يفيد التلقين لانه لا ينفعه  
 الايمان بعد الموت وما قيل  
 التلقين لغو لان الميت لا يسمع  
 فهذا باطل" (1)

اس لئے کہ اگر وہ اسلام پر مرا ہے تو خود  
 توحید و رسالت پر قائم ہے پھر تلقین  
 بیکار ہے اور اگر کفر پر مرا ہے تو تلقین سود  
 مند نہ ہوگی اس لئے کہ موت کے بعد  
 ایمان لانا اسے نفع بخش نہ ہوگا اور یہ جو  
 کہا گیا کہ تلقین اس لئے لغو ہے کہ میت  
 سنتا نہیں تو یہ باطل ہے۔

### فائدہ:

امام علامہ شیخ الاسلام نسفی نے جس طرح کافی میں منع تلقین پر صرف نفی نفع بروجہ مذکور  
 سے استدلال کیا جس سے صاف مترشح کہ وہ اصل سماع کے منکر نہیں، ورنہ سرے سے  
 یہی فرمانا تھا کہ تلقین کسے کی جائے۔ اینٹوں پتھروں کو۔

یوں ہی آیات کریمہ کی تفسیر میں نفی انتفاع و نفی قبول ذکر فرمائی، زیر کریمہ ملائکہ فرمایا:  
 "شبه الكفار بالبوقي، حيث لا  
 ينتفعون بمسبوعهم" (2)

کفار کو مُردوں سے تشبیہ دی اس لحاظ  
 سے کہ وہ جو سنتے ہیں اس سے نفع یاب  
 نہیں ہوتے۔

زیر کریمہ نمل:

(1) (رسائل الاركان، فصل في حكم الجنابة، 150)

(2) (تفسير النسفي (مداك التنزيل) سورة الفاطر: 22، ج 85\3، وانظر: البحر

المديد في تفسير القرآن المجيد لابن عجيبة 533\4)

"لہا کانوا لا یعون ما یسمعون ولا بہ ینتفعون شبہوا بالموتی (1)۔"

چونکہ کفار جو سنتے ہیں اس کو سمجھتے نہیں اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اس لئے انہیں مردوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

زیر کریمہ روم:

"هؤلاء فی حکم الموتی فلا تطع أن یقبلوا منك" (2)

یہ مردوں کے حکم میں ہیں تو اس کی طمع نہ رکھو کہ وہ تمہاری بات قبول کریں گے۔

مگر صاحب تفہیم المسائل تو اختراع و افتراع کے ماہر کامل، صاف لکھ دیا:

در تفسیر تفہیم المسائل تفسیر مدارک میں آیت کریمہ: "تحت آیہ کریمہ "وَالَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِنَا صُغْمٌ وَبُكْمٌ" می نویسد المعنی أنهم فی حال کفرهم وتکذیبهم کمین لا یسمع ولا یتکلم، فلہذا شبہ الکفار بالموتی لأن المیت لا یسمع ولا یتکلم کذا قال ابن الخازن العراقی الشافعی فی تفسیرہ

تفسیر مدارک میں آیت کریمہ: "جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا بہرے گوئے ہیں" کے تحت لکھتے ہیں: معنی یہ کہ وہ اپنے کفر و تکذیب کی حالت میں ان کی طرح ہیں جو سنتے بولتے نہیں اسی لیے کفار کو مردوں سے تشبیہ دی گئی اس لیے کہ مردہ سنا بولتا نہیں ایسے ہی ابن خازن عراقی شافعی نے اپنی تفسیر لباب التأویل فی معنی

(1) (تفسیر النسفی سورة النمل: 80، ج 621\3، وانظر: فتح الرحمن فی تفسیر

القرآن للعلیمی 160\5)

(2) (تفسیر النسفی سورة الروم: 52، ج 706\3، وانظر: البحر المذید 353\4)



لباب التاویل فی معنی التنزیل التزیلیس فرمایا۔ انتہی، یعنی عبارت انتہی ۱۵۔ (1) مدارک ختم۔

مدارک شریف میں اس عبارت کا نشان نہیں، لطف یہ کہ اُس میں تفسیر لباب التاویل کا حوالہ نقل کر کے انتہی لکھ دی یعنی یہاں تک عبارت مدارک تھی، حالانکہ صاحب مدارک کی وفات 701ھ یا 710ھ میں علی اختلاف القولین ہے اور لباب التاویل کی تالیف 725ھ میں ختم ہوئی، نہ امام اجل نسفی ایسے حوالے کے عادی اور وہ بھی اپنے کسی ایسے معاصر بلکہ مدارک العصر سے مگر نابینائی (☆) جو چاہے کرائے۔

### تنبیہ دوم

**اقول** بحمد اللہ تعالیٰ واضح (مق 7) ہو چکا کہ ہمیں بقائے حیات بدن و سماع جسمانی سے کچھ کام نہ وہ عام لوگوں میں ہمارا دعویٰ، نہ ہمارا کوئی مسئلہ اس پر موقوف۔ تو اگر بالفرض بدن کیلئے موت مطلق دائم رہتی ہمارا کچھ حرج نہ تھا، ورنہ نصوص کے سبب ہم نے تنعیم و تعذیب قبر روح و بدن دونوں کیلئے مانی اور بشہادت عقل و نقل بدن کے واسطے بھی ایک نوع حیات ہے اس تلذذ و تالم کیلئے لازم جانی، ہاں یہ ضرور ہمارا مدعا ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ دلائل قاہرہ اس پر قائم ہو چکے کہ روح باقی و مستقر بحال و نامتغیر و سمیع و مبصر اور بدن کے ساتھ اُس کا ایک جہنم ہمیشہ مستمر، تو جو کچھ بعد فراق بھی بدن کے ساتھ کیا جائے ضرور دیکھے گی، مطلع ہوئی گی۔ اگر وہ فعل تعظیم ہے پسند کرے گی یا اہانت ہے ناخوش ہوگی، اذیت پائے گی۔

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی الز کتب حنفیہ، ص 88)

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں یہاں فائدہ: کذب و نابینائی تفہیم المسائل، لکھا ہوا ہے)

فصول سابقہ اس بیان کی متکفل ہو چکیں تو خارج سے بھی جو ضرب یا صدمہ بدن میت پر واقع ہوا اگر بطور استہانت و تحقیر ہے۔ قطعاً روح کو ایذائے روحانی ہوگی۔ رہا یہ کہ اس سے اُسے اذیت و درد جسمانی بھی لاحق ہوگا یا نہیں، یعنی جس طرح عالم حیات میں بدن پر جو صدمہ آتا بدن اُسے روح تک پہنچانے کا آلہ و واسطہ بنتا کہ اس کے تفرق اتصال سے روح کو درد پہنچتا، آیا بعد فراق بھی مثل عذاب الہی والعیاذ باللہ تعالیٰ تعذیب بشری سے بھی الم ہوتا ہے یا اس میں درد منشی اور صرف وہی توہین کے باعث ناخوشی باقی ظاہر کلام مشائخ کرام جانب دوم ہے۔ ولہذا کافی میں فرمایا:

الہیت لا یتألم بضرب بنی آدم میت کو بنی آدم کے مارنے سے دکھ نہیں  
وانما ذلک مما یتفرد بہ اللہ تعالیٰ ہوتا۔ یہ ایسا امر ہے جو خدائے تعالیٰ  
کے ساتھ خاص ہے۔ (1)

اور یہی مقتضائے اثر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہے۔

أخرج ابن سعد عن خالد بن معدان قال لما انهمزمت الروم  
یوم أجنادین انتہوا إلی موضع لا  
یعبہ إلا إنسان فجعلت  
الروم تقاتل علیہ فتقدم  
ہشام بن العاص رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ فقاتلہم حتی قتل ووقع

ابن سعد نے خلف بن معدان سے  
روایت کی وہ فرماتے ہیں جب روز  
اجنادین رومی شکست خوردہ ہونے لگے  
ایک ایسی تنگ جگہ پہنچ گئے جسے بس  
ایک آدمی پار کر سکتا تھا، اسی جگہ  
رومی جنگ کرنے لگے، ہشام بن عاص  
رضی اللہ عنہ آگے بڑھے، لڑتے رہے

عَلَى تِلْكَ الثَّلَاةِ فَسَدَهَا فَلَمَّا  
 إِنْتَهَى الْمُسْلِمُونَ إِلَيْهَا هَابُوا أَنْ  
 يُوطِئُوهَا الْخَيْلَ فَقَالَ عَمْرُو بْنُ  
 الْعَاصِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِنَّ  
 اللَّهَ قَدْ اسْتَشْهَدَهُ وَرَفَعَ رُوحَهُ  
 وَإِنَّمَا هُوَ جِثَّةٌ فَأُوطِئُوهَا الْخَيْلَ ثُمَّ  
 أُوطِئَ هُوَ وَتَبِعَهُ النَّاسُ حَتَّى  
 قَطَعُوهُ (1)

یہاں تک کہ شہید ہو کر اُسی تنگ جگہ آ  
 رہے۔ ان کے جسم سے وہ حصہ بھر گیا  
 جب مسلمان وہاں پہنچے تو ان کے اوپر  
 گھوڑے چلانے سے خوف کیا۔  
 حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 نے کہا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے انہیں  
 شہادت دی اور اس کی روح کو اُٹھالیا۔  
 اب یہ صرف جثہ ہے تو اس پر سے  
 گھوڑے گزار دو۔ پھر انہوں نے پہل  
 کی اور لوگوں نے آپ کی اتباع کی،  
 یہاں تک کہ وہ جسم پارہ پارہ ہو گیا۔

امام جلیل جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"هَذِهِ الْأَثَارُ لَا تَدُلُّ عَلَى أَنَّ  
 الْأَرْوَاحَ لَا تَتَّصِلُ بِالْأَبْدَانِ بَعْدَ  
 الْمَوْتِ إِنَّمَا تَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْأَجْسَادَ  
 لَا تَتَضَرَّرُ بِمَا يَنَالُهَا مِنْ عَذَابٍ

ان آثار میں اس پر دلیل نہیں کہ موت  
 کے بعد بدن سے روح کا تعلق نہیں ہوتا  
 ان کی دلالت صرف اس پر ہے کہ جسم کو  
 اس تکلیف سے ضرر نہیں ہوتا جو انسان

(1) (أَخْرَجَهُ ابْنُ سَعْدٍ فِي الطَّبَقَاتِ الْكُبْرَى، 19414، وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْإِسْتِيعَابِ

154014، وَذَكَرَهُ السَّيُوطِيُّ فِي شَرْحِ الصَّدُورِ، بَابِ أَحْوَالِ الْمَوْتَى فِي قُبُورِهِمْ وَأَنْسَهُمْ

النَّاسَ لَهَا وَمَنْ أَكَلَ التُّرَابَ لَهَا  
فَإِنَّ عَذَابَ الْقَبْرِ لَيْسَ مِنْ جَنْسِ  
عَذَابِ الدُّنْيَا وَإِنَّمَا هُوَ نَوْعٌ آخِرٌ  
يُصَلُّ إِلَى الْمَيِّتِ بِمَشِيئَةِ اللَّهِ  
وَقَدَرْتَهُ" (1)

کی جانب سے اُسے پہنچائی جاتی ہے،  
اسی طرح مٹی کے کھا لینے سے اسے  
تکلیف نہیں ہوتی، اس لئے کہ عذاب  
قبر عذاب دنیا کی جنس سے نہیں، وہ ایک  
دوسری قسم کی چیز ہے جو اللہ کی مشیت و  
قدرت سے میت کو پہنچتی ہے۔

اور ظواہر حدیث و دیگر آثار و اخبار و اقوال اخبار جانب اول ہیں، حدیث  
نمبر (26) میں روایت دارقطنی سے زیادت لفظ فی الالم گزری یعنی مردہ و زندہ کی ہڈی  
توڑنی درد میں برابر ہے۔  
علامہ طیبی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

جم غفیر ذہبوا الی ان المراد ان  
کسر عظم المیت ککسر عظمه  
حیا فی التالم والتاذی (2)

جماعت عظیم علماء اس طرف گئی کہ مراد  
حدیث یہ ہے کہ مُردے کی ہڈی توڑنی  
درد و ایذا میں ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی

امام ابو عمر بن عبد البر و شیخ محقق کا اس باب میں ارشاد قول (40.41) میں گزرا اور  
تینوں سید علامہ ابراہیم حلبی و احمد مصری و محمد شامی محشیان دُر کے اقوال اُسی کے بعد مذکور

(1) (شرح الصدور، باب احوال الموتی فی قبورهم، 199، وفیه: قال ابن رجب:

هذه الآثار۔۔۔ الخ)

(2) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بحوالہ طیبی، فصل ثالث من باب دفن المیت، 79\4،

بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید 904\9)

ہوئے، حدیث (24) میں بروایت صحیح مسلم شریف انہی عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گزرا،

"إِذَا دَفَنْتُمُونِي فَشُنُّوا عَلَيَّ التُّرَابَ جب مجھے دفن کرو تو مٹی مجھ پر آہستہ  
شَنًّا"۔ (1) آہستہ نرم نرم ڈالنا۔

یہی وصیت حدیث (32) میں علاء الدین بلجاج تابعی سے گزری، اور وہیں اس پر شیخ  
محقق کا قول کہ:

ایں اشارت است باآنکہ اس اقوال میں اس جانب اشارہ ہے کہ  
میت احساس می کند و درد میت کو احساس ہوتا ہے کہ اُسے بھی اس  
ناک می شود بآنچه درد چیز سے درد پہنچتا ہے جس سے زندہ کو  
ناک می شود بآں زندہ۔ (2) درد پہنچتا ہے۔

حدیث (16) میں امام سفیان کا ارشاد گزرا کہ:

إِنَّهُ لَيَنَاشِدُ بِاللَّهِ غَاسِلَهُ أَلَا مردہ اپنے نہلانے والے کو خدا کی قسم  
خَفَّفَتْ غَسْلِي۔ (3) دیتا ہے کہ مجھ پر آسانی کرنا۔

ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کی میت کو دیکھا کہ اُس کے سر

(1) (أخرجه مسلم في الصحيح، باب كَوْنِ الْإِسْلَامِ يَهْدِمُ مَا قَبْلَهُ وَكَذَا الْهَجْرَةُ  
وَالْحَجَّ، 72\1، وقد تقدم تخريجه)

(2) (اشعة اللمعات، باب دفن الميت، 697\1)

(3) (أخرجه ابن أبي الدنيا في المنايا 16 (11)، وفي القبور 215، وابن رجب في

أحوال القبور 87 (301)، والسيوطي في شرح الصدور (139)

میں زور زور سے کنگھی کی جاتی ہے فرمایا:

"عَلَامَ تَنْصُون مَيِّتَكُمْ؟" کس جرم میں اپنے مُردے کی پیشانی کے بال کھینچتے ہو؟۔

الامام محمد في الآثار أَخْبَرَنَا أَبُو حَنِيفَةَ ح وَ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فِي "مُصَنَّفِهِ" وَاللَّفْظُ قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ الثَّوْرِيِّ كَلَاهِمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا رَأَتْ امْرَأَةً يَكْدُون رَأْسَهَا بِمُشْطٍ فَقَالَتْ: عَلَامَ تَنْصُون مَيِّتَكُمْ؟" وَرَوَاهُ كَمُحَمَّدِ أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ. وَإِبْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ فِي "كِتَابَيْهِمَا فِي غَرِيبِ الْحَدِيثِ" عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ الْمَيِّتِ يُسَرِّحُ رَأْسَهُ فَقَالَتْ: عَلَامَ تَنْصُون مَيِّتَكُمْ؟ (1)

اسے امام محمد نے کتاب الآثار میں روایت کیا، فرمایا ہمیں ابوحنیفہ نے خبر دی اور عبد الرزاق نے مصنف میں روایت کیا۔ الفاظ اسی کے ہیں: کہا ہمیں خبر دی سفیان نے وہ ثوری سے راوی ہیں، امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری دونوں حماد بن ابی سلیمان سے وہ ابراہیم نخعی سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں انہوں نے دیکھا کہ ایک عورت کے بالوں میں کنگھا کر رہے ہیں، فرمایا: کیوں اپنی

(1) (أَخْرَجَهُ الْإِمَامُ مُحَمَّدٌ فِي الْأَثَارِ، بَابُ الْجَنَائِزِ، وَغُسْلُ الْمَيِّتِ، 46، وَأَبُو يُونُسَ فِي الْأَثَارِ، فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ وَكَفْنِهِ، 78، وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي الْمَصْنَفِ، بَابُ شَعْرِ الْمَيِّتِ وَأَظْفَارِهِ، 437\3 (6232)، وَابْنُ السَّلَامِ فِي غَرِيبِ الْحَدِيثِ 314\4، وَإِبْرَاهِيمُ الْحَرَبِيُّ فِي غَرِيبِ الْحَدِيثِ كَمَا فِي نَصْبِ الرَايَةِ لِلزَّيْلَعِيِّ 267.268\2)

میت کی پیشانی کے بال کھینچتے ہیں؟“ اور اسے امام محمد کی طرح ابو عبیدہ قاسم بن سلام اور ابراہیم حربی نے اپنی اپنی کتاب غریب الحدیث میں ابراہیم نخعی سے، انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا، اُن سے میت کے سر میں کنگھا کرنے سے متعلق سوال ہوا، فرمایا: کیوں اپنی میت کا موئے پیشانی کھینچتے ہو۔

بالجملہ رُحان اسی جانب ہے اور بہر حال اگر الم مانے تو مسئلہ یمین فی الضرب پر کچھ نقض نہیں کہ یہ الم پہنچے گا حیاتِ معادہ سے، اور حلف تھا حیاتِ موجودہ عند الحلف پر، کما قدمنا تحقیقہ عن الفتح۔

اور نہ مانے تو مسئلہ سماع میں کچھ نقض نہیں کہ ہمارا کلام روح سے ہے، آلیت بدن ہونا نہ ہونا یکساں۔ ولہذا امام اجل سیوطی نے بآں کہ اثباتِ سماع موتی میں وہ تحقیقاتِ باہرہ و قاہرہ رکھتے ہیں اس تقریر پر تقریر فرمائی۔

ہکذا ینبغی ان یفہم هذا المقام  
واللہ سبحانہ ولی الانعام و افضل  
الصلوٰۃ و اکمل السلام علی  
سیدنا محمد اکرم الکرام والہ  
وصحبہ الی یوم القیامۃ۔

اسی طرح اس مقام کو سمجھنا چاہیئے اور  
خدائے پاک ہی انعام کا مالک ہے اور  
بہتر درود کامل تر سلام ہمارے آقا  
حضرت محمدؐ پر جو کریموں میں سے زیادہ  
کریم ہیں اور ان کی آل و اصحاب پر،  
روزِ قیامت تک۔

## جواب دوم

مانا کہ روح ہی میں کلام ہے مگر کہاں سے، کہ سمع منفی بمعنی ادراک بتوسط آلاتِ جسمانیہ نہیں، یوں بھی مطلب حاصل، اور تنافی زائل کہ منفی یہ ہے اور مثبت بمعنی

انکشاف تام اصوات بروجه جزئی، اس جواب کے قریب قریب کلام تنزلی سے حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرور فرمایا، شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

دریں جا سخن دیگر است کہ  
فرضاً اگر از ثبوت سماع  
تنزل کنیم باعتبار آنکہ  
سماع بحاسہ سمع می باشد  
وسمع بخرابی بدن خراب  
شد بگویم از نقی سماع نقی  
علم لازم نمی آید و علم بروح  
بود کہ باقی است پس علم  
بمبصرات و مسموعات  
حاصل باشد نہ بروجه  
ابصار و سمع چنانچہ بعض  
متکلمان سمع و بصر الہی  
تعالیٰ را بعلم مسموعات  
و مبصرات تاویل کردہ  
اند۔ (1)

**اقول** وباللہ التوفیق محصل ارشاد مبارک شیخ شیوخ علماء الہند قدس سرہ یہ ہے کہ سمع



حقیقۃً بمعنی مطلق ادراک مخصوص اصوات ہے عام ازیں کہ آلات جسمانیہ کا توسط ہو یا نہیں، ولہذا اللہ عزوجل کو سمیع ماننے میں کہ عقیدہ ایمانیہ ہے، محققین کے نزدیک کوئی تاویل و تجوز نہیں، اس لئے ہم قائل سماع حقیقی ارواح مفارقہ ہیں۔ اگرچہ موت تعطیل آلات کردے اور اگر سمع کیلئے یہ معنی نہ بھی مانے بلکہ توسط آلات ہی سے مخصوص جانے تو ہم علی سبیل التنزل کہیں گے کہ سمع نہ سہی ادراک تام بروجہ جزئی تو ہے، اسی قدر سے ہمارا مدعا حاصل، اگرچہ بنام سمع تعبیر نہ کریں جیسے متکلمین نے سمع و بصر الہی جل و علا کو یونہی تاویل کیا، اور مقدمہ رابعہ میں تقریر فقیر غفرلہ المولی القدر لیا دیکھئے تو اُس کا مسلک یہ ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ نہ ہمیں دعویٰ سمع سے تنزل کی حاجت نہ روح مفارق، یا معاذ اللہ حضرت عزت میں ارتکاب تاویل کی ضرورت، سمع کے دونوں معنی مقرر و مسلم ہیں اور ایک دوسرے کا نافی نہیں، معنی آلیت نہ کبھی مراد تھی کہ اب تنزل کریں نہ اس معنی میں اطلاق سمع محصور ہو سکے کہ ناچار تاویل و تحل کریں، خیر یہ طرز بحث کا تنوع تھا، اصل سخن کی طرف چلئے۔

**فاقول** جبکہ سمع کے جسمانی و روحانی دونوں معنی اور جسمانی کی نفی میں نہ ہمیں ضرر نہ مخالف کو نفع، تو احتمال قاطع استدلال نہ کہ جب جسمانی ہی کا ارادہ رائج و واضح ہو، پر ظاہر کہ ادراک اصوات کا یہی طریقہ معلومہ معبودہ ہے، تو باہمی محاورات عرفیہ میں ذہن اسی طرف تبادر کرے گا، آخر نہ دیکھا جب حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ذکر فضائل جمعہ ارشاد فرمایا:

"أَكْثَرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ" اس دن مجھ پر درود بہت بھیجو کہ تمہارا درود مجھ پر عرض کیا جائے گا۔

صحابہ نے گزارش کی:

"يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ تُعَرِّضُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! يَهْ كَيُونَكُرْ هُوْكََا حَالَانْكَ بَعْدَ صَلَاتُنَا عَلَيَّكَ وَقَدْ أَرَمْتُ" وصال جسم باقی نہیں رہتے۔

فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ"۔  
بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

رواہ الإمام أحمد، والدارمی، وأبوداود، والنسائی، وابن ماجه، وابن خزيمة، وابن حبان، والدارقطنی، والحاكم، والبيهقی فی الدعوات الكبير، وأبونعيم وصححه الأربعة السابقون على الأخيرين وابن دحية وغيرهم وحسنه عبد الغنى والمندري (1)

اسے امام احمد، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم، دعوات کبیر میں بیہقی اور ابونعیم نے روایت کیا اور ابن خزیمہ ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور ابن دحیہ وغیرہم نے اسے صحیح کہا اور عبد الغنی اور منذری نے حسن کہا۔

(1) (أخرجه أحمد في مسنده 8\4، والدارمي في السنن (1580)، وأبوداود، باب

فَضْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ، 157\1 (1047)، وَبَابُ فِي الْإِسْتِغْفَارِ، (1531)،

وَالنَّسَائِي فِي السَّنَنِ، بَابُ : إِكْتِنَازُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، 203

(1374)، وَفِي السَّنَنِ الْكُبْرَى 519\1، وَابْنُ مَاجَهَ فِي السَّنَنِ، بَابُ فِي فَضْلِ الْجُمُعَةِ،

76 (1085)، وَبَابُ ذِكْرِ وَفَاتِهِ وَدَفْنِهِ ﷺ، 119 (1636)، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

516\2، وَالْقَاضِي فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، 11، وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي الصَّلَاةِ

علی النبی ﷺ 50 (63)، وفي الآحاد والمثاني 217\3، والحربي في غريب الحديث 67\1، وأبو بكر المروزي في الجمعة وفضلها (13)، والبزار في مسنده 411\8 (3485)، والحاكم في المستدرک، کتاب الجمعة 413\1 (1029)، وكتاب الأهوال 604\4، وابن خزيمة في الصحيح، باب فضل الصلاة على النبي ﷺ يوم الجمعة، 118\3 (1733)، وابن حبان في الصحيح 191\3 (910)، والطبراني في الكبير 216\1 (589)، وفي الأوسط 97\5 (4780)، وأبو نعيم في الدلائل النبوة 567\2 (509)، وفي معرفة الصحابة 354\2، والبيهقي في السنن الكبرى، كتاب الجمعة، 248\3، وفي الصغير، 235\1، وفي الشعب 110\2، وفي فضل الأوقات (275)، في حياة النبي ﷺ (11)، وقوام السنة في الترغيب (895)، كلهم من حديث أوس بن أوس رضي الله عنه۔

اس حدیث کے تحت قبلہ سیدی و استاذی رقمطراز ہیں

یہ صحیح روایت بھی حیاة الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر واضح دلیل ہے اور اس روایت کی تصحیح کرنے والے محدثین بھی بے شمار ہیں جن میں کچھ کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں۔

حضرت شیخ مجدد الدین محمد یعقوب الفیر و زآبادی صاحب قاموس (م 817ھ)

ارشاد فرماتے ہیں:

"ونص على صحته جماعة من الحفاظ"

اور اس صحبت پر محدثین کی ایک پوری جماعت نے نص فرمائی ہے۔

(الصلوات والبشر في الصلاة على خير البشر 74، وفي نسخة: 51)

مزید فرماتے ہیں:

وأمثال ذلك دلائل قاطعة على أنهم أحياء بأجسادهم ومنها ما تقدم من حديث أوس بن أوس أن الله حرم على الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء وفيه

دلیل واضح وقد ذهب إلى ما ذكرنا دليله وأوضحنا حجته جماعات من أهل العلم وصرحوا به، الإمام البيهقي منهم والأستاذ أبو القاسم القشيري والإمام أبو حاتم بن حبان وأبو طاهر الحسين بن علي الأزدي وصرح به أيضا الشيخ تقي الدين أبو عمرو بن الصلاح والشيخ محي الدين النووي والحافظ محب الدين الطبري وغيرهم۔

اور یہ اس طرح کی مثالیں (معراج کی رات مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ملاقات) دلائل ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں اور ان کی حیات کی دلیلوں میں سے ایک دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ گزر چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ اور اس میں (حیاء الانبیاء) کی واضح دلیل ہے۔ اور اس کی دلیل کہ ہم نے بیان کیا اس کو محدثین کی جماعت نے بہت وضاحت سے بیان کیا ہے ان میں سے جنہوں نے اس کی صراحت کی ہے، امام بیہقی، استاد ابو القاسم القشیری، امام ابو حاتم بن حبان اور ابو طاهر حسین بن علی از دستانی، اور اس کے ساتھ صراحت کی شیخ ابو عمرو بن الصلاح اور شیخ محی الدین نووی اور محب الدین طبری و دیگر بیشتر آئمہ کرام نے بھی فرمائی ہے، رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(الصلوات والبشر فی الصلاة علی خیر البشر 184، وفي نسخة: 144. 145)

امام حاکم فرماتے ہیں :-

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

یہ حدیث امام بخاری کی شرط پر صحیح ہے اور انھوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

(مستدرک 278\1، وفي نسخة: 413\1)

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر

صحیح ہے۔ انہوں نے اس تخریج نہیں کی۔

(مستدرک 560\4، وفي نسخة: 604\4)

حافظ ذہبی نے تلخیص مستدرک میں دونوں مقامات کی تصحیح کو قائم رکھا۔

(تلخیص المستدرک علی المستدرک، 278\1، و 560\4)

امام عبد الغنی:

وقال الحافظ عبد الغنی انه حسن صحيح۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

علامہ عزیزی فرماتے ہیں:

قال الشيخ وهو حديث صحيح۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(السراج المنير شرح الجامع الصغير 141\2)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقال الحافظ عبد الغنی: إنه حسن صحيح، وقال المنذري: حسن، وقال ابن دحية:

صحيح"۔۔۔۔ (القول البدیع 309)

اور حافظ عبد الغنی نے کہا: بیشک یہ حسن صحیح ہے، اور منذری نے کہا کہ: حسن ہے، اور ابن دحیہ نے

فرمایا: صحیح ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں: "وروي في سنن أبي داود والنسائي وابن ماجه بالأسانيد

الصحيحة"۔ (كتاب الاذكار 106)

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اس کو صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

یہی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ. (خلاصة الأحكام 441\1)

مزید فرماتے ہیں: رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ.

(خلاصة الأحكام 814\2، وانظر: رياض الصالحين 397، و 450)

حضرت علامہ شہاب الدین احمد خفاجی فرماتے ہیں:

"وهذا الحديث رواه أبو داود والنسائي وأحمد في مسنده والبيهقي وغيرهم وصححه" - (نسيم الرياض، فصل في تخصيصه صلى الله عليه وسلم بتبليغ صلاة، 502\3)

اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی اور امام احمد نے مسند میں اور امام بیہقی وغیرہم نے روایت کیا اور تمام نے اس کی تصحیح کی ہے۔

علامہ یحییٰ بن ابوبکر العامری الحرّضی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 893ھ) فرماتے ہیں:

"وروى أبو داود والنسائي وابن ماجه بأسانيد صحيحة عن أوس بن اويس رضي الله عنه" - (بهجة المحافل وبغية الأماثل في تلخيص المعجزات والسير والشمائل، الفصل الخامس 411\2)

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں:

"وقد صحح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني." (المواهب اللدنية 673\2)

قطب وقت حضرت مولانا الحاج فقیر اللہ جلال آبادی فرماتے ہیں:

"رواه أحمد وأبو داود والنسائي وقد صح هذا الحديث ابن خزيمة وابن حبان والدارقطني" - (قطب الارشاد 379)

اس کو امام احمد، امام ابوداؤد اور امام نسائی نے روایت کیا اور اس حدیث کو امام ابن خزیمہ، امام ابن حبان اور امام دارقطنی نے صحیح کہا ہے۔

ان تمام مختصر حوالوں سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں۔ ان کے اجساد مبارکہ تروتازہ ہیں اور ان پر ہمارا درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔

## اعتراض

اس حدیث شریف پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے جو کہ حضرت امام بخاری اور ابن ابی حاتم وغیرہ کی طرف سے وارد کیا گیا ہے اور آج کل کے منکرین حیات الانبیاء اس کو بڑے شد و مد سے بیان کرتے ہوئے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام اس طریقے سے صحیح سالم نہیں اور نہ ہی ان میں ارواح ہیں (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اعتراض یہ ہے کہ اس روایت میں عبدالرحمن بن یزید بن جابر نہیں بلکہ عبدالرحمن بن یزید بن تمیم ہے اور راوی حدیث حسین جعفی نے غلطی سے تمیم کی بجائے جابر کہ دیا۔ جبکہ حسین جعفی کا ابن جعفر سے سماع ہی ثابت نہیں۔ لہذا یہ حدیث منکر ہے۔ (اقامتہ البرہان از سجاد بخاری ص 228، توحید خالص از مسعود الدین عثمانی 372، تحریک آزادی فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی از اسماعیل سلفی، 411 وغیرہم)

## جواب

یہ علت کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی بلا شک امام بخاری وابن ابی حاتم اس فن کے امام ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی معصوم نہیں ہے کہ اس سے غلطی نہ ہو سکے۔ لہذا یہاں بھی ان کو سہو ہو گیا اور ان کی بیان کردہ علت کاملت اسلامیہ کے بے شمار مایہ ناز محققین نے پر زور طریقے سے رد کیا ہے۔

ابن تمیمہ کے شاگرد خاص جناب علامہ ابن القیم نے تحریر کیا ہے:

وَجَوَابُ هَذَا التَّغْلِيلِ مِنْ وَجْهِ: أَحَدُهَا أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ الْجَعْفِيَّ قَدْ صَرَحَ بِسَمَاعِهِ لَهُ مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ - قَالَ ابْنُ حَبَّانٍ فِي صَحِيحِهِ حَدَّثَنَا ابْنُ خُزَيْمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو كَرِيبٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ فَصَرَحَ بِالسَّمَاعِ مِنْهُ - وَقَوْلُهُمْ: إِنَّهُ ظَنَّ أَنَّهُ ابْنُ جَابِرٍ وَإِنَّمَا هُوَ ابْنُ تَمِيمٍ، فَعَلَطَ فِي اسْمِ جَدِّهِ بَعِيدٌ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَشْتَبِهُ عَلَى حُسَيْنٍ هَذَا بِهَذَا مَا نَقَدَهُ وَعِلْمُهُ بِهِمَا، وَسَمَاعُهُ مِنْهُمَا -

اور اس علت کا جواب کئی وجوہ سے دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ حسین بن علی الجعفی نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے سماع کی صراحت کی ہے۔ ابن حبان نے اپنی صحیح میں کہا: ہم کو حدیث بیان کی ابن خزیمة نے ان سے بیان کی ابو کریب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کی حسین بن علی نے انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے، پس ان سے سماع کی صراحت ہے۔ اور معترضین کا یہ کہنا کہ یہاں ابن جابر نہیں بلکہ ابن تمیم ہے اور راوی کو غلطی لگی کہ اس نے ابن جابر کا گمان کیا یہ بات بہت بعید ہے کیونکہ حسین جیسے نقاد و متحرّفن پر باوجود دونوں (ابن جابر و ابن تمیم) سے سماع حاصل ہونے کا اس کا مشتبہ رہنا عقل سے دور ہے۔

حضرت امام مجد الدین فیروز آبادی فرماتے ہیں:

"والأولی أن یذهب إلی ما ذهب إلیه أبو داود والنسائی فإن شأنهم أعلی وهم علموا حال إسناده وله شواهد تقویه من عند ابن حبان وغیره۔"

بہتر یہ ہے کہ وہی موقف اختیار کیا جائے جو کہ امام ابو داؤد اور امام نسائی نے اختیار کیا ہے کیونکہ ان کی شان بلند ہے اور وہ اسناد کے حال کو معترضین سے بہتر جانتے ہیں اور اس کے شواہد بھی موجود ہیں (کہ ابن جابر سے حسین کا سماع ثابت ہے) امام ابن حبان وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔

(الصلوات والبشر فی الصلوة علی خیر البشر، 74، طبع مکتبہ اشاعة القرآن، لاہور، وفي نسخة: 51)

حضرت محدث جلیل امام احمد بن حنبل الہیتمی الہی فرماتے ہیں:

"وفي رواية أخرى صحيحة خلافا لمن طعن فيها فقد أخرجه ابن خزيمة وحبان والحاكم في صحيحهم۔ وقال: هذا حديث حسن صحيح على شرط البخاري ولم يخرجاه ومن صححه أيضا النووي في أذكاره وحسنه عبد الغني والمنذري، وقال ابن دحية انه صحيح محفوظ بنقل العدل عن العدل، ومن قال انه منكر أو غريب لعله خفية فقد استروح لأن الدارقطني ردّها۔"



اور دوسری صحیح روایت میں ہے اس شخص کے خلاف کہ جس نے اس میں طعن کیا ہے کہ جس کا ابن خزیمہ وابن حبان اور حاکم نے اپنی اپنی صحیح میں اخراج کیا ہے اور امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور امام بخاری کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اس کا اخراج نہیں کیا، اور امام نووی نے اذکار میں اس کو صحیح کہا اور منذری نے اس کو حسن کہا، اور امام ابن دحیہ نے کہا کہ یہ صحیح ہے اور محفوظ ہے، عادل عادل سے روایت کر رہا ہے اور جس نے کہا کہ یہ منکر یا غریب ہے خفیہ علت کے سبب سے تو اس نے بے کار کلام کیا ہے کیونکہ اس کو دارقطنی نے رد کیا ہے۔

(الجوهر المنظم في زيارة القبر الشريف النبوي المكرم المعظم، ص 20، الفصل الثاني في فضائل الزيارة وفوائدها)  
حضرت امام سخاوی فرماتے ہیں:

"لكن قد رد هذه العلة الدارقطني۔ وقال: إن سماع حسين من ابن جابر ثابت، وإلى هذا جنح الخطيب"۔ لیکن اس علت کا امام دارقطنی نے رد کیا ہے اور کہا ہے کہ حسین کا ابن جابر سے سماع ثابت ہے اور اسی طرف خطیب بغدادی کا رجحان ہے۔  
(القول البديع، 158، وفي نسخة: 319.320)  
حضرت علامہ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

"قَالَ مِيرُك: وَرَوَاهُ ابْنُ حَبَّانَ فِي صَحِيحِهِ، وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ، وَزَادَ ابْنُ حَجَرٍ بِقَوْلِهِ وَقَالَ: صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَرَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ۔۔۔۔۔ قَالَ النَّوَوِيُّ: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَقَالَ الْمُنْذِرِيُّ: لَهُ عِلَّةٌ دَقِيقَةٌ أَشَارَ إِلَيْهَا الْبُخَارِيُّ نَقْلَهُ مِيرُك، قَالَ ابْنُ دَحِيَّةٍ إِنَّهُ صَحِيحٌ بِنَقْلِ الْعَدْلِ عَنِ الْعَدْلِ، وَمَنْ قَالَ: إِنَّهُ مُنْكَرٌ أَوْ غَرِيبٌ لِعِلَّةٍ خَفِيَّةٍ بِهِ، فَقَدْ اسْتَرْوَحَ؛ لِأَنَّ الدَّارَقُطَنِيَّ رَدَّهَا"۔

محدث عظیم امام میرک نے فرمایا کہ اس روایت کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور امام حاکم نے اس کی تصحیح کی اور امام ابن حجر نے صحیح علی شرط بخاری کے الفاظ زیادہ کیے اور

اس کو روایت کیا امام ابن خزمیہ نے اپنی صحیح میں۔ امام نووی نے فرمایا اس کی سند صحیح ہے اور منذری نے کہا اس میں دقیق علت ہے جس کی طرف امام بخاری نے اشارہ کیا ہے اور اس کو میرک نے نقل کیا ہے۔ امام ابن دحیہ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے عادل راوی عادل سے روایت کر رہا ہے اور جس نے یہ کہا کہ یہ منکر یا غریب ہے ایک خفیہ علت کے سبب تو اس کی یہ بات بالکل لغو ہے کیونکہ امام دارقطنی نے اس علت کا رد کیا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح 239/3، 238، طبع ملتان، وفي نسخة: کتاب الصلاة، باب الجمعة 410/3)

تنبیہ: امام ابوہریرہ کی جرح اصل میں ابواسامہ پر تھی کہ اس نے ابن جابر سے نہیں سنا بلکہ ابن تیمم سے سنا اور غفلت سے ابن تیمم کی بجائے ابن جابر کہہ دیا اگرچہ حسین جعفی بھی ابن تیمم سے روایت کرتا ہے لیکن اس کا دونوں سے سماع ثابت ہے مگر ابواسامہ کا صرف ابن تیمم سے ہے۔ بعض حضرات نے اس نکتہ کو نہ سمجھا اور وہ دونوں پر جرح کرنے لگے جیسا کہ ابن عبدالحادی پہنے کہا ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عبدالحادی شاگرد ابن تیمم نے کہا ہے:

"قوله حسين الجعفي روى عن عبد الرحمن بن يزيد بن تميم خطأ الذي يروي عنه حسين هو عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، وأبو أسامة يروي عن عبد الرحمن بن يزيد بن تميم فيقول ابن جابر، ويغلط في اسم الجد."

قلت: وهذا الذي قاله الحافظ أبو الحسن هو أقرب وأشبه بالصواب، وهو أن الجعفي روى عن ابن جابر ولم يرو عن ابن تميم، والذي يروي عن ابن تميم ويغلط في اسم جده هو أبو أسامة كما قاله الأكثرون، فعلى هذا يكون الحديث الذي رواه حسين الجعفي، عن ابن جابر، عن أبي الأشعث، عن أوس حديثاً صحيحاً، لأن رواه كلهم مشهورون بالصدق والأمانة والثقة والعدالة، ولذلك صححه جماعة من الحفاظ كأبي حاتم بن حبان، والحافظ عبد الغني المقدسي، وابن دحیہ وغيرهم، ولم يأت من تكلم فيه..... وذكره أبو حاتم الرازي في العلل لا يدل على تضعيف رواية أبي أسامة، عن ابن جابر لا على

ضعف رواية الجعفي عنه"۔ (الصارم المنکی 275.276)

اور ان کا کہنا کہ حسین جعفی عبد الرحمن بن یزید بن تمیم سے روایت کرتا ہے یہ غلط قول ہے کیونکہ یہ روایت حسین نے عبد الرحمن بن یزید بن جابر سے کی ہے اور ابواسامہ عبد الرحمن بن یزید بن تمیم سے روایت کرتا ہے اور وہ اس کے دادا کے نام میں غلطی کر جاتا ہے اور کہتا ہے ابن جابر۔ میں کہتا ہوں یہی بات حافظ ابوالحسن نے فرمائی ہے اور یہ زیادہ اقرب اور صحت کے زیادہ مشابہ ہے کہ حسین الجعفی ابن جابر سے روایت کرتا ہے اور ابن تمیم سے روایت نہیں کرتا ہے اور جو ابن تمیم سے ذکر کرتا ہے وہ ابواسامہ ہے اور عبد الرحمن کے دادا کے نام میں غلطی کر جاتا ہے جیسا کہ اکثر محدثین نے فرمایا ہے۔ پس یہ حدیث جس کو حسین نے ابن جابر سے انہوں نے ابوالاشعث سے انہوں نے اوس سے روایت کی۔ یہ صحیح روایت ہے کیونکہ اس کے تمام رواۃ مشہور بالصدق و امانت اور مشہور بالثقاہت و عدالت ہیں اس لیے محدثین کی جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ ابن حبان، حافظ عبد الغنی مقدسی، ابن دحیہ اور ان کے علاوہ دیگر حضرات اور نہیں لائے اس کا کلام جس نے اس پر کلام کیا ہے اور امام ابو حاتم رازی نے جو غلطی میں بیان کیا ہے وہ صرف ابواسامہ کی روایت کی تضعیف کرتا ہے حسین جعفی کی روایت کی تضعیف نہیں کرتا۔

تو معلوم ہوا کہ یہ علت کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی اور الحمد للہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حقیقی جسمانی زندگی پر یہ روایت نص کی حیثیت رکھتی ہے۔  
ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی علیہ ما علیہ نے لکھا ہے:

یہ روایت صحیح نہیں ہے اگر صحیح ثابت ہو جائے تو اس طرح یہ روایت تین چیزوں کو واضح طور پر بیان کرتی ہے:

- ۱۔ جسد مبارک کا اپنی دنیاوی حالت پر برقرار رہنا۔
- ۲۔ روح کا واپس آ جانا اور قیامت تک کے لیے آپ کا مدینہ والی قبر میں زندہ رہنا۔
- ۳۔ درود کے اعمال کا پیش کیا جانا، خاص طور پر جمعہ کے دن چونکہ یہ حدیث صحیح نہیں لہذا ان امور میں سے کچھ بھی ثابت نہ ہوا۔ (توحید خالص ص ۳ مخلصاً)

الحمد للہ ہم نے دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ روایت ہر لحاظ سے صحیح ہے۔ کیونکہ اس

کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ کسی پر جرح نہیں ہے۔ آجا کر امام بخاری اور ابو حاتم رازی کا اعتراض صرف ابن جابر کے نام پر تھا وہ بھی الحمد للہ صاف ہو گیا۔ اس طرح امام بخاری و دیگر معترضین کے اعتراضات کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے۔ اب جبکہ یہ روایت ہر لحاظ سے ثابت و صحیح ہے تو مذکورہ بالاتینوں چیزیں ثابت ہو گئیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسد دنیاوی حالت پر برقرار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف والی قبر میں زندہ موجود ہیں اور درود شریف کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مبارکہ جہاں کہیں بھی ہوں وہ اسی طرح صحیح و تروتازہ رہتے ہیں جس طرح ظاہری زندگی میں تھے۔ وہ چاہیں قبروں میں ہوں یا پھر زمین سے باہر جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کا واقعہ درج ہے کہ آپ فوت ہونے کے بعد کافی عرصہ تک اپنے عصا سے ٹیک لگا کر کھڑے رہے جب تک عصا کو دیمک نے کھایا نہیں۔ اس وقت تک آپ وہیں کھڑے رہے۔ آپ کے جسم اقدس کو کچھ گزند نہ آئی۔ دوسرا واقعہ حضرت یونس علیہ السلام کا ہے کہ آپ چالیس راتیں مچھلی کے پیٹ میں رہے لیکن ان کے جسم کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ (ان کی پوری تفصیل حیاۃ النبی از حضرت غزالی زمان رازی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں ملاحظہ فرمائیں)

انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ ہر حالت میں سلامت و تروتازہ رہتے ہیں اس سلسلہ میں ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

یونس بن بکیر حضرت ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ہم نے قلعہ تستر فتح کیا ہرمزان کے گھر مال و متاع میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت رکھی ہوئی تھی۔ اور ان کے سر کے قریب ایک مصحف تھا۔ ہم نے وہ مصحف اٹھا کر دیکھا اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت عمر نے حضرت کعب کو بلایا انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا عرب میں پہلا آدمی میں ہوں جس نے اسے پڑھا۔ میں نے اسے قرآن کی طرح پڑھا ابو خالد بن دینار

کہتے ہیں میں نے ابو العالیہ سے کہا اس صحیفہ میں کیا تھا انہوں نے کہا تمہارا احوال و امور اور تمہارے کلام کے مجھے ہیں۔ اور آئندہ ہونے والے واقعات۔ میں نے کہا تم نے اس آدمی (میت) کا کیا کیا۔ انہوں نے جواب دیا: ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں۔ جب رات آئی تو ہم نے ان کو دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی انہیں قبر سے نکالنے نہ پائے۔ میں نے انہیں کہا: ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں۔ انہوں نے کہا: جب بارش رک جاتی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لاتے تو بارش ہو جاتی۔ میں نے کہا: تم اس نیک آدمی کے بارے میں کیا گمان رکھتے تھے کہ وہ کون ہیں۔ انہوں نے کہا انہیں دانیال کہا جاتا تھا۔

اس کے بعد یہ حدیث شریف امام ابن کثیر نے نقل کی ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ دَانِيَالَ دَعَا رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ تَدْفِنَهُ أُمَّةٌ مُحَمَّدٍ فَلَمَّا افْتَتَحَ أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ تُسْتَرَّ، وَجَدَهُ فِي تَابُوتٍ، تَضَرَّبَ عُرُوقُهُ وَوَرِيدُهُ" (البداية والنهاية، 41\2، وفي نسخة: 49\2، وفي نسخة: 377\2)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اپنے رب عزوجل سے یہ دعا کی تھی کہ انہیں امت محمدیہ دفن کرے جب ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا تو انہیں تابوت میں اس حال میں پایا کہ ان کے تمام جسم اور گردن کی سب رگیں برابر چل رہی تھیں۔

دیگر حضرات محدثین نے بھی اس واقعہ کو مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ملاحظہ ہو:

"المصنف لابن أبي شيبة 28\13، 27، و دلائل النبوة للبيهقي 382\1، و كتاب

الأموال لأبي عبيد قاسم 343، و تاريخ طبري لابن جرير 220\4، و سيرت لابن

اسحاق 66\1، و فتوح البلدان 371، و المحلي لابن حزم 387\5، و بدائع الزهور

امام محمد بن احمد بن اياس الحنفی 156، و فوائد تمام الرازی 262\4۔

ان دونوں روایتوں سے اتنی بات بلا تردد واضح ہے کہ دانیال علیہ السلام کا جسم مبارک سینکڑوں

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

<p>جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجا کرو کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے۔ رحمت کے فرشتے اُس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ تک درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہے اُس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے۔</p>	<p>"أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ. تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ. وَإِنْ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَى إِلَّا عُرِضَتْ عَلَى صَلَاتِهِ، حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا". (1)</p>
--	--

== سال گزر جانے کے باوجود نہ صرف صحیح سالم تھا بلکہ ان کے جسم کی رگیں اور نبض بھی چل رہی تھی لیکن آج منکرین حیات الانبیاء کی حالت دیکھیں کہ مرنے کے بعد چہرے ہی تبدیل ہو جاتے ہیں اور منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے، انتہی بتصرف (واللہ آپ ﷺ زندہ ہیں 255.269) (1) (آخر جہ ابن ماجہ فی السنن (1637)، وابن جریر فی تفسیرہ 131\30، وفی تہذیب الآثار 225 (345)، والمزی فی تہذیب الکمال 23.24\10)

اس حدیث مبارکہ کے تحت قبلہ سیدی و استاذی مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عباس رضوی صاحب مدظلہ العالی رقمطراز ہیں:

یہ روایت صحیح ہے اور اس کی سند جید ہے جیسا کہ بے شمار محدثین نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ پچھلی روایت اور حدیث اوس بن اوس کی بھی مؤید اور شاہد ہے۔ اس کی سند کے بارے میں محدثین فرماتے ہیں۔

حضرت امام عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (متوفی 656ھ) فرماتے ہیں:

"رواہ ابن ماجہ باسناد جید۔" اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا جید سند کے ساتھ۔

(الترغیب والترہیب، 503\2)

ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟" میں نے عرض کی اور بعد انتقال اقدس؟

فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ" بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کیا ہے۔

حضرت امام شہاب الدین احمد بن ابی بکر مکنانی البوصیری (متوفی 830ھ) فرماتے ہیں؛  
هذا اسناد در جالہ ثقات۔ اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(مصباح الزجاجة فی زوائد ابن ماجہ 294\1 کتاب الجنائز)

امام ابن حجر عسقلانی (متوفی 852ھ) فرماتے ہیں:

"قلت: رجاله ثقات"۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے راوی ثقہ ہیں

(تہذیب التہذیب لابن حجر 398\3)

حضرت امام سخاوی (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں:

"أخرجه ابن ماجه و رجاله ثقات۔۔۔" (القول البدیع، 158، وفي نسخة: 321)

اس کی تخریج ابن ماجہ نے کی ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حضرت امام علامہ نور الدین علی بن احمد السہودی (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں:

"وروی ابن ماجه بإسناد جيد كما قال المنذري"۔

امام ابن ماجہ نے اس کو سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ امام منذری نے کہا ہے۔

(وفاء الوفاء، الفصل الثانی فی بقیة أدلة زیارة، 180\4)

حضرت امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی (متوفی 942ھ) فرماتے ہیں:

"وروی ابن ماجه برجال ثقات"۔ (سبل الہدی والرشاد، الباب السادس فی المواطن



== التي يستحب الصلاة عليه فيها صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، 444\12)

ابن ماجہ نے ثقہ راویوں سے روایت کی ہے۔

حضرت علامہ ابن حجر مکی (متوفی 974ھ) فرماتے ہیں:

وفي اخري رجالها ثقات اور دوسری روایت (ابن ماجہ) اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(الجوهر المنظم، الفصل الثاني في فضل الزيارة، 20)

امام فاسی اور امام مناوی (متوفی 1031ھ) فرماتے ہیں:

"قال الدميري رجاله ثقات"۔ امام دمیری نے فرمایا کہ اس کے تمام کے تمام راوی ثقہ ہیں

(مطالع المسرات 32، وفيض القدير شرح الجامع الصغير 86\2، والتيسير

202\1: فيه: ورجاله ثقات)

حضرت امام علی بن سلطان محمد القاری (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں:

"(رواه ابن ماجه)، أي بإسنادٍ جَيِّدٍ نَقَلَهُ مِيرُكُ عَنِ الْمُنْذِرِيِّ، وَلَهُ طَرُقٌ كَثِيرَةٌ بِالْفَاطِ

مُخْتَلِفَةٍ". (مِرْقَاةُ الْمِفَاتِيحِ شرح مشكاة المصابيح 248\3، بَابُ: الجمعة الفصل

الثاني، وفي نسخة: 415\3)

اس کی سند جید (بڑی پختہ) ہے امام میرک نے منذری سے نقل کیا ہے اس کے طرق بہت سے ہیں

جو کہ مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہیں۔

حضرت علامہ علی بن احمد بن محمد بن ابراہیم العزیزی (متوفی 1070ھ) فرماتے ہیں:

"رجالہ ثقات"۔ اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

(السراج المنير شرح جامع الصغير 282\1، مكتبة الايمان مدينة المنوره)

امام زرقانی (متوفی 1122ھ) فرماتے ہیں:

"روى ابن ماجه برجال ثقات عن أبي الدرداء مرفوعاً"۔

(زرقانی علی المواہب 236\5، وفي نسخة: 373\7) ==



تمہ (☆) حدیث ہے:

"فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ"۔ (1)

تو اللہ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے

جاتے ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

رواہ أحمد و أبو داود و ابن ماجه عن أبي الدرداء رضي الله عنه۔

اسے امام احمد، ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

اس کو امام ابن ماجہ نے ایسے راویوں کیساتھ جو تمام کے تمام ثقہ ہیں حضرت ابو الدرداء سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

امام اسماعیل بن محمد عجلونی (متوفی 1162ھ) فرماتے ہیں:

"ورواه ابن ماجه بإسناد جيد"۔ اس کو ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے

(كشف الخفاء 190\1، وفي نسخة: 167\1)

علامہ قاضی شوکانی (م 1250ھ) نے تحریر کیا ہے:

"وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَهَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ"۔ ابن ماجہ نے اس کو جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(نیل الأوطار، باب فضل يوم الجمعة 248\3، وفي نسخة: 295\3)

ان تمام حوالوں سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی سند صحیح اور جید ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

انتہی بتصرف (واللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں 279.282)

(☆) (هكذا لأن هذه القطعة محتملة إلا دراج فأثبتها على وجه يحتمل الوجهين

وهذا من دقائق حسن التعبير فليتنبه والله الحمد ١٢۔ میں نے اسے اس طرح ذکر کیا، اس

لئے کہ اس حصہ حدیث میں یہ احتمال ہے کہ راوی نے اپنے طور پر کہا ہوا اور یہ بھی حضور کا کلام نقل کیا

ہو تو میں نے اس طور پر اسے لکھا کہ دونوں صورتیں بن سکیں، یہ حسن تعبیر کی باریکی ہے جس پر تنبہ

چاہیے اور حمد خدا ہی کیلئے ہے)

(1) (سنن ابن ماجه، ص 119، کراچی، لم أقف على رواية أحمد وأبي داود)

پر ظاہر کہ پیش ہونے کے معنی نہ تھے مگر اطلاع دی جانی، اُس سے صحابہ کرام کے ذہن اور اک و اطلاع بذریعہ آلات جسمانی ہی کی طرف گئے۔ لہذا وہ سوال عرض کئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حیات بدن ہی سے جواب دیئے۔

صاحب تفہیم المسائل کی جہالت (☆) کہ یہ حدیثیں ذکر کر کے لکھا:

دریں ہر دو حدیث دلیل ست      ان دونوں حدیثوں میں اس پر دلیل  
برآنکہ موتی را سماع نیست      ہے کہ مردوں کو سماع حاصل نہیں، اور  
وبرآنکہ این امر مستقر بود      اس پر کہ یہ امر صحابہ کے نزدیک قرار  
نزد صحابہ زیرا کہ ایشان      یافتہ تھا اس لئے کہ ان حضرات نے بعد  
برعرض و سماع درود بعد      موت درود پیش ہونے اور سننے پر تعجب  
موت استعجاب کردہ      کر کے سوال کیا۔ آنحضرت صلی اللہ  
استفسار نمودند آنحضرت      تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ جب  
(☆) جواب دادند کہ چون      انبیاء کو حیات دنیاوی حاصل ہے اور ان  
انبیاء را حیات دنیاوی      کا جسم بھی باقی ہے تو سننے اور پیش ہونے  
حاصل وجسد ایشان نیز      کو بعید سمجھنے کا موقع نہیں۔  
باقیست لہذا محل استبعاد

سماع و عرض نیست۔ (1)

(☆) (مطبوع بریلی شریف میں حاشیہ پر فائدہ: جہالت تفہیم المسائل لکھا ہوا ہے۔)

(☆) (اقول: صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ)

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ، 84.85)

**اقول اولاً:** اگر یہ مراد کہ اُن سے عام لوگوں کیلئے بعد موت ادراکِ جسمانی نہ رہنا مستفاد، تو ہمیں مسلم اور تمہیں کیا مفاد اور ادراکِ روح کا انکار ماننا اور اسی کو اذہانِ صحابہ میں مستقر جاننا معاذ اللہ! انہیں بد مذہب ٹھہرانا اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُس پر سکوت تقریر و تسلیم بتانا ہے، ذی ہوش نے اتنا نہ دیکھا کہ صحابہ کرام نے فنائے جسد و بقائے ادراک میں تنافی ظاہر کی اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نفی تنافی سے جواب نہ دیا بلکہ نفی منافی سے کہ انبیاء کے اجسام بھی زندہ ہیں، اب یہاں ادراکِ روح میں کلام ہو تو دو ہی صورتیں ہیں:

(1) یا تو صحابہ موت جسد سے روح کو بھی مردہ مانتے۔

(2) یا ادراکِ روح کیلئے بقائے بدن شرط جانتے۔

فصول سابقہ و نیز مباحث قریبہ میں بار بار تکرار واضح ہو چکا کہ یہ دونوں قول اہل بدعت و ضالین معتزلہ و غیر ہم مخذولین کے ہیں، قول (15) میں مقاصد و شرح مقاصد سے گزرا کہ بدن کو شرط ادراک جاننا اہلسنت کے خلاف معتزلہ کا اعتساف ہے اسی طرح عامہ کتب عقائد و تفسیر کبیر و غیر ہا میں تصریح منیر۔

افسوس کہ اپنی بد مذہبی بنانے کیلئے معاذ اللہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عقائدِ فاسدہ کا معتقد و مظہر اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُن پر ساکت و مقرر بتاؤ اور دل میں خوفِ خدا نہ لاؤ۔

**ثانیاً:** کیا خوب! میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت صرف سکوت بتانا کہہ رہا ہوں، وہ صراحتہ کلامِ اقدس کے معنے بتا چکا کہ از آنجا کہ انبیاء کے اجسام باقی ہیں۔ لہذا سننے میں استبعاد نہیں کیا ظلم ہے کہ صاف صاف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کو ادراکِ روح کیلئے بقائے جسم کا شرط ماننے والا بتاؤ، خدا بد مذہبی کی بلا سے بچائے۔

**ثالثاً:** طرفہ یہ کہ یہاں پیشی درود بذریعہ ملائکہ مقصود، حدیث دوم میں شہودِ ملائکہ کی تصریح موجود، اور خود اس کے ترجمے میں لکھا:

گفت ابو درداء گفتم بطریق ابو درداء فرماتے ہیں میں نے بطریق استفہام واستبعاد کہ پس از استفہام واستبعاد عرض کی کہ کیا یہ انتقال موت نیز عرض می کنند۔ اقدس بھی وہ درود پیش کریں گے۔

(1)

ذرا اس ”می کنند“ کا مرجع تو بولے مگر اذہان صحابہ میں فنا و خرابی بدن کے بعد روح کی بے ادراکی تمہاری مقررہ بے ادراکی سے بھی فزوں تر تھی کہ ملائکہ کی بات سننے سمجھنے پر بھی تعجب واستبعاد فرماتے مگر امثال آیہ کریمہ: ”النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا“ سے کہ مکہ ہے اور اظہار فضل جمعہ و تنزیل فرض درود سے بہت پہلے نازل ہوئی، اُن کے کان بے خبر تھے، ہاں بدن کی یہ حالت ضرور ہے کہ اُسی کو وہ موت عارض ہوتی ہے جو مطلقاً منافی شعور ہے، تن مردہ جب تک مردہ ہے، نہ ملک کی بات سن سکتا ہے نہ بشر کی، اور وقت سوال وغیرہ عودِ سماع بعدِ حیات ہے، اُس کا بھی استمرار ضرور نہیں، تو برقیاس عامہ ناس کہ اس وقت تک خاصہ اجسام طیبہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا علم نہ تھا، بحال فنائے بدن بقائے ادراکِ جسمانی میں اشکال ہوا جس پر وہ سوال اور اس کا وہ جواب کاشفِ حقیقۃ الحال ہوا، الحمد للہ اتنی حقیقت تھی آپ کے اس نئے ناز کی جس پر

بڑی دھوم سے دکان فخر باز کی کہ:

چوں از جواب مغالطات چونکہ معترض کے مغالطات سے فراغت  
معترض فراغت دست داد۔ دستیاب ہوئی، اس لئے اس مسئلہ کی  
لہذا تحقیق این مسئلہ تحقیق دوسرے طور پر ضرور ہوئی۔

بطور دیگر ضرور افتاد۔ (1)

ماشاء اللہ اس شرط و جزا کے ربط کو تو دیکھئے، یہی بتا رہا ہے کہ سخت گھبرائے ہوئے اور  
اعتراضات علامہ معترض قدس سرہ کو لامل سمجھ رہے ہو، اگر واقعی اعتراض اٹھ جائے تو  
اگلی ہی تحقیق کی جان بچ جاتی، آپ کے اس فراغت دست کے بعد پچھلی ضرورت پر  
ضرور افتاد کی افتاد کیوں آتی۔

ع..... نطق کا حوصلہ معلوم ہے بس جانے دو

### فائدہ جلیلہ:

جب محاوراتِ باہمی میں مطلق سمع سے یہ تبادرتو حدیثِ قلب کا ذکر ہی کیا ہے کہ اُس کا  
تو سماعِ جسمانی میں نص صریح ہونا اوپر مبین ہو چکا اور اُم المؤمنین محبوبہ سید المرسلین صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہا جمعین حاضر واقعہ نہ تھیں، اوپر ظاہر کہ آیاتِ کریمہ متعلق  
باجسام ہیں۔ خصوصاً "وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ"۔ اگرچہ نفی سماع نہیں  
فرماتے مگر نفی سماع ظاہر ہے اور اس واقعہ سے صراحتہً سماعِ اجسام مفہوم، لہذا اُم  
المؤمنین نے اُسے منافی آیات خیال فرما کر وہم و سہو کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ  
تعالیٰ علیہ وسلم نے "یعلیون" فرمایا یعنی ان کی روحوں جانتی ہیں، راوی کو

"یسمعون" یاد رہا کہ ان کے جسم سنتے ہیں، پر ظاہر کہ علم صفت خاصہ روح ہے جس میں وہ بدن کی محتاج نہیں بخلاف سمع متعارف بذریعہ آلات بدنہ کہ بے حیات بدن ناممکن اور یہ وقت اُن کافروں کی حیات جسمانی کا نہ تھا۔ تو اس وقت اثباتِ اسماع اجسام منافی آیات ہے، ہاں علم حاصل ہے کہ وہ روح سے ہے اور روح باقی ہے، یہ حاصل ارشاد اُم المومنین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ علیہا الکریم وعلیہا وسلم ہے۔

اور اسی بناء پر مشائخ کرام نے کہ قطعاً دربارہ ابدان کلام فرما رہے تھے اُس سے استناد کیا کہا قدمنا۔ اور یہ اصلاً ان منکرین و مخالفین کو مفید نہیں کہ سماع جسمانی نہ ہمارے دعوے میں مقصود و منظور نہ انکار منکرین اُس پر مقصور۔

رہا ادراکِ روح کا انکار حاشا نہ وہ کلام اُم المومنین سے مستفاد، نہ ہرگز کسی دلیل سے ظاہر کہ یہ اُن کی مراد تو منکرین کا اُس سے استناد محض رجماً بالغیب و خطر القتاد، بلکہ اُس کے ضلالت و بطلان اور اُن کے بطلالت و خذلان پر خود ارشاداتِ صحیحہ صریحہ اُم المومنین احسن الاشہاد الاول تو اسی حدیث میں جب علم مان رہی ہیں تو ادراکِ روح کی خود قائل ہوئیں، پھر انکار سمع روح کے کیا معنی، اور حدیث: "علامہ تنصون میتکم" ابھی گزری کہ میت کے سر میں زور سے کنگھی کرتے دیکھا تو فرمایا کا ہے پر اُس کے بال کھینچتے ہو۔ اس سے قطع نظر کیجئے تو حدیثِ جلیل صحیح بستم کہ ابتدائے نوع دوم مقصد دوم میں مذکور ہوئی، جس میں اُم المومنین قسم کھا کر فرماتی ہیں: "واللہ! جب سے امیر المومنین عمر دفن ہوئے میں اُن کی شرم سے بے تمام کپڑے پہنے مزاراتِ طیبہ پر حاضر نہ ہوئی"۔ قطعاً جواب ہے، جب اُم المومنین بعد دفن البصار مانتی ہیں تو روح کو قطعاً باقی و مدرک اور اُس کے ادراکات کو شامل، امور دنیویہ بھی جانتی ہیں، پھر انکار

سماع ظاہر الاتناع، بلکہ محل قرب میں حال سماع حال البصار سے بداہتہً اخف ہے کہ اس کے شرائط اُس کے شرائط سے ازید ہیں، شاہد میں معبود و مشہود تو یہ ہے کہ باوصف حائل و حجاب البصار زائل اور سماع حاصل، جب اُم المؤمنین ایسے کثیف و کثیر پردوں سے دیکھنا مانتی ہیں تو سننا کیونکر نہ مانیں گی معہذا کوئی قائل بالفصل نہیں، جو ابصار مانتا ہے سماع بھی مانے گا اور جو سماع نہیں جانتا ابصار بھی نہ جانے گا۔

تیسری حدیث جلیل اُم المؤمنین منقول بہ نقل ائمہ اجلہ ثقات وعدول رجال بخاری و مسلم مروی جامع ترمذی شریف یہ ہے:

حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ (ثقة) ہم سے حدیث بیان کی حسین بن  
 من رجال الشيخين) (1) ناعيسى حریث نے (یہ ثقہ رجال بخاری و مسلم  
 بُنْ يُونُسَ (ثقة مأمون من رجال سے ہیں) انہوں نے کہا ہم سے  
 الستة كسائر السند) (2) عَنِ حدیث بیان کی عیسیٰ بن یونس نے

(1) (امام بخاری نے اس سے اپنی صحیح میں، باب اثم من كاد أهل المدينة، (1778) میں روایت لی ہے اور مسلم نے اس سے اپنی صحیح میں باب الاستئذان (2153.2154) میں اور باب دعاء النبي ﷺ لغفار وأسلم میں (2516) اور (2865) روایت لی ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے 178\8 اور ابن عدی نے اس کو، من روی عنهم البخاری فی الصحيح، میں صفحہ 116 (68) میں ذکر کیا ہے)

(2) (اس سے امام بخاری نے اپنی صحیح میں (15) سے زائد مقامات پر اخراج کیا ہے اور امام مسلم نے اپنی صحیح میں (45) سے زائد مقامات پر اخراج کیا ہے اور امام حاکم نے اس کو، تسمیة من اخرجهما البخاری و مسلم، 198 (1298) میں ذکر کیا ہے اور کلاباذی نے، رجال صحیح البخاری، میں 580\2 میں ذکر کیا ہے)

ابن جریج، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي  
مُلَيْكَةَ، قَالَ: تُوِفِّي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ  
أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا  
بِالْحَبَشِيِّ قَالَ: فَحُمِلَ إِلَى مَكَّةَ  
فُدْفِنَ فِيهَا، فَلَمَّا قَدِمْتُ عَائِشَةُ  
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا أَتَتْ قَبْرَ عَبْدِ  
الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَتْ :

(ثقة مامون ، اور باقی رجال سند کی  
طرح صحاح ستہ کے رجال سے  
ہیں) وہ راوی ہیں ابن جریج سے، وہ  
عبداللہ بن ابی ملیکہ سے، انہوں نے  
فرمایا۔) یعنی حضرت سیدنا عبدالرحمن  
بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما  
برادرِ حقیقی اُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ  
عنہا نے مکہ معظمہ کے قریب موضع حبشی  
میں انتقال فرمایا، اُن کی نعش مبارک مکہ  
معظمہ لائے ، جنت المعلیٰ میں دفن  
ہوئے، جب اُم المؤمنین مکہ معظمہ آئیں  
اُن کی مزار مبارک پر گئیں۔

دوشعر (کہ تمیم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک بن نویرہ کے مرثیہ میں کہے تھے)  
پڑھے

وَكُنَّا كَنَدَمَانِي جَذِيمَةً حِقْبَةً مِنْ الدَّهْرِ حَتَّى قِيلَ لَنْ يَتَّصَدَعَا  
فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّي وَمَالِكًا لِطُولِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبْتَ لَيْلَةً مَعَا  
کہ ایک مدت دراز تک جذیمہ (بادشاہ عرب و عراق و جزیرہ مقتول ملک جزیرہ زبا)  
کے دونوں مصاحبوں کی طرح (کہ چالیس سال تک صحبت بادشاہ میں یکجا رہے  
تھے) ساتھ رہے، یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ یہ ہرگز جدا نہ ہوں گے اب کہ جدا



ہوئے، گویا اس قدر طول یکجائی پر کسی شب ایک جگہ نہ رہے تھے۔

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللَّهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَا  
 دُفِنْتُ إِلَّا حَيْثُ مَتَّ، وَلَوْ  
 شَهِدْتُكَ مَا زُرْتُكَ. (1)

پھر اپنے برادرِ مکرم رضی اللہ عنہ سے  
 مخاطب ہو کر یہ باتیں کیں خدا کی قسم!  
 اگر میں آپ کے انتقال کے وقت  
 موجود ہوتی تو آپ وہیں دفن ہوتے،  
 جہاں آپ کا انتقال ہوا تھا اور اگر میں  
 اُس وقت آپ کے پاس ہوتی تو اب  
 آپ کی زیارت کو نہ آتی۔

(1) (أخرجه الترمذي في السنن، كتاب الجنائز 328 (1056) دار ابن حزم بيروت  
 وابن أبي شيبة في المصنف 29\3 (11811)، والبلاذري في أنساب الأشراف  
 145\5، والفاكهي في أخبار مكة 204.205\4 (2513)، و96\5 (2903)،  
 وابن الأعرابي في معجمه 832\2 (1714)، والحاكم في المستدرک 541\3  
 (6013)، وابن عساكر في تاريخ دمشق 40\35- وذكره الهيثمي في المجمع  
 60\3 (4314)، وقال: رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. قَالَ  
 النووي في خلاصة الأحكام 2 / 1034: رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِإِسْنَادٍ عَلَى شَرْطِ  
 الصَّحِيحَيْنِ.. وقال: عمر بن علي بن أحمد الأندلسي: رواه الترمذي بإسناد على  
 شرط الصحيح ورواه الحاكم في مستدرکه في ترجمته وفي رواية للبيهقي بإسناد  
 صحيح۔۔۔ تحفة المحتاج 35\2، دار حراء، مكة المكرمة۔ وقال ابن العربي في  
 المسالك 620\3: وقد ثبت أن عبد الرحمن بن أبي بكر ثوفي في حبشي۔۔۔ الخ)

وہیں دفن ہونا اسی لئے کہ یہی سنت ہے، نعش کو دور لے جانا نہ چاہیئے اور زیارت کو نہ آنا یوں کہ زیارت قبور میں عورات کا حصہ کم ہے۔ ام المؤمنین اگر معاذ اللہ ادراک و سماع ارواح کی منکر ہوتیں تو اس کلام و خطاب کے کیا معنی تھے؟ کیا کوئی عاقل اینٹوں پتھروں سے باتیں کرتا ہے؟ اور کیونکر منکر ہوتیں حالانکہ دیکھتی سنتی جاتی تھیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اموات سے سلام و کلام و خطاب فرمایا کرتے تھے، خود روایت فرماتی ہیں کہ میری ہر شب نوبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر شب مقبرہ بقیع پر تشریف لے جاتے اور فرماتے:

"السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا، مُوَجِّلُونَ، وَإِنَّا، إِنْ شَاءَ اللَّهُ، بِكُمْ لَاحِقُونَ" رواہ مسلم ولفظ النساءى مكان قوله: أَتَاكُمْ إِلَى مُوَجِّلُونَ۔ "وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا أَوْ مُوَاجِلُونَ" ولا بن ماجه من وجه اخر و اشار اليه النساءى أيضا بعد السلام "أَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ، وَإِنَّا بِكُمْ لَاحِقُونَ" (1)

سلام تم پر اسے ان گھروں والے مسلمانو! اب تم کو ملا چاہتا ہے جس کا تم سے وعدہ ہے تمہاری میعاد کل کے دن ہے، اور خدا چاہے تو ہم تم سے ملنے والے ہیں۔ اسے مسلم نے روایت کیا اور نسائی میں اتاکم سے موجدلون تک کی جگہ یہ الفاظ ہیں: ہم اور تم آپس میں کل کے وعدے پر ہیں اور اسی پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں۔ اور ابن ماجہ کے الفاظ دوسرے ہیں، نسائی نے بھی لفظ سلام کے بعد اسی طرف اشارہ کیا ہے

تم ہم سے پہلے پہنچ گئے اور خدا چاہے تو  
ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

کیونکر منکر ہوتیں، حالانکہ خود دریافت کر چکی تھیں کہ یا رسول اللہ ﷺ جب میں مدفونان

= مسندہ (25471)، وابن راہویہ فی مسندہ 1013.1014\3 (1756.1757)،  
ومسلم فی الصحیح، فی الجنائز، باب مَا یَقَالُ عِنْدَ دُخُولِ الْقُبُورِ وَالدَّعَاءِ لِأَهْلِهَا،  
(974)، والنسائی فی السنن، فی الجنائز، الْأَمْرُ بِالِاسْتِغْفَارِ لِلْمُؤْمِنِينَ 307  
(2041)، وفی الکبریٰ 468\2، والطحاوی فی مشکل الآثار 417\9، والخلال فی  
السنة (1175)، وأبو یعلیٰ فی مسندہ 199\8 (4758)، و249 (4831)، وابن  
حبان فی الصحیح 444\7 (3172)، و382\10 (4523)، وابن السنی فی عمل  
اللیوم واللیلۃ (592)، وابن بطۃ فی الأبانۃ (1197)، والبیہقی فی السنن الکبریٰ  
79\4، و249\5، واللالکائی فی شرح أصول اعتقاد أهل السنة (1761)، کلہم  
من طریق شریکٍ وَهُوَ ابْنُ أَبِي ثَمَرٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔  
(ب) (انظر: أحادیث إسماعیل بن جعفر ص 456، والسنن النسائی، ص 307،  
والسنن الکبریٰ 468\2، وعمل الیوم واللیلۃ (1092)، وشرح السنة بغوی  
471\5، وغیرہم۔

(ج) (أخرجه ابن ماجه فی السنن، باب مَا جَاءَ فِيمَا یَقَالُ إِذَا دَخَلَ الْمَقَابِرُ (1546)،  
والنسائی فی السنن الکبریٰ 161\8 (8863)، وابن سعد فی الطبقات 302\2،  
وأحمد فی مسندہ (24425)، وابن السنی فی عمل الیوم واللیلۃ (591)، وأبو یعلیٰ  
فی مسندہ 69\8 (4593)، و87\8 (4620)، و190\8 (4748)، کلہم من  
طریق شریکٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُبَیْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ عَائِشَةَ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا۔

بقیع کی زیارتوں کو جاؤں تو اُن سے کیا کہوں؟ حکم ہوا تھا سلام کر کے یوں کہو کہ: ان شاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں۔

مسلم والنسائی وغیرہا عنہا فی حدیث طویل، قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ " قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ، وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَا حِقُونُ " (1)

مسلم ونسائی وغیرہا نے حضرت صدیقہ سے ایک حدیث طویل میں روایت کیا: انہوں نے عرض کیا میں ان سے کیا کہوں یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا یوں کہو: تم پر سلام اے قبرستان والو مومنین مسلمین سے! خدا ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے۔ بے شک ہم تم سے ملنے والے ہیں اگر اللہ نے چاہا۔

بالجملہ اُم المومنین صرف سماع جسمانی کا انکار فرماتی ہیں مگر از انجا کہ احادیث ثقات عدول، شہدان واقعہ کے رد کی طرف سبیل نہیں، جمہور علماء نے اس مسئلہ میں اُن کا انکار قبول نہ کیا اور یہی مانا کہ اگرچہ تین دن گزر گئے اُن خبیثوں کے ناپاک جسم پھول پھٹ گئے تھے اور شک نہیں کہ جسم مردہ ہرگز سننے کے قابل نہیں مگر پھر بھی انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اسی گوش سر سے سنا کہ اللہ عزوجل نے اُن

(1) (أخرجه عبد الرزاق في المصنف 571.572\3، و (6712) 576، و (6722)،

وأحمد في مسنده 221\6 (25855)، و مسلم في الصحيح، باب مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُولِ

الْقُبُورِ وَالدَّعَاءِ لِأَهْلِهَا، (974)، والنسائي في السنن 306.307 (2037)، وابن

حبان في الصحيح 45.46\16 (7110)، والبيهقي في السنن الكبرى 79\4

کی زیادتِ حسرت کیلئے اُن خالی جسموں کو اُس وقت پھر زندہ فرمایا تھا اور اُس میں آیات کی کچھ مخالفت نہ ہوئی کہ سنانا اللہ عز وجل کی طرف سے ہوا، نہ وہ جلاتا نہ یہ ان کانوں سے سنتے، وصف موتی آیت میں ملحوظ ہے یعنی میت جب تک میت ہے اُسے سنا نہیں سکتے اور بعد اعادۂ روح، اب وہ میت ہی نہیں، تو آیات کا اصلاً محل ورود نہ رہا۔

### اقول:

یہ تقریر کلامِ جانبین بحمد اللہ تعالیٰ سب تکلفات سے مجانب و منزہ ہے، اور اب اُم المؤمنین پر وہ اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ جب علم مانتی ہیں سماع کیوں نہیں مانتیں، علم روح کیلئے ہے سمع جسمانی بحالت موت جسم کیونکر ہو، اور اب خود اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث کہ امام احمد نے بسندِ حسن اُن سے اسی قصہ بدر میں یہی لفظ روایت کئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما انتم باسمع لما اقول منهم تم میرا فرمانا کچھ اُن سے زیادہ نہیں سنتے

(جسے علماء نے بشرطِ محفوظی رجوع اُم المؤمنین پر محمول کیا تھا کہ جب متعدد صحابہ کرام حاضرانِ واقعہ سے روایت سنی انکار سے رجوع فرمائی) ممکن کہ اثباتِ سماع روح پر محمول ہو کرنفی و اثبات میں تنافی نہ رہے کہ شاذ و محفوظ کا قصہ چلے یعنی اُم المؤمنین اُن لفظوں پر انکار نہیں کرتیں انہیں تو خود حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتی ہیں بلکہ انکار (☆) اس معنی پر ہے جو اوروں نے سمجھے یعنی سمع جسمانی نہ مانو کہ

(☆) (امام عینی کا بھی ایک کلام اس مسلک کی طرف ناظر:

"فإن أُم المؤمنین لما وهبت عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهم في حديث تعذيب الميت ببقاء أهله وشبهت وهبه فيه بوهبه في حديث القلب قال ==

خلاف آیت ہے بلکہ مراد حضورِ سمیع روح ہے، میں بحمد اللہ تعالیٰ بعد اتضاح مراد اس کی حاجت نہیں رکھتا کہ قول اُم المومنین کے جواب میں امام اسماعیلی و امام بیہقی و امام سیہلی و امام سبکی و امام عسقلانی و امام سیوطی و امام قسطلانی و مولانا قاری و شیخ محقق و علامہ زرقانی وغیرہم اکابر کے کلام نقل کروں اگرچہ یہ سب اس وقت میرے پیش نظر ہیں، مگر ہاں امام عینی کی بعض عبارات نقل کروں گا کہ یہ وہی عینی شارح کنز ہیں جن سے اس مسئلہ میں مخالف نے جہلاً استناد کیا۔

عمدة القاری شرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر میں فرماتے ہیں:

یعنی بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لاشوں	"فَإِنْ قُلْتَ: مَا وَجْهَ ذِكْرِ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ وَحَدِيثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا وَهُمَا مُتَعَارِضَانِ فِي
---	---

== العینی: وجه المشابهة بينهما حمل ابن عمر على الظاهر، والمراد منهما أي: من الحديثين غير الظاهر، الخ۔ بيد ان الأظهر من كلامها رضى الله تعالى عنها هو المسلك الأول والله تعالى أعلم<sup>۱۲</sup> منه (م) (عمدة القاری شرح البخاری، 93/7) تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے جب حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی "میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دینے" والی حدیث کے بارے رائے کو وہم قرار دیا اور ان کی اس رائے کو قلب والی حدیث میں ان کے وہم کی طرح قرار دیا، اس پر علامہ عینی نے فرمایا: دونوں حدیثوں میں وجہ مشابہت یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں حدیثوں کا ظاہری مفہوم مراد لیا جبکہ ان دونوں کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے۔ الخ۔ مگر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے کلام سے پہلا مسلک ہی زیادہ واضح ہے، واللہ تعالیٰ اعلم۔

فِي تَرْجَمَةِ عَذَابِ الْقَبْرِ؛ قُلْتُ: لَهَا  
ثَبَّتَ مِنْ سَمَاعِ أَهْلِ الْقَلِيبِ  
كَلَامُهُ وَتَوْبِيخُهُ لَهُمْ دَلٌّ  
إِدْرَاكُهُمْ كَلَامَهُ بِحَاسَةِ السَّمْعِ  
عَلَى جَوَازِ إِدْرَاكِهِمْ أَلَمَ الْعَذَابِ  
بِبَقِيَّةِ الْحَوَاسِ فَحَسَنَ ذِكْرُهُمَا فِي  
هَذِهِ التَّرْجَمَةِ ثُمَّ التَّوْفِيقُ بَيْنَ  
الْخَبَرَيْنِ أَنَّ حَدِيثَ ابْنِ عَمْرِو مَحْمُولٌ  
عَلَى أَنَّ مُحَاطَبَةَ أَهْلِ الْقَلِيبِ  
كَانَتْ وَقْتُ الْمَسْئَلَةِ وَوَقْتُهَا  
وَقْتُ إِعَادَةِ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ ...  
وَأَنَّ حَدِيثَ عَائِشَةَ مَحْمُولٌ عَلَى  
غَيْرِ وَقْتُ الْمَسْئَلَةِ، فَبِهَذَا يَتَّفَقُ  
الْخَبَرَانِ". (1)

سے خطاب کیا اور فرمایا سنتے ہیں، اور  
حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی  
حدیث کہ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جانتے ہیں،  
دونوں اس عذاب قبر میں اس لئے ذکر  
کیں کہ جب انہوں نے حس گوش سے  
کلام سن لیا تو باقی جو اس سے عذاب کا  
الم بھی ادراک کر لیں گے، اور ان  
حدیثوں میں موافقت یوں ہے کہ ابن  
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث خطاب  
وقت سوال نکیرین پر محمول ہے اُس  
وقت بدن میں روح آ جاتی ہے اور اُم  
المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث  
اور وقت پر محمول ہے جب بدن خالی رہ  
جاتا ہے یوں دونوں حدیثیں متفق ہو  
جائیں گی۔

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ سارا کلام و نقض و ابرام سماع جسمانی کے بارہ میں

ہے، اُسی میں ہے:



"قلت: هَذَا مِنْ عَائِشَةَ يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا رَدَّتْ رِوَايَةَ ابْنِ عَمْرِو الْمَذْكُورَةِ، وَلَكِنْ الْجُمْهُورُ خَالَفُوهَا فِي ذَلِكَ وَقَبِلُوا حَدِيثَ ابْنِ عَمْرِو، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، لِمُوَافَقَةِ مَنْ رَوَاهُ غَيْرُهُ" (1)

یعنی میں کہتا ہوں یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ اُم المؤمنین نے روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رد فرمایا۔ مگر جمہور علماء نے اس بات میں اُم المؤمنین کا خلاف کیا اور حدیث ابن عمر مقبول رکھی کہ اور صحابہ نے بھی اُس کے موافق روایت کی۔

اُسی میں ہے:

"سَامِعِينَ أَيَا مَا كَانَ بِأَذَانِ رُوسِهِمْ، كَمَا هُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ" (2)

یعنی اُن لاشوں نے وہ ارشاد اقدس جسے جسمانی کان سے سنا، جمہور کا قول یہی ہے۔

### جواب سوم جامع الجوابین۔

**اقول:** قول مشائخ کہ میت یا زید بعد موت نہیں سنتا، چار معنی کو محتمل کہ میت حقیقی بدن (مق 1) ہے اور روح پر بھی اطلاق کرتے اور زید عرفی بدن (مق 5) ہے اور روح متعلق بالبدن بھی اُس کے معنی۔ بہر حال موضوع میں بدن و روح دو احتمال ہوئے، یونہی سماع (مق 4) عرفی سمع آلات بدن ہے، اور اُس کے دوسرے معنی ادراک تمام اصوات بروجہ جزئی اگرچہ بے ذریعہ آلات تو محمول میں بھی دو احتمال

(1) (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، باب ماجاء فی عذاب القبر، 202\8)

(2) (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، باب ماجاء فی عذاب القبر، 202\8)



ہوئے اور حاصل ضرب چار:

(1) بدنِ مردہ کو سمع آلات نہیں۔

(2) بدنِ مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

(3) روحِ مردہ کو سمع آلات نہیں۔

(4) روحِ مردہ کو ادراک اصوات نہیں۔

پہلے تینوں معنی حق ہیں اور ہمارے (مق 7) کچھ مخالف نہیں، نہ مخالف کو اصلاً مفید۔ کلام کے اگر دو ہی معنی ہوتے ایک موافق ایک مخالف تو مخالف کو اُس سے سند لانے کا کوئی محل نہ تھا، نہ احتمالی بات پر مشائخ کرام کو منکرِ سماع متنازع فیہ کہنا صحیح ہو سکتا، نہ کہ تین احتمالات صحیحہ چھوڑ کر از پیش خویش چوتھا احتمال جمالینا اور کلام کو بزورِ زبان خواہی نحو اہی اپنی سند بتا دینا کیسی جہالت واضحہ ہے!

### جواب چہارم

مذہبِ حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیرے ہوئے ہیں، یہ مشائخ کہ برخلاف عقیدہ اہلسنت منکرِ سماع ہیں وہی معتزلہ ہیں۔ یہ جواب سیف اللہ المسلمول مولانا المحقق معین الحق فضل الرسول قدس سرہ نے تصحیح المسائل میں افادہ فرمایا۔

اقول: کلامِ مشائخ سے استناد مخالف دو مقدموں پر مبنی تھا، صغریٰ یہ کہ امتناع سماع متنازع فیہ قول اکثر مشائخ حنفیہ ہے جس کے ثبوت میں وہ عبارات خمسہ پیش کیں اور کبریٰ مطویہ مستورہ یہ کہ جو قول اکثر مشائخ حنفیہ ہے فی نفسہ حق ہے یا ہم پر اُس کی تسلیم واجب ہے، تقدیر اوّل پر دلیل تحقیقی ہوگی اور دوسرے پر الزامی۔ بہر حال اسکا ثبوت کچھ نہیں۔ اگلے تین جواب ان کے صغریٰ کی ناز برداری میں تھے یعنی کلام

مشائخ میں سماع متنازع فیہ کا انکار ہرگز نہیں، اب یہ جواب اور باقی اجوبہ کبریٰ مستورہ کی خدمت گزاری کو ہیں کہ اگر مکابرہ و اصرار و عناد و استکبار سے کسی طرح باز نہ آؤ اور خواہی نخواہی معانی صادقہ صحیحہ موافقہ احادیث صریحہ و عقیدہ اہلسنت و کلمات ائمہ کرام و خود اقوال مشائخ اعلام کو چھوڑ کر بے دلیل بلکہ خلاف دلائل واضحہ معنی کلام مشائخ یہی گھڑو کہ ارواح موتی کو کسی طرح ادراک کلام نہیں ہوتا، تو اب ہم ہرگز نہیں مانتے کہ اس قول کے قائل مشائخ اہلسنت ہوں۔ جن کے ارشاد ہم پر حجت ہوں، کیا مشائخ مذہب میں معتزلہ نہیں؟ درمختار کتاب النکاح فصل محرمات میں ایک مسئلہ کشاف زنجشیری معتزلی سے نقل کیا اُس پر علامہ شامی نے ردالمحتار میں فرمایا:

"نَقَلَ ذَلِكَ عَنْهُ لِأَنَّ الرَّفْعَ شَرِيحًا يَهْمُ بِمَسْأَلَةِ مَنْ مَشَايِخُ الْمَذْهَبِ وَهُوَ حُجَّةٌ فِي النَّقْلِ" (1) یہ مسئلہ اُس سے اس لئے نقل کیا کہ زنجشیری مشائخ مذہب سے ہے اور اُس کی نقل پر اعتماد ہے۔

پھر یہ منع بے شاہد نہیں بلکہ اُس کی صاف سند واضح موجود، خود سبھی امام ابن الہمام جن کے کلام سے اکثر مشائخ کی طرف انکار سماع کی نسبت نقل کرتے ہو اسی کلام میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اکثر مشائخ کا تلقین موتی سے انکار کرنا اس پر مبنی ہے کہ وہ سماع موتی سے منکر ہیں اور خود اسی کلام میں تلقین مذکور کو فرمایا:

"نسب إلى أهل السنة والجماعة" اس تلقین کا مطلوب ہونا اہلسنت و خلافہ إلى المعتزلة"۔ (2) جماعت کی طرف منسوب ہے اور اس کا

(1) (ردالمحتار علی الدر المختار، 31\3، وانظر: البحر الرائق 100\3)

(2) (فتح القدیر، باب الجنائر، 104\2، وانظر: تبیین الحقائق 234\1)

## انکار معتزلہ کی طرف۔

اور کلام امام صفار سے صاف صریح تصریح گزری کہ منع تلقین مذہب معتزلہ ہے۔  
 کشف الغطا کا قول گزرا کہ جو تلقین نہیں مانتا معتزلی ہے، جو ہرہ و در مختار کی عبارت  
 گزری کہ اہلسنت کے نزدیک تلقین امر شرعی ہے، تو صاف ظاہر ہوا کہ یہ اکثر مشائخ  
 منکرانِ سماع وہی منکرانِ تلقین معتزلی ہیں۔ یہ سند واضح بتفصیل تام تصحیح المسائل میں  
 مذکور تھی یا اسنہمہ صاحب تفہیم المسائل نے منہ زوری سے۔۔۔۔۔ کہا:

از اکثر مشائخنا کہ ابن ہمام  
 مشائخ را نسبت بخود کردہ  
 معتزلہ مراد گرفتن از بس  
 مستبعد ست و در کلام  
 کدامی اہلسنت چنیں واقع  
 نشدہ وابن ہمام را معتزلی  
 قرار دادن کار معترض است  
 و آن مسئلہ کہ خلاف عقیدہ  
 حنفیہ اہلسنت باشد در آن  
 ہر گز علی الاطلاق  
 نخواہند گفت کہ این قول  
 علمائے حنفیہ است کما لا  
 اکثر مشائخنا سے کہ ابن ہمام نے مشائخ  
 کو اپنی طرف نسبت کیا۔ معتزلہ مراد لینا  
 بہت مستبعد ہے اور کسی سنی کے کلام میں  
 ایسا واقع نہ ہوا۔ ابن ہمام کو معتزلی ٹھہرانا  
 معترض کا کام ہے، جو مسئلہ حنفیہ  
 اہلسنت کے عقیدے کے خلاف ہو اس  
 میں علی الاطلاق ہرگز نہ کہیں گے کہ یہ  
 علمائے حنفیہ کا قول ہے، جیسا کہ کتابوں  
 کی طرف ادنی رجوع رکھنے والے پر  
 مخفی نہیں تو جب تک کہ کلام اہلسنت  
 میں اکثر مشائخنا آنا اور اس سے معتزلہ کا  
 مراد ہونا ثابت نہ کریں، یہ توضیح۔

یخفی علی من له ادنی رجوع  
 الی الکتب پس ما دامیکہ  
 وقوع لفظ اکثر مشائخنا در  
 کلام اہلسنت و مراد بودن  
 ازاں معتزلہ ثابت نکنند  
 چگو نہ این توجیہ بمعرض  
 تسلیم درآید۔ (1)

**اقول:** اس ساری تطویل لا طائل کا صرف اس قدر حاصل ہے حاصل کہ کلام اہلسنت  
 میں اکثر مشائخنا سے معتزلہ کا ارادہ مستبعد و خلاف ظاہر ہے، یہ کہنا اُس وقت اچھا  
 معلوم ہوتا کہ یہ تو علامہ معترض نے یونہی بے سند فرما دیا ہوتا کہ یہاں معتزلہ مراد ہیں  
 یا آپ جواب سند سے عہدہ برآ ہو لیتے اور جب کچھ نہیں تو منع مؤید بسند واضح صرف  
 استبعاد و مخالفت ظاہر سے منفع نہیں ہو سکتا۔

ہر ادنیٰ خادم علم جانتا ہے کہ ظاہر صالح دفع ہے نہ حجت استحقاق، تو اُس سے مقدمہ  
 ممنوعہ پر اقامت دلیل چاہنا جہالت کہ وہ محل استحقاق ہے اور مقام دفع میں آکر منع  
 سند مقصود ہو تو اور سخت تر جہالت کہا لا یخفی علی اہل العلم۔ ہاں جواب سند کی  
 طرف بھی ایک عجیب نزاکت سے توجہ کی، فرماتے ہیں:

وانکار تلقین را نسبت بعض علمائے شافعیہ نے انکار تلقین کو  
 بمعزلہ بعض علمائے معتزلہ کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ

شافعیہ زعم کرده اند نہ حقیقہ چنانچہ در برجندی نوشتہ ولا یلقن بعد الدفن عندنا وعند الشافعی یلقن وزعم بعض أصحابہ انه مذهب اهل السنة والاول مذهب المعتزلة وایشان انکار تلقین را مطلقا نسبت بمعتزلہ کردہ اند نہ انکار بخصوصیت این وجہ کہ سماع موتی را نیست کما زعم المعترض۔

حقیقہ نے، جیسا کہ برچندی میں لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک بعد دفن تلقین نہ ہوگی۔ اور امام شافعی کے نزدیک تلقین ہوگی۔ ان کے بعض اصحاب نے فرمایا ہے کہ یہ اہلسنت کا مذہب ہے اور اول معتزلہ کا مذہب ہے اور انہوں نے مطلقا انکار تلقین کو معتزلہ کی طرف منسوب کیا ہے، نہ خاص اس وجہ سے انکار کہ مردوں کو سماع نہیں جیسا کہ معترض نے گمان کیا۔ (1)

**اقول اولاً:** اس نابیائی کی کچھ حد ہے، بھلا جوہرہ و در مختار و کشف الغطا وغیرہا تصانیف حنفیہ کو ملا جی کہہ سکتے ہیں کہ میرے پیش نظر نہ تھیں تلخیص ادلہ کی عبارت تو خود ہی اپنے خصم کے کلام سے نقل کی کہ: "امام زاہد صفار کہ در طبقہ ثانیہ از مجتہدین فی المذہب ست در کتاب تلخیص الادلہ نوشتہ: یونبغی ان یلقن المیت علی مذهب الامام الاعظم والمقتدی المکرم ومن لم یلقن فهو علی مذهب الاعتزال (2)

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ، 81)

(2) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ، 80)

یعنی امام اعظم و پیشوائے مکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب پر میت کو تلقین کرنا چاہیے جو تلقین نہ مانے معتزلی ہے اور آنکھیں بند کر کہہ دیا کہ بعض شافعیہ زعم کردہ اندنہ حنفیہ، مگر امام اجل مجتہد فی المذہب زاہد صفار کہ صرف دو واسطے سے امام ابو یوسف و امام محمد کے تلمیذ رشید ہیں سرکار کے نزدیک علمائے حنفیہ سے نہیں۔

**ثانیاً:** شافعیہ کا نسبت کرنا حنفیہ کے نسبت کرنے کا کیا نافی و منافی ہے کہ عبارت بر جندی سے ”نہ حنفیہ“ بھی نکال لیا، خود سرکار اسی تفہیم کے صفحہ ۱۱۷ پر فرماتے ہیں:

از تخصیص شی بذکر نفی کسی خاص چیز کو ذکر کرنے سے اس  
عما عداہ لازم نیاید در کے ماسوا کی نفی لازم نہیں آتی، توضیح میں  
توضیح نوشتہ تخصیص ہے: کسی خاص چیز کا نام لینا یہ نہیں بتاتا  
الشیء باسمہ لا یدل علی نفی کہ اس کے ماسوا سے حکم کی نفی ہے۔  
الحکم عما عداہ۔ (1)

انہوں نے کلام شافعیہ میں دیکھ کر اُن کی طرف نسبت کیا اس سے کب لازم کہ حنفیہ نے نسبت نہ کیا اور بالفرض اُن کا لازم سخن یہ ہو بھی تو جب صراحتہ آنکھوں کے سامنے اجلہ حنفیہ کی تصریحات موجود تو کیا بعض علماء کے کلام سے نفی مفہوم ہونا محسوسات کو مٹا دے گا، قاعدہ اجماعیہ عقل و نقل میں تو مثبت کو نافی پر مقدم رکھتے ہیں۔ دو علمائے معتمدین سے ایک فرماتا حنفیہ نے ایسا نہ لکھا، دوسرا فرماتا لکھا، تو لکھتا ہی ثابت ہوتا کہ اُس نے نہ دیکھا۔ لہذا انکار کیا اور نہ دیکھنا کوئی حجت نہیں۔

ومن علم حجة علی من لم يعلم۔ علم والا حجت ہے اس پر جسے علم نہیں۔

نہ کہ ثبوت عیانی کو نفی بیانی سے دیدہ نادیدہ کر دیں یعنی اگرچہ ہم آنکھوں دیکھ رہے ہیں کہ اکابر علمائے حنفیہ نے لکھا مگر فاضل برجنیدی جو لکھ چکے ہیں کہ شافعیہ نے کہا لہذا مجبوری ہے اب حس و مشاہدہ کی تکذیب ضروری ہے۔ سچ ہے آدمی وہابی ہو کر جماد لا یسمع ولا یفہم ہو جاتا ہے۔

**ثالثاً:** طرفہ جہالت یہ کہ مطلق انکار جانب معتزلہ منسوب ہے، نہ اس خصوصیت سے تصحیح المسائل میں کب فرمایا تھا کہ انکار بایں خصوصی منسوب بہ معتزلہ ہے۔ اے ذی ہوش! حاصل کلام تو یہی تھا کہ انکار تلقین مذہب معتزلہ ہے اور امام ابن ہمام اس کا مبنی بیان فرماتے ہیں کہ یہ لوگ منکر سماع تھے۔ لہذا تلقین سے منکر ہوئے تو ظاہر ہوا کہ منکرین سماع معتزلہ ہیں اگر سرے سے مخصوص انکار سماع جانب معتزلہ نسبت ہوتی تو اس توسط کی کیا حاجت تھی۔ ویسے ہی نہ کہہ دیا جاتا کہ دیکھو انکار سماع قول معتزلہ بتایا گیا، ہاں اس پر ایک شبہ ہوتا تھا کہ بعض اہلسنت (☆) بھی تو منع تلقین کی طرف گئے اور جب اس کا مبنی وہ ہے تو یہ بھی اس کے قائل ٹھہریں گے۔

(☆) **اقول:** سابقاً مذکور ہوا کہ ظاہر الروایۃ سے منع ثابت نہیں اور امام صفار خود امام اعظم پر تلقین مانتے اور منکر کو معتزلی جانتے ہیں اور شک نہیں کہ معتزلہ قدیم سے شامل اہل مذہب ہیں اور انہیں پر بنائے جمادیت موتی انکار تلقین لازم، ابتداء وہی لوگ اپنے مذہب فاسد کی بنا پر منکر تھے، لہذا امام صفار اس حصر پر حاکم بعد کو بمرو زمان بعض متاخرین اہلسنت نے کلمات مشائخ مذکورین میں انکار اور ظاہر الروایۃ میں عدم ثبوت دیکھ کر انکار کیا اور عدم فائدہ یا عدم ثبوت سے رنگ توجیہ دیا۔ لہذا اب انکار دو طرف منقسم ہو گیا بوجہ جمادیت خاص بمعتزلہ اور بعض اہلسنت کا بوجہ دیگر جیسا کہ کلام امام نسفی وغیرہ سے گزرا فاعلمہ فعسی ان لا یتجاوز الواقع عنہ ۱۲ منہ۔ (اے اچھی طرح جان لے ہو سکتا ہے واقعہ اس سے متجاوز نہ ہو۔)

تصحیح میں اس وہم کے دفع کو توجیہ فرمادی کہ ان کا انکار انکارِ سماع پر مبنی نہیں بلکہ اُن کے نزدیک تلقین کا بیکار یا ثابت ہونا ذی ہوش نے اس نسبت بایں خصوص کا دعویٰ سمجھ لیا یہ فہم سقیم اور ادعائے تفہیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

**ہذا وانا قول:** وباللہ التوفیق سب اس و آں سے درگزری تو اب دلائل ساطعہ

قاطعہ حاکم ہیں کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ ہے۔ مثلاً

**حجت اولیٰ** کلام کا ہے میں مفروض ہو اروح میں۔ سماع سے کیا مراد لیا، ادراک مطلق اگرچہ بے ذریعہ آلات، اور یہ مشائخ دلیل کیا لا رہے ہیں کہ وہ مردہ ہے، بے حس ہے، فہم و ادراک کے قابل نہیں۔ کئی ہزار بار سن چکے ہو کہ روح کی نسبت ان اعتقادات سے اہلسنت پاک و منزہ ہیں، یہ معتزلہ وغیرہم ضالین ہی کے خیالات بد مزہ ہیں، خود آپ ہی اسی تفہیم میں فرماتے ہیں:

مذہب بعض معتزلہ آن بعض معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ میت جماد است کہ میت جماد ست ہے اُس میں حیات و ادراک دران حیات و ادراک نیست نہیں۔ (1)

اور اس میں فرمایا:

بعض معتزلہ کہ از آیہ کریمہ آیت کریمہ: ”تم انہیں سنانے والے وما انت بمسمع من فی نہیں جو قبروں میں ہیں“ سے بعض القبور در انکار تعذیب معتزلہ کا انکار تعذیب پر استدلال استدلال می کردند عینی در تھا، عینی نے اسی شرح میں ان کا جواب



ہمیں شرح بجواب ایشان لکھا کہ نہ سنا عدم ادراک کو مستلزم نہیں  
نوشتہ کہ عدم استماع (1)۔  
مستلزم عدم ادراک نیست

افسوس صاحب تفہیم المسائل کی بیہوشی ص ۶۳ پر یہ انکی بھی بلوا گئی:

ہر چند بعضے گویند کہ بعض کہتے ہیں کہ انبیاء کی طرح شہداء  
شہدارا ہم حیات مثل انبیا کیلئے بھی جسم کے ساتھ زندگی ہے۔ مگر  
بجسد است مگر این قول یہ قول اہل تحقیق کا مختار نہیں، تحقیق یہ  
مختار اہل تحقیق نیست ہے کہ انبیاء کی زندگی جسم و روح دونوں  
انچہ تحقیق ست این ست کی سلامتی کے ساتھ ہے اور شہداء کی  
کہ حیات انبیاء بسلامت زندگی صرف بقائے روح کے ساتھ ہے  
جسد و روح ہر دوست بلکہ اس معنی میں شہداء کی تخصیص لغو ہے  
و حیات شہداء صرف ببقائے اس لئے کہ ارواح کو مطلقاً، خواہ شہید  
روح است بلکہ تخصیص کی روح ہو یا عام مومنین کی روح، یا  
شہدانیز باین معنی لغو ست کافرو فاسق کی روح، کسی کو اس معنی میں  
زیرا کہ ارواح را مطلقاً خواہ مردہ نہیں کہہ سکتے، موت بدن کی صفت  
روح شہید باشد یا روح عامہ ہے، کہ شعور و ادراک اور حرکات و  
مومنین یا روح کافر یا فاسق تصرفات روح کے تعلق کی وجہ سے اس  
باین معنی سے ظاہر ہوتے تھے اور اب نہیں

مردہ نتوان گفت مردگی  
 صفت بدن است کہ شعور  
 وادراک وحرکات و  
 تصرفات بسبب تعلق روح  
 باوے ازوے ظاہر می شدند  
 وحالا نمیشوند کذا فی تفسیر  
 العزیزی وبعضے گویند کہ  
 تحقیق ہمیں است کہ شہداء  
 راہم حیات مثل انبیاء بجسد  
 است چنانچہ در تفسیر  
 روض الجنان تحت آیہ  
 کریمہ ولا تقولوا لمن یقتل فی  
 سبیل اللہ اموات بل احياء  
 می نویسند علماء در تفسیر  
 آیت واحوال شہداء خلاف  
 کردند ، عبد اللہ بن عباس  
 وحسن بصری گفتند ایشان  
 زندہ اند بارواہم  
 واجسادہم بامداد وشبانگاہ

ہوتے۔ ایسا ہی تفسیر عزیزی میں ہے۔  
 اور بعض کہتے ہیں کہ تحقیق یہی ہے کہ  
 شہداء کیلئے بھی انبیاء کی طرح جسم کے  
 ساتھ زندگی ہے، جیسا کہ آیہ کریمہ ”اللہ  
 کی راہ میں مارے جانے والوں کو مردہ  
 نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں“ کے تحت تفسیر  
 روض الجنان میں لکھتے ہیں کہ اس آیت  
 کی تفسیر اور شہداء کے احوال میں علماء کا  
 اختلاف ہے۔ عبد اللہ بن عباس اور  
 حسن بصری فرماتے ہیں: شہداء جسم و  
 روح کے ساتھ زندہ ہیں صبح و شام  
 انہیں رزق ملتا ہے اور یہ اُس پر خوش  
 ہیں جو خدا انہیں دیتا ہے، جیسا کہ دوسری  
 آیت میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:  
 انہیں رزق دیا جاتا ہے وہ اس پر خوش  
 ہیں جو اللہ نے اپنا فضل انہیں عطا کیا۔  
 بعض دیگر کہتے ہیں اُن کی روحیں زندہ  
 ہوتی ہیں اور ان ہی پر صبح و شام رزق  
 پیش کرتے ہیں، جیسے فرعونوں

روزی بایشان می رسد کی روحوں پر آگ پیش کرتے ہیں۔  
 وایشان خرم اند بانچہ خدا ارشاد باری ہے: وہ صبح و شام آگ پر  
 بایشان می دھد چنانچہ در پیش ہوتے ہیں اور اکثر علمائے محققین  
 دیگر آیت فرمود من قوله پہلے قول پر ہیں۔ ختم

تعالیٰ یرزقون فرحین بما اتاہم  
 اللہ من فضله وبعضے دیگر  
 گفتند ارواح ایشان زندہ باشد  
 وروزی برایشان عرض مے  
 کنند بامداد و شبانگاہ  
 چنانکہ بر ارواح آلِ فرعون  
 آتش عرضه می کنند فی  
 قوله تعالیٰ النار یعرضون علیہا  
 غدوا وعشیا و علمائے  
 محققان بیشتر بر قول اول  
 اندانتہی۔ (1)

کیوں ملا جی! اب نسبت کی خبریں کہیے جب اہلسنت کے نزدیک ہر فاسق و کافر کی روح  
 زندہ ہے موت صرف بدن کیلئے ہے اُسی کے ادراکات زائل ہوتے ہیں، تو اب سماع  
 موتی میں کیا مجال مقال رہی، جوابات سابقہ کی تقریر کیسی روشن طور پر ثابت ہو گئی۔

تفہیم المسائل کی ساری عرق ریزی کیسی خاک میں ملی، اب یہ کلام مشائخ جس میں موت و بے فہمی و بے حسی کی تصریحیں ہیں، روح پر محمول ہو کر مشائخ اہلسنت کا کلام نہ ہونا کیسا واضح و منجلی والحمد للہ العظم العلی

اور **عجیب لطیفہ** یہ کہ ساتھ ہی خوش وقتی میں آ کر تفسیر روض الجنان کی عبارت بھی نقل فرما گئے جس نے رہی سہی ڈھول سے کھال بھی کھوئی، اُس میں صاف تصریح ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس و حضرت امام حسن بصری و اکثر علمائے محققین شہداء کے اجسام بھی زندہ مانتے ہیں اور اسی کو ظاہر آئیہ کریمہ سے مؤکد کیا اور بعض کی طرف سے اُس کا جو جواب نقل کیا پر ظاہر کہ نری تاویل ہی تاویل ہے، کہاں ارشاد الہی میں "یرزقون" روزی دیئے جاتے ہیں اور کہاں یہ معنی کہ روزی اُنہیں دیتے نہیں دکھا دیتے ہیں، ع

شربت بنماید و چشیدن نگزارند

یہ یوں ہی ہے کہ شربت پی لیا ہے اور چکھا نہیں

اب خدا را اپنے انکاری دھرم کی ایک ٹانگ تو توڑیئے، شہداء ہی کیلئے سماع ثابت مانے، اُنہیں سے استمداد جائز جانے کہ یہاں تو جسم و روح سب کچھ زندہ ہے، کسی جھوٹے حیلے کی بھی گنجائش نہیں۔ جس طرح کہ تم خود اسی تفہیم کے صفحہ ۸۸ پر لکھ چکے ہو:

در سماع انبیاء علیہم السلام انبیاء علیہم السلام کے سننے میں کوئی کلام کلا مے نیست کہ ایشاں را نہیں ان حضرات کو حیات حاصل ہے۔ حیات حاصل است۔ (1)

نیز ص ۸۹ پر:

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جواب دادند کہ چوں انبیاء را حیات دنیاوی حاصل و جسد ایشان نیز باقی است لهذا محل استبعاد سماع و عرض نیست۔ (1)

طرفہ بکف چراغ دیکھیے، عبارت تو یہ نقل کی اور دعویٰ وہ کیا کہ بعضے گویند تحقیق ہمیں است۔ بعض کہتے ہیں تحقیق یہی ہے۔ خیر وہ بعض ہی سہی اب اُس اجماع کی خیر نہ رہی جو بکمال وقاحت ص ۹۳ پر فرمایا: بالجملہ از کتاب و سنت و اجماع امت واجب است کہ موتی حاصل نہیں ہے۔ (2)

مگر تم کیا شرماء ہر رنگ کی کہہ دینے کے قدیم دھنی ہو ص ۸۷ پر یہی جو لکھ گئے: وآنکہ از عبارت مرقات مردوں پر بعض ایام میں اہل قرابت سماع سائر اموات سلام کے اعمال پیش ہونے کے تحت مرقات وکلام را در عرض اعمال کی عبارت سے تمام مردوں کیلئے سلام

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از صاحب دقبر، ص 85)

(2) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از صاحب دقبر، ص 88)

اقارب برآنها در بعض ایام سلام وکلام سننا نقل کرتے ہیں۔ اس کا  
 آرند جوابش آنکہ مراد از جواب یہ ہے کہ سلام وکلام سے مراد  
 سلام وکلام سلام کلام زیارت کرنے والوں کا سلام وکلام ہے  
 زائران است نہ دیگران۔ (1) دوسروں کا نہیں۔

سچ ہے بوکھلائے ہوؤں کا کیا کہنا:

وہ شرمائی ہوئی نظریں وہ گھبرائی ہوئی باتیں

نکل کر گھر سے وہ گھرنا ترا امیدواروں میں

**حجت ثانیہ:** پھر مشائخ نے جب وقت سوال سماع مانا تو اُس کی وجہ یہ بتائی کہ  
 اب روح جسم میں دوبارہ آئی جب کلام روح کی طرف آئے تو اس جواب کا صاف یہ  
 حاصل کہ روح جب تک بدن سے جدا تھی بے حس و بے ادراک تھی جسم میں آنے کی  
 باعث اس وقت پھر مد رک ہو گئی یہ صراحتہ بدن کو شرط ادراک ماننا ہے کہ سو بارہن چکے  
 کہ یہ مذہب نامہذب معتزلہ ہے، اب یا تو اکثر مشائخنا کی طرف نسبت غلط مانئے تو  
 اپنی ہی سند بگاڑیئے، اپنے ہی پاؤں پر تیشہ ماریئے، ورنہ یقیناً قطعاً اُن سے وہی  
 معتزلہ مراد ہیں بعد قیام حج قاطعہ کے حیلوں حوالوں ٹالے بالوں کی کیا گنجائش ہے۔  
 نہ اب اس سوال کا موقع کہ پھر یہ شراح اُسے کیوں بے اظہار خلاف نقل کر لائے۔

**اقول:** ویسے ہی نقل کر لائے جس طرح امام عبدالرشید بن ابی حنیفہ ولوالحی و امام طاہر  
 بن احمد بخاری وغیرہما اجلہ کوام نے بشر مرئی معتزلی کا قول یوں نقل کر دیا گویا یہی  
 اصل مذہب ہے، جس طرح علامہ محقق زین العابدین بن ابراہیم وفہامہ مدقق علاء

الدین محمد دمشقی نے ابوعلی جبائی معتزلی کا قول یوں ذکر کر دیا گویا یہی مذہب مشائخ ہے جس کا بیان فائدہ جمیلہ فصل سیزدہم میں گزرا۔

خود انہیں امام ابن الہام نے فتح القدیر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا پھر فرمایا: "ہکذا تواردها الشارحون"۔ (1)

شارحین یکے بعد دیگرے یونہی لکھتے چلے آئے۔

پھر فرمایا: یہاں مقتضائے نظر اس کے خلاف ہے۔ پھر اُسے بیان کر کے فرمایا:

"فهذا هو الوجه وكثيرا ما يقلد الساهون الساهين"۔ (2)

سخن موجب یہی ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ بھولنے والے بھولنے والوں کی پیروی کر لیتے ہیں۔

علامہ بحر نے بحر الرائق آخر کتاب البیوع، باب المتفرقات میں ایک مسئلہ پر اعتراض کیا کہ اس میں مصنفین نے خطا کی اور یہاں خطا زیادہ قبیح واقع ہوئی، پھر فرمایا:

وَأَنَا مُتَعَجِّبٌ لِّكَوْنِهِمْ تَدَاوُلُوا

هَذِهِ الْعِبَارَاتِ مُتَوًّا وَشُرُوحًا

وَفَتَاوً وَلَمْ يَتَنَبَّهُوا لِمَا

اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ مِنَ الْخَطَا بِتَغْيِيرِ

الْأَحْكَامِ، وَاللَّهُ الْمُؤَفِّقُ لِلصَّوَابِ.

وَقَدْ يَقَعُ كَثِيرًا أَنَّ مُؤَلِّفًا يَذْكُرُ

صواب کی توفیق دینے والا ہے، اور کبھی

(1) (فتح القدیر، باب نکاح الرقیق، 398\3)

(2) (فتح القدیر، باب نکاح الرقیق، 398\3)

شَيْئًا خَطَأً فِي كِتَابِهِ فَيَأْتِي مَنْ  
بَعْدَهُ مِنَ الْمَشَائِخِ فَيَنْقُلُونَ تِلْكَ  
الْعِبَارَةَ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَلَا تَنْبِيهِ  
فَيَكْثُرُ النَّاقِلُونَ لَهَا وَأَصْلُهَا  
لِوَاحِدٍ مُطْطِي كَمَا وَقَعَ فِي هَذَا  
الْمَوْضِعِ وَلَا عَيْبَ بِهَذَا عَلَى  
الْمَذْهَبِ؛ لِأَنَّ مَوْلَانَا مُحَمَّدَ بْنَ  
الْحَسَنِ ضَايِبَ الْمَذْهَبِ لَمْ يَذْكُرْ  
... عَلَى هَذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ نَبَّهْنَا عَلَى  
مِثْلِ ذَلِكَ فِي الْفَوَائِدِ الْفَقْهِيَّةِ فِي  
قَوْلِ قَاضِي خَانَ وَغَيْرِهِ ... ثُمَّ  
نَبَّهْتُ عَلَى أَنَّ أَصْلَ هَذِهِ الْعِبَارَةِ  
لِلنَّاطِطِيِّ أَخْطَأَ فِيهَا، ثُمَّ تَدَاوَلُوهَا  
(ملخصاً) (1)

بکثرت واقع ہوتا ہے کہ ایک مصنف  
براہِ خط ایک بات اپنی کتاب میں ذکر  
فرماتا ہے پھر بعد کے آنے والے  
مشائخ اُسے ویسے ہی بلا تنبیہ نقل کرتے  
چلے جاتے ہیں تو اُس کے ناقل بکثرت  
ہو جاتے ہیں، حالانکہ اصل میں ایک  
شخص کی غلطی تھی، جیسا یہاں واقع ہوا  
اور اس سے مذہب پر کوئی طعن نہیں آتا  
کہ ہمارے سردار امام محمد محرر مذہب  
نے اس طور پر ذکر نہ کیا اور اسی طرح  
کے ایک واقعے پر ہم نے فوائد فقہیہ  
میں تنبیہ کی کہ امام قاضی خاں وغیرہ یعنی  
صاحب خلاصہ و صاحب ولو اجیہ وغیرہم  
نے ایک حصر فرمایا اور وہ غلط تھا، پھر میں  
نے آگاہ کر دیا کہ یہ اصل خطا ناطفی سے  
واقع ہوئی اُن کے بعد مشائخ اُسے  
یونہی لیتے نقل کرتے رہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ کہ اس قسم کا ایک واقعہ عظیمہ امام اجل ابو جعفر طحاوی کی طرف



ایک ترجیح وافتا کی نسبت واقع ہوا جس میں تداول و توارد نقول آج تک چلا آیا اور ہمارے زمانے تک کسی نے اس پر متنبہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں متاخر محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بھایا، مگر فقیر غفر اللہ المولی القدی نے بدلائل ساطعہ قاطعہ امام طحاوی کا فتویٰ نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام ممدوح کے اٹھارہ نصوص و دلائل سے ثابت کر دکھایا اور اس بارے میں محض بغرض اظہار حق و حفظ مذہب و دفع تشنیع مخالفین ایک خاص رسالہ "الزہر الباسم فی حرمة الزکوۃ علی بنی ہاشم" معرض تصنیف میں لایا۔

وللہ الحمد حمد اکثیر اعلیٰ ما وھب من جزیل العطا یا ما نحن فیہ اور اللہ ہی کیلئے حمد ہے، کثیر حمد اس پر جو اس نے جزیل عطاؤں سے نوازا۔

میں اگر کلام مشائخ کے یہ معنی لوں جس سے موت و بے ادراکی روح ثابت ہو تو یہاں تو امر آسان تر ہے کہ اصل مسئلہ میں کوئی دقت نہیں صرف بیان دلیل میں محض بے حاجت یہ تخیل واقع ہوئی۔ اس تقدیر پر یہاں بھی قطعاً جزماً یہی ہوا کہ مشائخ مذہب سے معتزلہ نے یہ دلیل ذکر کی، پھر بعض مشائخ اہلسنت نے سہواً نقل کر دی، پھر نقول در نقول ہوتی چلی گئیں، تنقیح و تنبیہ کی طرف توجہ رہ گئی۔

اب متاخرین اکثر مشائخنا کہا ہی چاہیں، یہی وجہ ہے کہ خود ان علمائے اعلام اہلسنت کے کلام جا بجا اس کے خلاف واقع ہوئے جس کے پچیس شواہد دلیل 11 میں سچے، یہاں سہواً معتزلہ کا قول لکھ گئے اور خود یہیں اور دیگر مواقع میں جا بجا اپنا عقیدہ حقہ متعدد وجوہ سے ظاہر ہوا واللہ الحمد۔

کیوں ملا تفہیمی صاحب! اب اپنے اعذار بارہ و استعبادات کا سدہ دیکھیے کدھر گئے

وباللہ التوفیق اور حقیقتاً یہ سب تمہاری خوبیاں ہیں، نہ تم معافی حقہ صحیحہ صادقہ چھوڑ کر بزور زبان و زور بہتان یہ معنی باطل گھڑو، نہ اس جواب کی حاجت ہو۔ انصافاً اپنے استعبادوں کو آپ ہی بیٹھ کر روؤ۔ ہمارے نزدیک نہ مشائخ کرام نے خطا کی نہ اُن کا کلام حاشا کسی عقیدہ اہلسنت نہ اپنے کسی کلام دیگر کے معارض، نہ یہاں باہم متعارض و متناقض جس کی تحقیق قاہر او پرسن چکے، واللہ الحمد۔

### جلیلہ عظیمہ:

رہی ملاجی کی پچھلی نزاکت کہ:

انکارِ سماع موتی بطوریکہ	جس طرح ہم سماع موتی کا انکار کرتے
مامی کنیم مذہب معتزلہ	ہیں اسے معتزلہ کا مذہب سمجھنا محض غلط
فہمیدن محض غلط است	ہے۔ اس لئے کہ معتزلہ کا مذہب یہ ہے
زیرا کہ مذہب بعض معتزلہ	کہ میت جماد ہے اس میں حیات و
آن ست کہ میت جماد است	ادراک نہیں تو اس کی تعذیب محال ہے
در آن حیات و ادراک نیست	اور اہلسنت کہتے ہیں کہ ہر چند کہ میت
پس تعذیب آن محال است	میں حیات نہیں مگر ہو سکتا ہے کہ خدائے
واہلسنت گویند کہ ہر چند	تعالیٰ اس میں ایک نوع حیات پیدا کر
در میت حیات نیست مگر	دے اس قدر کہ الم پہنچانے اور عذاب
جائز است کہ خدائے تعالیٰ	دینے کے وقت عذاب کی تکلیف اور
انکارِ سماع موتی بطوریکہ	آسائش کی لذت کا ادراک کرے اور
مامی کنیم مذہب معتزلہ	یہ سماع کو مستلزم نہیں۔

فہمیدن محض غلط است  
 زیرا کہ مذہب بعض معتزلہ  
 آن ست کہ میت جماد است  
 در آن حیات و ادراک نیست  
 پس تعذیب آن محال است  
 و اہلسنت گویند کہ ہر چند  
 در میت حیات نیست مگر  
 جائز است کہ خدائے تعالیٰ  
 ولذت و تنعم عند الایلام  
 و التعذیب پیدا کند و آن  
 مستلزم سماع نیست۔ (1)

ہمارے کلمات سابقہ کے ناظر پر اس عذر بدتر از گناہ کی حقیقت خوب منکشف ہے پھر  
 بھی ملا جی کی خاطر کیجئے کلام کو چند عوائد جلیلہ سے ترصیف تازہ دیجئے اور باذنہ تعالیٰ  
 ازالہ ہرگونہ اوہام کا ذمہ لیجئے۔

## فاقول وبحول اللہ اصول

### عائدہ اولیٰ:

نجدی صاحبو! ناحق اہلسنت کا دامن پکڑتے اور اپنے مذہب کی جان زار کے پیچھے  
 پڑتے ہو، اہلسنت کے یہاں تمہاری گزر نہیں، وہ کہ وقت (مق 3) تنعیم و تعذیب

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتبہ حنفیہ، ص 81)

اعادۂ حیاتِ کاملہ خواہ ناقصہ مانتے ہیں، بدن کیلئے مانتے ہیں نہ روح کیلئے کہ وہ تو اُن کے نزدیک مرتی ہی نہیں، اگر تم لوگ صرف سماعِ جسم با سماعِ جسمانی بذریعہ آلاتِ جسم کے منکر اور سماعِ روح بے توسطِ بدن کے معترف و مقرر ہوتے تو ضرور اہلسنت سے موافق اور اُن کے اس مسئلہ سے انتفاع کے مستحق ہوتے، مگر یوں خلاف ہی کب باقی رہتا یہ تو خاص ہمارا مذہب و عین مراد چشم مارو شن دل ماشاد تھا، مگر حاشا تم ہرگز اس کے قائل نہیں۔ اس میں تمہارا مطلب کہ اولیائے مدفونین سے طلب دعا پتھر کوندا ہے کب برآتا۔ کیوں ملا جی! ذرا نگاہ روبرو، کیا آپ وہی نہیں ہیں جو اسی تفہیم کی اسی بحث میں بکمال وقاحت و شوخ چشتی اپنا مذہب نامذہب بزور زبان بنانے کیلئے ایک گھڑی ہوئی فرضی کتاب خیالی تصنیف غرائب فی تحقیق المذاهب سے سند لائے اور اُس کی وساطت سے سیدنا امام اعظم و ہمام اقدام رضی اللہ عنہ پر جیتے افترا اٹھائے۔ آپ اگرچہ خیالی (☆) علماء گھڑ لینے فرضی (☆) کتابوں کی ساختہ عبارتیں پیش کر دینے کے پختہ ماہر کار ہیں۔

جن کے حال صواعق و تفہیم و غایۃ الکلام کے مطالعہ سے آشکار ہیں۔ بعض احباب فقیر نے خاص آپ حضرات کی ایسی ہی دیانتوں کے بیان میں رسالہ **سیف**

(☆) مثل ناصرفا کہانی جس کے مطالبہ پر بکمال حیا داری صاف کہہ دیا گونا صرفا کہانی نباشد کلام در کلام است ۱۲ منہ۔ (گونا صرفا کہانی نہیں ہے کلام در کلام ہے۔)

(☆) مثل القول المعتمد فی الکلام مع عمل المولد جس میں تک بھی ٹھیک ملانی نہ آئی، معتمد بفتح میم اور مولد بکسر لام اور پھر عمل مولد پر یا اس میں کلام کی جگہ عمل مولد کے ساتھ گفتگو و کلام، ع:

بے حیا باش ہرچہ خواہی کن ۱۲ منہ (م)

## المصطفیٰ علی ادیان الافترا لکھا اور اُس میں ایک سو ساٹھ دیانات

کبرائے طائفہ کو جلوہ دیا مگر اس گھڑت کی ابتداء شاید سرکار سے نہ ہو، تفہیم سے پہلے ایک سہوانی وہابی صاحب رسالہ سراج الایمان میں اس کے بادی ہوئے ہیں۔ بہر حال یہ گندی بو کا عطر فتنہ سہوان کی گھانی سے ہو یا قنوج کی، ذرا ایمان سے بتائیے کہ آپ حضرات کی اس خانگی ساخت پر دنیا میں کوئی اور بھی مطلع ہے، کہیں اس کتاب کا نام و نشان بھی ہے، کسی اور نے بھی اس سے استناد کیا یا کہیں اس کا نام لیا ہے؟

اللہ صد ہا سال سے مسئلہ سماع و مسئلہ استمداد زیر بحث رہے، صد ہا کتابوں میں ان کے بیاں آئے آج تک کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ خود امام مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان میں نص صریح موجود ہے، اب گیارہ سو برس بعد ان حضرات کو امام کا ارشاد معلوم ہوا اور وہ بھی کس کتاب میں، جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے اُس کا نام سنا، خیر اب تو یہ باحیا متدین حضرات کب کے مر کر جماد لا یفہم ولا یتکلم ہو گئے، اہلسنت نے ان کی حیات ہی میں مطالبہ کیا تھا کہ حضرت! یہ ساختہ عبارت فتاویٰ غرائب میں تو ہے نہیں، جواب دیا کہ یہ اور رسالہ غرائب فی اختلاف المذاہب ہے، اور کبھی کہا: فی تحقیق المذاہب ہے۔ عرض کی گئی آپ کے پاس ہے یا کہیں اور دیکھا؟ کہا: مفتی سعد اللہ صاحب کے یہاں ہے۔ مفتی صاحب مرحوم سے پوچھا گیا انہوں نے فرمایا: میں اصلاً اس کتاب سے واقف نہیں۔

اللہ اللہ حیاء کا پایا یہاں تک پہنچا اور پھر

ع..... عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

مقدس متدینوں کو عبارت بھی گھڑنی نہ آئی، سہل سہل محاورہ و قواعد کی مطابقت نہ پائی،

اُس کے الفاظ و بندش کی رکاکت خود ہی کافی شہادت ہے کہ بے علم ہندیوں کی اوندھی گھڑت ہے۔ عبارت (☆) حاشیہ پر ہے ہر صاحب ذوقِ سلیم دیکھے اور دادِ انصاف

(☆) (در غرائب فی تحقیق المذاهب رای الامام ابو حنیفہ من یأتی القبور باهل الصلاح فیسلم و یخاطب و یتکلم و یقول یا اهل القبور هل لکم من خبر وهل عندکم من اثر الی ان اتیتکم و نادیتکم من شہور و لیس سوالی منکم الا الدعاء فهل دریتم ام غفلتم فسمح ابو حنیفہ یقول مخاطبہ لہم فقال هل اجابوا لك قال لا فقال له سحقا لك و تربت یداك كيف تکلم اجسادا لا يستطيعون جوابا ولا یملکون شیئا ولا یسمعون صوتا وقرأ و ما انت بمسبح من فی القبور انتہی ۱۲) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی، ص 87)

غرائب فی تحقیق المذاهب میں ہے، امام ابو حنیفہ نے ایک شخص کو دیکھا جو اہل صلاح کی قبروں کے پاس آتا ہے تاکہ سلام کرے اور خطاب کرے اور کہے اے اہل قبور! کیا تمہیں کچھ خبر ہے اور کیا تمہارے پاس کچھ اثر ہے یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آیا اور مہینوں سے تم کو پکارا اور میرا سوال تم سے صرف دُعا کا ہے، تو کیا تمہیں پتا چلا یا تم غافل رہے تو ابو حنیفہ نے اُن سے خطاب کرتے ہوئے کہنے والے کو سنا فرمایا کیا انہوں نے تجھے جواب دیا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو اس سے فرمایا: تیری بربادی ہو اور تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں تو کیسے کلام کرتا ہے ایسے جسموں سے جو جواب نہیں دے سکتے اور کچھ اختیار نہیں رکھتے اور کوئی آواز نہیں سنتے اور یہ پڑھا: تم انہیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔ ختم

تفہیم المسائل ص ۹۱ جو لفظ سرنخی سے لکھے ہیں تفہیم میں یونہی ہیں انہیں کوئی غلطی ناسخ نہ سمجھے نہ وہ ناسخ تفہیم کی خطا ہیں بلکہ خود مصنف تفہیم وضاع اول کی، اس لئے کہ غلط نامہ تفہیم میں بھی ان کی تصحیح نہ کی اور تفہیم صفحہ ۶۸ میں ہے:

احتمال غلطی کاتب ہم مرتفعہ در صحیح نامہ و غلط نامہ کتاب ==

دے۔ بعض اصحاب فقیر سلمہم اللہ تعالیٰ نے ایک لحیم شحیم وہابی ہیڈ مولوی کے رد میں مسموط رسالہ **نشاط المسکین علی خلق البقر السمین** لکھا۔ اُس میں اُس عبارت غرائب کی دھجیاں بروجہ احسن اُڑا کر اخیر میں ملا قنوجی کے اُسے نقل کر کے انتہی لکھ دینے پر عجیب لطیفہ لکھا ہے جس کا ذکر خالی از لطف نہ ہوگا، قال سلمہ اللہ تعالیٰ ابھی سے انتہا لکھ دی اس کے بعد تو فرضی صاحب غرائب نے اس قول کی محدثانہ سند گھڑی ہے:

حيث قال بعد ما نقلتم حدثنا بذلك المحدث بن مسلوب العدھی  
ثنا ابو الفقدان الخیالی ثنا موهوم بن مفروض الیسحی ح ثنا  
الکذاب بن المفتری نا الوضاع الزوری انا من (☆) لا یتق به الا

مطبوعه ہم بلغطی این لفظ تعرض نہ کردہ اھ  
کتاب کی غلطی کا احتمال بھی مرتفع ہے کہ مطبوعہ کتاب کے غلط نامہ اور صحیح نامہ میں اس لفظ کے غلط  
ہونے پر توجہ نہیں کی گئی۔

بھلے مانس کو ینطق و یتفوه و یدکر و یحدث و یشافہ و یجاور و غیر ہایاد نہ تھے ورنہ انہیں  
بھی مخاطب و یتکلم و یقول کے ساتھ نکتی کر دیتا۔ ۱۲ منہ (م)

(☆) (هذا وان كان مبہا لکن لا یضر لانه فی المتابعات فقد رواه عن الضلالی  
موهوم بن مفروض کہا سمعت منفی بن مفقود وآخرون خرائب فی شرح  
الغرائب ۱۲ منہ (م)

یہ راوی اگر مبہم ہے مگر کوئی ضرر نہیں اس لئے کہ وہ متابعات میں ہے کیونکہ ضلالی سے اس کو موهوم  
بن مفروض نے روایت کیا ہے جیسا کہ آپ نے سنا، نیز منفی بن مفقود اور کچھ دوسرے لوگوں نے  
بھی روایت کیا ہے۔ ۱۲ خرائب شرح غرائب۔

نجدی کلاهما عن ابی التلبیس الضلالی من بنی ضلال قبیلۃ من بنی  
المختلق قال سمعت هاتفا من الهواء یهتف بذلك، فلا ادری احفظت  
ام نیست لکن اشهدوا ان الذی یحدثکم بهذا کذاب مبین۔

(تمہاری منقولہ عبارت کے بعد ہے: ہم سے بیان کیا معدوم بن مسلوب عدی نے کہا  
ہم سے بیان کیا ابو الفقد ان خیالی نے، کہا ہم سے بیان کیا موہوم بن مفروض لیبسی نے  
دوسری سند: ہم سے بیان کیا کذاب بن مفتری نے، کہا ہم سے بیان کیا وضاع زوری  
نے، کہا ہمیں خبر دی اس نے جس پر کوئی نجدی ہی اعتماد کرے۔ دونوں (موہوم اور یہ  
مجہول) راوی ہیں ابوالتلبیس ضلالی سے۔ جو بنی مختلق کے ایک قبیلہ بنی ضلال سے  
ہے۔ اس نے کہا: میں نے ہوا سے ایک ہاتف کو یہ پکارتے سنا تو مجھے پتا نہیں کہ مجھے  
یاد ہے یا میں بھول گیا لیکن اس پر گواہ رہو کہ تم سے جو شخص یہ بیان کر رہا ہے کھلا ہوا  
کذاب ہے۔) ہم کہتے ہیں الکذاب قد یدصدق (بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بول دیتا  
ہے۔) بے شک یہ پچھلا فقرہ اُس نے سچ کہا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی  
العظیم اھ کلامہ سلمۃ ربہ۔

اچھا یہ سب جانے دو، اگر سچے ہو تو لکھ دو کہ ہاں مُردے احیاء کا کلام ضرور  
سنتے ہیں مگر نہ گوشِ بدن بلکہ قوتِ روح سے۔ کیا تم اسے کہہ سکتے ہو؟ ہرگز نہ کہو گے۔  
اب پردہ کھل گیا اور صاف ادراکِ روح کا انکار ظاہر ہوا اور اپنے اسی دعویٰ پر کلام  
مشائخ ڈھالا اور وہ موت و بے ادراکی و بے حسی کا سارا نزلہ روح پر لا ڈالا۔ تو اب کیا  
محل انکار ہے کہ یہ قطعاً مذہب معتزلہ فجار ہے۔

رہا یہ کہ وہ منکر عذاب ہیں تم قائل عذاب، اس تفرقے سے تمہارا اُن کا وہ اتفاق زائل



نہیں ہوتا مثلاً (☆) کوئی پورا وہابی اپنی نیچریت کے زور میں دعویٰ کر بیٹھے کہ سیدنا عیسیٰ نبی اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ ضرور سولی دیئے گئے، یہود عنود نے انہیں قتل کیا، تو اُس سے یہی کہا جائے گا کہ تیرا یہ قول مذہب نصاریٰ ہے۔ کیا وہ اُس کے جواب میں کہہ سکتا ہے کہ سولی دیا جانا جس طرح وہ مانتا ہے مذہب نصاریٰ سمجھنا محض غلط ہے اس لئے کہ مذہب نصاریٰ یہ ہے کہ وہ کفارہ ہونے کیلئے سولی دیئے گئے، معاذ اللہ تین دن جہنم میں رہ کر خدا کے دہنے ہاتھ پر جا بیٹھے، اور وہ شخص کہتا ہے کہ ہر چند سولی دیئے گئے مگر کفارہ وغیرہ خرافات ہیں۔ کیا اس فرق کے سبب اُس کا وہ قول مذہب نصاریٰ ہونے سے خارج ہو جائے گا!

### عائدہ ثانیہ:

وكانها الاولى بعبارة اخصر (گویا یہ زیادہ مختصر عبارت میں پہلا ہی ہے۔) میت میں حیات نہیں، اس سے مراد روح ہے یا بدن، اگر بدن تو بحث سے محض بیگانہ اور اگر روح تو تم یہی مان کر اہلسنت سے خارج و بری اور اُن کی طرف اُس کی نسبت کر کے کذاب و مفتری ہوئے، اہلسنت ہرگز روح کو بے حیات نہیں مانتے، اگر کہئے موت مجازی تو مانتے ہیں۔

**اقول:** ہاں مگر اُس کا اثر ادراکات روح پر اصلاً نہیں کما مراراً۔

خود ملا جی کی عبارت بیہوشی مظہر حوالہ تفسیر عزیزی ابھی گزری اور تم صراحتاً وہ موت مان رہے ہو جو نافی و منافی ادراک ہے اسی کو کلامِ مشائخ سے نقل کرتے اور اسی پر انکارِ سماع کی بناء رکھتے ہو تو قطعاً موت حقیقی مراد لیتے ہو اور اسے روح کے لیے ماننا یہی

اعتزال ہے۔ اگر کہیے معتزلہ تو روح کے لیے موت منافی مطلق ادراک مانتے ہیں، ولہذا عذاب قبر محال جانتے ہیں اور یہاں مراد وہ موت ہے جسے صرف ادراکِ صورو اصوات دُنیاوی سے تنافی ہونہ برزخیہ سے۔

**اقول اولاً:** یہ تخصیص محض بے دلیل و باطل ہے، موت بھی مانو منافی ادراک بھی جانو جیسا کہ کلام مشائخ میں مصرح ہے، پھر اُسے ادراک بعض دُون بعض سے خاص کر وہ جہل انج ہے موت کہ منافی ادراک ہے، ہر ادراک کے منافی ہے اور نہیں تو کسی کے نہیں، خود اسی تفہیم المسائل میں براہ جہالت اپنی سند سمجھ کر نقل کیا:

در مدارک نوشتہ توفیہا مدارک میں لکھا ہے توفی کا معنی انہیں  
اماتہا و هو ان یسلب ما ہی بہ موت دینا، وہ یہ کہ جس امر کی وجہ سے  
(☆) حیة حساسة دراکة۔ (1) یہ زندہ، حساس، با ادراک ہیں اُسے  
سلب کر لیا جائے۔

پھر لکھا:

امام راغب در مفردات گفتہ امام راغب نے مفردات میں فرمایا:  
کہ الموت زوال القرۃ موت قوتِ احساس کے زوال کا نام  
الحساسة (2) ہے۔

(1-2) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی از کتب حنفیہ، 82)

(☆) (صحیح ہم چنان است و در تفہیم المسائل این را ما ہی جثۃ  
ساختم و در غلط نامہ ہم بہ تصحیحش نہ پرداختہ پر غلط است ۱۲ منہ  
(م) صحیح بھی اسی طرح ہے (ماہی بہ حیۃ) تفہیم المسائل میں اسے ماہی جثۃ بنا دیا اور غلط =

کیوں حضرت! جب راساً حس و ادراک کی قوت ہی زائل ہوگئی مدرکہ ہی چل دی تو اب ادراک بعض کا ہے سے ہوگا۔ یارب! یہ موت کون سی کہ آدھی کی شنوا، آدھی سے بہری، آدھی کی پینا، آدھی سے اندھی، ایک فرد ادراک بھی باقی ہے۔ تو حیات ثابت ہے اور موت منشی کہ حیات باجماع (☆) عقلاً شرط ادراک ہے اور موت منافی، مشروط نہ بے شرط متحقق ہوگا نہ منافی منافی سے ملنصق۔

**ثانیاً:** یوں بھی اعتزال سے مفر کہاں، جب باوصف موت ادراکات امور برزخ علم و سمع و بصر باقی مانے تو اور معتزلہ کا مذہب نہ سہی، طوائف معتزلہ سے فرقہ صالحیہ کا مشرب سہی، جس کا ذکر آپ نے اسی تفہیم المسائل میں بشدتِ سفاہت مقابل اہلسنت کیا تھا کہ:

در شرح مواقف نوشتہ کہ شرح مواقف میں لکھا ہے کہ میت کے تجویز قیام علم و قدرت ساتھ علم، قدرت، ارادہ اور سمع و بصر قائم و ارادہ و سمع و بصر میت ماننا معتزلہ کے فرقہ صالحیہ کا مذہب مذہب فرقہ صالحیہ از ہے۔

معتزلہ است۔ (1)

= نامہ میں بھی اس کی تصحیح نہ کی جبکہ یہ بالکل غلط ہے۔

(☆) (ای: ومن خالف فقد خرج من المعقول فکان لم یبق من اهل العقول وهم الشرذمہ الذلیلۃ الصالحۃ ۱۲ منہ (م) یعنی جو مخالف ہو اوہ معقول سے خارج ہوا تو اہل عقول سے نہ رہا اور یہ فرقہ ذلیلہ صالحیہ والے چند افراد ہیں۔)

(1) (تفہیم المسائل، عدم سماع موتی، ص 88)

ذی ہوش کو اتنی نہ سوجھی کہ اہل سنت (مق 7) نے کس دن موصوف بالموت کو بحال موصوفی بالموت موصوف بالادراک مانا تھا، وہ تو جس کیلئے ادراکات مانتے ہیں اُسے ہرگز میت نہیں کہتے ہمیشہ زندہ جانتے ہیں۔ مگر ہاں اب آپ نے روح کو میت بھی مانا اور عذابِ قبر ٹھیک کرنے کیلئے ادراکات بزرخیہ بھی ثابت کئے، یہ عین مذہب طائفہ صالحیہ ہے وہ بھی اسی طور پر قائل عذابِ قبر ہوئے ہیں۔

اُسی متخلص الحقائق مستند مائے مسائل کی عبارت جوابِ اوّل کی دلیل ہفتم میں گزری کہ صالحی کے نزدیک میت باوصف موت معذب ہوتا ہے۔ نیز اُسی کفایہ کی اسی بحث میں ہے:

عن ابی الحسن الصالحی یعذب ابوالحسن صالحی سے منقول ہے کہ میت کو البیت من غیر حیة اذا الحیة بغیر حیات کے عذاب ہوتا ہے، اس عندہ لیست بشرط لثبوت لئے کہ اس کے نزدیک ثبوت الم کیلئے حیات شرط نہیں۔ (1)

نیز وہی امام عینی عمدۃ القاری میں بعد ذکر مذہبِ صالحی فرماتے ہیں:

وَهَذَا خُرُوجٌ عَنِ الْمَعْقُولِ لِأَنَّ الْجَمَادَ لَا حَسَّ لَهُ فَكَيْفَ يَتَصَوَّرُ تَعْذِيبَهُ۔ (2)

اور یہ معقول سے خروج ہے اس لئے کہ جماد کے پاس حس ہوتی تو اس کی تعذیب کیونکر مقصود ہوگی۔

(1) (کفایہ مع فتح القدیر، باب الیمین فی الضرب الخ، 461\4 بحوالہ فتاوی رضویہ جدید 931\9)

(2) (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، المیت یسمع خفق النعال، 147\8)

اگر کہئے ہم یہ ادراکات بعود حیات مانتے ہیں بخلاف صالحی۔

**اقول** ذرا ہوش میں آ کر بھلا اس عود حیات سے پہلے بھی روح کو ادراک امور برزخہ تھا یا نہیں، اگر نہیں تو حجاب منکشف اور عذر منکشف، ثابت ہوا کہ تم نے روح کو وہی موت مانی جو منافی مطلق ادراک ہے اب عام معتزلہ میں جا ملے، اور اگر ہاں تو عود حیات کا حیلہ اُٹھ گیا، روح میت بحال ممات بے عود حیات صاحب ادراکات تھی، اب معتزلہ صالحیہ میں جا ملے، مفرکدھر، کیا یاد کرو گے کہ کسی سے پالا پڑا تھا۔

ہاں مفراس میں ہے کہ ان سب اقوال و ابحاث کو دوبارہ بدن مانئے اور روح کو اس تمام بردومات سے پاک و صاف جانئے۔ بدن ہی کو مشائخ مردہ و بے فہم کہتے اور اُسی کے سماع بحال موت سے انکار رکھتے ہیں۔ اب ٹھکانے سے آگئے مگر حیات کہاں تم اور کہاں حق کا قبول،

واللہ المستعان علی کل مستکبر ہر متکبر جاہل کے برخلاف اللہ تعالیٰ جہول حاصل و مددگار ہے۔

**ثالثاً:** صریح جھوٹے ہو، کلام مشائخ میں نشان تخصیص مفقود، بلکہ اُس کے بطلان پر تخصیص موجود، کیا انہوں نے موت کو منافی ادراک بتا کر شبہ عذاب قبر وارد نہ کیا؟ کیا عود حیات سے اس کا جواب نہ دیا؟ کیا خود ملا تفہیمی نے اپنے پاؤں میں تیشہ زنی کو نہ کہا کہ:

مقصود فقہاء از نفی سماع اس مقام پر نفی سماع سے فقہاء کا مقصود  
دریں مقام نفی سماع عرفی سماع عرفی و حقیقی دونوں کی نفی ہے اس

و حقیقی ہر دوست زیرا کہ اس لئے کہ فقہاء نے سماع کی نفی مطلق  
 فقہا نفی سماع مطلق کردہ کی ہے نہ کہ عرف کی قید لگا کر۔ اگر حقیقی  
 اند نہ بتقیید عرف و اگر نفی نہیں صرف عرفی سماع کی نفی مقصود ہوتی  
 صرف سماع عرفی نہ تو مسئلہ عذاب قبر کا جواب دینے کی  
 حقیقی مقصود می بود ضرورت نہ تھی اور دوسرے وقائع جو  
 حاجت جواب دا دن از سماع موتی پر دلالت کرتے ہیں نہ ان  
 مسئلہ عذاب قبر نبود کی توجیہ کی ضرورت تھی یہ ایسی توجیہ  
 و توجیہ کردن دیگر وقائع کہ ہے جس پر اس کا قائل راضی نہ ہو۔  
 بر سماع موتی دال است فہل  
 هذا الا توجیہ بما لا ترضی بہ  
 قائلہ۔ (1)

تو قطعاً ثابت کہ وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک مانتے اور اُس کے ہوتے امور  
 بزرخ کا ادراک بھی منشی جانتے ہیں تو جب کلام روح پر محمول ہوا قطعاً آفت اعتزال  
 سے نامعزول ہوا۔

**عائدہ ثالثہ:** بحمد اللہ تعالیٰ یہاں سے واضح ہوا کہ عدم ادراک امور دنیویہ میں  
 عذر باطل حجاب و حائل خشت و گل اور ملا تفہیمی صاحب کا عذر طمطراق اشتغال  
 و استغراق کہ صفحہ ۶۲، ۶۳ میں لکھا:

ارواح طیبہ مجردہ از ابدان اجسام سے مجرد ارواح طیبہ رب حقیقی کی

بجہت اشتغال عبادت رب عبادت میں اشتغال اور اس کی کیفیت  
حقیقی واستغراق بکیفیت میں استغراق کے باعث اس دُنیا کے  
آں التفات باکوان وحوادث موجودات وحوادث کی جانب التفات  
این عالم ندارند۔ (1) نہیں رکھتیں۔

محض مہمل و ناروا و پادر ہوا ہے۔

**اقول:** جب تم لوگ کلام مشائخ سے مستدل اور اُس کے اُس معنی محال پر حامل ہو تو  
تمہیں ان اعذارِ بارہ کی کیا گنجائش!

**اولاً:** مشائخ تو نفس موت کو منافی ادراک اور اُس کی وجہ انتقائے اصل قوت حساس  
و ادراک مان رہے ہیں اور ان اعذار کا یہ حاصل کہ قوت مدرکہ تو موجود و کامل مگر حجاب  
حائل یا التفات زائل۔

**ثانیاً:** وہ اس موت کو منافی مطلق ادراک بے تخصیص امور دنیویہ جان رہے ہیں اور  
تمہارے اعذار انہی امور خارجہ سے خاص۔

**ثالثاً:** حائل و حجاب بدن پر ہے اور کلام روح میں۔

**رابعاً:** پردہ و حیل و لت صرف مدفون کیلئے ہے صرف بعد دفن صرف تا عدم انکشاف اور  
کلام عام بلا خلاف۔

**خامساً:** تمہارے حجاب و حائل کا پردہ تو اُسی دن چاک ہو چکا جس دن مشائخ

نے وقت سوال سماع آوازِ نعال تسلیم کیا اور ملا تفہیمی نے در وقت سوال و جواب  
ہمہ قائل سماع اند (2) (سوال و جواب کے وقت سب سماع کے قائل ہیں)

کا مژدہ دیا۔

**سادساً:** عبادت سے اشتغال اور اُس کی کیفیت میں استغراق تو سب اموات کو عام نہ مانئے گایوں کہئے کہ منعم ہے تو لذت نعمت، یا معاذ اللہ معذب ہے تو عذاب کی شدت میں مستغرق ہونا مانع سماع ہے۔

میں کہتا ہوں (☆) اس لذت یا الم کی حالت میں سوال محال ہے یا ممکن بر تقدیر اول دلیل استحالة ارشاد ہو اور زیادہ تفصیل چاہیے تو مقصد اول نوع اول سوال اول کی تقریر یاد ہو بر تقدیر ثانی ممکن کی جانبیں وجود و عدم یکساں اور برزخ غیب اور غیب پر رجماً بالغیب حکم لگانا ضلالت و عیب امام الحرمین ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں:

لا يتقدر الحكم بثبوت الجائز      جو چیزیں ہم سے غائب ہیں ان میں  
ثبوته فيما غاب عنا الا بسبع (1)      کسی ممکن الثبوت امر کے ثابت ہو

(☆) (تنبیہ اقول: بقائے روح و ادراکات روح بعد فراق میں اگر استصحاب نا کافی سمجھ کر ہمیں مدعی بھی مانئے تو یہ دعویٰ ایسے نصوص قواطع و اجماع ساطع سے ثابت جس میں موافق مخالف کسی کو مجال تامل نہیں، آخر مخالفین بھی تنعیم و تعذیب و ادراکات امور برزخیہ مانتے ہیں اس کے بعد مسئلہ نزاعیہ میں بداهت ظاہر ہمارے ساتھ ہے کہ جب مدرک باقی ادراک باقی پھر جو نفی بعض مانے مدعی تخصیص وہ ہے دلیل پیش کرے، اور اگر بالفرض بنظر ظاہر الفاظ عکس ہی مانئے تو ہمارا دعویٰ سماع ہے اور دلیل سمع جس کا وجوب تسلیم واجب التسليم اور ورود مقصد دوم و سوم میں روشن ہو گیا تو کسی مقدمہ پر منع کی گنجائش نہیں اور دعویٰ پر تو منع کے منع ہی نہیں خصوصاً بعد اقامت دلیل، لا جرم یہ اعذار بخصب منصب استدلال ہیں اور اب یہ قانون مناظرہ و وظائف منعکس فاحفظ تحفظ ۱۲ منہ (م)



جانے کا حکم دلیل سمعی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

شرح عقائد نسفی میں ہے:

القضایا منها ما هی ممکنات فلا  
طریق الی الجزم باحد جانبیها  
فکان من فضل الله ورحمته  
ارسال الرسول لبيان ذلك (1)  
قضایا میں سے ممکنات بھی ہیں ان کی دو  
جانبوں میں سے کسی ایک جزم کی کوئی  
سبیل نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بیان  
کیلئے اپنے فضل و رحمت سے رسولوں کو  
مبعوث فرمایا۔

تفسیر کبیر میں ہے:

"كُلُّ مَا جَازَ وُجُودُهُ وَعَدَمُهُ عَقْلًا  
لَمْ يَجْزِ الْمَصِيرُ إِلَى الْإِثْبَاتِ أَوْ إِلَى  
النَّفْيِ إِلَّا بِدَلِيلٍ" (2)  
عقلاً جس کا وجود اور عدم دونوں ممکن ہو  
اس میں دلیل سمعی کے بغیر اثبات یا نفی  
کی طرف جانے کا جواز نہیں۔

لا جرم اشتغال کے سبب عدم سماع کا شگوفہ مہمل و بیکار ہو کر رہ گیا اور شرع مطہر سے  
جدا گانہ دلیل کی حاجت رہی کہ یہ تلذذ و تالم مانع سماع ہیں، اگر دلیل نہیں اور بے شک  
نہیں تو آپ کا خذلان و خسران ظاہر و عیاں ورنہ وہ دلیل ہی نہ دکھائیے۔ عبث و ناتمام  
باتوں میں کیوں وقت گنوائیے۔

**سابعا:** اگر یہ اشتغال مانع سماع ہوتا خواہ تمہاری ہوسات عاطلہ خواہ جہال فلاسفہ

(1) (شرح عقائد نسفی، بحث فی ارسال الرسل، ص 98)

(2) (تفسیر کبیر، البقرة: 80، ج 568\3)

کے مقدمہ باطلہ سے جس کی دھجیاں امام فخر الدین رازی وغیرہ علماء اُڑا چکے کہ نفس آن واحد میں دو چیزوں کی طرف توجہ نہیں کر سکتا تو واجب کہ اہل بزرخ کو کلام ملائک کا بھی سماع نہ ہوتا کہ استغراق مانع کے آگے سماع سماع سب ایک سے، حالانکہ تالی قطعاً باطل ہے تو یوں ہی مقدم، غرض استغراق کو امور برزخیہ و دنیویہ میں فارق بنانا چاہا تھا وہ خود محتاج فارق ہے۔

**ثامناً:** العظيمة لله والضرعة الى الله۔ (عظمت و بزرگی اللہ کیلئے ہے اور ضعف و ذلالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) وہ موت کا تازہ صدمہ اٹھائے ہوئے روح جس کا ادنیٰ (☆) جھٹکا سو ضرب شمشیر کے برابر، جس کا صدمہ (☆) ہزار

(☆) (ابن ابی الدنیا عن الضحاک بن حمزة مرسلًا عن النبی ﷺ ۱۲)۔ اسے ابن ابی الدنیا نے ضحاک بن حمزہ سے مرسلًا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

قلت: ذكره السيوطي في شرح الصدور، باب من دنا أجله وكيفيه الموت وشدته وقال: وأخرج عن الضحاک بن حمزة قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الموت فقال أدنى جذبات الموت بمنزلة مائة ضربة بالسيف. وهو ضعيف.

(☆) (الخطيب في التاريخ عن انس بن مالك عن النبی ﷺ، والحارث ابن ابی اسامة بسند جيد عن عطاء بن يسار مرسلًا ۱۲)۔ اسے خطیب نے تاریخ میں حضرت انس بن مالک سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، اور حارث بن ابی اسامہ نے بسند جيد عطاء بن يسار سے مرسلًا روایت کیا۔

قلت: أخرجه الخطيب في تاريخه 16۱4: بسنده عن كثير، عن أنس بن مالك، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لُعَاجَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ". ومن طريقه ابن الجوزي في الموضوعات 220۱3. وأخرجه الحارث في =

ضرب تیغ سے سخت تر، بلکہ ملک الموت (☆) کا دیکھنا ہی ہزار تلووار کے صدمہ سے بڑھ کر وہ نئی جگہ، وہ نری تنہائی، وہ ہر طرف بھیا نک بے کسی چھائی، اُس پر وہ نکیرین کا اچانک

==مسندہ (بغیة) 358\1: بسندہ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مُعَالَجَةُ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ وَمَا مِنْ مُؤْمِنٍ يَمُوتُ إِلَّا وَكُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ يَأْلَمُ عَلَى جِدَّةٍ. وَأَيْضًا أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحَلِيَّةِ 201\8، وَقَالَ: كَذَا رَوَاهُ عَنْ عَطَاءٍ، مُرْسَلًا وَمَا كَتَبْتُهُ عَالِيًّا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ الْحَسَنِ عَنْهُ رَوَاهُ غَيْرُهُ فَقَالَ: عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ.

وذكره ابن عراق في تنزيه الشريعة 365\2، وعزاه للخطيب البغدادي في تاريخه من حديث أنس وقال: لا يصح: فيه محمد بن القاسم البلخي. وتعقبه السيوطي بأنه ورد بهذا اللفظ من مرسل عطاء، أخرجه الحارث بن أبي أسامة في مسنده بسند جيد، وله شواهد من مرسل الحسن والضحاك بن حمزة وعن علي موقوفًا، أخرجه ابن أبي الدنيا في كتاب ذكر الموت.

(☆) (ابو نعيم في الحلية عن واثلة بن الأسقع عن النبي ﷺ ١٢ -)

اسے ابو نعیم نے حلیہ میں واثلہ بن اسقع سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

قلت: أخرجه أبو نعيم في الحلية 186\5: بسندہ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأُسْقَعِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " احْضَرُوا مَوْتَكُمْ وَلَقِّنُوهُمْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَبَشِّرُوهُمْ بِالْجَنَّةِ، فَإِنَّ الْحَلِيمَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ يَتَحَيَّرُونَ عِنْدَ ذَلِكَ الْمَصْرَعِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَأَقْرَبُ مَا يَكُونُ مِنْ ابْنِ آدَمَ عِنْدَ ذَلِكَ الْمَصْرَعِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَمُعَايِنَةِ مَلَكِ الْمَوْتِ أَشَدُّ مِنْ أَلْفِ ضَرْبَةٍ بِالسَّيْفِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَخْرُجُ نَفْسٌ عَبْدٍ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَأْلَمَ كُلُّ عِرْقٍ مِنْهُ عَلَى حَيَالِهِ " وَقَالَ: غَرِيبٌ مِنْ حَدِيثِ مَكْحُولٍ، لَمْ نَكْتُبْهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ إِسْمَاعِيلَ.

آنا وہ سخت ہیبت ناک صورتیں دکھانا کہ آدمی دن کو ہزاروں مجمع میں دیکھے تو حواس بجا نہ رہیں، کالا رنگ (☆)

(☆) (حدیث) الترمذی وحسنہ وابن ابی الدنیا والاجری فی الشریعة وابن ابی عاصم فی السنة والبیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسے ترمذی نے بافادہ تحسین روایت کیا اور ابن ابی الدنیا نے، اور شریعہ میں آجری نے، اور سنہ میں ابن ابی عاصم نے اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

قلت: أخرجه الترمذی فی السنن، باب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ (1071)، والاجری فی الشریعة (858)، وابن ابی عاصم فی السنة (864)، والبیہقی فی اثبات عذاب القبر (56)، والآخرون۔

قال الترمذی: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ، أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَلِلْآخَرِ: النَّكِيرُ... الحديث. وقال: وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ. حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

وذكره السيوطی فی شرح الصدور، باب فَتْنَةُ الْقَبْرِ وَسُؤَالُ الْمَلَائِكَةِ، 134 وقال: وَأَخْرَجَ التِّرْمِذِيُّ وَحَسَنَهُ وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَالْأَجْرِيُّ فِي الشَّرِيعَةِ وَابْنُ أَبِي عَاصِمٍ فِي السَّنَةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.....

(۲) (البیہقی فی عذاب القبر عن ابن عباس عن النبی ﷺ) بیہقی نے عذاب قبر میں حضرت ابن عباس سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

نبلی آنکھیں (☆) دیگوں (☆) کے برابر بڑی، برق (☆) کی طرح شعلہ زن،

(☆) (حدیث اول و ۳ وابن المبارک فی الزهد وابن ابی شیبہ والاجری والبیہقی عن ابی الدرداء من قوله ۱۲) حدیث اول و ۳، اور ابن المبارک نے زہد میں اور ابن ابی شیبہ، آجری اور بیہقی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ان کے کلام میں (موقوفاً) روایت کیا قلت: أخرجه ابن المبارک فی الزهد (1590)، وابن أبی شیبہ فی المصنف 53\3 (12015)، والاجری فی الشریعة (860)، والبیہقی فی اثبات عذاب القبر (229)، وفيه: ثُمَّ جَاءَكَ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَرْرَقَانِ جَعْدَانِ، أَسْمَاؤُهُمَا مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ... الخ۔

(☆) (حدیث 4) الطبرانی فی الاوسط وابن مردويه عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔) حدیث ۴ طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

قلت: أخرجه الطبرانی فی الاوسط 44\5 (4629)، وفيه: أَتَاكَ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ، أَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُورِ النَّحَاسِ، وَأَنْبِيَائُهُمَا مِثْلُ صَيَاحِي الْبَقَرِ... الحديث۔ وذكره السيوطی فی شرح الصدور 135 وعزاہ الی الطبرانی فی الاوسط وابن مردويه۔

(☆) (حدیث ۵۲، ابو یعلیٰ وابن ابی الدنیا عن تمیم الداری۔ (۶) وابن ابی داود فی البعث والحاکم فی التاریخ والبیہقی فی عذاب القبر عن امیر المومنین عمر، (۷) وابن ابی الدنیا عن ابی ہریرہ، (۸) وهو ابو نعیم ولاجری والبیہقی عن عطاء بن یسار مرسلًا کلہم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۔)

حدیث (۵، ۲) اور ابو یعلیٰ وابن ابی الدنیا نے تمیم داری سے روایت کیا۔ حدیث (۶) ابو داؤد نے بعث میں، حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے عذاب قبر میں امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حدیث (۷) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی۔ حدیث (۸) ابن ابی الدنیا، ابو نعیم، آجری اور بیہقی سب نے عطاء بن یسار سے مرسلًا نبی ﷺ سے روایت کی۔ = =

=قلت: أخرجه أبو يعلى في مسنده كما في المطالب العالية (4558)، ومن طريقه ابن عساكر في تلخيص دمشق 54.56\11، لكن لم أجده في مسند أبي يعلى المختصر، ولا في المقصد العلى، ولعله في مسنده الكبير. وذكره السيوطى في شرح الصدور 63.65، وعزاه الى أبي يعلى وابن أبي الدنيا. وقال الحافظ: هَذَا حَدِيثٌ نَجِيبٌ السِّيَاقِ، وَهُوَ شَاهِدٌ لِكَثِيرٍ مِمَّا ثَبَتَ فِي حَدِيثِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ، وَلَكِنَّ هَذَا الْإِسْنَادَ غَرِيبٌ، لَا نَعْرِفُ أَحَدًا رَوَى عَنْ أَنَسٍ، عَنْ تَمِيمِ الدَّارِى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَيَزِيدُ الرِّقَاشِى سَيِّئُ الْحِفْظِ جَدًّا، كَثِيرُ الْمَنَاقِبِ، كَانَ لَا يَضْبُطُ الْإِسْنَادَ فَيُلْزِقُ بِأَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كُلَّ شَيْءٍ يَسْمَعُهُ مِنْ غَيْرِهِ، وَدُونُهُ أَيْضًا مَنْ هُوَ مِثْلُهُ، أَوْ أَشَدَّ ضَعْفًا.

وابن أبي داود في البعث (7)، وقوام السنة في الحجة (324)، و(325)، والبيهقى في اثبات عذاب القبر (105)، وفي الاعتقاد 223، من طريق الحاكم، وقال البيهقى في الاعتقاد: غَرِيبٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ تَفَرَّدَ بِهِ مُفْضَلٌ هَذَا وَقَدْ رَوَيْنَاهُ مِنْ وَجْهِ آخَرَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَمِنْ وَجْهِ آخَرَ صَحِيحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْسَلًا فِي قِصَّةِ عُمَرَ.

وذكره السيوطى في شرح الصدور 138، وقال: وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الْحَدِيثَ.

وأخرجه الحارث بن أبي أسامة في مسنده كما في بغية الباحث 379\1 (281)، والآجرى في الشريعة (366)، والبيهقى في عذاب القبر (105)، وذكره السيوطى في شرح الصدور 131، وقال: وَأَخْرَجَ أَبُو نَعِيمٍ وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَالْآجَرِى فِي الشَّرِيعَةِ وَالْبَيْهَقِى عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.. الْحَدِيثُ. وَأَخْرَجَهُ ابْنُ الدُّنْيَا فِي كِتَابِ الْقُبُورِ كَمَا فِي الْمَغْنَى عَنْ حَمَلِ الْأَسْفَارِ فِي ==

سانس (☆) جیسے آگ کی لپیٹ، بیل (☆) کے سینگوں کی طرح لمبے نوک دار کیلے، زمین (☆) پر گھسٹے سر کے پیچیدہ (☆) بال، قد و قامت جسم و جسامت بلا قیامت کہ ایک شانے (☆) سے دوسرے تک منزلوں کا فاصلہ، ہاتھوں میں (☆) لوہے کا وہ گرز کہ اگر ایک بستی سے لوگ بلکہ جن و انس (☆) جمع ہو کر اٹھانا چاہیں نہ اٹھاسکیں، وہ گرج کڑک (☆) کی ہولناک آوازیں، وہ دانتوں (☆) سے زمین چیرتے ظاہر ہونا، پھر ان آفات پر آفت یہ کہ سیدھی طرح بات نہ کرنا، آتے ہی جھنجھوڑا لانا (☆)

== الأسفار بذیل الإحياء (4/535).

وأخرجه عبد الرزاق في المصنف 582.583 من حديث عمرو بن دينار مرسلًا فالحديث روى مرفوعًا ومرسلًا من طرق متعددة كما ذكرها في التخریج، فالخلاصة أن الحديث بهذه الشواهد حسن لغیره، والله أعلم.

(☆) (حدیث پنجم ۱۲)

(☆) (حدیث چہارم و پنجم ۱۲)

(☆) (دوم و ششم و ہفتم ۱۲)

(☆) (حدیث سوم ۱۲)

(☆) (حدیث پنجم ۱۲)

(☆) (حدیث ششم و ہفتم ۱۲)

(☆) (حدیث پنجم ۱۲)

(☆) (حدیث دوم، چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم ۱۲)

(☆) (حدیث دوم، ششم، ہفتم ۱۲)

(☆) (حدیث دوم و ہشتم ۱۲)



مہلت نہ دینا کڑکتی جھڑکتی (☆) آوازوں میں امتحان لینا

وحسبنا الله ونعم الوكيل ارحم ضعفنا يا كريم يا جميل صل وسلم على نبی

الرحمة واله الكرام وسائر الامة امين امين يا ارحم الراحمين -

ایسے عظیم وقت میں شاید آپ کا استغراقی خیال تو یہی حکم لگائے کہ کھلے میدان میں

توپ کی آواز بھی سننے میں نہ آئے مگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحیح حدیثیں ارشاد

فرما رہی ہیں کہ ایسی حالت میں اتنے پردوں میں مردہ ایسی خفی آواز جوتوں کی پچھل

سنتا ہے جس کا تمہیں خود اعتراف ہے، اور وہی امام عینی مستند مائے مسائل شرح صحیح

(☆) (حدیث ۹) أحمد و الطبرانی فی الأوسط والبیہقی وابن أبی الدنیا عن جابر،

(حدیث ۱۰) وابن أبی عاصم وابن مردودیة والبیہقی بوجه آخر عنه، (حدیث ۱۱)

والأجری فی الشریعة عن ابن مسعود کلاهما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و

رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲ منہ۔ (حدیث ۹) امام احمد نے اور مجمع اوسط میں طبرانی نے اور

بیہقی وابن ابی الدنیا نے حضرت جابر سے روایت کی۔ (حدیث ۱۰) ابن ابی عاصم، ابن مردویہ

اور بیہقی نے ان ہی سے ایک دوسرے طریق سے روایت کی۔ (حدیث ۱۱) آجری نے شریعہ میں

حضرت ابن مسعود سے، دونوں حضرات نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ۱۲۔

قلت: أخرجه أحمد فی مسنده (14722)، والطبرانی فی الأوسط (3819) (9076)،

والبیہقی فی عذاب القبر (216)، وعبد الرزاق فی المصنف (58513) (6744)،

والآخرون۔ وأخرجه ابن أبی عاصم فی السنة (41912) (866)، والبیہقی فی عذاب

القبر (215)، وذكره السيوطی فی شرح الصدور<sup>123</sup> وعزاه إلى ابن أبی عاصم وابن

مردویہ والبیہقی۔

وأخرجه الأجری فی الشریعة (863)، والطبری فی تهذیب الآثار 51112۔



بخاری شریف میں فرماتے ہیں:

فِيهِ: ذُھُولٌ عَمَّا وَرَدَ فِي بَعْضِ  
الْأَحَادِيثِ أَنَّ صَاحِبَ الْقَبْرِ، كَانَ  
يُسْأَلُ فَلَبَّاهُ سَمِعَ صَرِيرَ السَّبْتَيْنِ  
أَصْغَى إِلَيْهِ فَكَادَ يَهْلِكُ لِعَدَمِ  
جَوَابِ الْمَلَائِكَيْنِ فَقَالَ لَهُ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَهْمَا لَيْلًا تَوَذَى  
صَاحِبُ الْقَبْرِ ذِكْرَهُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ  
الرِّثْمِذِيُّ (1)

یعنی اس قائل کو یاد نہ رہا وہ جو ایک  
حدیث میں آیا ہے کہ قبر والے سے  
سوال ہو رہا تھا اتنے میں جوتوں کی  
پچھل اُس نے سنی، اُدھر کان لگائے  
جواب میں دیر ہوئی، قریب تھا کہ  
ہلاک ہو جائے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ  
علیہ وسلم نے اُس جوتا پہن کر چلنے  
والے سے فرمایا انہیں اُتار ڈال کہ  
مُردے کو ایذا نہ پہنچے۔ یہ حدیث ابو  
عبداللہ ترمذی نے ذکر فرمائی۔

اور پھر وہ سننا بھی کا ہے سے، گوشِ سر جس کا ادراک بہ نسبت ادراکِ روح بہت قاصد  
مقصود، تو بدہمت ثابت کہ احوالِ برزخ آپ کے اوہامِ عادیہ سے منزلوں دور، اور  
عاداتِ معبودہ دارِ دنیا پر ان کا قیاس باطل و مجبور۔

**عائدہ رابعہ:** ادراکِ روح مشروطِ بجسم ہیں یا نہیں، علی الاوّل صریح اعتراض و علی  
الثانی تعلقاتِ بدنہ کی کمی بیشی سے اُس کے ادراکات میں تفاوت کس لئے، توضیح  
مقام یہ کہ وہ جو ملاً تفہیمی نے اہلسنت سے نقل کیا کہ ادراکِ الم ولذت کیلئے وقتِ تنعیم  
وتعذیب (جسے ایلام و تعذیب کہا اور اُن کی نصیبوں لذت کے حصے کا بھی الم ہی رہا)

ایک نوع حیات میت آجاتی ہے اور اس سے سماع لازم نہیں (قطع نظر اس سے کہ فقرہ آن مستلزم سماع نیست عبارات مستندہ میں نہیں) یہ قول اہلسنت بھی قطعاً بدن ہی کے حق میں ہے کہ قبر میں عود حیات (مق 3) اُسی کیلئے ہوتا ہے اور اگر حدوثِ زیادت تعلق بالبدن وقت انعام و ایلام و سوال کو روح کیلئے عود حیات سے تعبیر بھی کیجئے تو اس سے اگر فرق پڑے گا تو ادراکات جسمانیہ میں جس کا حاصل تفاوتِ آلیت بدن کی طرف آئل مگر اہلسنت کے نزدیک ادراکات روح بدن پر موقوف نہیں تو وہ ان تعلقاتِ حادثہ سے پہلے بھی ویسے ہی مدرکہ عالمہ مبصرہ سامعہ تھی جیسی ان کے بعد یہ تفاوت کہ ایک نوع حیات ملتی ہے جس سے ادراکِ لذت و الم تو ہو اور سماع نہ ہو وہاں ماشی نہیں آخر یہاں گھٹا بڑھا کیا یہی بدن سے تعلق، پھر اس سے ادراکات روح کو کیا علاقہ تھا کہ اُس کے تفاوت سے وہ متفاوت ہوں بخلاف بدن کہ اُس کے ادراکات بنفسہ نہیں بلکہ تعلق روح ہی کے باعث ہیں اور تعلقات متفاوت تو وقتِ مفارقت سلب کلی ادراک ہوگا اور جتنا تعلق بڑھتا جائے گا ادراک بڑھے گا، لہذا ممکن کہ تعذیب و تنعیم کیلئے تعلق کے مدارج متوسط سے وہ درجہ دیا جائے کہ بدن صرف ادراکِ لذت و الم کا آلہ قرار پائے اُس کے ذریعہ سے سماع و البصار ہاتھ نہ آئے اور سوال و کلام کیلئے اس سے اعلیٰ درجہ ملے جس کے باعث سمع بدن کا بھی رستہ کھلے اور وجہ وہی کہ یہ سب (مق 3) امور روح و جسم دونوں سے متعلق ہیں، تنعیم و تعذیب میں مشارکتِ بدن کو صرف اُسی قدر درکار، اور سوال میں شرکت کو سمع بھی مطلوب، غرض کلام اہلسنت بدن پر محمول کیجئے اور یقیناً یہی ہے تو آپ کا مطلب فوت، محنتِ رائیگاں اور خواہ مخواہ روح کے گلے باندھے تو ضلالِ اعتزال نقدِ وقت ہے مفرکہاں!

بالجملہ بحمد اللہ تعالیٰ توفیق الہی رفیق اہلسنت اور خذلان و حرماں نصیب اہل بدعت ہے جو تیراُن کی کمان سے وصل پاتے ہیں فصل سے پہلے انہیں کے منہ پر پلٹا کھاتے ہیں علمائے اعلام کے جتنے کلام بہزار جا نکا ہی اپنی دلیل بنا کر لاتے ہیں وہ انہیں کے دشمن قاتل اور اہلسنت کے سچے دلائل بن جاتے ہیں۔

الحمد للہ اب ملا جی کا ہاتھ یکسر خالی ہو گیا، اس ساری بحث میں اُن کی تمام چہ می گوئیوں کا حرف بحرف قلع قمع ہو لیا۔ ملا جی! اب تو ہمیں اجازت دیجئے کہ آپ ہی کے صفحہ عکس (☆) حلق کے شکم زاد بول آپ ہی کے مونہ پر پلٹ دیں کہ:

بے چارہ (قنوجی) عیارہ پختہ      بے چارہ (قنوجی) عیار، پختہ جنوں،  
جنون خام کارہ کہ از روی خام کار، جو اپنے مذہب کی رو سے  
کیش خویش کور و کربل      اندھا، بہرا بلکہ اینٹ پتھر، بلکہ ان سے  
خشت و حجر بلکہ از انہم      بھی بدتر ہو چکا ہے، اس خیال سے کہ  
بتر شدہ است بتصور اینکہ      میں جو کچھ لکھ دوں گا عام مسلمان اس پر  
من ہر چہ خواہم نگاشت      اعتماد کر لیں گے، جو کچھ شکم میں رکھتا تھا  
عامۂ مومنین بران اعتماد      زبان پر لایا، افسوس کہ یہ بے چارہ جس  
خواہند ساخت ہر چہ در      نے اس باب میں کئی رات مشقت جھیلی  
شکم داشت از دہان برآورد      ہم لوگوں نے اس کی رعایت نہ کر کے  
افسوس کہ ما مردمان      اس کی تغلیط ظاہر کردی تو یہ معاملہ طشت  
رعایت این بیچارہ کہ شبہا      از بام ہو گیا۔

(☆) (ارقام نجومیہ میں ۱۳۸ کو حلق لکھتے ہیں جس کا عکس حلق ۱۲ منہ (م)

دریں باب محنت کشیدہ نہ  
کردہ تغلیظ وے ظاہر  
کردیم پس این معاملہ  
طشت از بام شد۔

والحمد لله رب العالمین وقیل بعد اللقوم الظالمین۔  
اور ساری تعریف اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا رب ہے اور کہا گیا ہلاکت  
ہو ظالموں کیلئے۔

**جواب پنجم:** فرض کیا کہ وہ معتزلہ نہیں مشائخ اہلسنت ہی ہیں مگر یہ مسئلہ کچھ فقہیہ  
نہیں، صاحب مائتہ مسائل کو اقرار ہے کہ فقہ سے جدا متعلق بہ اخبار ہے، سائل نے  
سوال کیا تھا:

سماعت موٹی کلام احیا در مردوں کا، زندوں کا کلام سننا شریعت  
شرح جائز است یا گناہ کدام میں جائز یا گناہ، کون سا گناہ؟  
گناہ؟

آپ اُس کے جواب میں اظہار علم فرماتے ہیں کہ:

عادت و تکیہ کلام سائل سائل کی عادت اور تکیہ کلام یہ ہے کہ ہر  
آنست کہ در ہر جامی پرسد جگہ پوچھتا ہے جائز ہے یا گناہ؟ کون سا  
جائز است یا گناہ کدام گناہ۔ گناہ؟ یہاں ان الفاظ سے سوال  
درین مقام پرسیدن باین مناسب نہیں اس لئے کہ جواز اور گناہ

عبارت نمی سزد زیرا کہ افعال و اعمال میں ہوتا ہے اور یہ اخبار جواز و گناہ در افعال و اعمال سے متعلق ہے کہ یہ امر ثابت ہے یا مرے شود و این متعلق باخبار نہیں؟ ملخصاً است کہ این امر ثابت است یا

نہ۔ ملخصاً (1)

اور جب مسئلہ علم فقہ سے ہے ہی نہیں تو حنفیت و شافعییت کی تخصیص یا تقلید، بعض یا اکثر مشائخ سے اُسے تعلق یعنی چہ۔ متعلق باخبار ہے اخبار و احادیث کے خلاف غیر ماخذ سے اخذ کیا معنی، غرض تمہید یہ اٹھا کر برخلاف نصوص صریحہ، احادیث صحیحہ جواب یوں دینا: پس جواب این ست کہ نزد اکثر حنفیہ سماعت موتی نزدیک سماع موتی ثابت نہیں۔ ثابت نیست۔

اور پھر اُس میں بھی تصریحات جلیلہ اصل ماخذ کے مقابل یہ توسع کہ: چنانکہ از کافی و فتح القدير جیسا کہ کافی، فتح القدير حاشیہ ہدایہ سے حاشیہ ہدایہ صراحةً و اشارهً صراحةً و اشارهً کہ قریب بتصریح است معلوم می شود۔ ملخصاً۔ (3)

(1) (مائة مسائل، مسئلہ 26، ص 61)

(2-3) (تفهيم المسائل، عدم سماع موتی از كتب حنفیہ، ص 73)

محض بے جا و بے محل واقع ہوا، اس جواب کی طرف بھی تصحیح المسائل میں اشارہ فرمایا:

حيث قال ودر حقيقت اين جيسے فرمایا: در حقيقت یہ مسئلہ علم فقہ سے  
مسئلہ از علم فقہ ہم نیست بھی نہیں جیسا کہ مجیب نے اسی مقام پر  
چنانچہ مجیب نیز دریں جا اقرار کیا ہے۔

اقرار نمودہ۔

**اقول:** صدر کلام میں واضح ہو چکا کہ یہ کلام ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں، استدلال مسئلہ منصوصہ میں طبع آزمائی مشائخ ہے، فقیہات میں ائمہ کرام کے بعد مشائخ اعلام کی تقلید بھی علی الرأس والعین کہ:

علینا اتباع ما رجحوه وصحوه ہمارے ذمہ اسی کا اتباع ہے جسے ان  
حضرات نے رائج و صحیح قرار دیا، جیسے وہ  
اپنی زندگی میں ہمیں فتویٰ دیتے تو  
ہماری ذمہ داری یہی ہوتی۔

مگر ع

ہر سخن نکتہ و ہر نکتہ مکانے دارد  
(ہر بات میں کوئی نکتہ اور ہر نکتہ کا کوئی موقع ہوتا ہے۔)

موافق مخالف سب اہل عقول کا قدیمی معمول کہ ہر فن کی بات اُسی کی حد تک محدود و مقبول، تحقیق حلال و حرام میں فقہ کی طرف رجوع ہوگی، اور صحت و ضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف، طبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے، نہ نحوی طلب سے، علماء

فرماتے ہیں شروح حدیث میں جو مسائل فقہیہ کے خلاف ہوں مستند نہیں، بلکہ تصریح فرمائی کہ خود اصول فقہ کی کتابوں میں جو مسئلہ خلاف کتب فروع ہو معتمد نہیں، بلکہ فرمایا جو مسئلہ کتب فقہ ہی میں غیر باب میں مذکور ہو مسئلہ مذکور فی الباب کا مقدم نہ ہوگا کہ غیر باب میں کبھی تساہل راہ پاتا ہے

وقد بیننا کل ذلك فی رسالتنا یہ سب ہم نے اپنے رسالہ فصل القضاء المبارکۃ ان شاء اللہ تعالیٰ فصل فی رسم الافتاء میں بیان کیا ہے جو القضاء فی رسم الافتاء بابرکت ہے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

تو جو فرق مراتب گما کر خلطِ بحث کرے جاہل ہے یا غافل ذاہل، برزخ و معاد امور غیبیہ ہیں۔ جن میں قیاس و اجتہاد کو دخل نہیں، اُن کا پتا تو نبی امین الغیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے ارشاد سے چل سکتا ہے نہ مشائخ کی رائے سے، بلکہ علمائے کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں۔ اللہ کو ایک، رسول کو سچا، جنت و نار کو موجود، سوال و عذاب و نعیم قبر کو حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض اُن کے اعتبار پر مان لیا ہے۔

ہاں عقائد میں کتاب و سنت و اجماع اُمت و سوادِ اعظم اہلسنت کا اتباع ہے

اس لئے کہ خدا و رسول نے ہمیں بتا دیا کہ اجماع ضلالت پر ناممکن اور سوادِ اعظم کا خلاف ابتداء ہے۔ اب کتاب مجید دیکھئے تو بلاشبہ ثابت فرما رہی ہے کہ رُوح میت نہیں، رُوح بے ادراک نہیں، رُوح کے ادراک بدن پر موقوف نہیں، رُوح فنائے بدن کے بعد باقی و مدہرک رہتی ہے۔ برخلاف ان عبارات مشائخ کے، جنہیں تم نے رُوح پر عمل کر کے صریح کتاب اللہ کے خلاف کر دیا۔ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سنیے تو کیسی صریح و صحیح و جلیل و جزیل حدیثیں سماع موتی ثابت فرما رہی ہیں۔  
 جنہیں سن کر پتھر بھی موم ہو جائے۔ اجماع مانگئے تو اُس کی نقول اوپر منقول۔  
 سوادِ اعظم درکار تو اُس کا نمونہ مقصدِ سوم سے آشکار۔ یارب! پھر خلاف کی طرف راہ  
 کدھر، بھلا یہ تو برزخ و معاد کا مسئلہ ہے جن کیلئے کوئی فصل و باب کتب فقہ میں نہ پائیے  
 گا کہ وہ بحثِ فقیہ سے یکسر جدا ہیں، کسی قول یا فعل کا موجب کفر ہونا تو خود افعال  
 مکلفین ہی سے بحث ہے، اُس کے بیان کو کتب فقہ میں ”باب الردۃ“ مذکور اور صداہا  
 اقوال و افعال پر انہی مشائخ کے بے شمار فتوائے کفر مسطور، مگر محققین محتاط تارکین  
 تفریط و افرادِ با آنکہ سچے دل سے حنفی مقلد اور ان مشائخ کرام کے خادم و معتقد ہیں،  
 زینہار اُن پر فتویٰ نہیں دیتے اور حتی الامکان تکفیر سے احتراز رکھتے بلکہ صاف فرماتے  
 ہیں کہ اگر کوئی روایت ضعیفہ اگرچہ دوسرے ہی مذہب کی دربارہ اسلام مل جائے گی  
 اُسی پر عمل کریں گے اور جب تک تکفیر پر اجماع نہ ہو لے کافر نہ کہیں گے، وہی درمختار  
 جس میں امانحن فعلینا اتباع مارحجۃ (1) (الخ) تھا اُسی میں ہے:

الفاظہ تعرف فی الفتاویٰ بل	یعنی الفاظ کفر کتب فتاویٰ میں معروف
افردت بالتالیف مع انه لا یفتی	ہیں بلکہ اُن کے بیان میں مستقل
بالکفر بشی منها الا فیما اتفق	کتابیں تصنیف ہوئیں، اُس کے ساتھ
المشائخ علیہ کما سیجئ قال فی	ہی یہ کہ اُن میں سے کسی کی بناء پر فتویٰ
البحر وقد الزمت نفسی ان لا	کفر نہ دیا جائے گا مگر جہاں سب مشائخ
افتی بشی منها۔	کا اتفاق ثابت ہو جیسا کہ



عنقریب کلام مصنف میں آتا ہے، بحر  
الرائق میں فرمایا: میں نے اپنے اوپر  
لازم کر لیا ہے کہ اُن میں سے کسی پر  
فتویٰ نہ دوں (1)

تنویر الابصار میں ہے:

لا یفتی بکتفیر مسلمہ امکن  
حمل کلامہ علی محمل حسن اوکان  
فی کفرہ خلاف ولو روایۃ  
ضعیفۃ۔ (2)

کسی مسلمان کے کفر پر فتویٰ نہ دیا  
جائے جبکہ اُس کا کلام اچھے پہلو پر اُتار  
سکیں یا کفر میں خلاف ہو، اگرچہ ضعیف  
ہی روایت ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

قَالَ الْحَيُّ الرَّمْلِيُّ: أَقُولُ وَلَوْ كَانَتْ  
الرِّوَايَةُ لِغَيْرِ أَهْلِ مَذْهَبِنَا، وَيَدُلُّ  
عَلَى ذَلِكَ اشْتِرَاطُ كَوْنِ مَا يُوجِبُ  
الْكُفْرَ مُجْمَعًا عَلَيْهِ. (3)

یعنی علامہ خیر الدین رملی استاد صاحب  
دُر مختار نے فرمایا اگرچہ وہ روایت  
دوسرے مذہب مثلاً شافعیہ یا مالکیہ کی  
ہو اس لئے کہ تکفیر کیلئے اُس بات کے کفر  
ہونے پر اجماع شرط ہے۔

یہ علامہ بحر صاحب بحر و علامہ خیر رملی و مدق علانی دربارہ تقلید جیسا تصلب شدید حق و

(1) (الدر المختار و باب المرتد، 280.281\1)

(2) (الدر المختار فی شرح تنویر الابصار، باب المرتد، 281\1)

(3) (رد المحتار علی الدر المختار، باب المرتد، 230\4)

سدید رکھنے والے ہیں، اُن کی تصانیف جلیلہ بحر و اشباہ و رسائل زینیہ و درو فتاویٰ خیرہ وغیرہا کے مطالعہ سے واضح مگر یہاں اُن کے کلمات دیکھئے کہ جب تک اجماع نہ ہو فتوائے مشائخ پر عمل نہ کریں گے، ہم نے التزام کیا ہے کہ اُس پر فتویٰ نہ دیں گے تو وجہ کیا وہی کہ یہ بحث اگرچہ افعال مکلفین سے متعلق ہے مگر فقہ کا دائرہ تو حیثیت حلال و حرام تک منتہی ہو گیا، آگے کفر و اسلام، اگرچہ یہ اعظم فرض وہ اخبث حرام، مگر اصالتہً اس مسئلہ کا فن علم عقائد و کلام، وہاں تحقیق ہو چکا ہے کہ جب تک ضروریات دین سے کسی شے کا انکار نہ ہو کفر نہیں تو اُن کے غیر میں اجماع ہرگز نہ ہوگا، اور معاذ اللہ اُن میں سے کسی کا انکار نہ ہو تو اجماع رُک نہیں سکتا، لہذا تمام فتاویٰ و نقول سے قطع نظر کر کے مسائل اجماعیہ میں حصر فرما دیا۔ جب یہاں یہ حال ہے تو ہمارا مسئلہ جس میں نہ فعل مکلف نہ حلت و حرمت بلکہ ایک امر برزخ کے ثبوت و عدم ثبوت کی بحث ہے کیوں کتاب و سنت و اجماع اُمت و سوادِ اعظم ساداتِ ملت سے منقطع ہو کر مرہون نقول بعض کتب فقہیہ ہونے لگا، و هذا هو حق التحقيق والحق احق بالتصديق - (یہی حق تحقیق ہے اور حق اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی تصدیق کی جائے۔)

### جواب ششم

**اقول:** سب جانے دو، یہ بھی مانا کہ قولِ مشائخ یہاں حجت اور فی نفسہ قابلِ قبول و متابعت ہے، اب اس سے زیادہ تو تنزل کا کوئی درجہ نہیں تاہم ہم پر اُس سے احتجاج اصلاً موجب نہیں، کسی دلیل کافی نفسہ کافی و صالح تعویل ہونا اور بات، اور اُس سے ثبوت و اتمام حجت ہونا اور مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے نامقبول، حدیث صحیح آحاد حجت شرعیہ ہے مگر اجماع کے سامنے غیر معمول، و علیٰ ہذا القیاس، ولہذا حدیث

کی صحت حدیثی و صحت فقہی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جس کی تحقیق انیق فقیر کے

رسالہ الفضل (☆) الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فہو

مذهبی میں ہے، ان مشائخ کے اگر یہ قول ہیں تو صد ہا اکابر اعلام کے ارشادات

جلیلہ ہماری طرف ہیں، جن کا ایک نمونہ مقصد سوم نے ظاہر کیا اور ان میں اجلہ ائمہ و

مشائخ و علمائے حنفیہ بھی ہیں، تم نے پانچ متاخرین کے قول ذکر کئے ہم نے پچاس

سے زائد ائمہ و علمائے حنفیہ مجتہدین فی المذہب و فقہاء النفس و عمائد محققین سلف و خلف

کے ارشادات دکھادیے جن میں خود ان پانچ سے بھی امام نسفی و امام عینی و امام ابن

الہام شامل، اُدھر اگر ایک کتاب میں اکثر مشائخنا کا لفظ لکھا ہے تو ادھر متعدد کتب میں

اجماع اہلسنت مذکور ہوا ہے، اب دو (2) راہیں ہیں، تطبیق و ترجیح۔ ان میں تطبیق ہی

اولیٰ و اول اور بتصریح علماء حتیٰ الوسع اُسی پر معول، اسے اختیار کیجئے تو بحمد اللہ سبیل واضح

ہے کہ اثبات سماع روح کیلئے ہے اور انکار سماع بدن پر محول، اس کی تقریر اور اس کے

منافع و فوائد کی تذکیر جواب اول میں مفصلاً تحریر اور اگر توفیق توفیق بھی نہ ملے تو بہت

خوب باب ترجیح کھلے، یوں بھی باذنہ تعالیٰ میدان ہمارے ہی ہاتھ رہے گا۔

اولاً: ہماری طرف احادیث کثیرہ ہیں تمہاری طرف ایک بھی نہیں، کتنی حدیثوں میں

(☆) (اس کا سوال شہر ارکاٹ سے آیا تھا لہذا تاریخی لقب "اعز النکات بجواب سوال

ارکات" ہے۔ یہ رسالہ غیر مقلدوں کے اُس مشہور مغالطہ کے ردِ بلغ میں ہے کہ امام اعظم نے خود

فرمادیا ہے جب حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے، ایک غیر مقلد نے یہ اعتراض بہت

طمطراق سے چھاپا اور حنفیہ سے طالب جواب ہوا یہاں بھی وہ پرچہ بھیجا جس کے جواب میں

بفضلہ تعالیٰ یہ مختصر و نافع رسالہ تحریر ہوا۔ ۱۲ منہ (م)

سن چکے کہ:

"ان الہیت لیسع" بے شک مردہ سنتا ہے۔

یہ بھی حدیث میں آیا کہ "الہیت لا یسع" مردہ نہیں سنتا۔

اور یہی علماء تصریح فرماتے ہیں کہ:

لَا یُعَدِّلُ عَنِ الدِّرَایَةِ مَا وَافَقَتْهَا      درایت سے عدول نہ ہوگا جب کوئی  
رِوَایَةٌ کما فی الغنیة ورد المحتار      روایت بھی اس کے موافق ہو، جیسا کہ  
(1) غنیۃ ورد المحتار میں ہے۔

**ثانیاً:** رُوح کی موت و بے ادراکی اور اُس کے ادراکات کا جسم پر توقف کہ  
تمہارے طور پر مفاد کلام مشائخ ہے کتاب اللہ کے خلاف و معارض ہے۔

**ثالثاً:** اجماع اہلسنت کے منقض ہے۔

**رابعاً:** خود اُن کا کلام مضطرب و متناقض ہے۔

**خامساً:** بوجہ قاہرہ مجروح و مرجوح ہے۔

**سادساً:** حمل علی البدن نہ مانو تو محتمل تو ہے اور محتمل صالح معارضہ نہیں۔

**سابعاً:** اگر کوئی حدیث اثبات سماع میں نہ ہوتی تو سلام خود مخصوص و مجمع علیہ ہے

اور کلام کا ظاہر سے صرف وعدول باجماع علماء مردود و مخذول۔

**ثامناً:** تم خود مان چکے کہ مُردے زائرِوں کا سلام سنتے ہیں (ماۃ مسائل جواب سوال ۱۹)

(1) (رد المحتار علی الدر المختار، مقدمة، 71\1، و واجبات الصلاة، 464\1،

وسجود السهو، 82\2، والرضاع، 222\3، ومنحة الخالق علی حاشیة البحر الرائق

، المخرجات بسبب الرضاع، 243\3، فیہما: لَا یُعَدِّلُ عَنِ الدِّرَایَةِ إِذَا وَافَقَتْهَا رِوَایَةٌ)

پھر ثبوت سماع موتی میں کیا محل کلام رہا جب قوت سماع حاصل اور خود خارج کی آواز سننا سمجھنا ثابت تو آواز آواز سب ایک سی اور فرق تحکم باطل و علی التزل یہ ایجاب جزئی اُس سلب کلی مشائخ کا ضرور نقیض و مبطل، تو جس کلام کو خود باطل مان چکے اُس سے استناد ہوس عاقل۔

**تاسعاً:** بحث ایک امر کے وجود و عدم نفس الامری میں ہے وہ مشائخ نافی اور یہ ائمہ مثبت ہیں، مثبت مقدم۔

**عاشراً:** اگر بالفرض دونوں پلے ہر طرح برابر ہوں تو امر مستوی رہا، اور سماع ماننے میں نفع بے ضرر ہے کہ جب مردوں کو مدرک جانیں گے قبور کے پاس کلام بے جا سے باز رہیں گے، افعال منکرہ سے حیا کریں گے اور پتھر جانا تو بے باک ہوں گے، یوں بھی انکار سماع میں ضرر و اندیشہ خیر ہے اور اثبات سماع محض نفع و خیر ہے۔

ختم الله تعالى لنا على محض نفع  
والحمد لله رب العالمين و صلى  
الله تعالى على سيدنا محمد آله  
وصحبه اجمعين آمين۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ محض نفع و خیر پر  
کرے اور ہر ضرر و نقصان سے ہمیں  
بچائے۔ اور سب خوبیاں اللہ کیلئے جو  
سارے جہانوں کا رب ہے۔ اور اللہ  
تعالیٰ ہمارے آقا حضرت محمد اور ان  
کے تمام آل و اصحاب پر درود نازل  
فرمائے۔ الہی قبول فرما۔

وہ تین جواب ان کے صغریٰ پر عائد تھے، یہ تین ان کے کبریٰ پر وارد۔

اور اوپر گزارش ہو چکا کہ یہ ارخاے عنان ہے۔ حق تحقیق و حقیقت حق جواب اول

سے عیاں ہے۔ والحمد لله رب العالمین۔

فقیر نے اس مسئلہ یمین و کلام اُم المومنین کے متعلق بحث کو زیرِ حدیث (45) و حدیث (51) بشرط جواب مولوی مجیب صاحب دور آئندہ پر محمول رکھا تھا، مگر اللہ عزوجل دارین میں جزائے خیر وافی و وافر عطا فرمائے مولانا المکرم ذی الفضل و الکرم، ناصر سنن، کاسرِ فتن، محب دین متین، صدیقنا مولوی محمد عمر الدین سنی حنفی قادری مجیدی نزیل بمبئی سلمہ اللہ تعالیٰ کو کہ اس بحثِ نفیس و جلیل و مہم کی تحریر و تحجیر پر مصر ہوئے جس کے باعث ہنگام طبع کتاب دونوں مقام مذکور میں ان مباحث کی طرف عود کے وعد بڑھائے گئے، خیال تھا کہ ایک آدھ جز لکھ دیا جائے گا جو مقصدِ سوم کی کسی فصل میں بطور فائدہ اندراج پائے گا۔ طبیعتِ علیل، ذہنِ کلیل، مدتِ معالجاتِ طویل، جس کے سبب قوتِ ضعف معاذ اللہ تاحدِ تعطیل۔ بالاسنہ نام فرصتِ معدوم و قلیل، روزانہ امصار و اقطار سے ورود فتاوایں کثیر و جزیل، مگر جب لکھنا آغاز ہوا بارگاہِ واہب الفیض عز جلالہ سے در فیوض باز ہوا، بحمد اللہ تعالیٰ وہ جواہرِ عالیہ و زواہرِ عالیہ عطا ہوئے کہ فقیر حقیر کی حیثیت و لیاقت سے بدرجہا وراثتھے لہذا اس تذیلِ جلیل کو رسالہ

مستقلہ کیا اور بلحاظِ تاریخ **الوفاق المتین بین سماع الدفین و جواب**

**الیمین** لقب دیا جو بانصاف بے اعتساف اسے دیکھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ بدلِ صاف شہادت دے گا کہ مسئلہ یمین آج حل ہوا جسے مخالف موافق، موافق مخالف سمجھا کرتے تھے، اُس کا عقدہ اب مغل ہوا، جن کلمات کو مخالفین اپنی دلیل بنایا کرتے، اب وہ کلمے خود انہی کو ذلیل بنائیں گے، جن اقوال کو موافقین محتاجِ جواب سمجھے اب انہی کو اپنی دلیل بنائیں گے اور اس کے ساتھ بفضلہ تعالیٰ تفہیم السائل کی ساری بالا

خوانیاں بھی نیچی پڑیں، صبح سنت شرق حق سے چمکی، باطل کی ظلمتیں دھواں بن کر اُڑیں۔

یہ سب بحمد اللہ تعالیٰ ادنیٰ تصدیق کفش برداری اعلیٰ حضرت سید العلماء المحققین، سند الفضلاء المدققین، حامی السنن، حاجی الفتن، حجة الخلف، بقیۃ السلف، اعلم علماء العالم، سیدنا الوالد الماجد المکرم حضرت مولانا محمد تقی علی خاں صاحب حنفی قادری برکاتی وکترین برکات خاک بوسی آستان فیض نشان اقدس حضرت امام العرفاء الکاملین، سنام الاولیاء الواصلین، بدر الطریقه، بحر الحقیقه، جبر الشریعه، اقوی الذریعه، سیدی و مولای و مرشدی و کنزی و ذخری لیومی و غدی حضور سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ عنہما و اتم نورہما و نور قبورہما و قدس سرہما و اعاد علینا فی الدارین برکاتہما و رزقنا بمنہ برہما آمین الہ الحق امین (اللہ تعالیٰ دونوں حضرات سے راضی ہو اور ان کا نور کامل فرمائے، ان کی قبروں کو منور کرے، دارین میں ہمارے اوپر ان کی برکتیں عائد فرمائے اور اپنے کرم سے ہمیں ان کی فرمانبرداری نصیب کرے، قبول فرمائے الہ برحق قبول فرما۔) ہے و الحمد للہ رب العالمین۔

جو اہلسنت ان حروف سے نفع پائیں مامول کہ دونوں حضرات عالیہ کو ایصالِ ثواب فاتحہ فاتحہ سے شاد فرمائیں اور اس فقیر حقیر اور مولانا مولوی محمد عمر الدین صاحب موصوف کو کہ اس نفیسہ جلیلہ کے محرک تالیف اور الدال علی الخیر کفاعلہ (خیر کی راہ بتانے والا اُسی کی طرح ہے جو خیر کو عمل میں لانے والا ہے۔) کے مصداق منیف ہوئے اور عالی ہمتانِ زمنِ محبانِ دین و سنن حاجی اسحاق آدم صاحب صباغِ پلبدری و



حاجی ابو حاجی حبیب صاحب پلبندری میمن ایمن حفظہا اللہ تعالیٰ عن الفتن  
والبحن کوجن کی ہمت بلند سے اصل کتاب اور جامع فضائل، جامع رزائل مولانا  
مولوی محمد اسماعیل صاحب قادری نقشبندی شاذلی سلمہ العلی الولی کوجن کی سعی جمیل سے  
یہ اجزائے تزییل جلیل منطبع اور اہلسنت ان جواہر دینیہ سے منتفع ہوئے، دعائے عفو و  
عافیت و خیر و برکات دنیا و آخرت سے یاد فرمائیں۔

صحیح حدیث میں ہے: پس پشت اپنے بھائی مسلمان کیلئے دُعا پر ملائکہ کہتے ہیں آمین  
ولک بمثلہ تیری یہ دُعا قبول اور اس کے مثل تجھے بھی حصول والحمد لله رب  
العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔  
الحمد لله! آج اس رسالہ سے تصانیف فقیر کا عدد ایک سو اسی (180) ہوا اکرم الاکریم  
جل جلالہ قبول فرمائے اور فقیر حقیر و اہلسنت کے لیے دارین میں حجت نجات بنائے آمین  
!حسن اتفاق یہ کہ یہ رسالہ سمع ارواح کے باب میں ہے۔ اور شمار تصانیف میں ایک سو اسی  
اور اسمائے الہیہ میں صفت سمع پر دال اسم پاک سمیع ہے۔ اُس کے عدد بھی یہی۔

نسئل السميع ان يسمع دعواتنا ويستر عوراتنا ويؤمن روعاتنا  
ويقضى حاجاتنا ويغفر سيئاتنا ويصلي ويسلم ويبارك على سيدنا  
الكريم النبي المبكين محمد وآله وصحبه اجمعين، كان ذلك ليوم هو اول  
(☆) نصف الآخر من آخر النصف الاول من اول النصف الآخر من  
العشر الثانية من المائة الرابعة من الالف الثاني من هجرة سيد

(☆) (یہ اجتماع بھی حسن اتفاق سے ہے ہزار دوم کی صدی چہارم کا عشرہ دوم ۱۳۱۱ھ کے شروع  
سے ۱۳۱۶ھ کے آغاز تک ہے اور اس عشرہ کے نصف اخیر کا اول ابتدائے ۱۳۰۶ھ اور سال کے



المرسلین مولی الامال ومولی الامانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و  
 بَارک علیہ و علی آلہ وصحبہ وذریۃہ وجزبہ وعیالہ قدر حسنہ وجمالہ و  
 جودہ ونوالہ آمین آمین. والحمد لله رب العالمین سبحانک اللہم  
 وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفر واتوب الیک سبحان ربک رب  
 العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین. والحمد لله رب العالمین۔

رب سمیع سے سوال ہے کہ ہماری دُعا ئیں سن لے، ہمارے عیوب چھپائے، ہمارے خوف کی  
 چیزوں کو امن دے، ہماری حاجتیں پوری فرمائے، ہمارے گناہ مٹائے، اور ہمارے کریم آقا  
 بزرگ نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی سب آل واصحاب پر درود و سلام اور برکت  
 نازل فرمائے، یہ اُمیدوں کے عطا فرمانے والے، آرزوؤں کے مولا، حضرت سید المرسلین کی  
 ہجرت کے ہزارہ دوم کی چوتھی صدی کے دوسرے عشرے میں سے نصف آخر کے اوّل  
 (۱۳۱۶ھ) میں سے نصف اوّل کے ماہ آخر (جمادی الآخرۃ) کے نصف آخر کے روز اوّل  
 (۱۶) کو ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان پر درود و سلام اور برکت نازل فرمائے اور ان کی آل، اصحاب،  
 اولاد، جماعت اور عیال پر بھی، ان کے حسن و جمال اور جود و نوال کے بقدر قبول فرما۔ اور تمام  
 تعریف اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اے اللہ! تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی  
 بیان کرتا ہوں، اور شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری بارگاہ میں توبہ و  
 استغفار کرتا ہوں، پاکی ہے تیرے رب کے لئے جو عزت کا مالک ہے، ان باتوں سے جو وہ  
 بناتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر، اور تمام حمد اللہ کیلئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

== نصف اوّل کا نصف اوّل اخیر ماہ جمادی الآخر اُس کے نصف اخیر کا اوّل تاریخ ۱۶ تو حاصل

یہ ہوا کہ ۱۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۶ ہجریہ قدسیہ علی صاحبہا الصلاۃ والتحیہ آمین، ۱۲۔)

# قَصِيدَةُ بُرْدَةِ شَرِيف

از: شیخ العرب العجم امام محمد شرف الدین بوصیری مصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ

مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا  
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ

اے میرے مالک و مولیٰ درود و سلامتی نازل فرما ہمیشہ ہمیشہ تیرے پیارے حبیب پر جو تمام مخلوق میں افضل ترین ہیں۔

مُحَمَّدُ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْثَّقَلَيْنِ  
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سردار اور پلہا ہیں دنیا و آخرت کے اور جن و انس کے اور عرب و عجم دونوں جماعتوں کے۔

فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خُلُقٍ وَفِي خُلُقٍ  
وَلَمَّا نُوِّهَ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

آپ ﷺ نے تمام انبیاء علیہم السلام پر حسن و اخلاق میں فوقیت پائی اور وہ سب آپ کے مراتب علم و کرم کے قریب بھی نہ پہنچ پائے۔

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ مُلْتَمِسُ  
غُرْفَاتٍ مِنَ الْبَحْرِ أَوْ رُشْفَاتٍ مِنَ الدَّيْعِ

تمام انبیاء علیہم السلام آپ ﷺ کی بارگاہ میں ملتس ہیں آپ کے دریائے کرم سے ایک چلو یا بارانِ رحمت سے ایک قطرے کے۔

وَكُلُّ أَيْتِي الرُّسُلِ الْكِرَامِ بِهَا  
فَإِنَّمَا اتَّصَلْتُ مِنْ نَوْرِهِ بِهِمْ

تمام معجزات جو انبیاء علیہم السلام لائے وہ دراصل حضور ﷺ کے نور ہی سے انہیں حاصل ہوئے۔

وَقَدْ مَتَّكَ جَبِيعُ الْأَنْبِيَاءِ بِهَا  
وَالرُّسُلِ تَقْدِيمَ مُحَمَّدٍ عَلَى خَدَمِ

تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ ﷺ کو (مسجد اقصیٰ میں) مقدم فرمایا خدوم کو خادموں پر مقدم کرنے کی مثل۔

بُشْرَى لَنَا مَعَشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّا لَنَا  
مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مِنْهُمْ

اے مسلمانو! بڑی خوشخبری ہے کہ اللہ ﷻ کی مہربانی سے ہمارے لئے ایسا ستون عظیم ہے جو کبھی گرنے والا نہیں۔

فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا  
وَمِنْ عُلُومِكَ عَلَمُ الْلُّوحِ وَالْقَلَمِ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کی بخششوں میں سے ایک بخشش دنیا و آخرت ہیں اور علم لوح و قلم آپ ﷺ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللَّهِ نَصْرَتُهُ  
إِنْ تَلَقَّهِ الْأُسْدُ فِي أَجَامِهَا تَجِمُ

اور جسے آقائے دو جہاں ﷺ کی مدد حاصل ہو اسے اگر جنگل میں شیر بھی ملیں تو خاموشی سے سرجھکالیں۔

لِنَادَعَا اللَّهَ دَاعِيَنَا لِطَاعَتِهِ  
بِأَكْرَمِ الرُّسُلِ كُنَّا أَكْرَمَ الْأُمَمِ

جب اللہ ﷻ نے اپنی طاعت کی طرف بلانے والے محبوب کو اکرم الرسل فرمایا تو ہم بھی سب امتوں سے اشرف قرار پائے۔

# سَلامِ رَحْمَتِ

از: امام اہلسنت مجتہدین ہدایت حضرت علامہ مولانا مفتی قاری حفظہ  
امام احمد رضا محقق، محدث قادری، برکاتی، جعفری، بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مُصطفیٰ جَانِ رَحْمَتِ پَہ لاکھوں سَلام  
شعِ بزمِ ہدایت پَہ لاکھوں سَلام

مہرِ چرخِ نبوت پَہ روشن دُرود  
کُلِّ بارِغِ رسالت پَہ لاکھوں سَلام

شبِ اسری کے دُولہا پَہ دائم دُرود  
نوشۂ بزمِ جنت پَہ لاکھوں سَلام

صاحبِ رجعت شمس و شق القمر  
نائبِ دستِ قدرت پَہ لاکھوں سَلام

حجرِ اسود و کعبۂ جَانِ ودل  
یعنی مہرِ نبوت پَہ لاکھوں سَلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا  
اس جبینِ سعادت پَہ لاکھوں سَلام

فتحِ بابِ نبوت پَہ بے حد دُرود  
ختمِ دورِ رسالت پَہ لاکھوں سَلام

مُجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں نہ  
مُصطفیٰ جَانِ رَحْمَتِ پَہ لاکھوں سَلام

August-2018

اہلسنت وجماعت کا قرآن و سنت کا عظیم ادارہ۔

# مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی

جہاں اسلامی اور عصری علوم کا عظیم امتزاج

## مختصر تعارف

شعبہ ناظرہ: 200

شعبہ حفظ: 145

شعبہ تجوید: 11

درس نظامی: 105

طلباء

اور انہی شعبہ جات میں سے 400 سے زائد طلباء اسکول کی تعلیم انٹر تک حاصل کر رہے ہیں نیز کم و بیش 100 طلباء مدرسہ میں رہائش پذیر ہیں جن کے طعام و قیام اور میڈیکل کا خرچہ مدرسہ برداشت کرتا ہے۔

شعبہ حفظ و ناظرہ: 14 اساتذہ شعبہ درس نظامی و تجوید: 10 اساتذہ

شعبہ عصری علوم (اسکول): 11 اساتذہ

چوکیدار: 2

خادم: 4

باورچی: 2

مدرسہ  
کاسٹاف

کل طلباء کم و بیش 461 اور پورا اسٹاف 43 افراد پر مشتمل ہے۔

## مرکز العلوم الاسلامیہ اکیڈمی میٹھادر کراچی پاکستان

DONATION

HABIB BANK LTD. BARNES STREET BRANCH  
ACC TITLE: MARKAZ UL ALOOM ISLAMIA (TRUST)  
ACC NO: 00500025657003 - branch code: 0050

f @markazulloom

▶ waseem ziyai

www.waseemziyai.com





(انٹرنیشنل)

بِرِّ احْلَمْ دَانِش